خواتین کے لیے صاف ستھرا تفریحی ادب
ماہنامہ
آنچل
کراچی
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

اِس شمارے میں

ابتدائیہ

دانش کدہ

ہمارا آنچل

سروے

سلسلہ وار ناول

پبلشر مشتاق احمد قریشی پرنٹر جمیل حسن مطبوعہ ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی
دفتر کا پتا: 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی

سرورق: رُخسار...... آرائش: ماہ روز بیوٹی پارلر...... عکاسی: جنید خان

نئی کونپلیں

افسانہ

مکمل ناول

ناولٹ

سالگرہ اسپیشل

مستقل سلسلے

خط و کتابت کا پتا: ماہنامہ آنچل پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200 فون نمبرز 021-35620771/2
فیکس 021-35620773 کیلئے از مطبوعات نئے افق پبلی کیشنز ای میل info@aanchal.com.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان رسول کریم ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنی حکومت کسی عورت کے سپرد کردی ہو۔" (ترمذی۔نسائی)

سرگوشیاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اپریل ۲۰۱۳ء کا آنچل حاضرِ مطالعہ ہے۔

آنچل کی ۳۵ ویں سالگرہ مبارک ہو

الحمدللہ آنچل نے اپنی عمر کے 35 ویں سال میں قدم رکھ دیا ہے۔ یقیناً یہ آپ سب بہنوں کے لیے ایک خوشی کا لمحہ ہے اور ادارے کے تمام ساتھی آپ تمام قاری بہنوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آنچل کے اس سفر میں آپ کا تعاون، مدد قدم بقدم ساتھ رہا۔ میں امید کرتی ہوں کہ یہ تعاون ہمیشہ قائم رہے گا۔ ادارہ آنچل نے ہمیشہ آپ بہنوں کی آراء کی ناصرف قدر کی ہے بلکہ ہمیشہ آنچل کو سجانے سنوارنے میں آپ کے قیمتی مشوروں سے روشنی بھی حاصل کی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ کی طرح اپنے مشوروں، آراء اور تنقید سے ہمارا ساتھ دیتی رہیں گی۔ سالگرہ نمبر کیسا لگا کیسا رہا آپ کے تبصروں کا انتظار رہے گا۔ بہت ساری لکھاری بہنوں سے معذرت کہ خواہش کے باوجود ان کی خوب صورت تحریریں آنچل میں جگہ نہ پاسکیں کیونکہ صفحات کی قلت اور مہنگائی کا خوف آڑے آ گیا۔

چلتے چلتے آپ کو ایک خوش خبری بھی دیتی چلوں کہ مشتاق احمد قریشی صاحب کی پوتی اور طاہر احمد قریشی صاحب کی بیٹی جویریہ احمد جو آنچل کی معاون مدیرہ بھی ہیں 28 مارچ کو اپنے بابل کا آنگن سونا کر کے پیا دوار چلی جائیں گی۔ تمام بہنوں سے اس نئے جوڑے کی آبادی اور خوش بختی کی دعاؤں کی درخواست ہے میری دعا ہے کہ اللہ جویریہ بیٹی کو اپنے حفظ وامان میں چین وسکھ کے ساتھ، اس کی نئی زندگی جس میں وہ قدم رکھا ہی چاہتی ہے، کو خوشیوں سے بھر دے شاد وآباد کرے آمین۔

آنے والا شمارہ بھی سالگرہ نمبر دو ہوگا کیونکہ سالگرہ کے لیے بہت سی بہنوں کی تحریریں جو انہوں نے بڑی دل جمعی سے آپ کے لیے تحریر کی ہیں شائع کی جائیں گی۔

اس ماہ کے ستارے

"جھیل کنارہ کنکر" نازیہ کنول نازی "میرے پروں پر" عشنا کوثر سردار اور "عمل محبت، جز امحبت" فاخرہ گل کے مکمل ناول۔

"بھائی لوگ" نادیہ فاطمہ رضوی اور "مجھے ہے حکم اذاں" ام مریم کے بہترین ناولٹ۔

"یہ خواب جو کونپل ہے" طلعت نظامی "آنچل" حمیرا علی اور پہلی بار شریک محفل ہیں "اپریل فل" مہر گل اور "خوش فہمی" شمع مسکان افسانوں کے ساتھ۔

"سالگرہ مبارک" نزہت جبین ضیاء سالگرہ نمبر کے لیے خصوصی مضمون کے ساتھ شریکِ محفل ہیں۔

دعا گو قیصر آرا

حمد

نئے موسم اُگاتا ہے نئے منظر بناتا ہے
نظارے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا دکھاتا ہے

وہ ہے ہر چیز کا خالق وہ ہے ہر چیز کا مالک
زمیں شاداب کرتا ہے چمن میں گُل کھلاتا ہے

وہی بھرتا ہے تاریکی ازل سے شب کے دامن میں
وہ جس کے حکم سے سورج اُجالا لے کر آتا ہے

وہ ہے حاجت روا سب کا، نہیں اس کے سوا کوئی
وہی ہم کو کھلاتا ہے وہی ہم کو پلاتا ہے

ازل سے ہے وہ اچھی اور بُری تقدیر کا مالک
پڑے مشکل اگر کوئی ہمارے کام آتا ہے

وہ غالب ہے وہ قادر ہے، نہیں کوئی شریک اس کا
اکیلا ہی ازل سے وہ نظامِ کُل چلاتا ہے

نعت

دل اپنا شب و روز ہے قربانِ محمدؐ
پہچان فقط میری ہے پہچانِ محمدؐ

میں ڈھونڈ کے لاؤں بھی تو الفاظ کہاں سے
ہوسکتی نہیں مجھ سے بیاں شانِ محمدؐ

آگ ان کو جہنم کی کبھی چھو نہیں سکتی
جنت کے ہیں حق دار غلامانِ محمدؐ

قانونِ شریعت پہ ذرا چل کے تو دیکھو
ایمان کی عظمت ہے یہ قرآنِ محمدؐ

مہکیں گے ہر اک گھر میں توحید کے غنچے
سر سبز رہے گا یہ گلستانِ محمدؐ

محشر میں حکیمؔ اپنی شفاعت وہ کریں گے
صد شکر کہ میں بھی ہوں ثناء خوانِ محمد

(حکیم خان حکیمؔ)

درجوابِ آں

مدیرہ

آنچل کی پینتیسویں سالگرہ کا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے' آپ سب بہنوں کی محبتوں' عنایتوں اور تعاون ہی کی بدولت آج آنچل اس مقام پر ہے۔ آنچل کی طرف سے ہم ان تمام بہنوں کے تہہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے سالگرہ نمبر کے حوالے سے اپنی نگارشات کے ذریعے آنچل سے اپنے دلی جذبات واحساسات کی بھرپور عکاسی کی۔ اس سلسلے میں بہت سی بہنوں کے آرٹیکل بھی موصول ہوئے لیکن صفحات کی کمی کی بناء پر ہم ان سب بہنوں کے آرٹیکل شامل نہ کرسکے بہرحال ان کے یہ گراں قدر جذبات ہمارے لیے قابل تحسین ہیں' امید ہے کہ سب بہنیں آئندہ بھی آنچل کو سجانے سنوارنے میں اسی طرح پیش پیش رہیں گی اور ہم خصوصاً ان بہنوں کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔

کومل رباب' افضل' رابعہ اکرم' نادیہ اکرم' سدرہ شاہین' شازیہ فاروق' سمیرا انور' مدیحہ نورین آپ کے آرٹیکل ہمارے لیے کسی بھی قیمتی تحفے سے بڑھ کر ہیں۔

نازیہ کنول نازی...... ہارون آباد

ڈیئر نازیہ! سدا ہنستی مسکراتی رہو' محبتوں وچاہتوں سے بھرا آپ کا تحفہ "پتھروں کی پلکوں پر" موصول ہوا آپ کے پہلے طویل ترین ناول کی کتابی شکل میں شائع ہونے پر بہت بہت مبارک قبول ہو' آنچل کی پوری ٹیم آپ کی کامیابی کے لیے دل سے دعا گو ہے کہ آپ کا نام ادبی دنیا میں یونہی جگمگاتا رہے' آمین۔ بہنیں پتھروں کی پلکوں پر کتابی صورت میں مکتبہ القریش لاہور سے حاصل کرسکتی ہیں۔

حکیم خان حکیم...... ضلع اٹک

برادر محترم! سدا خوش رہیں' یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ بہت جلد آنچل کے قارئین اور ادبی دنیا سے تعلق رکھنے والے دیگر افراد آپ کے دوسرے شعری مجموعے "بارش کے بعد دھوپ" سے فیض یاب ہوں گے۔ یہ شعر ہی اس بات کی غمازی کررہا ہے کہ نہ صرف ذوق مطالعہ کی تسکین کا سبب بنے گا بلکہ اپنے خالق کو بھی ادبی دنیا میں ایک منفرد و لازوال مقام عطا کرے گا۔

بارش کے بعد دھوپ بڑی دلنشیں لگی
رونے سے اس کا اور بھی چہرہ نکھر گیا

آنچل کی طرف سے آپ کو پیشگی مبارک باد قبول ہو اور آسمان ادب کے درخشندہ ستاروں میں آپ کا شمار ہو' آمین۔

رشک حبیبہ...... کراچی

پیاری رشک! سدا ہنستی مسکراتی رہو' امتحانات میں شاندار کامیابی پر ڈھیروں مبارک باد قبول کرو۔ آپ کے افسانے بھی موصول ہوگئے ہیں' بہت جلد آنچل کے صفحات کی زینت بنیں گے' اتنی بدگمانی وناراضی اچھی نہیں ہوتی' پہلے مکمل ناول "تم میری کون ہو" کی اشاعت وکامیابی پر ڈھیر ساری داد ہماری طرف سے' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

عائشہ پرویز...... کراچی

ڈیئر عائشہ! سلامت رہو۔ آپ کا یہ خفا خفا سا انداز پسند آیا۔ چندا اتنی بدگمانی اچھی نہیں ہوتی' آپ نے خود ہی کہا ہے کہ لکھاریوں کی تعداد زیادہ ہے تو ایسے میں سب کو موقع دینے میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے پھر ناراضی کیوں؟ جہاں تک آپ کی شاعری کا سوال ہے تو وہ متعلقہ شعبے کو پہنچادی جاتی ہے رد وقبول کا فیصلہ وہیں طے پاتا ہے۔

دلکش مریم...... چنیوٹ

آپ کو کیا کہیں آپ تو نام سے ہی دلکش ہیں' آنچل کی سالگرہ آپ کو بھی مبارک ہو۔ ہماری طرف سے اس پیاری سی خالہ کو اپنے چھوٹے سے پیارے سے بھانجے کی آمد پر مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ محمد یوسف کو صحت وتندرستی کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ آپ کی شاعری معیاری تھی تو رد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شکریہ کی ضرورت نہیں ہے یہ چمن آپ سب سے ہی عبارت ہے' اس محفل کی رونق اور شان آپ لوگ ہی ہیں۔

تانی نایاب شازی...... ٹوبہ ٹیک سنگھ

تانی ڈیئر! سدا مسکراؤ' پہلی بار شرکت پر خوش آمدید' گھر والے بھی آپ کے فائدے کے لیے ہی کہتے ہیں ناں گڑیا! آپ اپنی پڑھائی کے بعد فرصت کے لمحات میں اپنا شوق پورا کرلیا کریں' امتحانات پر توجہ دیجیے آپ کی شاندار کامیابی کے لیے ہم بھی دعا گو ہیں۔

حمنہ سحر...... قصور

پیاری حمنہ! آپ کا شکوہ سر آنکھوں پر' تمام نگارشات متعلقہ شعبوں تک پہنچادی جاتی ہیں اچھی اور معیاری چیزیں اپنی جگہ خود ہی بنالیتی ہیں۔ ہم کوشش کریں گی آپ کی شکایت دور کرنے کی' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ' خوش رہیے۔

ماہا جاوید...... تحصیل گوجر خان

اچھی ماہا! شاد وآباد رہو۔ آپ کی کہانی مل گئی ہے ان شاء اللہ جلد ہی سالگرہ نمبر سے فراغت کے بعد پڑھ کر ان ہی صفحات پر آپ کو بتادیا جائے گا' ہم آپ کی رہنمائی کے لیے تہہ دل سے حاضر ہیں۔ آپ نے آنچل سے بہت کچھ سیکھا یہ جان کر خوشی ہوئی امید ہے آئندہ بھی آنچل آپ کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔

مہوش فدا...... کوٹلہ باغ' آزاد کشمیر

پیاری مہوش! مسکراتی رہو اچھا اور بہتر لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنا مطالعہ وسیع کیجیے اور لکھتی رہیے اس امید کے بغیر کے چھپ جائے گا' بڑے بڑے رائٹرز کا یہی طریقہ کار تھا اور ہم ہر موقع پر آپ کی رہنمائی کے لیے حاضر ہیں' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

شاہ زندگی...... راولپنڈی

ڈیئر زندگی! آپ کے شکوہ کے جواب میں ہماری طرف سے جوابِ شکوہ حاضر ہے' آپ نے اپنی بہت سی تحریریں ارسال کیں اور ناامیدی کا سامنا کرنا پڑا تو گڑیا! یہ اس بات کی ضمانت نہیں کہ زیادہ لکھیں گے تو چھپ جائے گا۔ مختصر لکھیں لیکن معیاری اور اس طرز کا لکھیں کہ آنچل کے صفحات پر اپنی جگہ خود بنالے' نہیں یہ آپ کی سوچ ہے کہ ہم آپ کو اتنا تلخ جواب دیں گے ہماری طرف سے ہرگز بھی ایسا نہیں ہوگا۔ آپ کا خط تاخیر سے ملتا ہے تو اس میں ڈاک خانے والوں کی کوتاہی ہے ناں اور آپ کا تعارف تو ہم فروری 2013ء کے شمارے میں لگاچکے ہیں' اس لیے یہ شکوہ تو بے جا ہے۔ آپ اتنی بدگمانی کو دل میں جگہ مت دیں' امید ہے کہ آپ کی تشفی ہو پائے گی۔

ماریہ ناز...... تحصیل جتوئی

ڈیئر ماریہ! خوش رہو' آپ کی نگارشات ہمیں موصول ہوگئی ہیں' بہت جلد پڑھ کر آپ کو بتائیں گے کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے یا نہیں' امید کا دامن تھامے رکھیے۔

سحرش رانا...... پنڈی بھٹیاں

سحرش گڑیا! سدا خوش رہو' عرصہ دراز بعد آنچل میں واپسی پر خوش آمدید' اب یہ خود ساختہ ناراضی ختم کریں اور آئندہ بھی شرکت کرتی رہیں' آپ اللہ کی رضا میں راضی ہیں تو ان شاء اللہ خوشیاں اور کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔

آمنہ یونس...... گجرانوالہ

پیاری آمنہ! مسکراتی رہو' آنچل کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے جو نظمیں ہمیں ارسال کی ہیں وہ ہمیں مل گئی ہیں لیکن گڑیا! آپ نے ایک ہی صفحے پر سب کچھ لکھ ڈالا ہے ہر سلسلے میں شرکت کے لیے الگ صفحہ استعمال کیا کریں اور آخر میں اپنا نام اور پتا لکھیں اور ایک ہی لفافے میں رکھ کر یہ سب چیزیں بھیج دیں۔ امید ہے آئندہ خیال رکھیں گی' اپنے وطن کے لیے آپ کے جذبات قابل تحسین ہیں۔

ام ایمان...... ڈیرہ غازی خان

پیاری ایمان! خوش رہو آپ کی کہانی کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں آپ کسی اچھے اور منفرد موضوع پر کوئی افسانہ لکھ کے ہمیں ارسال کریں' آپ کی ایک اور کہانی بھی موصول ہوگئی ہے اور اس کو باری آنے پر پڑھ کے آپ کو رائے سے آگاہ کردیں گے' امید ہے اب آپ کی تشفی ہوگئی ہوگی۔

نبیلہ ملک...... چوتالہ

کیوٹ نبیلہ! سدا مسکراتی رہو' آپ کا گلہ سر آنکھوں پر' ان شاء اللہ آپ کا تعارف باری آنے پر شائع ہوجائے گا۔ آپ کی طرح بہت سی بہنیں منتظر ہیں ہماری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ سب کو موقع ملے' امید کا دامن تھامے رکھیے۔ نازیہ کنول اور سباس کو آپ کی دعائیں ان سطور کے ذریعے پہنچا رہے ہیں۔

تحریم اشرف...... خانیوال

پیاری تحریم! سدا خوش رہو' آنچل کی محفل میں خوش آمدید' بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو کہانیاں لکھنے کا شوق ہے' آپ درجواب آں کے آخر میں بکس میں دی گئی ہدایات

کے مطابق کہانی لکھ کر دفتر کے پتے پر ارسال کردیں' آپ کی شاعری متعلقہ شعبے میں پہنچادی گئی ہے آنچل کی پسندیدگی کے لیے شکریہ۔

مدیحه کنول سرور...... چشتیاں

اچھی مدیحہ! خوش رہو' آپ کی کہانیاں موصول ہوگئی ہیں' سالگرہ نمبر سے فراغت پاتے ہی ان کے بارے میں آپ کو آگاہ کردیں گے۔ جی ہاں یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے آپ حق بجانب ہیں' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

نگہت اور زرینه...... کسووال

پیاری نگہت اور زرینہ! خوش رہو' شکوہ وشکایت سے بھرپور آپ کا خط ملا۔ آپ کی خفگی' آپ کا گلہ بجا ہے گڑیا! لیکن اتنی بدگمانی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ سب بہنوں کو موقع ملے لیکن بندہ بشر سے کوتاہی تو ہو ہی جاتی ہے نا۔ آپ کا پیغام تاخیر سے موصول ہونے کی بناء پر شامل اشاعت نہ ہوسکا اور جہاں تک تعارف کی بات ہے تو آپ از سر نو لکھ کر بھیج دیجیے ہم جلد ہی آپ کا یہ شکوہ بھی دور کردیں گے۔ امید ہے کہ آپ مایوس نہیں ہوں گی۔

شمیم احمد...... راولپنڈی

ڈیئر شمیم! سکھی رہو' پہلی بار شرکت پر خوش آمدید' ہمیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آنچل کے مطالعہ کی بدولت آپ میں بہت سی مثبت تبدیلیاں آئی ہیں۔ آنچل کی سالگرہ آپ کو بھی بہت مبارک ہو' دعا کے لیے جزاک اللہ۔

طیبه شیریں...... کوری خدا بخش

طیبہ گڑیا! سدا شاد رہو۔ آنچل کی سالگرہ آپ کو بھی مبارک ہو' آپ کی خفگی بجا ہے لیکن ہم تک آپ کی کوئی تحریر نہیں پہنچی' ڈاک کا نظام جس ابتری کا شکار ہے کچھ کہہ نہیں سکتے مگر جس قدر بھی آپ کی چیزیں مل جاتی ہیں تو لازمی شائع ہوجاتی ہیں اس بات کا آپ کو بھی اندازہ ہوگا' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

نادیه یسین...... ساھیوال

ڈیئر نادیہ! مسکراتی رہو' ایک افسانے کے صفحات کم از کم 20 سے 40 کے درمیان ہونے چاہیے اور ناولٹ کے 50 سے 60۔ آپ کا تعارف باری آنے پر ضرور شائع ہوجائے گا' حوصلہ رکھیں اور ہمیں آپ کی کوئی بات بری نہیں لگتی پھر ناراضی کیسی؟ آپ ماشاء اللہ قرآن پاک حفظ کررہی ہیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی' اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطا فرمائے' آمین۔

بحیرہ نیلم ملک...... گجرات

پیاری بحیرہ! سدا خوش رہو' آنچل کی محفل میں خوش آمدید' آپ کی نظم متعلقہ شعبہ میں بھیج دی گئی ہے اگر معیاری ہوئی تو ضرور شامل اشاعت ہوگی۔ آپ بالکل خط کے ساتھ ہی اپنا تعارف ارسال کرسکتی ہیں اور ہر مہینے کی 8 تاریخ تک موصول ہونے والے خطوط ہی شامل اشاعت کیے جاتے ہیں۔

وجیهه خان...... بھاولپور

اچھی وجیہہ! خوش رہو' قوم کے لیے ہم دعا کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ قصور حکمران وعوام دونوں کا ہی ہے' آپ کے امتحانات قریب ہیں اللہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے' آمین۔ آپ کا تعارف ہمیں موصول ہوگیا ہے' باری آنے پر ہی شائع ہوگا' امید کا دامن تھامے رکھیے۔

نسیم سلیم...... قصور

پیاری نسیم! آپ کا خط پڑھ کے اندازہ ہوا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے آپ درجواب آں کے آخر میں دیئے گئے بکس کے طریقہ کار کے تحت کوئی ہلکا پھلکا افسانہ لکھ کے ہمیں ارسال کردیں۔ ہم ضرور آپ کی حوصلہ افزائی کریں گے' آپ اپنی شاعری بھی ارسال کرسکتی ہیں' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

مریم عبد الرحمن...... سیالکوٹ

پیاری مریم! ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو' آپ بالکل ایک ہی لفافہ استعمال کرکے آنچل کے تمام سلسلوں میں شرکت کرسکتی ہیں مگر الگ الگ صفحات کا استعمال کیجیے گا اور ہر صفحہ پر سلسلہ کا نام درج کردیجیے گا اور اپنا تعارف بھی ارسال کرسکتی ہیں' آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں' بہت اچھا لگا کہ آپ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کے ہمیں خط لکھتی ہیں۔ ہماری جانب سے آپ کے بیٹے کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو' آنچل کی پسندیدگی کے لیے تہہ دل سے شکریہ۔

حافظه سمیرا...... 157 این بی

ڈیئر سمیرا! سدا خوش رہو' آپ کا شکوہ سر آنکھوں پہ آپ نے یہ کیا بات کہہ دی کہ ہم صرف مخصوص لوگوں کے خط شائع کرتے ہیں' ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ہمارے پاس ردی کی ٹوکری نہیں ہے جو نگارشات شامل اشاعت نہیں ہوتیں وہ ہم اگلے ماہ کے لیے رکھ لیتے ہیں اور آپ کا تعارف باری آنے پر شائع ہوجائے گا آپ سے پہلے جن بہنوں نے بھیجا ہے اب ان کے شائع ہوں گے' امید ہے اب آپ کی تشفی ہوگئی ہوگی۔

مشترکه جوابات۔

☆ شگفتہ رف! سدا مسکراتی رہو' آپ بالکل ہمیں خالہ کہہ سکتی ہیں اور ہم سے دوستی کے لیے آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں۔ ہم آپ کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ آپ کے تمام جائز خواب پورے کرے اور آپ کو زندگی کے ہر امتحان میں کامیابی عطا کرے' آمین۔ آپ کی نگارشات موصول ہوگئی ہیں' باری آنے پر شائع کردی جائیں گی۔ ☆ وجیہہ! اتنی ناراضی' اس قدر بدگمانی اچھی نہیں ہوتی۔ ہماری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بہنوں کو آنچل کی محفل میں شرکت کا موقع ملے لیکن باری آنے میں کچھ ٹائم تو لگتا ہے نا' اسی لیے دیر سویر ہوجاتی ہے۔ ☆ سعدیہ! خوش رہو' آنچل کی محفل میں خوش آمدید آپ کی کہانی ابھی پڑھی نہیں گئی ہے' بہت جلد آپ کو پڑھ کے رائے سے آگاہ کردیا جائے گا۔ ☆ بختاور! سدا مسکراؤ' آنچل کی سالگرہ آپ کو بھی بہت مبارک ہو۔ خوب صورت اشعار اور دعاؤں سے بھرپور کارڈ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا' ایک ایک لفظ میں آنچل کے لیے آپ کی محبت کا اظہار موجود تھا۔ ہم دعا گو ہیں آنچل سے آپ کا رشتہ یونہی قائم ودائم رہے' آمین۔ ☆ کیفہ! سدا خوش رہو' آنچل کی پسندیدگی کا شکریہ' آنچل کی سالگرہ آپ کو بھی بہت مبارک ہو۔ تعارف باری آنے پر شائع کردیا جائے گا۔ ☆ خدیجہ! مسکراتی رہو آپ کا محبتوں سے بھرا کارڈ موصول ہوا' بے حد اچھا لگا آپ کے خلوص ومحبتوں کا تہ دل سے شکریہ' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ ☆ اچھی فریحہ! آپ کی کہانی ہمیں موصول ہوگئی ہے' بہت جلد پڑھ کر آپ کو اس کے بارے میں آگاہ کردیں گے' ادبی سفر کا آغاز آپ کے لیے کامیاب ثابت ہو' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ ☆ اچھی نگہت! خوش رہو آپ کا افسانہ موصول ہوگیا ہے سالگرہ نمبر سے فراغت پاتے ہی پڑھ کے آپ کو رائے سے آگاہ کردیں گے' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ ☆ پیاری عمارہ! سدا سکھی رہو' آپ کا افسانہ سلیکٹ ہوگیا ہے بہت جلد ان شاء اللہ آنچل کے صفحات کی زینت بنے گا۔ ☆ پیاری نبیلہ! خوش رہو' آنچل کی پسندیدگی کا تہہ دل سے شکریہ' دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ ☆ فائزہ! ہمیشہ سکھی رہو آپ کا تعارف ہمیں موصول ہوگیا ہے' باری آنے پر شائع ہوجائے گا۔

ناقابل اشاعت کھانیاں

میرے جرم کی سزا کیا۔ امید وصال۔ محبت کے سفر میں۔ بلاعنوان۔ دل بے آرزو۔ میری متاع حیات۔ نقاب دوستاں۔ دوستی محبت اور زندگی۔ بھرم۔ آگاہی۔ پہلی چاہت۔ دعا رنگ لائی۔ قسمت مہربان ہوئی۔ محبت میں اگر۔ جینا تو ہے۔ پاکیزہ روح۔ محبت کا یقین۔ انتہا پسندی۔ محبت کا پانی۔ قربانیوں کا صلہ۔ اک مان۔ محبت مر نہیں سکتی۔

مصنفین سے گزارش

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ ہاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھیں۔
☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔
☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔
☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔
☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔
☆ مسودے کے آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا خوشخط تحریر کریں۔
☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ارسال کیجئے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ

مولف: مشتاق احمد قریشی

تقلید

تقلید کسی ایسے قول کی پیروی کرنے کو کہتے ہیں جس کی دلیل وحجت سے مقلد یعنی پیروی کرنے والا واقف نہ ہو۔ یعنی انسان کسی دوسرے کے قول وفعل کو درست مان کر کسی دلیل وتامل کے بغیر اس کا اتباع یعنی پیروی کرے۔

تقلید اجتہاد کی ضد ہے۔

اتباع اور تقلید میں بہت ہی باریک سا فرق ہے۔ اتباع میں پیروی سوچ سمجھ کر اس کے اغراض ومقاصد سے واقف ہو کر کی جاتی ہے جبکہ تقلید کی روح محض حسن ظن ہے۔

کہا جاتا ہے کہ تقلید کی ابتداء اُس زمانے میں ہوئی جس زمانے میں مسالک فقہ کی تدوین ہوئی حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ حضرات صحابہ کرام کے دور سے اس کی ابتداء ہو چکی تھی، کیونکہ تمام صحابہ کرام مجتہد نہ تھے جو مجتہد نہ تھے وہ مجتہد صحابہ کے مقلد تھے۔ تقلید کے اسباب میں اہم ترین سبب مجتہدانہ صلاحیتوں کا فقدان ہے تیسری صدی کے بعد جب اجتہاد قطعی ختم ہو گیا۔ فقہائے متاخرین اور عوام کے لیے کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اکابرین متقدمین کی تقلید کے قائل ہو جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تقلید کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں۔

(۱) تقلید واجب (۲) تقلید حرام

تقلید واجب یہ ہے کہ جب اگر کوئی شخص کتاب وسنت سے ناواقف ہو اور تتبع یعنی نقل یا پیروی سے ناواقف ہو اور استنباط یعنی کسی بات سے بات نکالنا بھی نہ جانتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی متقی عالم سے پوچھے کہ فلاں سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے اور جب اسے معلوم ہو جائے تو اس پر عمل کرے۔ یہ عمل کرنا تقلید واجب اور جائز ہوگا۔ اس قسم کی تقلید میں یہ ضروری ہے کہ کسی مجتہد کے قول پر اس شرط پر عمل کیا جائے۔ جبکہ وہ سنت کے مطابق ہو اور پھر اگر اسے تحقیق کرنے پر معلوم ہو جائے کہ وہ قول سنت کے مطابق نہیں ہے تو اسے چھوڑ دے اور حدیث کے مطابق عمل کرے جیسا کہ خود امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اگر میری کوئی بات حدیث سے ٹکراتی ہو تو اسے پتھر پر دے مارو یعنی فوراً چھوڑ دو۔

تقلید حرام۔ اگر قطعی حجت مل جانے کے باوجود کوئی ایسا عمل یا کسی کی پیروی کی جائے جو خلاف سنت اور خلاف شریعت ہو تو ایسی تقلید ممنوع ہے اس کی شرع میں کوئی اصل نہیں۔ وجوب تقلید کی تائید میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ صرف قرون اولیٰ کے فقہا میں ہی حقیقی نظر تیز فہم اور وسعت نظر وسعت علم اور درایت پائی جاتی تھی جو مسائل کے فقہی حل کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ وہی لوگ ان مسائل کے بارے میں اپنی آزادانہ رائے قائم کر سکتے تھے یعنی آئمہ اربعہ ہی اس معیار وکسوٹی پر پورے اترتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے ان کے بعد اجتہاد کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا۔

اجتہاد

اجتہاد ایسی کوشش کو کہا جاتا ہے جو فقہ کے مسائل حل کرنے اور کوئی حکم شرعی تلاش کرنے کے لیے قرآن و

سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے کوئی رائے قائم کی جائے۔ یعنی جب کسی مسئلے کا حل قرآن وسنت سے نہ ملے تو اسلامی احکامات اور صراط مستقیم کے پیش نظر قیاس لگانے اور ظن غالب قائم کرنے کا نام اجتہاد ہے۔ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اجتہاد کیا ہے؟ مجتہد کون ہے اور مقلد کسے کہتے ہیں؟ ذیل میں مختصراً ان تینوں کی تفصیل پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اجتہاد اس کوشش کا نام ہے جب کسی مسئلے کا حل قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اسلامی احکامات اور صراط مستقیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے قاضی وقت اپنی رائے کے مطابق مسئلے کو حل کرے۔

(۱) کتاب وسنت کی روشنی میں اجتہاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے عین مطابق ہے۔

(۲) اجتہاد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں (آئندہ صفحات میں حدیث منقول ہے) بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو فیصلہ کرنے کے منصب پر فائز ہو۔ یعنی قاضی یا امام کے لیے اجتہاد سے کام لینا عین اسلام کے مطابق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔

اگر کوئی قاضی اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں (ایک صحیح ہونے کا دوسرا اجتہاد کا اور اگر وہ اجتہادی فیصلے میں غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملے گا' صرف اجتہاد کا' (ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حکام قضاۃ کو اجتہاد کی ترغیب دیتے ہیں اور خطا کے خوف سے بے پرواہی کر کے ایک اجر کی بشارت دیتے ہیں۔

اجتہاد دراصل ایک فن ہے جس کے کچھ اصول مرتب ہیں اس کا ایک فنی پہلو یہ ہے کہ مجتہد قرآن وسنت' اصول فقہ' اقوال' فیصلوں اور آراء سے پوری طرح باخبر ہو اور جانتا ہو کہ الفاظ میں اشتراک معنی کس طرح ہوتا ہے اور ایک ہی بات سے مختلف مفہوم کیوں کر نکالے جا سکتے ہیں اور وہ عبارت آرائی کے حسن سے بھی پوری طرح واقف ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین جس راہ پر چلے اور حکومت کے معاملات چلائے وہ اجتہاد کا ہی راستہ تھا جب انہیں قرآن وسنت سے کوئی راہ نہ ملتی تو وہ اجتہاد سے ہی کام لیتے تھے۔

مولانا رئیس احمد اپنی کتاب سیاست شرعیہ میں لکھتے ہیں کہ اجتہاد اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ہے جو اس نے دنیائے انسانیت کو عطا کیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس نے مسلمانوں کو مختصر سے عرصے میں دنیا پر حکمرانی حاصل کرا دی۔

مولانا جعفر شاہ پھلواریؒ اپنی کتاب ''اجتہادی مسائل'' میں ایک سوال۔ کیا اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ''ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ ہر کس وناکس کو اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ اجتہاد وہی لوگ کریں گے جو اس دور کے ارباب حل وعقد ہوں اور وہ حل وعقد بھی ان ہی مسائل کے ہوں جن میں اجتہاد مطلوب ہو۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اجتہاد کا حق صرف مولوی کو ہی حاصل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر قاضی شریح کو لکھی۔ 'اے شریح! تم کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرو۔ اگر وہاں نہ ہو تو سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلے کرو۔ اگر ان دونوں میں بھی نہ ہو تو صالحین کے فیصلوں کے مطابق کرو۔ اور اگر صالحین کے فیصلے بھی نہ ہوں تو خواہ بروقت خود ہی فیصلہ کر لو یا ذرا غور وفکر کے بعد کرو۔ میری رائے میں تمہارے لیے غور وفکر کر لینا بہتر ہے۔''

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان سے جو بات واضح ہو رہی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے۔

(۱) قرآن حکیم کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہئے۔

(۲) قرآن کریم کے بعد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسئلے کا حل تلاش کرنا چاہیے۔
(۳) اگر سنت میں بھی حل نہ ہو تو صالحین کے فیصلوں سے استفادہ کرنا چاہیے
(۴) اپنے غور وفکر کو کام میں لانا چاہیے۔
(۵) اجتہاد میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔
(۶) اگر کہیں سے کوئی حل نہ ملتا ہو تو اپنے قیاس سے کام لے کر اجتہاد کرنا چاہیے۔
(۷) اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا۔

جس دور میں اجتہاد کا دروازہ بند کیا گیا۔ اس وقت اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ اختلاف و تضادات پیش تھے۔ کم علم وفہم کا ہر شخص مجتہد بن کر گمراہی پھیلا رہا تھا ایسی حالت میں اجتہاد کا دروازہ بند کرنے سے امت بڑے انتشار سے بچ گئی۔

مجتہد: دینی مسائل میں اجتہاد کرنے والے شخص کو مجتہد کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات کسی شخص کو اس کی دینی بصیرت اور علم کی وجہ سے مسلمان اسے اس مرتبے پر فائز کرتے ہیں۔ بعض اوقات حکومت کسی شخص کو مقرر کر دیتی ہے۔ اہل سنت آئمہ اربعہ کو مجتہد مانتے ہیں کیونکہ انہوں نے فقہی مسائل میں اجتہاد کیا تھا۔ شیعہ حضرات ہر زمانے میں اپنے لیے ایک مجتہد مقرر کرتے ہیں اس کی رائے اہل تشیع کے لیے حتمی ہوتی ہے۔ اجتہاد ہر شخص کے لیے جائز نہیں۔ اجتہاد کرنے کے لیے ان مخصوص صلاحیتوں کا ہونا لازمی ہے جو مجتہد کو اس قابل بنائیں۔ مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ صاحب الرائے ہو۔ صاحب فراست اور انصاف پسند اور پاکیزہ اخلاق کا مالک ہو اور احکام کو سمجھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو یعنی دلائل شرعیہ اور استنباط احکام کے طریقوں سے پوری طرح واقف ہو۔ تفسیر قرآن۔ ناسخ و منسوخ کی حقیقت کو پوری طرح سمجھتا ہو اور مقاصد شریعت سمجھنے کی مہارت رکھتا ہو۔ مجتہدین کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ تقریباً چار اقسام معروف ہیں۔

مقلد: مسلمانوں کا ایسا گروہ جو یہ سمجھتا ہو کہ چاروں اماموں کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور ان میں علماء بھی شامل ہوں ان کے لیے چاروں آئمہ فقہ حضرت امام مالکؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ میں سے کسی ایک کی تقلید یعنی پیروی کرنا واجب ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں دولت عباسیہ کے آخری دور میں اجتہاد کا جوش وخروش کم ہو گیا۔ یہاں تک کہ تیرہویں صدی میں ہلاکو خان کے ہاتھوں سقوط بغداد کے بعد علمائے اہل سنت نے مذہب میں بے جا قطع و برید کے خوف سے باتفاق رائے اجتہاد کو موقوف کرنے اور صرف چار مسالک کا اتباع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ عربی ثقافت آہستہ آہستہ زوال پذیر ہوتی چلی گئی جس کے باعث تقلید کا عام رواج ہو گیا اور فقہی اجتہاد ختم ہو گیا اور مسلمان اوہام پرستی' بے بنیاد معتقدات میں الجھتے چلے گئے جس کے باعث مسلمانوں کا زوال انتہا کو پہنچ گیا (الاحکام۔ آمدی) اس وقت ہر شخص جسے علم فقہ پر دسترس بھی نہیں ہوتی تھی چند سنی سنائی باتوں کے حوالے سے بغیر کافی علم و دانش کے اپنی رائے فقہ میں داخل کرنے لگا اس طرح مذہب میں انتشار کا خطرہ پیدا ہونے لگا تب ہی علمائے کرام نے فیصلہ کیا اور ائمہ اربعہ کی رائے کو حرف آخر ماننے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس طرح آئمہ اربعہ کے اجتہاد کو اسلامی فقہ میں بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ مقلد یا مقلدین کے مقابلے میں دوسرا گروہ غیر مقلدین کا ہے جو آئمہ اربعہ کی فقہ اور اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتا اور براہ راست احادیث سے مسائل کا استنباط کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔

فقہ کیا ہے؟

اسلامی نظام اور معاشرے کے قیام کے لیے یہ بہت ضروری اور اہم بات ہے کہ ہر طرح کی قانون سازی اور معاملات کے حل کے لیے کتاب اللہ یعنی قرآن کریم سے رجوع کیا جائے اس کے بعد سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ سے اور اگر کبھی کسی نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو کر خود مختارانہ روش اختیار کی یا اپنی رائے کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر مقدم جانا تو اسے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارا مالک وآقا بڑی قوت والا اقتدار والا ہے۔ جو ہماری ہر بات ہماری نیتوں کے حال تک سے پوری طرح واقف ہے۔ اسلامی نظام حیات اور قوانین کے نفاذ واصلاح کے لیے ایک حدیث مسند احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ سے درست اسناد کے ساتھ منقول ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم عدالت بنا کر بھیج رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ "تم کس چیز کے مطابق فیصلے کرو گے؟" انہوں نے عرض کیا "کتاب اللہ کے مطابق۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا۔ "اگر کتاب اللہ میں کسی معاملے کا حکم نہ ملے تو کس چیز کی طرف رجوع کرو گے؟" انہوں نے عرض کیا۔ "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ "اگر اس میں بھی کچھ نہ ملے تو؟" انہوں نے کہا پھر میں خود اجتہاد کروں گا۔" اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "شکر ہے اللہ کا جس نے اپنے رسولؐ کے نمائندے کو وہ طریقہ اختیار کرنے کی توفیق بخشی جو اس کے رسول کو پسند ہے۔" (ترمذی۔ ابوداؤد) نبی کریم کی حدیث سے ہی اجتہاد کی راہ ہموار ہوئی جو آگے چل کر فقہ کی بنیاد بنی۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے نہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو میں اقوال صحابہ پر غور کرتا ہوں اور اقوال صحابہ کے سامنے کسی کے قول کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا۔ ہمارا علم رائے ہے میرے نزدیک یہی سب سے بہتر ہے جو شخص اس کے علاوہ کسی اور رائے کو بہتر سمجھے تو اس کے لیے اس کی رائے اور ہمارے لیے ہماری رائے جس طرح مجھ سے پہلے حضرات نے اجتہاد کیا میں بھی کرتا ہوں۔

لغوی اعتبار سے لفظ فقہ کے معنی فہم وادراک کے ہیں (التوبہ۔۸۷) اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ یہی معنی قرآن کریم میں کئی مقامات پر مذکور ہیں اور اصطلاح شرع میں فقہ مخصوص فہم سے حاصل کردہ اس علم کو کہتے ہیں جو قرآن حکیم اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ سے ماخوذ ہو۔ اصطلاح شرع میں فقہ کا لفظ علم دین کے لیے مخصوص ہے اس لیے علم فقہ کا عالم فقیہہ کہلاتا ہے۔ (بحر الرائق) علامہ زمخشریؒ نے فقہ اور فقیہہ کی تعریف اس طرح بیان کی ہے فقہ کے معنی شق اور فتح کے ہیں اور فقیہہ اس عالم کو کہتے ہیں جو قرآن وسنت کے احکام میں چھان بین کر کے ان کے حقائق معلوم کر کے اور مشکل مقامات کو کھول کر آسان کر دے۔ علماء فقہ کے نزدیک فقہ ان فروعی احکام شرعیہ کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہو۔ یعنی فقہ عدل وانصاف کا فن ہے اور احکام شرعی کا علم ہے اور اسلامی دین اور معاملات دونوں پر مشتمل ہے۔

علامہ ابن اثیرؒ نے بھی فقہ کی تعریف تقریباً ان ہی الفاظ میں کی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ فقہ کے معنی کسی شے کو چیرنا اور کھولنا۔ عمومی طور پر اعمالِ شرعیہ کے مسائل کے علم کو علم فقہ کہتے ہیں۔ الفقہ علم بالمسائل الشرعیہ فقہا' علم فقہ کی تعریف میں بیان کرتے ہیں۔ یہ ان فروعی احکام شرعیہ کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوں۔

(جاری ہے)

خوشبو کیف

ملیحہ احمد

اسلام علیکم! آنچل کے تمام قارئین اور آنچل کے تمام اسٹاف کو میرا پیار بھرا اسلام۔ میں آنچل کی خاموش قاری ہوں فرسٹ ٹائم شرکت کررہی ہوں امید ہے جگہ ضرور ملے گی اور اگر نہ بھی ملی تو میں پھر بھی لے لوں گی۔ جی ہاں لوگ کہتے ہیں آنچل ہمارا ہے تو اس ہمارے میں میں بھی شامل ہوں اور جو چیز اپنی ہو اس پر حق جتانا مجھے خوب آتا ہے۔ 3 اپریل 1995ء کو اللہ تعالیٰ نے اس کھوٹ سے بھری دنیا میں طعنے غصہ شکوہ مطلب پرست بے وفا سنگ دل لوگوں کو سدھارنے کے لیے مجھ معصوم اکیلی جان کو بھیج دیا اور وہ بھی بناماں کے۔ میری ڈیٹ آف برتھ 3 اپریل ہے میرا نام خوشبو کیف خوشی ہے اب آپ سوچ رہے ہوں گے اللہ کتنا خوب صورت نام ہے بس نام خوب صورت نہیں لوگ کہتے ہیں کہ میں بھی خوب صورت ہوں (کبھی غرور نہیں کیا)۔ خوشبو میرا اصل نام ہے کیف خوشی اس لیے ساتھ لگایا ہے کہ میری فیملی کے بڑوں کو پتا نہ چلے کہ یہ میں ہوں ہم لوگ 3 بہنیں ہیں میں سب سے آخری نمبر پر ہوں بڑی آپی تحریم بی ایڈ کرچکی ہیں چھوٹی آپی عالم ہیں اور الف اے کی تیاری کررہی ہیں اور میں نے تو ہر کام عمر سے بڑھ کر کیا ہے جس کے نتیجے میں تھوڑی ڈانٹ بہت ساری داد اور تھوڑی سی قوت بصارت کھونی پڑی۔ بلیک فریم والا چشمہ جب لگاؤں ارے یہ تم ہو (کتنی اچھی لگ رہی ہو) اور تم پر سوٹ نہیں کرتی وغیرہ۔ اب کون سمجھائے اللہ کی ڈھیٹ مخلوق کو کہ میں نے خود سے تھوڑی ناں لگوائی ہے۔ شاید پاکستان کا آخری کونا ہی ہوگا جس میں ہمارا شہر کہروڑپکا ہے۔ میرا شہر بہت زیادہ اچھا نہیں مگر اس کی ایک خوبی ذرا احتجاجی مظاہرے کم ہی ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوگ نیند کے اتنے رسیا ہیں کہ واپڈا والے 20،20 گھنٹے لائٹ نہ دیں تو نو ٹینشن (بیوی بچوں کے پاس بیٹھنے کا ٹائم تو ملتا ہے ناں) بچپن ہی میں بڑی نیک پروین بنی تھی جس کے نتیجے میں گھر والوں نے شہر کے سب سے بڑے مدرسے میں داخلہ دلوادیا چاروناچار جس مدرسے کا نام سن کر بھی دل کانپ اٹھتا تھا جانا پڑا (ورنہ گھر والے بھی کم نہ تھے) مگر وہاں جاکے ہر طرف تھپڑ مکوں اور ڈنڈوں کی خوب صورت کھنکار سے میری ٹانگوں کا پانی خشک ہوا جارہا تھا۔ ٹیسٹ کے دوران وہاں کی ٹیچر نے میری تعریف کی (جو کبھی بھی نہ بھولے) کہ آپ کی آواز بہت اچھی ہے اور واقعی میں نے اپنے شہر کی سب سے بڑی سیاسی شخصیت سے ٹرافی بھی وصول کی میں اب بھی نعت خوانی کرتی ہوں گھر اور کالج وغیرہ میں۔ میں نے بہت کم عمر میں حفظ مکمل کرکے دو سال آرام کیا اوہ مطلب چھوٹے موٹے کام سیکھے اور اب 10th کی تیاری کررہی ہوں اور سب سے خاص بات اس سارے عرصے میں میری فرینڈز تو بہت ہیں دراصل میں سب کے ساتھ بہت فرینڈلی رہتی ہوں (ایک حد تک) بیسٹ فرینڈ کا جو خاکہ میرے ذہن میں تھا کوئی بھی پوری اتر نہیں پائی۔ سوائے ایک کے جو مجھ سے بہت دور ہے (اچھا میں بھی ناں بس) آپ کی خوب صورت موٹی موٹی چھوٹی چھوٹی آنکھیں کب سے مجھے پڑھ رہی ہیں تو اب میری پسند ناپسند کے بارے میں بھی آپ کو پتا ہونا چاہیے تو جی بسم اللہ کیجیے رب کے فضل سے ہم لوگ سرائیکی ہیں کڑاہی میں زیرو سلائی میں ہیرو ہوں۔ درزی کا کام تو میرے جیسا کوئی نہیں کرسکتا مہندی لگانا ہو یا میک اپ کرنا ہو شاپنگ کرنا ہو یا پھر کپڑوں پر ڈیزائننگ سب کرلیتی ہوں اور پینٹنگ کرنا مجھے بہت اچھا لگتا ہے اور شاعری کرنا بھی۔ پینٹنگ میں نے گھر میں ہی اپنے ذہن کے بل بوتے پر سیکھی آج سامنے بیٹھے شخص کی اچھی تصویر اتار لیتی ہوں اور آپ یقین نہیں کریں گے میرا گھر ٹی وی کیبل کمپیوٹر ڈی وی ڈی جیسی سہولتوں سے محروم ہے اور تو اور سنڈے میگزین بھی نہیں پڑھنے دیتے لیکن میں بھی کہاں کم ہوں ہر چیز کی خبر گھر بیٹھے رکھتی ہوں (مطلب کالج میں بیٹھ کر رکھتی ہوں) ڈائجسٹ بھی گروپ فرینڈز کی دین ہوتا ہے خیر آج کل ہر ماہ کا شمارہ لینے کا ارادہ باندھ رہی ہوں۔ بولتی بہت زیادہ ہوں سامنے والے کی تو خیر ہی نہیں ہوتی ہر محفل کے اختتام پر مجھے نان اسٹاپ کے خطاب سے نوازا جاتا ہے سب کو ہنسانے کے بعد تنہائی میں جاکر اپنی ماما کی کمی کو محسوس کرکے بہت روتی ہوں تو ساون اور بھادوں کی بارشیں فلاپ ہوجاتی ہیں اور ساتھ ساتھ سیلاب آنے کا اندیشہ بھی بڑھ جاتا ہے ویسے اللہ پاک میرے ملک کو دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے ہر طرف سے دشمن کی کالی آنکھ سے (اگر آنکھ براؤن ہو تو تب بھی) محفوظ فرمائے۔ اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک خصوصاً (دشمن ملک) کی طرف منہ کرنے والے پاکستانیوں سے بے پناہ نفرت ہے اگر گھر کی چھت ٹوٹ جائے تو اس کو چھوڑ دینا کہاں کی عقل مندی ہے۔ کاش کہ ہمارے معاشرے کے لوگ سدھر جائیں ہم سمیت جھوٹ بولنے والوں سے مجھے سخت نفرت ہے خصوصاً وہ لوگ جو اپنی عمر چھپاتے ہیں بھلا کیا فائدہ ان چھوٹی چھوٹی فضول باتوں کو اتنا اہم بنانا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو علم کی بدولت سارے ملکوں سے سربلند اور علم و عمل میں برتری دی۔ جب انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے تو زوال کا شکار ہوگئے (اچھا جی) اس کے علاوہ سبزیوں میں مجھے بھنڈی بہت پسند ہے گردے میں درد ہونے کے باوجود بھی نہیں چھوڑتی گوشت میں صرف چکن کھاتی ہوں وہ صرف برائے نام دیسی گھی مکھن دہی لسی شلجم بیگن توری کریلے ان جیسی نعمتوں کو کھانے سے محروم ہوں مطلب پسند جو نہیں۔ کھٹی چیزوں میں جان بسی ہے مگر پھر بھی لہجہ ہمیشہ مٹھاس گھولے رکھتا ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگالیجیے مجھے کھٹی چیزیں کتنی پسند ہیں اور بھجوا بھی دیجیے گا ورنہ میں بھجوادوں گی۔ پھلوں میں مالٹا انگور خوبانی میرے فیورٹ پھل ہیں۔ باقی کپڑوں کے معاملے میں کافی حساس ہوں جیولری کا کچھ شوق نہیں مگر چھوڑتی پھر بھی نہیں۔ جذباتی بہت ہوں غصہ بہت آتا ہے اور کافی حد تک منہ پھٹ بھی واقع ہوئی ہوں ان عادات پر قابو پانا چاہتی ہوں۔ مجھے تنہائی بہت پسند ہے صرف مغرب کے وقت تک اس کے بعد پھر ڈر لگنا شروع ہوجاتا ہے۔ ناراض بہت جلدی ہوجاتی ہوں (اتنی جلدی بھی نہیں ڈیئر) جب تک گلاب کا پھول پیش نہ کیا جائے تب تک نہیں بولتی اور اعتبار بہت جلدی کرتی ہوں پھر سامنے والے کے حق میں ایک سو ایک دلیلیں دینا شروع کردیتی ہوں نتیجے میں منہ کی کھانی پڑتی ہے ویسے اب دل چاہتا ہے کہ آنچل کے توسط سے کوئی کیوٹ سی دل والی فرینڈ ہونی چاہیے کیا خیال ہے بھئی میں اچھی اور وفادار ہوں اور عنقریب چھا جانے والی رائٹر بھی (خوش فہمی) ویسے آنچل آپ سے ایک بات کہنا تھی کہ آپ کا آنچل ہمیشہ ہمارے سروں پر لہراتا رہنا چاہیے بھائی بھیا میرے ابو انکل آنٹی بہت اچھے ہیں اور میرے کزن بھائی جو ملتان میں رہتے ہیں ان کو ان سطور کے ذریعے کچھ کہنا بھی چاہوں گی میں آپ کو یاد کرتی ہوں بھائی اپنا بے پناہ خیال رکھنا۔ شکیل شیراز کو میرا اسلام میری فیورٹ رائٹرز آج کل آنچل کی کہانیاں تھوڑی بور ہورہی ہیں۔ خیر نازیہ کنول نازی آپی اوروں کی طرح میں بھی آپ کی ایک چھوٹی سی فین ہوں اور ثمیرا شریف طور آپی نجانے کیوں مجھے لگتا ہے آپ بہت اداس رہتی ہیں جیسے آپ کی قیمتی شے کھوگئی ہو (سوری) لیکن مجھے ایسے ہی لگتا ہے آپ مجھے بہت اپنی سی لگتی ہیں آپ دونوں میرے لیے دعا کیجیے گا کہ میں بھی آپ جیسا لکھ پاؤں ویسے میری عنقریب کتاب شائع ہوجائے (اک درد ہے میرے سینے میں) پڑھنا مت بھولیے گا۔ میرا تعارف کیسا لگا بتائیے گا ضرور اینڈ میں میرے اپنے اور میرے فیورٹ شعر کے ساتھ اجازت۔

مت بناؤ مٹی کے یہ گھروندے یہ تو ٹوٹ جائیں گے خوشبو
یہ کہہ رہا تھا غرور سے مٹی کا ہی ایک پتلا

عظمیٰ شاہین

ڈیئر فرینڈز اینڈ آنچل اسٹاف السلام علیکم! پلیز پلیز بیٹھے رہیے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ مابدولت "ملکہ پرستان" آپ کی محفل میں جلوہ افروز ہوئی ہیں تشریف فرما ہونے کے لیے جگہ دیجیے سب سے پہلے تو ہم آپ کو اپنی دنیا کا احوال سناتے ہیں ہماری دنیا بہت خوب صورت ہے آئس کریم کے بڑے بڑے پہاڑ چاکلیٹ کے خوب صورت گھر ہر طرف برف باری کا دلکش منظر سونے کے لیے چاند کا بستر تاروں کی رضائی اور پھولوں کا تکیہ 7up, Dew کے سوئمنگ پول کہکشاؤں کی راہ گزر اور اس حسین دنیا پر ہماری یعنی "نیلم پری" کی حکومت جو کوئی ہمارا دوست بنے گا اسے ہم اپنی دنیا کی سیر کروائیں گے۔ ہمارے دو روپ ہیں پرستان میں نیلم پری کے نام سے جانا جاتا ہے اور آپ کی دنیا میں عظمیٰ شاہین رفیق کے نام سے۔ اب ہم آپ کے پاس آکر بیٹھ گئے ہیں تو مکمل طور پر اپنی دنیا کی بات کرتے ہیں جی تو جناب میرا تعلق جڑانوالہ اور فیصل آباد دونوں سے ہے کیونکہ گھر جڑانوالہ میں ہے لیکن جاب فیصل آباد میں ہے۔ میرے دو بھائی ہیں اور ایک بہن ہے سب سے بڑے بھیا جانی میرے شہزادے بھائی نیوی میں کیپٹن ہیں ان کا نام حامد

رضا ہے۔ ان سے چھوٹے بھائی رضوان ہیں وہ شارجہ میں ہوتے ہیں پھر مابدولت ہیں میں ماسٹرز ان پاکستان اسٹڈیز کی اسٹوڈنٹ ہوں سرگودھا یونیورسٹی سے۔ اوپن یونیورسٹی سے بی ایڈ کا لاسٹ سمسٹر چل رہا ہے' عنقریب ڈاکٹر آف ہومیو پیتھک میڈیسن سرجری میں ایڈمیشن لینے والی ہوں۔ میں اور میری بیسٹ فرینڈ سمیرا پبلک سروس کمیشن کے امتحان کی تیاری کررہے ہیں' ان شاء اللہ 2013ء Appear میں ہونا ہے یعنی میری منزل سول سروس یا فارن سروس ہے اور ارادے پختہ ہوں تو منزلوں کو پانا کچھ مشکل نہیں ہوتا اور ایک پوائنٹ رہ گیا میں نے الائیڈ اسپتال پنجاب میڈیکل کالج سے 4 ایئرز کی جنرل نرسنگ بھی کی ہوئی ہے اور آج کل جنرل نرسنگ میں اسٹاف پوسٹ پر 16 اسکیل میں مابدولت کی جاب ہے' ایک وقت میں بہت سے کام کرنا مجھے پسند ہے۔ زندگی بے حد مصروف ہے اور ان سب مصروفیات میں سے ہم آنچل کے لیے ضرور ٹائم نکالتے ہیں بلکہ جب آنچل آتا ہے تو سارا کچھ پس پشت چلا جاتا ہے۔ خوبیوں اور خامیوں کی بات کریں تو جس سے بھی پوچھیں تو ایک بات سننے کو ملے گی Patriotisn حب الوطنی اپنے وطن سے عشق ہے اور جن حالات سے وطن عزیز گزر رہا ہے دن رات جان جلتی ہے' لگتا ہے پاکستان ایک مضروب شخص ہے جسے ہر کوئی مار رہا ہے۔ میرے ہاتھ بندھے ہیں اور میں اپنے پیارے کو اپنی آنکھوں کے سامنے مار کھاتے دیکھنے پر مجبور ہوں۔ بس ایک خواہش ہے اپنے حصے کی شمع ضرور جلا جاؤں۔ خامیوں میں میری سب سے بڑی خامی غصہ ہے' جلد آجاتا ہے اور بہت آتا ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے خلاف ایک بات نہیں سنی جاتی۔ انڈیا' امریکہ' افغانستان سب پر بے حد غصہ آتا ہے' بے حد نفرت ہے مجھے انڈیا' امریکہ سے۔ اچھا...... چھوڑیں پھر غصہ آرہا ہے' غصہ دلانے کو ہمارے حکمران بہت ہیں اور سب سے بڑی بے وقوف عوام جو ان کو سلیکٹ کرتی ہے' اللہ ہم پر رحم فرمائے آمین۔ نیلا' سفید اور سبز رنگ میرے فیورٹ ہیں' ٹی وی دیکھنے کا وقت نہیں ملتا حتیٰ کہ نیوز بھی موبائل پر الرٹ لگوائی ہوئی ہیں' ٹی وی پر بہت کم دیکھتے ہیں۔ میرے نزدیک پرفیکٹ ہستی صرف پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ ان ﷺ کی تو بات ہی الگ ہے۔ قائد اعظم سے بہت پیار ہے' محمد احمدی نژاد (ایرانی صدر) اچھے لگتے ہیں اور راشد منہاس شہید میری زندگی کا بہت اہم کردار...... میں انہیں بہت پیار کرتی ہوں' ایک اور ہستی میرے ٹیچر سر نذیر حسین صاحب۔ بہت اچھے' بہت عظیم' بے حد محب وطن' حب الوطنی کا سبق میں نے ان سے پڑھا اور کیا کہوں۔ میرا خیال ہے تعارف زیادہ لمبا ہوگیا' لکھنے کو بہت باتیں ہیں پھر سہی' کچھ لڑکیوں کی طرف ہم نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا' ان کے جواب کا انتظار ہے۔ ان کے علاوہ آنچل کے ذریعے ہماری دوستوں کے حلقے میں جو آنا چاہے تو موسٹ ویلکم اور پرستان کی سیر والی آفر موجود ہے (ہاہاہا) اور ہاں ملکہ پرستان کا خطاب کسی کا دیا ہوا ہے ہم نے خود نہیں رکھا (آہم) اور وہ (کسی) کون ہیں؟ اب اجازت دیجیے اور دعاؤں میں وطن عزیز کو یاد رکھیے' خدا حافظ۔

رضوانہ محمد

السلام علیکم! جی تو آپ کا انتظار ختم ہو ہی گیا آخر ہم نے اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات آپ کے لیے چرا ہی لیے۔ رضوانہ محمد علی نام ہے' میرا نک نیم زوبی ہے سب اسی نام سے پکارتے ہیں اور مجھے بھی یہی پسند ہے۔ 7 جنوری کو ضلع ننکانہ کے قصبہ سیدوالہ میں پیدا ہوکر اس دنیا کی رونقوں اور خوب صورتیوں میں اضافہ کیا (بقول آپی خوش فہمی) ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ بڑی آپی نازیہ وہ گورنمنٹ سروس کرتی ہیں' ہر کام میں ماہر ہیں (مگر کام کرتی نہیں ہیں) پھر علی عمران بھائی وہ جاز کمپنی میں جاب کرتے ہیں (کیونکہ جاز اپنا ہے) پھر مابدولت میں نے وفاق المدارس کی طرف سے درس نظامی کا کورس کیا ہے' اردو ادب پارٹ II کے ایگزیم دیئے ہیں (دعا کیجیے گا) پرائیوٹ اسکول میں ٹیچنگ بھی کرتی ہوں۔ میرے بعد میری اسمارٹ سی بہن اسماء ہے جو گریجویشن کے بعد بی ایڈ کرے گی اس کے بعد نمبر آتا ہے میری کیوٹ اینڈ سویٹ بہن حافظہ طاہرہ کا ہمارے علاقے کی تارہ ہے میٹرک اور ایف ایس سی میں ہائی 1st ڈویژن حاصل کی اب بی ایس سی کررہی ہے اس کے بعد بھائی علی رضوان ہے' اللہ معافی دے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں مگر حکم بڑوں کی طرح دیتے ہیں ہاتھ سے خود کام کرنا شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ شاعری کی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا بہت شوق ہے (لکھنے کا بھی ہے) مجھے خزاں اور سردی کا موسم بہت پسند ہے۔ دل چاہتا ہے کہ خوب صورت وادی ہو' خزاں رسیدہ ٹنڈ منڈ درخت ہوں ہر طرف زرد پتے اداسی سے بکھرے پڑے ہوں اور میں دنیا سے بے خبر درخت سے ٹیک لگائے شاعری کی کتاب پڑھ رہی ہوں (خواب) کرکٹ سے بہت لگاؤ ہے۔ پاکستانی ٹیم جب ہارتی ہے تو دل بہت دکھی ہوجاتا ہے۔ عمر اکمل موسٹ فیورٹ ہے' دعا کرتی ہوں کہ وہ ہر میچ میں ہائی اسکور کرے۔ جب پاکستان T20 ورلڈ کپ کا سیمی فائنل سری لنکا سے ہارا تھا میں اور اسماء بہت روئی تھیں پھر ہماری بددعاؤں نے سری لنکا کو فائنل ہرادیا۔ دل کی بہت نرم اور غصے کی بہت گرم ہوں جو انسان اچھا نہ لگے یا اس کی کوئی بات دل کو اداس کردے اس سے بات کرنا وہ بھی آرام سے بہت مشکل لگتا ہے' منافق لوگ بالکل پسند نہیں۔ شو آف لوگوں سے دور رہنا اچھا لگتا ہے' کوئی بات بری لگے تو منہ پر کہہ دیتی ہوں۔

جو کہتا ہوں وہی بولنے کا عادی ہوں
میں اپنے شہر کا سب سے بڑا منادی ہوں

جیولری کا خاص شوق نہیں بس کانچ کی سادہ چوڑیاں بہت پسند ہیں۔ انسانی خوب صورتی میں خوب صورت آنکھیں بہت اٹریکٹ کرتی ہیں اور لمبے بال (اگر اپنے ہوتے) کوشش کرتی ہوں کہ میری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو اپنی غلطی ہو تو فوراً سوری کرلیتی ہوں۔ اسلام دشمن قوتوں سے سخت نفرت ہے۔ کوشش کرتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کروں' بہت جذباتی ہوں' دوسروں کے جھوٹ کا بھی اعتبار کرلیتی ہوں۔ رونا بہت جلدی آجاتا ہے' مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے اگر ڈرامے میں بھی کوئی مرجائے تو اسماء اور میں باجماعت رو لیتے ہیں۔ ہماری فیملی میں لڑکیوں کی تعلیم کو بہت معیوب سمجھا جاتا ہے مگر سلام ہو میرے ابو کو جنہوں نے اتنی مخالفت کے باوجود ہمیں پڑھایا۔ اللہ میرے والدین کو لمبی زندگی اور صحت دے' آمین۔ مجھے سید فیملیز بہت اچھی لگتی ہیں۔ سدرہ شاہ فرام اسلام آباد آپ مجھے بہت اچھی لگی تھیں آپ کے نام پیغام بھی لکھا تھا مگر وہ منزل مقصود تک نہ پہنچ سکا۔ مجھے چھوٹے چھوٹے گول مٹول بچے بہت پسند ہیں۔ لاہور اور اسلام آباد گھومنے کا بہت دل چاہتا ہے۔ دوستی مجھے کبھی راس نہیں آئی' کسی نے ہم کو نہ سمجھا اور کسی کو ہم نہ سمجھ سکے مگر میں نے اپنی بے وقوفی سے ایک پُرخلوص دوست کو کھودیا' زندگی بھر اس کا افسوس رہے گا۔ اللہ اس کو خوش رکھے' دو ماہ پہلے ہمارے والدین جیسے شفیق استاد وفات پاگئے تھے۔ وہ علم کا ایک انمول خزانہ تھے۔ میں نے آج تک ان جیسا علم دوست شخص نہیں دیکھا' اللہ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ مجھے فوجی اور فلسطینی مجاہد بہت اچھے لگتے ہیں۔ مجھے جہازوں سے عشق تھا' اب یہ عشق کچھ کم ہوگیا ہے۔ ہر قسم کے جہاز کی تصویر میرے پاس موجود ہے' میں اکثر رات کو آسمان پر اڑتے جہازوں سے باتیں کرتی تھی (بے وقوفی)۔ ڈیئر قارئین! کسی کو چھوٹا مت سمجھیں' ہوسکتا ہے وہ اللہ کی نظر میں ہم سے بہتر ہو۔ دعا میں سب کو شامل رکھیں تاکہ ہمیں ہماری دعا حاصل ہوجائے۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا' اللہ حافظ۔

رابعہ مفتی

باادب باملاحظہ ہوشیار...... ملکہ عالیہ کی سواری باد بہاری تشریف لارہی ہے۔ غلام نے صدا لگائی ملکہ عالیہ شان سے پالکی میں سوار ہیں۔ پالکی چار غلاموں کے کندھے پر ہے۔ پالکی اتاری جاتی ہے' ملکہ عالیہ سنہری سینڈلز میں مقید اپنا گوار پاؤں زمین پر رکھتی ہی ہیں کہ ہائے...... امی جی اور پانی نہ چھینکیے گا یہ دیکھیں اٹھ گئی ہوں' یہ عادت ہے میری والدہ ماجدہ کی فریج سے پانی کی ٹھنڈی ٹھار بوتل نکال کر صبح اسکول کے لیے اٹھاتے ہوئے' ہمیں پودے سمجھ کر ہم پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور اسی چھڑکاؤ کی وجہ سے ہمارا سہانا سہانا سپنا ٹوٹ گیا۔ اب آتے ہیں ہمارے تعارف کی طرف' ہم کون؟ ہم یعنی میں رابعہ مفتی جو کہ گرمیوں کی تپتی دوپہر میں اپنے والدین کی زندگی میں ٹھنڈا ٹھنڈا ہوا کا جھونکا بن کر داخل ہوئی۔ میری تاریخ پیدائش یکم جولائی 1995ء ہے۔ تاریخ کے لحاظ سے میرا اسٹار ہوا کینسر یعنی سرطان' ہائے خنجر چھری لے کر اتنا خوفناک نام' کوئی اور نام نہیں رکھ سکتے تھے یہ علم نجوم والے۔ جگہ پیدائش ہے ہری پور ہزارہ کا ایک قصبہ جو ان لوگوں کے لیے بنایا گیا جن کے گھر تربیلا ڈیم میں ڈوب گئے

تھے۔ فیملی کے لحاظ سے ہم ہیں پٹھان۔ مادری زبان پشتو ہے مگر مجھے سندھی بہت پسند ہے ہماری فیملی میں امی ابو سمیت ہم چھ بہن بھائی ہیں یعنی دو بہنیں چار بھائی میں تیسرے نمبر پر ہوں۔ امی کو مما اور ابو کو حاجی لالا کہا جاتا ہے کیوں ہے نا یونیک نام۔ ویسے جب میرا چھ فٹ اونچا لمبا چوڑا بھائی اپنی ڈراؤنی آواز میں صدا لگاتا ہے کہ مما کھانا دیں تو لب آپوں آپ مسکرا اٹھتے ہیں بھئی اتنا بڑا آدمی اور چھوٹے بچوں کی طرح مما کھانا کی آواز لگائے گا تو ہنسی نہیں آئے گی کیا۔ تعلیم کے بارے میں بتاتی چلوں تو ابھی طفلِ مکتب ہیں یعنی فرسٹ ائیر کے اسٹوڈنٹ۔ ٹیکسٹائل ڈیزائنر اور فیشن ڈیزائنر بننا جنون کی حد تک میرا شوق ہے مگر ہائے ری مجبوری کہ تعلق ٹھہرا تو ایسے خاندان سے جہاں پرائمری پاس کرو تو گھر بیٹھو اللہ اللہ خیر صلا۔ اگر اعتراض کیا جائے تو فرماتے ہیں نام لکھنا آتا ہے ناں کافی ہے ہم نے تم سے کون سا نوکری کرانی ہے خامیاں خوبیاں کیا ہیں؟ کام چور سہل پسند سست غیر ذمہ دار تھوڑی بدتمیز بسیار خور اور...... اور میرا تو شاید قلم ختم ہوجائے مگر خامیاں ختم نہ ہوں سو آتے ہیں شرافت سے خوبیوں کی طرف۔ نمبر ایک اچھی اسٹوڈنٹ اس کے بعد بامروت با اخلاق ہر حال میں خوش رہنے والی اور میرے خیال میں میری ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ہر جگہ آسانی سے سیٹل ہو جاتی ہوں۔ میرے خیال میں میں ایک اچھی بڑی بہن بھی ہوں مگر فاطمہ فوراً اس کی نفی کر دیتی ہے جو ہے تو میری چھوٹی بہن مگر زیادہ تر میری آپا بنی رہتی ہے۔ کھانے پینے میں آف کورس سب کی من پسند بریانی کھیر حلوہ بیکری آئٹمز آئس کریم مما کے ہاتھ کی بنی ہوئی اسپیگھٹی پسند ہے اور ہاں قیمہ کریلے بھی۔ مطالعہ کرتی ہوں (رسالے کتابیں) نہ ملیں تو موڈ خراب ماتھے پہ شکنیں مزاج چڑچڑا (کی کراں شوق دا تے کوئی مول نئیں) اب آتے ہیں اپنے پسندیدہ موضوع رسالوں کی طرف تو پسندیدہ رسالوں میں آنچل شعاع خواتین کرن حنا ڈالڈا کا دستر خوان اور ساتھ ہی ہر ہفتے کا اخبار جہاں۔ پسندیدہ شعراء میں علامہ اقبال فیض احمد فیض اور ابنِ انشاء شامل ہیں۔ پسندیدہ مصنفین میں سب سے پہلے ون اینڈ اونلی طارق اسمٰعیل ساگر پھر دی گریٹ تاریخ کا خزانہ نسیم حجازی پھر (ماڈرن صوفی) محمد فیاض ماہی بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ہاشم ندیم جنہوں نے اپنے قارئین کو محبت کے نئے مفہوم سے آشنا کیا۔ عمیرہ احمد اور آنچل شعاع خواتین کرن کی تمام رائٹرز میری پسندیدہ ہیں۔ کتابوں میں سب سے پہلے قرآن الحکیم اس کے بعد گیلے پتھر خاک و خون پیار کا پہلا شہر عبداللہ اور خدا اور محبت میری پسندیدہ کتب ہیں۔ اوہ پیر کامل کا لکھنا تو بھول ہی گئی۔ لباس میں مجھے انار کلی فراک اور ساڑھی پسند ہے۔ خوشبو موتیے اور چنبیلی کی بہت پسند ہے۔ رنگوں میں بے بی پنک اور ٹی پنک اور ہلکا فیروزی رنگ میرا پسندیدہ ہے۔ پنک کلر تو آپ کو میری ہر چیز میں نظر آئے گا۔ ہمارا کالج یونیفارم بھی پنک کلر کا ہے جو مجھے بہت پسند ہے۔ گلوکاروں میں راحت فتح علی خان صنم ماروی شفقت امانت علی مجھے پسند ہیں۔ عابدہ پروین کی کافیاں بہت شوق سے سنتی ہوں۔ ویسے صوفیانہ کلام سننے کا بھی اپنا ہی مزا ہے۔ کوک اسٹوڈیو کے تجربات بھی کافی اچھے لگتے ہیں۔ عاطف اسلم کا چرخہ تو آج کل ہر وقت میری زبان پر چڑھا رہتا ہے۔ فرینڈز میں شکریہ زینب اقصیٰ شاہ عروج فاطمہ جو سوات میں رہتی ہے۔ امینہ صفیہ مریم (کزنز) اور میری پیاری بہنا فاطمہ جس سے میں بہت پیار کرتی ہوں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ پیار مجھے فاطمہ کے بعد ابراہیم سے ہے جو کے جی کلاس کا اسٹوڈنٹ ہے۔ پڑھائی سے دور بھاگتا ہے اور اسے پڑھانا مجھے دنیا کا مشکل ترین کام لگتا ہے اسے پڑھا پڑھا کے بعد میں پوچھو ابراہیم جانو! بتاؤ بانیِ پاکستان کا نام؟ تو میاں ابراہیم الو کی مانند گول گول آنکھیں گھما کر ایک بے نیازانہ سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے ہیں علامہ اقبال تو میرا اپنا سر پیٹ لینے کو دل کرتا ہے۔ ویسے تعارف کافی لمبا نہیں ہوگیا۔ دعا زاہد میں نے آنچل میں آپ کا تعارف پڑھا ہے کافی متاثر ہوئی میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں کہیں آپ کو قبول ہے تو آنچل کے توسط سے جواب دے دیجیے گا مجھے آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ قارئین آپ بھی اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجیے گا کہ آپ کو میرا تعارف کیسا لگا مجھ بندہ ناچیز اور خاکسار کو دعاؤں میں یاد رکھیے گا اور اپنا ڈھیر سارا خیال رکھیے گا خدا حافظ اور فی امان اللہ۔

چمن تم سے عبارت ہے

ادارہ

چمن تم سے عبارت ہے بہاریں تم سے زندہ ہیں
تمہارے سامنے پھولوں سے مرجھایا نہیں جاتا

وقت آتا ہے گزر جاتا ہے کبھی رکتا نہیں لیکن اہل نظر کی آنکھوں کے پردوں پر اس کا عکس چپک کر رہ جاتا ہے جس کے ساتھ انسان اپنی عمر کی باقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ یادوں کے ساتھ ساتھ کچھ تحریریں انسان کے دل پہ یوں نقش ہوجاتی ہیں کہ انسان ان کی رہنمائی میں آ گہی کے باب طے کرتا چلا جاتا ہے اہل فکر و اہل نظر کی اسی رہنمائی و آ گہی کے عمل میں کوشاں "ماہنامہ آنچل" آج دیکھتے ہی دیکھتے 34 برس کی مسافت طے کر گیا ہے جس کی کامیابی کا سہرا قارئین کو ہی جاتا ہے جن کی محبتوں و خلوص نے اسے روشنی بخشی اور لکھاری بہنوں نے اپنے قلم و تحریروں سے اسے وہ چاندنی عطا کی جس کی چمک سے فکر و سوچ کی شمعیں روشن ہیں۔ مرحومہ زیب النساء سلمیٰ کنول فرحت آراء نے جس طرح اس محفل اور فکر و شعور کے سلسلے کو آگے بڑھایا وہ قابل تحسین ہے ان کی کمی تو کبھی پوری نہیں ہوسکتی مگر ان کا لائحہ عمل اسی سج دھج سے اپنی منزل کی جانب گامزن ہے اور ان شاء اللہ یوں ہی رواں دواں رہے گا۔ آنچل کی 34 ویں سالگرہ کے موقع پر ہم نے قارئین سے چھ سوالات پر مشتمل ایک خصوصی سروے کیا تھا جن کے سوالات یہ تھے۔

۱) سالگرہ نمبر میں آپ آنچل میں کون کون سی تبدیلیاں دیکھنا پسند کریں گی؟

۲) سالگرہ نمبر میں آپ کیا کیا چیزیں دیکھنا یا پڑھنا پسند کریں گی؟

۳) آنچل میں اپریل 2012ء سے فروری 2013ء کے دوران شائع ہونے والی تحریروں میں کس رائٹر اور کس کہانی نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا اور کیوں؟

۴) آنچل اور آپ کا ساتھ کتنے عرصے پر محیط ہے اور اس دوران آپ نے آنچل کو کیسا پایا اور کیا سیکھا؟

۵) آنچل کے کس ناول کے کردار میں آپ کو اپنی ذات یا اپنا عکس نظر آیا؟

۶) کوئی ایسا تحفہ خاص جو آپ اپنی سالگرہ کے موقع پر دوسروں سے حاصل کرنا چاہیں یا کسی اپنے کو اس کی سالگرہ کے موقع پر دینا پسند کریں؟

قارئین کی جانب سے بے شمار دلچسپ جوابات ہمیں موصول ہوئے دیکھتے ہیں قارئین نے کیا جوابات دیئے ہیں۔

فوزیہ سلطانہ...... تونسہ شریف

۱) سالگرہ نمبر میں میں چاہتی ہوں کہ "بہنوں کی عدالت" میں رائٹر کی تصویر ضرور ہونی چاہیے اور ٹی وی فنکاروں کا انٹرویو بھی لیا جائے۔

۲) سالگرہ نمبر میں آنچل میں اپنی کہانی پڑھنا چاہتی ہوں (ہاہاہا) یعنی ناممکن ہے اور اپنے علاوہ نمرہ احمد کو بھی آنچل میں دیکھنے کی شدید خواہش ہے۔

۳) اگست 2012ء میں نازیہ آپی کی "تم میری عید پیا" نے بہت متاثر کیا (نازیہ یو آر سو نائس ریئلی) کیوں متاثر ہوئی تو جناب سب سے اہم بات کہ وہ ہماری فیورٹ رائٹر کی کہانی تھی۔ دوسرا یہ کہ اس میں یہ سبق تھا کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" حماد کے ساتھ بہت اچھا ہوا (آئی ایم سو پراؤڈ آف یو نازیہ آپی)۔

۴) آنچل اور اپنا تقریباً ڈھائی دو سال سے ساتھ ہے۔ میں نے تو آنچل کو ہمیشہ ہی بیسٹ پایا اور اتنی کیوٹ سی دوستوں کا ساتھ ملا۔ (طیبہ نذیر ریحانہ راجپوت نینتاں شاہ) اور آنچل سے سیکھا بھی بہت کچھ جیسا کہ ہر کوئی اعتبار کے قابل نہیں ہوتا۔

۵) آنچل کا موجودہ ناول "ٹوٹا ہوا تارا" میں شہوار کی حساس اور انا پرست فطرت میں کبھی اپنا عکس لگتا ہے۔

۶) میں چاہتی ہوں کہ کوئی حیران کر دینے والا تحفہ دوں اور اپنی سالگرہ پر بھی میں چاہتی ہوں کہ سرپرائز پارٹی ہو

(جو سرے سے ہے ہی ناممکن اونہوں)۔

شمع مسکان...... جام پور
آنچل کے نام

آسماں پر جتنے ستارے ہیں
سمندر میں جتنا پانی ہے
پھولوں میں جتنی نرمی ہے
خوشبو میں جتنی رفاقت ہے
برف میں جتنی ٹھنڈک ہے
آبشاروں میں جتنی کھنک ہے
ان سب سے زیادہ مجھے......
تم سے محبت ہے......!

۱) پورے سال اس اسپیشل (سالگرہ) نمبر کا شدت سے انتظار ہوتا ہے۔ ویسے تو سالگرہ نمبر کی سج دھج ہی الگ ہوتی ہے۔ پیاری پیاری تحریروں سے سجا ہوتا ہے میں صرف یہ تبدیلی دیکھنے کی خواہش مند ہوں کہ اس اسپیشل نمبر میں ایک طویل مکمل ناول ہو جو کم از کم 25 یا 30 اوراق پر مشتمل ہو۔ طویل ناول پڑھنے کو بہت دل کرتا ہے۔

۲) سالگرہ نمبر میں میں نازیہ آپی کے ناول "جھیل کنارا کنکر" کی آخری قسط پڑھنا چاہتی ہوں۔ ویسے اگر سمیرا شریف طور کا مکمل ناول ہو تو کیا ہی بات ہے۔

۳) آنچل میں شائع ہونے والی ہر تحریر ہی بہت خوب صورت اور لاجواب ہوتی ہے اور جہاں تک ذاتی پسندیدگی کا سوال ہے تو مجھے اپریل 2012ء سے اپریل 2013ء تک شائع ہونے والی تحریروں کے لیے مائنڈ کو کھنگالنا پڑے گا۔ ہماری سینئر مصنفہ تو تقریباً سب اچھا ہی لکھتی ہیں۔ آنچل کا ایک خوب صورت اضافہ "زینب اصغر مغل" اس کی پہلی تحریر "مائے نی میں کنوں آکھاں" نے بہت متاثر کیا' کیوں؟ اس کا جواب شاید میرے پاس نہ ہو' بس اسے پڑھتے ہوئے بہت منفرد احساسات تھے۔ اتنا کہوں گی کہ کیا ایسی عورت ماں کہلانے کی حق دار ہے جو اپنے نفس کے گھوڑے پر سوار گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے کے لیے خود کو آزاد چھوڑ دے اور اپنی اولاد کو زمانے کے گرم تھپیڑوں کے سپرد کردے اور دوسری نازیہ آپی کی "جھیل کنارا کنکر" ہے سب سے خوب صورت کردار "ہانیہ اور میکال" ان کی کہانی بہت اٹریکٹ کرتی ہے۔

۴) میں آنچل سے متعارف 2009ء میں ہوئی مگر میں نے 2007ء تک کے رسالے پڑھ ڈالے ہیں۔ میں نے ان چار سالوں میں آنچل کو بیسٹ پایا ہے۔

۵) آنچل کے تمام ناولز' ناولٹس' افسانوں میں کہیں نا کہیں اپنی جھلک نظر آتی ہے۔ کہیں سمیرا جی کے ناول کی زرش کی جذباتیت میں خود کو دیکھا۔ کہیں نازیہ جی کی ہانیہ میں نہال کے ساتھ لڑتے خود کی جھلک نظر آتی (میں بھی شوخ ہوں) کہیں انعم خان کی "کنواری بے چاری" میں بھائیوں کے رویوں پر خود کو روتے محسوس کیا' ہر تحریر اپنا عکس لگتی ہے۔

۶) ہمارے ہاں سالگرہ کو معیوب سمجھا جاتا ہے مگر میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنی برتھ ڈے کو بھرپور انداز میں منایا۔ ویسے مجھے گفٹ لینے سے زیادہ دینے کا شوق ہے' میں نے ہمیشہ اپنی فرینڈز کو دیا ہے' وہ مجھے میری چوائس پر گلاب کی کلیاں دیتیں جو آج بھی میری ڈائری میں محفوظ ہیں۔ اب خواہش ہے کہ اگست میں میری سالگرہ پر آنچل فرینڈز آنچل کے ذریعے وش کریں اور میرا کیوٹ بھانجا کشف اور میری تنگ آپی مجھے فون پر وش کریں' ایسا ممکن نہیں کیوں کہ میری آپی مجھے یاد نہیں رکھتیں۔

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات

۱) میں آنچل میں ایک نیا سلسلہ دیکھنا چاہتی ہوں' جس میں ایک ٹاپک ہونا چاہیے' جس پہ سب قاری بہنیں اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اس سے بہت سی قاری بہنوں کو ایک دوسرے کے خیالات سے بہت فائدہ ہوگا کیونکہ ہر انسان کی سوچ الگ الگ ہوتی ہے اس سے سب کو بہت سی نئی سوچیں حاصل ہوں گی اگر میری یہ ریکوئسٹ پوری ہوجائے تو میں اس میں پہلا ٹاپک یہ رکھوں گی (آپ اپنی زندگی سے کتنے مطمئن ہیں' کیا لوگ آپ سے خوش ہیں؟) بہت کم لوگ ایسا سوچتے ہوں گے (You ہم سے پوچھیے کی جگہ یہ نیا سلسلہ ہونا چاہیے۔ میرے خیال سے یہ سوال جواب کوئی اتنے ضروری اور کوئی خاص حقیقت بھی نہیں ہیں۔

۲) سالگرہ نمبر ہمیشہ کی طرح ہر بار فنٹاسٹک ہوتا ہے' سو کچھ نہیں کہہ سکتی البتہ جو پہلے سوال میں ریکوئسٹ ہے اگر وہ پوری ہوجائے تو...... (تو کیا ہی بات ہے)۔

۳) مجھے انعم خان کا ناول "کنواری بے چاری" بہت پسند آیا کیونکہ یہ بہت سبق آموز کہانی تھی' سینئر اور جونیئر رائٹرز آنچل میں جلوہ گر ہیں وہ سب بہت اچھا لکھ رہی ہیں میں سب کو مبارک باد دیتی ہوں۔

۴) آنچل کو پڑھتے ہوئے مجھے پانچ سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور آنچل کو میں نے دن بہ دن بہتر سے بہترین پایا۔ آنچل سے مجھے بہت سی باتوں میں اور بہت سے کاموں میں رہنمائی حاصل ہوئی۔ میں بہت پہلے کم سوچا کرتی تھی لیکن جب سے میں نے آنچل سے رشتہ جوڑا ہے تب سے ہر چیز کو آسانی سے سمجھتی ہوں۔ زندگی پر بہت یقین' صبر و تحمل' حوصلہ' امید' دعا' عزت' ظرف' خوشی اور کیا لکھوں' الفاظ ہی نہیں ہیں۔ زندگی بڑی پریقین اور مطمئن گزر رہی ہے۔ خدا کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے اور اللہ تعالیٰ سے میری یہ دعا ہے کہ آنچل تا قیامت ترقی کی راہوں پہ گامزن رہے اور میرا آنچل سے ناتا قائم رہے جب تک میری سانسیں چلتی رہیں گی آنچل کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔

۵) عشنا کوثر سردار کا ناول "اور کچھ خواب" اس میں جو کردار ہے نا پارسا چوہدری کا' یقین مانیے میں بھی بالکل ویسی ہوں' جتنی وہ سادہ اور صاف دل کی مالک ہے ویسے ہی میں بھی ہوں۔

۶) ویسے تو مجھے دوسروں کو دعائیں دینا اور کسی کی دعائیں لینا بہت پسند ہے۔ میرے خیال سے اس سے بڑھ کے میرے لیے کوئی اور تحفہ نہیں ہوسکتا اگر کسی چیز کا پوچھ رہے ہیں تو مجھے اچھی کتاب اور پرفیوم لینا اور دینا پسند ہے۔

ربیعہ اُسامہ بٹ اینڈ سائرہ...... فیصل آباد

۱) آنچل تقریباً ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے "حمد و نعت" سے لے کر "کام کی باتیں" ہر سلسلہ بہت اچھا ہے۔ ہم سب پڑھنے والوں کو کافی معلومات مل جاتی ہیں' آنچل کے ٹائٹل کو بہت اچھا ہونا چاہیے بعض اوقات ایسے ٹائٹل ہوتے ہیں جیسے خانہ پُری کی گئی ہو' ماڈل کا میک اپ اور بیک گراؤنڈ حقیقت معلوم ہونے چاہیے بعض اوقات میک اپ بہت ہی عجیب ہوتا ہے ٹائٹل اگر اچھا ہو تو ڈائجسٹ میں کشش محسوس ہوتی ہے۔

۲) سالگرہ نمبر میں اگر میری تحریر شائع ہو تو مزا ہی آجائے اس کے ساتھ ہی اگر لیٹر بھی شائع ہو تو مزا دوبالا ہوجائے۔ "نفسیاتی الجھنیں" کے حوالے سے کوئی سلسلہ شروع کیا جائے' اسی کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ قارئین کے لیے بہت اچھا رہے گا وہ اپنی ازدواجی اور نفسیاتی الجھنیں ڈسکس کرنے کے بعد کوئی مفید مشورے لے سکیں گے ان کی پریشانی کو ختم کیا جائے۔

۳) جولائی 2012ء میں آپی سمیرا شریف طور کے 2 اقساط پر مبنی ناول "زمین کی حسین رہ گزر" نے سب سے زیادہ متاثر کیا اور کیوں کیا؟ اس لیے کہ سب کا ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق اور فرینڈ شپ میں چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کے بعد ایک ساتھ رہنا' ہنسی مذاق اور دوسروں کی خوشیوں کے لیے تعاون کرنا بہت اچھا لگا' صبا کا شوخ و چنچل انداز' دوسروں کے جذبات و احساسات اور خوشیوں کے لیے بھاگ دوڑ کرنا بہت ہی پسند آیا۔

۴) آنچل اور ہمارا ساتھ کچھ نہ پوچھیے ہمارا ساتھ تقریباً 8 سے دس سال پر محیط ہے' سال تو یاد نہیں لیکن قسط وار ناول "محبت دل پہ دستک" شائع ہوتا تھا اس کی ایک ہی قسط پڑھنے کے بعد آج تک ہم آنچل کے سنگ سنگ ہیں' جہاں آنچل وہاں ہم۔ اس دوران کافی کچھ سیکھنے کو ملا' نئی لکھاری بہنیں جو پہلی ہی کاوش میں بہت اچھا لکھ گئیں لیکن بعض اوقات رائٹرز کہانیوں میں ایسے ایسے سین کری ایٹ کرتی ہیں کہ حقیقت چھوڑ خواب پر گمان ہوتا ہے' کہانیوں میں معاشرے کے متعلق معلومات حاصل

ہوتی ہیں کہ باہر کی دنیا عورتوں کے لیے واقعی ہی مشکل ترین ہے۔

۵) آنچل کا سلسلہ وار ناول "یہ چاہتیں یہ شدتیں" پڑھ کر اس میں نوریہ کے کردار کو دیکھ کر اپنا عکس نظر آیا۔ صبر اور حوصلہ جمع کیے رکھنا' دوسروں کی خوشیوں کی خاطر خود کو نظر انداز کر دینا' بہت باہمت رہنا نوریہ کے عکس میں اپنا آپ نظر آیا۔

۶) وقت اور ضرورت کے لحاظ سے کوئی تحفہ خاص میں صرف اپنی فرینڈ سائرا اور اپنے جان سے پیارے بی جان' ہر دل عزیز بردار محترم سے لینا پسند کروں گی' مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب وہ میری خوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے تحفہ دیتے ہیں ایسے بہت سے لوگ ہیں جن سے میں بے تحاشا محبت کرتی ہوں' ان سب کے لیے گلاب کے ڈھیر سارے پھولوں کے ساتھ خدا سے دعاؤں میں خوشیاں ہی خوشیاں مانگوں گی' اللہ ربّ العزت ان سب کو غم زندگی اور ہر مشکلات سے بچائے' جو میری زندگی کا محور ہیں آمین۔

سامعہ ملک پرویز...... احاطہ ٹیکسلا

۱) سالگرہ نمبر میں آنچل میں زیادہ سے زیادہ مکمل ناول پڑھنا پسند کروں گی' اس کے علاوہ کوئی نہ کوئی عنوان جس پر اظہار رائے کا موقع دیا جائے۔

۲) رائٹرز کے تبصرے اور ڈھیر ساری شاعری پڑھنا پسند کروں گی۔

۳) نازیہ کنول نازی کا ناول "پتھروں کی پلکوں پر" اور سمیرا شریف طور کا سلسلہ وار ناول "ٹوٹا ہوا تارا" اپنی ان گنت خوبیوں کی بناء پر ناقابلِ فراموش کرداروں پر مبنی ہیں۔ "ٹوٹا ہوا تارا" میں درشہوار اور "پتھروں کی پلکوں پر" علیزہ ملک کا کردار اپنی ہمت اور صبر و برداشت اور جذبہ استقلال کی بدولت بہت زیادہ پسند آیا۔

۴) آنچل اور میں کتنا خوب صورت لگتا ہے یہ کہنا۔ جہاں تک میرے اور آنچل کے ساتھ کی بات ہے تو اپنا تعلق اتنا گہرا ہے کہ اس پرخلوص رشتے سے مہکتی خوشبو ہر دم ساتھ ہے' آنچل ایک مخلص دوست کی حیثیت سے ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ رہا اور ابد تک رہے گا۔ اس کے صفحات پر بکھرے موتی جو کہ الفاظ کی صورت ہم تک پہنچتے ہیں ان سے میں نے زندگی کو جینا سیکھا' صحیح معنوں میں جانا زندگی کا اصل مفہوم کیا ہے۔ رائٹرز کرم فرماؤں نے ہر مشکل گھڑی میں تحریروں کے ذریعے شعور و آگہی کا وہ درس دیا کہ پھر زندگی جینے میں لذت محسوس ہونے لگی اور آنچل میں اپنی شاعری کی اشاعت ہر بار نئی خوشی سے ہمکنار کر دیتی ہے۔

۵) آنچل کی سبھی کہانیوں میں شامل کردار اپنے اندر کوئی نہ کوئی معنوی حیثیت لیے ہوتے ہیں لیکن مجھے کسی میں اپنی تمام کی تمام خوبیاں و خامیاں نظر نہیں آتیں۔ اس لیے کچھ کہہ نہیں سکتی۔

۶) میرے نزدیک دعاؤں سے بہتر کوئی قیمتی تحفہ نہیں جو میں لینا چاہوں گی اور دینے کی جہاں تک بات ہے تو دوست' احباب کہاں دعاؤں سے جان چھوڑتے ہیں' ویسے کتاب کا تحفہ دینا اچھا لگتا ہے۔ آخر میں آنچل کی سالگرہ کے موقع پر اک خوب صورت شعر پیش کرنا چاہوں گی اور اجازت لوں گی' خدا حافظ۔

ہے دعا سدا چمکے تیرے مقدر کا ستارا
خدا کرے تیرے عروج کو زوال نہ آئے

آمین۔

نادیہ یٰسین...... ساہیوال

۱) آنچل میں کون کون سی تبدیلیاں...... سوچنا پڑے گا کیونکہ آنچل از دی بیسٹ' پر میں چاہتی ہوں بیوٹی گائیڈ میں ہی یا پھر اس کے علاوہ کسی اور کالم میں ایسا ہو کہ لڑکیاں اپنی جلد کے حساب سے اپنی پرابلمز پیش کریں اور ہمیں اس کا جواب دیا جائے۔ کوئی پرابلم ہو چاہے بالوں کے لحاظ سے' چہرے کے لحاظ سے' گھریلو ٹوٹکوں کے ذریعے سے ان کا حل پیش کیا جائے' بتایا جائے۔

۲) ہم کیا کہیں آنچل بنا کچھ کہے ہی پوری کر دیتا ہے ہر خواہش' ہر موقع کے لحاظ سے مکمل اور بیسٹ۔

۳) بہت سی تحریریں ہیں ایسی جن سے بہت کچھ سیکھا' ماشاء اللہ تمام رائٹر ہی کمال لکھتی ہیں اور یہ انسان پر ہوتا ہے کہ وہ صرف ٹائم پاس کرنے کے لیے پڑھتا ہے یا ان سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کے لیے اور میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے' اس لیے کسی ایک کا نام نہیں لوں گی۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ سوا دو سال کے عرصے پر محیط ہے جب میں میٹرک کے پیپرز کے بعد فارغ تھی اور بور ہوتی تھی تو اپنے انکل سے کہا کہ خواتین ڈائجسٹ لے آئیں' وہ گئے تو واپسی پر آنچل لے آئے۔ میں نے کہا یہ کیا خواتین کہا تھا تو بولے' خواتین ہی ہے' میں نے کہا دیکھیں...... تو بڑی معصومیت کے ساتھ اس لائن پر انگلی رکھ دی' جس پر لکھا تھا خواتین کے لیے صاف ستھرا' تفریحی ادب' تو میری ہنسی نکل گئی خیر آنچل پڑھا پھر اگلے ماہ آنچل ہی منگوایا اور اب تک ساتھ ساتھ ہیں۔ اب کہتی ہوں جو ہوا اچھا ہوا' اب حفظ کی وجہ سے کسی اور رسالے کو پڑھنے کا ٹائم نہیں ملتا پر آنچل ضرور پڑھتی ہوں آنچل کو بہت اچھا پایا۔

۵) کسی میں نہیں' ہاں' کبھی کبھار کسی کی سوچ اور نظریہ مل جاتا ہے' مکمل تو نہیں۔

۶) مجھے دعاؤں کا تحفہ دینا اور لینا اچھا لگتا ہے' کسی کی بھی سالگرہ ہو تو اس دن اس کے لیے دو نفل پڑھ کر ضرور دعا کرتی ہوں اور پورے دل سے کرتی ہوں اور اس کے علاوہ کتابوں کا تحفہ دینا اور لینا اچھا لگتا ہے یا پھر اس کے مزاج اور شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

ساریہ چوہدری...... ڈوگہ گجرات

۱) آنچل زبردست ہے' اس میں کوئی تبدیلی نہیں چاہیے' بس ایک ریکوئسٹ ہے کہ ایک سلسلہ ایسا ہو جس میں پنجابی شاعری' کلام لکھا جا سکے اس پہ بات کی جا سکے یا صوفیاء' اولیاء کرام کا ذکر ہو' ان کے بارے میں معلومات ہوں۔

۲) سالگرہ نمبر میں بس ام مریم کا ناول لازمی پڑھنا پسند کروں گی۔

۳) 2012ء سے 2013ء تک مجھے نازیہ کنول نازی کا "پتھروں کی پلکوں پر" بہت زبردست ناول تھا' اس نے میری زندگی بدلی اور وہ سب مجھے ملا اس سے جو میرے پاس نہیں تھا اور متاثر میں ام مریم سے ہوں' ام مریم بہت گریٹ ہیں۔

۵) مجھے کبھی کسی ناول میں اپنا آپ نظر نہیں آیا کیونکہ میں ایسی ہوں کہ کسی کو سمجھ نہیں آنے والی' ایسی الجھن ہوں جسے جتنا سلجھاؤ اتنا الجھے گی۔

۶) میں اگر کسی کو سالگرہ پر گفٹ دوں تو یقیناً کوئی ناول یا کتاب ہو گی۔ "زلف اور زنجیر" اور اگر لینا پسند کروں تو بھی کتاب ہی مانگوں گی' کوئی ناول یا اسلامک کتاب۔

دلکش مریم...... چنیوٹ

۱) میں چاہوں گی کہ نوآموز شعراء کی اصلاح کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

۲) سالگرہ نمبر میں آنٹی قیصر آراء کا انٹرویو پڑھنا پسند کروں گی۔

۳) نومبر 2012ء میں تحسین انجم انصاری کے مکمل ناول "جذبہ قرباں" نے متاثر کیا کیونکہ اس ناول میں زین اور صفیہ کی قربانی معمولی نہ تھی۔

۴) آنچل کا ساتھ تو کافی عرصے سے ہے لیکن اس میں لکھنا کچھ عرصے سے ہی شروع کیا ہے۔ آنچل کو ہمیشہ بہت بہترین پایا اور سیکھا بھی بہت کچھ۔

۵) ستمبر کے شمارے میں عشنا کوثر سردار کا مکمل ناول "کیکٹس کا پھول" کے کردار "ایلیاہ میر" میں مجھے اپنا عکس نظر آیا۔

۶) سالگرہ کے موقع پر میں آنچل ڈائجسٹ کے ساتھ سفید گلاب دینا پسند کروں گی اور لینا بھی۔

انعم ساحر...... سمبڑیال

۱) ٹائٹل بہت مختلف سا ہو اور ہر کہانی کے ساتھ ماڈلز کی تصویریں کلر میں ہوں۔

۲) آنچل کی اور ہر دل عزیز مدیرہ قیصر آراء کی تصویر دیکھنا چاہوں گی جب کہ ان ہی کا تعارف بھی پڑھنا چاہوں گی' مطلب ان کے اور آنٹی فرحت آراء کے ساتھ گزرے لمحات کے بارے میں جاننا چاہوں گی۔

۳) سمیرا شریف طور کا ناول ”زندگی کی حسین رہ گزر“ اور نازیہ کنول نازی کا ناول ”پتھروں کی بستی میں“ پسند آئے۔ سمیرا جی کے ناول میں مریم کا کردار اس کا گھر والوں کے لیے سوچنا بہت اچھا لگا کہ عورت سچ میں قربانی دیتی ہے چاہے وہ محبت کی ہو۔

۴) ہمارے تعلق کا ساتواں سال چل رہا ہے 2007ء سے لے کر 2013ء تک رابیل اور عبدالباری کے دیوانے ہیں ہم اور آنچل از دا بیسٹ۔ ہم نے آنچل کو بہت اچھا پایا عورت کو خصوصاً نوجوان لڑکی کو اس معاشرے میں کس طرح رہنا چاہیے اور ہر چمکتی چیز کو سونا نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ سب آنچل سے سیکھا۔

۵) مدیحہ عدنان کے ناولٹ ”چھپا رستم“ کی ارمامیں اور نادیہ فاطمہ رضوی کی کہانی ”کاروانِ محبت“ کی یشب میں اپنا عکس نظر آیا۔

۶) کسی کو تحفے میں شاعری کی کتابیں دینا چاہوں گی اور گفٹ میں عمیرہ احمد کے ناولز لینا چاہوں گی۔ اب آخر میں میری دعائیں آنچل اسٹاف رائٹرز اور قارئین کے لیے سدا خوش آباد و شاد رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلیں دور فرمائے اور کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سمیرا انور...... جھنگ

۱) ایک تبدیلی سالگرہ نمبر میں یہ ہو کہ اس میں کم از کم تین مکمل ناول ہوں اور دوسری یہ کہ ”بہنوں کی عدالت میں“ نازیہ کنول نازی ہوں۔

۲) سالگرہ نمبر میں سمیرا شریف طور کا کوئی سا بھی مکمل ناول پڑھنا اور دیکھنا پسند کروں گی۔

۳) فروری 2013ء میں عشنا کوثر کے ”اور کچھ خواب“ کی آخری قسط نے بہت زیادہ متاثر کیا۔ مئی 2012ء میں نازیہ کنول نازی کا شائع ہونے والا مکمل ناول ”پتھروں کی بستی میں“ بہت اچھا لگا اور اس لیے کیوں کہ نازیہ کنول نازی کا لکھنے کا انداز بہت متاثر کن ہوتا ہے اور اس میں حقیقت پسندی کو دیکھا جاتا ہے۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ اس وقت شروع ہوا جب میں 9th گریڈ کی اسٹوڈنٹ تھی اور اب میں ایم اے کررہی ہوں کم از کم سات آٹھ سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت ”محبت دل پہ دستک“ شروع ہوا تھا بس پھر آنچل باقاعدگی سے منگوانا شروع کردیا۔ آنچل کے ذریعے میں نے کافی کچھ ”طلعت آغاز“ کے باورچی خانے سے سیکھ لیا ہے اور آنچل نے مجھے قلم اٹھانا سکھایا ہے۔

۵) سمیرا شریف طور کے ناول ”ٹوٹا ہوا تارا“ میں شہوار اور انا دونوں اچھی ہیں۔ شہوار کی خودداری اور انا کی پوشیدہ محبت میں کبھی کبھی خود کو محسوس کرتی ہوں۔

۶) جہاں سالگرہ کی بات ہے تو کبھی منائی نہیں ہے ہاں البتہ فرینڈز تحائف ضرور بھیجتے ہیں میری اسٹوڈنٹس کارڈز بہت پیارے بنا کر بھیجتی ہیں۔ سالگرہ پر مجھے سب کی دعائیں لینا اچھا لگتا ہے آخر میں آنچل اور تمام رائٹرز قارئین کو آنچل کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اللہ کرے آنچل کو کامیابی و کامرانی نصیب ہو آمین۔

طیبہ شیریں...... کوری خدا بخش

۱) سالگرہ نمبر میں کوئی تبدیلی ہمیں نہیں چاہیے یہ ایسے ہی بہت پسند ہے۔ ویسے آنچل ہمارے دل کی بات خود ہی پوری کردیتا ہے ہمیں کہنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

۲) سالگرہ نمبر میں اپنے نام کوئی پیغام پڑھنا چاہوں گی جو میری خوش فہمی ہے (ہاہاہا) اور سمیرا شریف طور کا مکمل ناول پڑھنا چاہوں گی۔

۳) آنچل کا ساتھ کافی عرصے سے ہے۔ دس سے پندرہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے ہر آنے والا آنچل پچھلے آنچل سے بہت اچھا ہوتا ہے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

۴) سمیرا شریف طور کے مکمل ناول ”زرد موسم کے دکھ“ میں لائبہ کے کردار میں اپنی جھلک نظر آئی۔

۵) سالگرہ کے موقع پر دعائیں لوں گی اور دعائیں ہی دوں گی کیونکہ دعاؤں سے ہر چیز مل سکتی ہے۔ خدا آنچل کو بہت بہت ترقی دے اور تا حیات ہمارے ساتھ رکھے۔

انیس انجم...... جھنگ صدر

۱) آنچل ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے بس کمرشل اشتہارات کم کردیں اگر ہوسکے تو جب سے آنچل شائع ہونا شروع ہوا ہے اس میں جتنے قسط وار ناول شائع ہوئے ہیں ان سب کے نام ضرور دیا کریں تاکہ ہم آسانی سے خرید کے پڑھ سکیں اور ساتھ میں رائٹرز کے نام بھی دیں۔

۲) سالگرہ نمبر میں ناول اور ناولٹ زیادہ ہوں۔

۳) ”پتھروں کی پلکوں پر“ نازیہ کنول نازی کے ناول نے متاثر کیا گوری کی وجہ سے۔

۴) آنچل کے ساتھ تعلق 2008ء سے جڑا ہے اور آنچل کو بہت زبردست پایا آنچل نے مجھے حوصلہ اور اعتماد دیا۔

۵) عشناء جی کے ناول ”اور کچھ خواب“ میں اناہیتا کے کردار میں اپنا عکس نظر آیا کیونکہ پیار کو چھپانے کے لیے بہت کچھ سہنا پڑتا ہے۔

۶) مجھے سالگرہ کے موقع پر خاص تحفہ دعائیں دینا اور دعائیں ہی لینا پسند ہے کیونکہ دعاؤں سے بڑھ کر کوئی خاص تحفہ ہو ہی نہیں سکتا۔

مدیحہ نورین...... برنالی

۱) سالگرہ نمبر میں یہ تبدیلی چاہتی ہوں کہ قسط وار ناول کم کردیئے جائیں اور نیو رائٹرز کو بھی موقع دیا جائے تاکہ وہ بھی طبع آزمائی کرسکیں۔

۲) میں چاہتی ہوں کہ کچھ ایسا بھی آنچل میں شائع کیا جائے جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہو۔

۳) آنچل کی 2012ء سے 2013ء کے دوران سب تحاریر قابل تعریف ہیں مگر سب سے زیادہ جس تحریر نے متاثر کیا وہ یہ تھیں ڈاکٹر تنویر انور خان کی تحریر ”مجھے جانے دو“ اور نادیہ فاطمہ رضوی کی تحریر ”اسیر محبت“ لولی اسٹوری۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ چار سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ اسی دوران میں نے آنچل سویٹ فرینڈ کی طرح پایا جو اکیلے میں اپنی تحاریر سے مسکرانے اور اچھا سوچنے پر مجبور کرتا رہا گڈ لک آنچل۔

۵) جس تحریر میں مجھے اپنا عکس نظر آیا وہ تحریر نادیہ فاطمہ رضوی کی تھی جس کا نام تھا ”وہ اجنبی مگر اپنا سا“ اس میں نیناں کے کردار میں اپنا عکس جھلکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

۶) میں سب سے بہترین تحفہ دعا لینا پسند کروں گی اور دوسروں کی برتھ ڈے پر بھی دل کی گہرائیوں سے خلوص سے امن و سلامتی و محبت اور خوشیوں کی دعا کرتی ہوں اور تحفہ کی صورت میں پیش کرتی ہوں اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ میری نظر میں ہے ہی نہیں۔ دعا ہے آنچل گزشتہ سال سے زیادہ ترقی کرے عروج کی منازل طے کرتا جائے آمین۔

سیدہ کنزیٰ زین...... منڈی بہاؤالدین

۱) میں سالگرہ نمبر میں بس یہی تبدیلی چاہتی ہوں کہ عشنا آپی ایک نیا اور اچھا سا سلسلہ وار ناول لے کر آجائیں اور تو کوئی تبدیلی نہیں چاہیے کیونکہ آنچل تو پرفیکٹ ہے۔

۲) سالگرہ نمبر میں کم سے کم بھی تین یا چار مکمل ناول پڑھنا چاہوں گی اور نازی آپی کے ناول کی اگلی قسط بھی۔ بس آپی جی جلدی ٹھیک ہوجایئے ناں۔

۳) مجھے اس دوران سب سے زیادہ متاثر سمیرا آپی نے اور ان کے نئے شروع ہونے والے سلسلہ وار ناول ”ٹوٹا ہوا تارا“ نے کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ شہوار جیسی لڑکیاں ہمارے معاشرے کے ماتھے کا جھومر ہوتی ہیں مجھے یہ ناول شہوار کی وجہ سے بے حد پسند ہے اور پلیز آپی جی شہوار کو ٹوٹا ہوا تارا ہرگز نہ بننے دیجیے گا پلیز۔

۴) آنچل کا اور میرا ساتھ بہت پرانا ہے باقاعدہ طور پر تو جب میں فرسٹ ائیر میں تھی تب خریدنا شروع کیا تھا جب کہ اب میں بی اے فائنل ائیر میں ہوں۔ ویسے تو 9th، 8th کلاس سے باقاعدہ طور پر کزنز وغیرہ سے لے کر پڑھتی تھی اس دوران آنچل کو بہتر سے بہترین کی طرف گامزن ہی دیکھا۔ سیکھا بھی بہت کچھ اب کہاں تک سناؤں کہاں تک سنیں گے ہے ناں ڈیئر فرینڈز!

۵) آنچل کے کسی بھی کردار میں مکمل طور پر اپنی ذات یا اپنا عکس نظر نہیں آیا۔

۶) خاص تحفہ...... اووں! نومبر میں میرا برتھ ڈے ہے

میں چاہوں گی پوری آنچل فیملی مجھے "دوست کا پیغام آئے" میں وش کرے۔ ہاہاہا ہے ناں خاص اور ناممکن گفٹ' خیر ویسے گفٹ ہی ہوتا ہے ناں سو مجھے تو پُرخلوص اور خاص میرے لیے کی گئیں دعائیں چاہئیں۔ اس سال میرے جتنے بھی اپنوں کی سالگرہ ہوگی' میں انہیں سرپرائز گفٹس دینا چاہوں گی۔

الفت اینڈ فائزہ عباسی......ہارون آباد' چناری

۱) آنچل میں سلسلہ وار ناول بہت اچھے ہوتے ہیں البتہ مکمل ناول کا معیار وہ نہیں رہا جو آج سے پانچ چھ سال پہلے تھا پلیز پہلے ہی والے معیار کو برقرار رکھیں۔

۲) ویسے تو سالگرہ نمبر ہمیشہ ہی شاندار رہا ہے ہماری خواہش ہے کہ سالگرہ نمبر میں عفت سحر طاہر کا کوئی دھوم دھڑاکے والا ناول ہو۔

۳) کوئی خاص ناول نہیں تھا جس نے متاثر کیا ہو البتہ سمیرا آپی کا "زرد موسم کے دکھ" بہت اچھا تھا۔ لائبہ کے کردار اور فوزان صدیقی کے سچے جذبات نے بہت متاثر کیا۔

۴) ویسے کیا سوال پوچھ لیا ہے' آنچل اور ہمارا ساتھ تب سے ہے جب ہم نے ٹیڑھی میڑھی اردو پڑھنا سیکھی تھی اور اللہ کے کرم سے آج ہم بی ایس سی فائنل ائیر میں ہیں۔

۵) سب ہی کردار اچھے ہوتے ہیں لیکن آج تک کسی میں بھی اپنی جھلک محسوس نہیں ہوئی۔

۶) اقراء صغیر کے ناول "بہاروں کے سنگ سنگ" "چاند گگن اور چاندنی" اور ایسا گفٹ جو انہیں ہماری دیا دلاتا رہے۔

شمیم احمد......راولپنڈی

۱) سالگرہ نمبر میں کہانیاں زبردست ہونی چاہیے اور جو قسط وار چل رہی ہیں' وہ زیادہ لمبی نہ ہوں۔

۳) آنچل میں کہانی "بھیگی پلکوں پر" پری کا کردار بہت پسند آیا۔ پری اور اس کی دادی کی آپس میں محبت سے بہت متاثر ہوئی ہوں کیونکہ میں نے دادا' دادی دونوں کو نہیں دیکھا۔ میری پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

۴) آنچل میں ایک سال سے پڑھ رہی ہوں کیونکہ میری شادی شہر راولپنڈی میں ہوئی ہے' میری نندیں پڑھتی ہیں اس لیے اب میں بھی پڑھتی ہوں' پہلے ہم گاؤں میں رہتے تھے' ضلع بھکر میں۔ اُدھر ناول وغیرہ بہت کم پڑھے جاتے ہیں ناول پڑھنا بُرا سمجھا جاتا ہے' آنچل کی وجہ سے خوداعتمادی پیدا ہوئی ہے اور لکھنے کی ہمت ہوئی ہے۔

۵) پری کے کردار میں اپنا عکس نظر آیا کیونکہ وہ بھی بن ماں کے پلی ہے اور میری بھی ماں فوت ہوگئی ہے۔ میں دس سال کی تھی میری ماں 8 سال بیمار رہیں پھر اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ میری بھانجیاں بھی یتیم ہیں' ان کی ماں فوت ہوگئی ہے۔ چار بہنیں اور ایک بھائی ہے وہ دوسروں کے رحم و کرم پر پل رہے ہیں' اس لیے یتیموں کے کردار پڑھ کر بہت متاثر ہوتی ہوں۔

۶) سالگرہ کے موقع پر میرے لیے یہی تحفہ ہوگا کہ میرا خط شامل اشاعت ہوجائے تاکہ میں اگلی بار لکھنے کی جرأت کرسکوں۔

نبیلہ لیاقت سونو......سرگودھا

۱) ویسے تو آنچل مجھے ہر حال میں پسند ہے اگر کوئی تبدیلی نہ بھی کی جائے تو دل و جان سے عزیز تھا' ہے اور رہے گا لیکن میں چاہوں گی کہ آنچل کی تمام رائٹرز کا تعارف بمعہ تصاویر آنچل میں شائع کیا جائے۔

۲) آپی نازی کا ایک شاہکار مکمل ناول پڑھنا چاہوں گی۔

۳) گزشتہ سال میں سمیرا شریف طور کا "زرد موسم کے دکھ" میرا موسٹ فیورٹ ناول رہا کیونکہ اس میں انہوں نے ایسے موضوع پہ قلم اٹھایا جو ہمارے معاشرے کا المیہ بن چکا ہے' بغیر تصدیق کے کسی معصوم پر الزام تراشی کرنا ہمارے یہاں عام سی بات ہے اگر دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو انہوں نے یہ بتایا کہ ابھی دنیا میں بہت سے اچھے لوگ بھی موجود ہیں جن کے دم سے یہ دنیا قائم ہے۔

۴) آنچل کے ساتھ میرا رشتہ زیادہ پرانا نہیں ہے۔ 2006ء میں آنچل سے دوستی ہوئی جو کہ اب تک قائم ہے اور ان شاء اللہ قائم رہے گی۔ آنچل ہر لحاظ سے بہترین ماہنامہ ہے' آنچل سے میں نے معاشرے میں رہنا اور لوگوں کو پرکھنا سیکھا ہے۔

۵) آنچل کے کسی کردار میں اپنی جھلک نظر نہیں آئی' افسوس......!

۶) میں چاہوں گی کہ اگر کوئی مجھے میری سالگرہ پر تحفہ دے تو کتاب یا پین کا تحفہ دے اور اگر میں کسی کو اس کی سالگرہ پر تحفہ دوں تو دعاؤں سے بہتر کوئی تحفہ نہیں پھر بھی میں پھولوں کا تحفہ دینا چاہوں گی لیکن کچھ لوگ بذاتِ خود کھلا ہوا پھول ہوتے ہیں۔

صدف عبدالغنی......کراچی

۱) میں آنچل میں اداکاروں' گلوکاروں اور مشہور شخصیات کے انٹرویو دیکھنا پسند کروں گی' باقی آنچل اعلیٰ ہے۔

۲) سالگرہ نمبر میں' میں اپنی تحریر دیکھنا چاہوں گی۔

۳) مارچ 2012ء میں عفت سحر طاہر کا ناول "تیرے ہمراہ چلنا ہے" پسند آیا۔

۴) آنچل کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا ہے اور آنچل کو بہت ہی اچھا پایا اور آنچل سے آنچل کی قدر کرنا سیکھی۔

۵) میرے خیال میں انسان اپنی مثال آپ ہوتا ہے اور وہ خود ہی خود کو بیان کرسکتا ہے کسی سے عادات' خیالات ملنا معمولی بات ہوگی لیکن پوچھا جائے تو مجھے پری میں تھوڑا بہت اپنا عکس نظر آیا۔

۶) میں اپنی سالگرہ کے موقع پر دعائیں لینا چاہوں گی کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں اور کسی اور کی سالگرہ پر اسے اس کی پسند کا تحفہ دوں گی۔

شمیم تبسم......عثمان والہ' قصور

۱) آنچل تو پرفیکٹ ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتی بس اس کے اوراق بڑھا دیں۔

۲) زیادہ سے زیادہ شاعری دیکھنا پسند کروں گی۔

۳) نومبر 2012ء میں تحسین انجم انصاری کا ناول "جذبہ قربان" نے بہت متاثر کیا ہے کیونکہ ایسا حال میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

۴) سات سال سے آنچل کا ساتھ ہے اس عرصے میں اس دوست سے بہت کچھ سیکھا ہے جو میں بیان نہیں کرسکتی۔

۵) طلعت نظامی کا ناول "کوئی پھول دل کی کتاب میں" پریشے کے کردار میں اپنا عکس دیکھا ہے۔

۶) تحفہ خلوص اور محبت دوسروں سے لینا اور دینا پسند کروں گی۔

فریحہ شبیر......شاہ نکڈر

۱) سب سے پہلے تو سالگرہ نمبر میں سالگرہ کے حوالے سے کوئی بھی اچھا سا موضوع لیں اور اس پر سروے کروائیں' قارئین سے بھی اور آنچل رائٹرز سے بھی۔ تبدیلی تو کوئی نہیں بس اشتہارات کم کردیں تو......

۲) سالگرہ نمبر میں بہت سی چیزیں دیکھنا اور پڑھنا پسند کروں گی' سب سے پہلے آنچل اور دوسری رائٹرز کا انٹرویو اور رائٹرز سے خصوصی سروے۔ سالگرہ کے حوالے سے زبردست کہانیاں اور بیاض دل میں اشعار کی تعداد زیادہ کردیں تو کیا بات ہے اور ساتھ میں اسپیشل ڈشز کی ریسیپیز بھی مل جائے تو مزا آجائے۔

۳) آنچل میں بہت سی کہانیوں نے متاثر کیا ہے اگرچہ آپ نے صرف ایک سال کے شماروں میں سے کوئی کہانی کہی ہے مگر یہ بھی کوئی آسان کام نہیں ہے کہ ہر شمارے میں کوئی ایک کہانی تو فیورٹ ہوتی ہی ہے نا۔ خیر کچھ کا ذکر کروں گی کہ شرط یہی ہے' سب سے پہلے مائے فیورٹ ناول "پتھروں کی پلکوں پر" کی آخری قسط بہت اچھی رہی اور اس ناول نے کیوں متاثر کیا اس کا یہی جواب کافی ہے کہ اسے نازی آپی نے لکھا ہے' اس کے علاوہ "محبت کی جیت" سندس جبین نے بہت متاثر کیا کہ اس میں ہیروئن کا کردار اچھا تھا اس لیے بھی کہ اس نے اپنے

حق کے لیے قدم اٹھایا۔ "یہ جنونِ منزلِ عشق" صائمہ جبین اس میں میری فیورٹ غزل شامل تھی اور عمر کی دیوانگی بہت اچھی لگی اس کے علاوہ ایک اور ناول "کوئی پھول دل کی کتاب میں" طلعت نظامی نے بہت زبردست لکھا۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ کم از کم پانچ سال کا ہے' اس عرصے میں آنچل میں بہت سی تبدیلیاں آئیں' کچھ سلسلے ختم کیے اور کچھ نئے سلسلے شروع کیے۔ پہلے آنچل بہت ضخیم تھا مطلب صفحات بہت زیادہ ہوتے تھے کہ پڑھ کر دل خوش ہو جاتا تھا مگر اب پہلے سے بہت کم ہو گئے ہیں۔ جہاں تک سیکھنے کی بات ہے آنچل نے بہت کچھ سکھایا' ہر موڑ پر ساتھ دیا' ہر دفعہ ایک نیا در ملا سوچ کو ایک نئی بات' ایک نیا تجربہ' ایک نیا سبق ملا پڑھنے پر۔

۵) آنچل کی بہت سی کہانیاں ایسی ہیں جن کے کسی نا کسی کردار میں مجھے اپنا ہلکا سا عکس نظر آتا ہے۔ کبھی کسی کردار میں لڑتے ہوئے' کبھی سمجھاتے ہوئے' کبھی ہنساتے ہوئے کبھی روتے ہوئے تو کبھی ایک حساس دل کی طرح کسی چھوٹے سے واقعے پر اداس ہوتے ہوئے اگر سب کے نام لکھنے بیٹھ جاؤں تو کسی دوسرے کے لیے جگہ ہی نہ بچے (سچی میں)۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے واقعی میں اس کردار کی اور میری بہت مماثلت ہے۔

۶) اپنی سالگرہ پر مجھے ڈائری' چوڑیاں لینا بہت اچھا لگتا ہے اور اگر کوئی دوست کسی اچھی سی کتاب پر گلاب (وہ بھی ریڈ) رکھ کر دے تو میرا دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ (ویسے میری برتھ ڈے ہے 13 مارچ کو تو) اسی طرح دوستوں کی سالگرہ پر بھی ڈائری دینا مجھے اچھا لگتا ہے ہاں اگر کسی کی پسند کے بارے میں پتا ہو تو پھر اسی کی پسند کے مطابق کوئی بھی اچھا سا گفٹ دینا پسند ہے۔

صدیقہ خان......باغ آزاد کشمیر

۱) آنچل میں تبدیلی کے حوالے سے بات ہو تو میں چاہتی ہوں کہ آنچل میں شاعروں اور ادیبوں سے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا جائے اور "آپ کی شخصیت" کالم دوبارہ سے اسٹارٹ کیا جائے۔

۲) سالگرہ نمبر میں میں چاہتی ہوں' سمیرا شریف' نمرہ احمد اور سعدیہ ایل کاشف کے مکمل ناول پڑھنے کو ملیں۔

۳) 2012ء سے 2013ء تک شائع ہونے والی ہر تحریر اپنی مثال آپ تھی۔ موسٹ فیورٹ اسٹوریز ام مریم کی "سائبان" عشنا جی کا "کیکٹس کا پھول" نازیہ کنول کی "جھیل کنارا کنکر" اور عمیرا احمد کی "سرپرائز" پڑھی۔ بہت ہی سبق آموز اچھی تحریریں تھیں۔

۴) میرا اور آنچل کا ساتھ چھ' سات سال پرانا ہے' اس دوران میں نے آنچل سے بہت کچھ سیکھا یوں سمجھیے میری تنہائی کا ساتھی ہے آنچل۔

۵) عفت سحر کے ناول "زندگی دھوپ تم گھنا سایہ" کے کردار رانیہ میں اپنی تھوڑی بہت جھلک دکھائی دی۔

۶) محبت اور خلوص سے دیئے جانے والے ہر تحفے کی قدر کرتی ہوں' اس کے علاوہ کتابیں' ڈائریاں دینا اور لینا اچھا لگتا ہے۔

پلوشہ گل......کوٹ اڈو

۱) ویسے تو آنچل ماشاء اللہ بہت اچھا جا رہا ہے اور آنچل پڑھتے ہی ایک طمانیت سی روح میں اتر جاتی ہے' آنچل کو ماہ میں دوبار شائع کیا جائے یا اس کے صفحے بڑھا دیئے جائیں۔

۲) سالگرہ نمبر میں (ARY) کے (نیوز اینکر + تجزیہ نگار) کاشف عباسی کا انٹرویو پڑھنا چاہتی ہوں۔

۳) سمیرا شریف کا ناول "زرد موسم کے دکھ" نے بہت متاثر کیا' سمیرا شریف نے اس ناول میں جس طرح بن والدین کی بیٹیوں کے بارے میں لکھا' اس نے بہت متاثر کیا۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ چھ سال پر محیط ہے اور اس دوران آنچل نے ایک راہنما کی طرح میری رہنمائی کی ہے۔ مجھے رشتوں کی پہچان اور لہجوں میں تمیز اور ہر مصیبت میں صبر کرنا سکھایا ہے۔

۵) آنچل کے ناول "بھیگی پلکوں پر" کی پارس میں مجھے اپنا عکس نظر آیا۔

۶) میں اپنی سالگرہ کے تحفے میں اپنی دوست روزینہ کی صرف مسکراہٹ لینا پسند کروں گی اور کسی اپنے کو اس کی سالگرہ پر اس کا من پسند تحفہ دینا پسند کروں گی۔

ثانیہ مغل......للیانی' سرگودھا

۱) ویسے تو آنچل ایک دم فٹ ہے مگر اس میں گزشتہ سلسلہ "آپ کی شخصیت" دیکھنا بے حد پسند کروں گی اگر آپ دکھا دیں تو......

۲) میں آنچل میں کوئی بے حد فنی اسٹوری پڑھنا پسند کروں گی جو ہنسا ہنسا کر ادھ موا کر دے۔

۳) مجھے سمیرا شریف طور کی "ٹوٹا ہوا تارا" نے بے حد متاثر کیا کیونکہ اس میں سسپنس بہت ہے اور سسپنس مجھے ہمیشہ سے پسند رہا ہے۔

۴) ہمارا ساتھ تقریباً تین سال سے زائد عرصے پر محیط ہے اس نے مجھے اعتماد دیا۔

۵) مجھے "ٹوٹا ہوا تارا" کی شہوار میں اپنی تھوڑی سی جھلک دکھائی دی۔ وہ بھی میری طرح ریزروڈ سی ہے اور خود کو سینٹ سینٹ کر رکھنے والی' اسی وجہ سے کچھ لوگوں کی نظروں میں' میں پراؤڈ ہوں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اور شہوار بھی انا پرست ہے' جب کہ میں بھی خاصی انا پرست واقع ہوئی ہوں۔

۶) میں اپنی سالگرہ کے موقع پر اچھی سی کتاب یا خوب صورت سی ڈائری لینا پسند کروں گی اور اپنے پیاروں کو بھی یقیناً اچھی سی کتاب یا ڈائری ہی دینا چاہوں گی بشرطیکہ وہ اس کا ذوق رکھتے ہوں' ورنہ کوئی پرفیوم یا ان کی مرضی کا گفٹ دے دوں گی۔

کنزہ مریم......للیانی' سرگودھا

۱) سالگرہ نمبر میں ہم کون سی تبدیلی دیکھنا چاہیں گے......تو جناب ہم سالگرہ نمبر میں کسی تبدیلی کے اتنے متمنی نہیں ہوں گے لیکن اپنی تحریر دیکھنا ضرور پسند کریں گے ہاہاہا۔ میں تبدیلی یہ دیکھنا چاہوں گی کہ آپ سالگرہ نمبر سے آنچل میں رائٹرز بہنوں کے آٹوگراف دینے کا سلسلہ شروع کر دیں اس کے علاوہ......فی الحال تو کوئی نہیں۔

۲) سالگرہ نمبر میں کیا دیکھنا اور پڑھنا پسند کریں گے تو ہم سالگرہ نمبر میں اپنی تحریر دیکھنا اور پڑھنا پسند کریں گے' آنچل بہت زبردست ہے' ایک دم پرفیکٹ اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے ہی نہیں جی۔ رائٹرز بہنوں کے انٹرویو بھی شروع ہو چکے ہیں بس ان ہی کی کمی تھی وہ بھی پوری کر دی گئی ہے۔

۳) 2012ء سے اب تک سمیرا شریف طور کا ناول "ٹوٹا ہوا تارا" امپریس کر رہا ہے' زبردست اسٹارٹ ہے آگے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

۴) میرا اور آنچل کا ساتھ پرانا نہیں ہے ایک سال کے عرصے پر محیط ہے وہ بھی بدقسمتی سے میں 2012ء کے صرف دو شمارے جنوری اور فروری کا آنچل پڑھ سکی بلاشبہ آنچل ایک اچھا ڈائجسٹ ہے اور جہاں تک سیکھنے کی بات ہے تو بہت کچھ سیکھا' اب کیا کیا بتائیں۔ سب کچھ آنچل اور دوستوں سے ہی سیکھا اور یہ عمل جاری و ساری ہے۔

۵) سمیرا شریف کا جو ناول "ٹوٹا ہوا تارا" چل رہا ہے اس میں انا کے کریکٹر میں اپنا عکس نظر آیا کہ جیسے انا لونگ اور کیئرنگ ہے ایسے ہی میں بھی ہوں۔

۶) صرف ڈائری تحفے میں لینا پسند ہے اور چوڑیاں' یہ دونوں چیزیں ہی میری کمزوری ہیں اور تحفے میں یہی دینا پسند کرتی ہوں۔

عشرت سید محمد رمضان......حیدرآباد' سندھ

کھلتے ہیں گل یہاں اور رنگ لیے
کوئی جھونکا سا ہو گزرا آنچل کا رنگ لیے

۱) آنچل کے صفحات بڑھائے جائیں' اس میں شاعروں کے انٹرویو بھی شامل اشاعت کیے جائیں اور شاعری کے ابتدائی رموز سے آگاہی دی جائے کیونکہ آنچل ہی وہ واحد ڈائجسٹ ہے جس میں ہمیں کھل کر حالِ دل سنانے کا موقع ملتا ہے۔

۲) سالگرہ نمبر میں تمام رائٹرز کو پڑھنا پسند کروں گی جہاں تک دیکھنے کی بات ہے تو ایک تصویر فرحت آرا آپی کی' ایک کہانی کے ساتھ اگر شائع ہو تو بہت خوشی ہوگی۔

۳) تحریر جاندار ہوتی ہے مگر کہانیاں تو بے شمار ہیں لیکن صرف ایک کے بارے میں لکھ رہی ہوں وہ ہے طلعت نظامی کی "پھول دل کی کتاب میں" جس میں محبت کے رشتہ کو ایک نیا رنگ ملا جو نئی نسل کے لیے ایک سبق آموز تحریر ہے باقی ہر کہانی منفرد ہوتی ہے۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ تین سال پر محیط ہے مگر اس سے رشتہ بچپن سے ہے اسے سب سے منفرد اور الگ پایا' بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

۵) آنچل کا ہر ناول منفرد اور الگ انداز رکھتا ہے وہ سب اپنی ذات کے عکس میں نظر آتے ہیں مگر خاص "بھیگی پلکوں پر" پری عرف پارس کا کردار گو تھوڑا سا مختلف ہے مگر میری ذات اس جیسی ہی ہے۔

۶) صرف دعا...... "دعا" سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں' باقی کوئی مجھے پورے سال کے آنچل گفٹ کردے تو بہت خوشی ہوگی "سالگرہ مبارک آنچل!"

طلعت نظامی...... کراچی

۱) صرف سالگرہ نمبر میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے چاہوں گی کہ یہ ایک مکمل تفریحی ڈائجسٹ بن سکے تاکہ ایک فرد جب یہ ڈائجسٹ اٹھائے تو اس کے سب ذوق کی تسکین یہ کرسکے مثلاً شوبز سے وابستہ لوگوں کے انٹرویو ان کی حالیہ مصروفیات' رائٹرز سے سیر حاصل گفتگو جو صرف رسمی سوالات پر مبنی نہ ہو (کہ کیا کھاتی ہیں کیا پیتی ہیں) اسٹار کے بارے میں کالم بیوٹی گائیڈ' دلچسپ اور معلوماتی ہو جس میں خواتین کی زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اس میں کوئی خوب صورت سی تصویر بھی بیوٹی گائیڈ کی شان بڑھائے گی اور یہ ایک کالم کی طرح الف سے بے تک لکھا ہوا نہ ہو بلکہ معلومات ہیڈنگز کو جلی حروف میں پیش کریں تاکہ نظریں بیک وقت اندر تک کا مضمون بھانپ لیں کہ اس میں کیا بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ "ہم سے پوچھیے" میں جوابات دلچسپ ہوں کیونکہ ماحول نے ایسے ہی انسان کو سنجیدہ بنا رکھا ہے ذو معنی جوابات مزا دیتے ہیں۔

۲) جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا کہ سالگرہ نمبر میں ہی نہیں بلکہ سالگرہ نمبر سے اس میں بہت سی تبدیلیاں دیکھنا چاہوں گی مثلاً کچھ تحریریں سینئر رائٹرز کی بھی ہوں اور افسانوں کا ٹاپک بھی مختلف ہو۔ ایسی کہانیاں بہت ہوگئیں جن کا آغاز محبت سے ہوا محبت پر انجام ہوا۔

۳) ہر رائٹر اپنی جگہ بہتر کوشش کررہی ہیں اور کیوں پسند آئی تو ظاہر ہے تجسس انسان کا خاصہ ہے۔ دلچسپی سب سے بڑی وجہ ہے۔

۴) آنچل اور میرا ساتھ بہت پرانا ہے جب میری امی پڑھا کرتی تھیں اور میں اسکول سے آنے کے بعد اسے ضرور ہضم کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ تحریری سفر شروع ہوئے بھی بائیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ آنچل پہلے بہت ضخیم ہوا کرتا تھا اور اس میں بہت سینئر رائٹرز لکھا کرتی تھیں' جیسے نبیہ نقوی' نگہت عبداللہ' رفعت سراج وغیرہ اب (معذرت کے ساتھ) آنچل کی دلچسپیاں کم ہوگئی ہیں' ایک معصوم سے کم گو بچے کی طرح یہ اپنی ذات میں سمٹ کر رہ گیا ہے' میڈیا کی چیز میں وسعت ہونی چاہیے ورنہ اس کی حیثیت ایسے بھی سمٹ جاتی ہے۔

۵) ہر رائٹر کی ذات تقریباً اس کی تحریر میں موجود ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے اصلاحی جملوں سے اظہار کرتا ہے اپنی کتھارسس کرتا ہے یا اینڈ تو اس کی سوچ کے مطابق ہوتی ہی ہے۔ مجھے بھی اپنی تحریر میں اپنی ذات کی کچھ نہ کچھ تو جھلک دکھانا ہی ہوتی ہے جیسے "کوئی پھول دل کی کتاب میں" کا مرکز ایک باپ کی غلطی کا احساس وقت گزرنے کے بعد تھا۔ پریشے کے کردار میں بھی میں کچھ نہ کچھ موجود ہی تھی۔

۶) ہاں میری سالگرہ کی طرف سے بھلکو میاں صاحب کاش یاد دلائے بغیر مجھے ایک اچھا سا سوٹ دے دیں اور ریسٹورنٹ میں کھانا کھلائیں اور میں اپنے ہر چاہنے والوں کو منہ مانگا گفٹ دوں (کاش ایسا بھی وقت آئے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گی)۔

جو اداس ہیں تیرے ہجر میں جنہیں بوجھ لگتی ہے زندگی
سرِ بزم انہیں دیکھ کر تیرا منہ چھپانے کا شکریہ
جو زمانے بھر کا اصول تھا وہ اصول تم نے نبھا دیا
یہ رسم ٹھہرے گی معتبر مجھے بھول جانے کا شکریہ

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟

فرصت کبھی ملے تو پڑھنا مجھے ضرور
ناکام زندگی کی مکمل کتاب ہوں

حساس لوگوں کے لیے سب سے مشکل کام اپنی شخصیت کو خود اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ دنیا میں اگر کوئی حقیقتاً میری شخصیت کے گن گاتا ہے تو وہ میری مما ہیں ان سے آپ میری جتنی مرضی تعریفیں کروالیں۔ ہر روز بہنوں کے نجانے کیسے کیسے محسور کردینے والے جملے سنتی ہوں مگر پھر بھی جیسے میری ماں مجھے اندر سے جانتی اور پہچانتی ہیں شاید ہی کوئی اور جان سکے۔ اپنی نظر سے اگر خود کو دیکھوں تو تپتے صحرا کے اندر کہیں کوئی سسی رُل رہی ہے۔ سیمنٹ پتھر سے بھی زیادہ مضبوط ذات کے قلعے میں زندہ چنی ہوئی کوئی انارکلی سسکتی پھر رہی ہے۔ ضرورت سے زیادہ سادا مخلص تنہائی پسند اور حساس ہوں۔ لکھنے کے معاملے میں بہت جنونی ہوں عزت نفس پر ضرب کسی صورت بھی قبول نہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کافی ٹھہراؤ آ گیا ہے شخصیت میں۔ میرا شمار ان لوگوں میں کیا جاسکتا ہے جو بجھ کر بھی راکھ نہیں ہوتے کوئی بھی دکھ اور معاشرتی المیہ لہو نچوڑتا ہے۔ بالکل بھی مستقل مزاج نہیں ہوں بہادر اتنی ہوں کہ حق بات کے لیے ساری دنیا سے لڑسکتی ہوں اور بزدل اتنی ہوں کہ کسی عزیز کی ذراسی بے رخی یا تیکھا پن بھی برداشت نہیں۔ آنچل میں اب تک جتنی تحریریں بھی میں نے لکھی ہیں میرا خیال ہے وہ میری شخصیت کی بہترین عکاسی کرتی ہیں۔

تعلیمی قابلیت؟

کچھ خاص نہیں قابلیت تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ تعلیم میں اردو ادب اور تاریخ میں ماسٹرز کی ڈگری مل گئی ہے یہی کافی ہے۔ بنا شرمندگی محسوس کیے مجھے پورا اعتراف ہے کہ اردو ادب اور گرائمر پر میری گرفت مضبوط نہیں۔ بچپن میں پڑھنے کا بہت جنون تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس جنون میں خاصی کمی آ گئی ہے۔ مزے کی بات میٹرک سے ماسٹرز تک صرف امتحان دینے کے شوق میں تعلیمی سلسلہ جاری رکھا و گرنہ مطالعہ سے کوئی دعا سلام نہیں رکھی۔ ہر سال امتحان میں محض دو تین دن پہلے تیاری کا ہوش آتا تھا اکثر تو ایسا ہوتا تھا تیاری اسلامیات کی کرتی اور امتحانی سینٹر میں جا کر پتا چلتا کہ پرچہ تو معاشرتی علوم کا ہے۔ رائٹنگ کی وجہ سے ہمیشہ نگران اور ساتھی لڑکیاں صدقے واری جاتی تھیں بہت سی خوب صورت یادیں اس سلسلے سے وابستہ ہیں۔

تحریری سفر کب شروع کیا؟

صدیاں ہوگئیں صدیوں سے لکھ رہی ہوں اور لگتا ہے صدیوں تک یونہی لکھتے لکھتے ایک دن مرجاؤں گی۔ آنچل میں میرا پہلا افسانہ "اک تیرے ملن کا موسم" تھا جو 2003ء میں شائع ہوا تھا (غالباً) تب سے اب تک یہ سفر جاری ہے۔

موجودہ مصروفیات؟

سونا سونا اور صرف سونا۔ دنیا دار تو میں کبھی بھی نہیں رہی مگر مما کی بیماری کے بعد بہت زیادہ گوشہ نشین ہوکر رہ گئی ہوں۔ پتا ہی نہیں چلتا وقت کیسے گزر جاتا ہے۔

مشاغل، شوق؟

میں نے بہت زیادہ مشاغل اور شوق نہیں پالے۔ چند سال پہلے لکھنے اور ریڈیو سننے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ ٹیلی وژن ڈرامے اور فلمیں بہت شوق سے دیکھتی تھی گرمیوں کی لمبی دوپہروں میں ہم بہن بھائیوں کی ٹی وی کے لیے لڑائی ہوجاتی تھی۔ بہت عرصے تک ریڈیو میرے حواس پر چھایا رہا طالب علمی کے دور میں میوزک سننے کا بہت شوق تھا۔ میرے خیال میں سینکڑوں کلاسیکل گیت مجھے زبانی حفظ ہوتے تھے۔ اب کوکنگ کا کافی شوق ہے ایک اور شوق جو پچھلے کچھ دنوں سے دماغ پر چھا گیا ہے وہ ڈرائیونگ سیکھنے کا ہے۔ کسی کی بھی مدد کے لیے وظائف کرنے کا بہت شوق ہے۔ کسی بھی آنکھ سے آنسو چننے اور ساری دنیا میں خوشی اور راحت بکھیرنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ میرا ایک شوق عظیم انسان "قائداعظم محمد علی جناح" کے ساتھ شام کی چائے پینے کا بھی تھا مگر افسوس یہ شوق پورا نہیں ہوسکتا۔

پسند، ناپسند؟

بہت کچھ پسند ہے جیسے بارش پھول کتابیں بے لوث محبت کرنے والے مخلص لوگ چٹ پٹی ڈشز اور کھانے اپنی مما کا پیار اپنے آنچل اور طاہر صاحب و مشتاق انکل کی بہت زیادہ اپنائیت آسی کی اداسی اپنی مہرین کی دوستی کیف کی یاد صدف کی ڈانٹ بہت پیاری دوست شہنیلا خان کی پرخلوص محبت اور شاعری نبیلہ عزیز کے ناول اپنی سمندر سی گہری آنکھیں بے وقت سونا بجھتی آنکھوں میں غیر متوقع طور پر خوشی کی چمک دیکھنا خوابوں کی دنیا میں رہنا۔

ناپسند؟

ناپسندیدگی میں سب سے پہلے جھوٹ کا نمبر آتا ہے پھر منافقت کا۔ گھنا پن اور چاپلوسی بالکل پسند نہیں۔ پاپ میوزک اور بے حیائی کے نام پر آزادی سخت ناپسند ہے ظلم خواہ انسانوں پر ہو یا جانوروں پر بہت برا لگتا ہے۔ دوسروں کی زندگیوں پر اپنے فیصلے اور مرضی مسلط کرکے خدائی کرنے والے لوگ قطعی پسند نہیں۔ وفادار پر بدگمانی اور اعتبار جیت کر پاؤں تلے سے زمین کھینچ لینے والے لوگ زہر لگتے ہیں۔ کینہ پرور اور کسی کو تکلیف پہنچا کر اپنا الو سیدھا کرنے والے لوگ بھی پسند نہیں رہے اپنے فرض سے آنکھیں چرا کر اپنے عہدے اور مقام کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مخلوق خدا کو ستانے والوں سے شدید نفرت ہے۔ گرمیاں بالکل پسند نہیں چائے اور آئس کریم سے دور بھاگتی ہوں۔

آپ کی خوبیاں اور خامیاں؟

میں ہوں کھلی ہوئی سچائی مجھے جاننے والے جانتے ہیں
میں نے کن لوگوں سے نفرت کی اور کن لوگوں کو پیار دیا

میرا ستارہ عقرب ہے اور اس ستارے کی تمام خوبیاں اور خامیاں بدرجہ اتم مجھ میں موجود ہیں میری سسٹرز کے بقول میں بہت ضدی انا پرست بے وقوف اور جذباتی ہوں۔ انسانوں کی بالکل پہچان نہیں جو کہہ دے کہ آپ کا مخلص ہوں فوراً یقین کر لیتی ہوں۔ ضرورت سے زیادہ صاف گو اور خوددار ہوں۔ کسی حد تک بہت سست اور بھلکڑ بھی ہوں۔ جتنی ذمہ دار ہوں اپنے معاملے میں اتنی ہی بے پروا بھی ہوں۔ اپنی قیمتی چیزوں کی کوئی قدر نہیں یہی وجہ ہے کہ آئے روز کوئی نہ کوئی چیز گم ہوئی رہتی ہے۔

خوبیاں؟

یہ سوال میں نے اپنی اماں سے کیا ہے کیونکہ میری نظر میں مجھ میں کوئی خاطر خواہ خوبی نہیں البتہ مجھے اس وقت بہت خوشی ہوتی ہے جب ہمارے رشتے دار میری وجہ سے میری مما پر فخر کرتے ہیں مما کے بقول:۔ "میری بیٹی بہت ذہین اور سمجھ دار ہے نیک حسین اور فرماں بردار ہے۔ بہت ہمدرد سخی اور دوسروں کے لیے جینے والی ہے مشکل میں سب کی مدد کرنے والی اور محبت کرنے والی ہے اپنی فرینڈز کے بقول بہت سادا مخلص درویش ٹائپ اور رشتوں پر جان دینے والی ہوں۔ مما کہہ رہی ہیں۔ میری بیٹی بہت خوبیوں کی مالک ہے سب تعریفیں گنواؤں گی تو نظر لگ جائے گی (آہم)۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ہیں؟

اُف کتنا مشکل سوال پوچھ لیا آپ نے' سچی بات یہ ہے کہ مجھے کبھی سالگرہ کا دن یاد ہی نہیں رہتا۔ نہ اپنی نہ کسی اور کی' اس لیے کبھی خصوصی طور پر سیلیبریٹ کرنے کا اہتمام بھی نہیں کیا۔ فرینڈز اور گھر والے البتہ ضرور وش بھی کرتے ہیں اور قیمتی تحائف بھی دیتے ہیں۔ اس سال یوں ہوا کہ کسی فین نے 23 اکتوبر کی بجائے 22 اکتوبر کو ہی وش کر دیا تو اس کے دیکھا دیکھی فیس بک پر نیک تمناؤں اور خوب صورت پیغامات کے ڈھیر لگ گئے۔ کوئی سینکڑوں احباب کی طرف سے مبارک باد وصول کر کر کے میں تو اتنی محبتوں پر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی جب شام میں اچانک صدف کی کال نے ان خوشیوں پر گھڑوں پانی ڈال دیا' یہ کہتے ہوئے:۔ "بونگی کوئی عقل نام کی چیز ہے تم میں کہ نہیں؟ آج 22 اکتوبر ہے تیری سالگرہ کل ہے۔" تو ہنس ہنس کے بُرا حال ہو گیا یہ ہے اپنا حال۔ چلو جی میرا خیال اپنے محبوب قارئین کی بصارتوں اور برداشت کا اتنا امتحان کافی ہے خوش رہیں خوش رکھیں (اپنے خرچے پر) یار زندہ صحبت باقی (ربّ راکھا)۔

تم ہو برگ سماں تم ہو بادِ صبا
تم کو معلوم کیا؟
ہم نے تم سے رنگ حنا مانگ کر
شب کی تنہائی میں گنگناتے ہوئے مسکراتے ہوئے
اپنے غم کا فسانہ کیا ہے رقم
اور گم ہو گئی اس میں حرف قلم
تم کو معلوم کیا؟
تم تو ہو لذت غم سے ناآشنا
آہ کس سے کہیں ہم نے کس شوق میں
اپنے زخموں کو رشک بہاراں کیا
شاہ خوباں میں ہم نے چراغاں کیا
تم سے ہم کیا کہیں؟ تم کو معلوم کیا
ہم نے کاٹی ہے کیسے شب زندگی
ہم نے کیسے اٹھایا ہے بار وفا
چاند نکلا نا تاروں نے آواز دی
سر پر کالے اندھیرے برستے رہے
اور جنت نشینوں کے اس شہر میں
روشنی کے لیے ہم ترستے رہے

"دو پتر چناراں دے......
ساڈا دکھ سن سن کے روندے' پتھر پہاڑاں دے"

بھری دوپہر میں شیشم کے درخت سے ٹیک لگائے بیٹھا' وہ پلکیں موندے گنگنا رہا تھا۔ جب کرم داد چپکے سے اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

"لے تو ادھر بیٹھا ہوا ہے اور میں پورے پنڈ میں اپنے یار کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔"

"کیوں' خیریت؟"

اپنے سکون میں خلل اسے پسند نہیں آیا تھا۔ تبھی آنکھیں کھولتے ہوئے اس نے خفگی بھری نگاہ کرم داد پر ڈالی تھی جواباً وہ کھسیا گیا۔

"خیریت ہی ہے' چوہدرانی نے حویلی بلایا ہے تجھے۔"

"کیوں؟"

"یہ تو چوہدرائن کو پتا' کل چھوٹی بی بی کی طبیعت بہت خراب تھی۔ رات شہر سے ڈاکٹر بلوایا تھا مجھے تو لگتا ہے اسی سلسلے میں یاد کر رہی ہوں گی تجھے؟"

"ہوں' اب کیسی طبیعت ہے چھوٹی بی بی کی؟"

"پتا نہیں چوہدرائین بتا رہی تھیں بخار نہیں ٹوٹ رہا ان کا۔"

"ٹھیک ہے تو جا' آ جاتا ہوں میں تھوڑی دیر تک۔"

"جاتا ہوں' مگر تو اس ویلے یہاں نہ بیٹھ' وہ بابا جوگی کی کہانی نہیں سنی تو نے؟ وہ بھی یونہی بھری دوپہروں میں درختوں کے نیچے اکیلا بیٹھا رہتا تھا۔ دیکھ لے کیسے کملاتے جھلا کر دیا تھا اسے "اوپری ہواؤں" نے۔" زائر کے لب اس کے تفکر اور ہدایت پر ذرا سے مسکرائے تھے۔

"تیرے یار پر "اوپری ہوائیں" اثر نہیں کرتیں کرم داد' تو جا بے فکر ہو کر۔"

"ہوں عشق کی سٹ جنہیں لگ جاتی ہے ان پر تو بڑے بڑے طوفان اثر نہیں کرتے اوپری ہواؤں نے کیا اثر کرنا ہے۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کرم داد اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ زائر اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔

غلام فریدا میں تے دوزخ سڑ سساں' جے میں مکھ ماہی کولوں موڑاں
ملی کر کے چھوڑ دیتوائیں تے بیٹھی لکھ گلیاں دے رولاں
یار باجھوں ہن جیون کہیڑا' تے میرے اندر درد ہزاراں

غلام فریدا میں تے انج رواں جیویں وچھڑی کونج قطاراں
پلکیں موند کر پھر سے درخت کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے وہ بابا غلام فرید کا کلام گنگنانے لگا تھا۔ بھولے بسرے دنوں کی یادوں میں ثانیہ عباس کا عکس پھر سے دل میں چٹکی کاٹنے لگا۔

زائر نے جیسے نڈھال ہو کر خود کو ان دل فریب یادوں کے سپرد کر دیا تھا۔

❁......❁......❁

کشادہ صحن میں رزق کی تلاش کے لیے اِدھر اُدھر پھدکتی چڑیوں کے شور سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ زائر ملک کے مضبوط بازوؤں کی پناہ میں سوئی وہ اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ ثانیہ کے ذہن میں اس کی کل والی باتیں گونج اٹھیں۔ کتنی سفاکی سے اس نے اسے اپنے اصول اور اس کا مقام باور کروایا تھا۔ کتنی بے حسی سے اس نے کہہ دیا تھا کہ۔

"تم یہاں انسان کی بچی بن کر رہو تو زیادہ بہتر ہے وگرنہ دیہاتی مردوں کو بہت اچھی طرح سے عورتیں سدھار کر رکھنی آتی ہیں۔" تبھی فوراً سے پیشتر زائر کی پناہ سے نکلتے ہوئے اس نے کروٹ بدلی تھی۔

"بہت مشکل سے میری ماں نے تمہیں اپنی بہو تسلیم کیا ہے بہت خوفزدہ رہتی ہیں وہ شہر کی لڑکیوں سے اور یہ کچھ ایسا غلط بھی نہیں۔ کم از کم جو کچھ تم اور تمہاری ماں مل کر آج کر رہے تھے اس کے بعد تو بالکل نہیں۔" اس کا ذہن اس کے نشتر نما لفظوں کی گرفت سے نکل ہی نہیں پا رہا تھا۔

"زائر ملک صرف ایک بار ٹھوکر کھاتا ہے اس کے بعد راستے کے پتھر خود بخود اس کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ تم تو پھر میری ہم سفر ہو اور ہم سفر بھی وہ کہ جس کی کوکھ میں...... بہرحال خود کو میرا بہترین انتخاب ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرنا نہیں تو یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔" بے چینی ہی بے چینی تھی۔ کروٹ پر کروٹ بدل کر وہ تھک گئی تھی۔

تبھی زائر نے اس کی کمر میں اپنے بازو حمائل کیے تھے۔

"صبح ہو گئی ہے چلو اٹھ کر ناشتے کی تیاری کرو یہاں دیہات میں عورتیں اتنی دیر تک نہیں سوتیں۔"

"تو میں کیا کروں، میں نے کہہ دیا تھا کل، مجھے دیہات میں رہنے کی عادت نہیں ہے۔" اپنے وجود سے اس کے ہاتھ پرے جھٹکتے ہوئے وہ بیزاری سی اٹھ بیٹھی تھی۔

"پڑ جائے گی عادت، پکی دیہاتی عورت نہ بنا دیا تمہیں تو میرا نام بھی زائر ملک نہیں۔" ہاتھ بڑھا کر اسے تنگ کرنے کی غرض سے اس نے پھر اسے اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔ ثانیہ کسی بے بس پرندے کی مانند پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

"زائر ملک، تم زبردستی مجھے اس ماحول میں ایڈجسٹ نہیں کر سکتے۔"

"کیوں؟" اس کی بے بسی سے حظ اٹھاتے ہوئے اس نے معصوم سی شرارت بھی کر لی۔ ثانیہ کی آنکھیں اپنی اس درجہ بے بسی پر ضبط کی ہزار کوششوں کے باوجود بھر آئیں۔

"میں تمہاری غلام نہیں ہوں۔"

"بیوی تو ہو نا؟" وہ کہاں اس کے آنسوؤں کو خاطر میں لانے والا تھا۔ ثانیہ کو لگا شہر سے گاؤں میں آ کر جیسے وہ سر تا پیر بدل کر رہ گیا ہو۔

"چلو اٹھو شاباش، پہلے جھاڑو دو اس سے پہلے کہ اماں جھاڑو پکڑ لیں۔"

"مجھے جھاڑو دینی نہیں آتی۔"

"میں سکھا دوں گا کوئی مسئلہ نہیں۔"

"جب سکھائیں گے تو خود دے بھی دینا میں یہ کام نہیں کر سکتی۔"

"تم یہی کرو گی ڈیئر ثانی، یہ شہر نہیں ہے جہاں شوہر بچوں بیبیاں تک تبدیل کرتے پھریں۔"

"مائی فٹ تم مجھے کسی بھی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتے۔"

"کر سکتا ہوں مگر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ عورت پر جبر میری فطرت میں نہیں ہے۔"

"اور اس کے باوجود تم یہی کر رہے ہو۔"

"اس کے پیچھے بھی ایک وجہ ہے، میں نہیں چاہتا تمہاری وجہ سے یہاں کسی کے سامنے بھی میرا سر جھکے۔"

"واہ، عجب منطق ہے تم دیہاتی مردوں کی، عورت کو جھکا کر اس کی عزت نفس کو کچل کر ہر طرح سے اسے ذلیل کر کے تم لوگ سمجھتے ہو تمہاری شان میں اضافہ ہو گیا ہے۔"

"افسوس ناک حقیقت ہے مگر سچ یہی ہے، بہرحال چلو اٹھو میں نہاتا ہوں تم گھر صاف کرو۔"

"مجھے نہیں کرنا۔" زائر کے بستر چھوڑنے پر بھی اس نے اپنی ضد نہیں چھوڑی تھی۔ تبھی اسے غصہ آیا تھا۔

"تم چاہتی ہو میں تمہارے ساتھ جاہل مردوں والا سلوک کروں؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے اب تک جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا ہے وہ پڑھے لکھے مردوں والا ہے؟"

"ہاں...... چلو اٹھو اب۔" تنک کر کہتے اس نے ثانیہ کو بازو سے پکڑ کر بستر سے اٹھا دیا۔ وہ کڑھ کر رہ گئی۔ باہر صحن میں زائر کی ماں نماز فجر کے بعد صفائی ستھرائی کا کام مکمل کر چکی تھیں۔ زائر کو بے حد شرمندگی ہوئی۔

"یہ کیا اماں، میں نے کہا بھی تھا آپ یہ کام نہیں کریں گی اب۔" صحن میں آتے ہی ثانیہ کا بازو چھوڑ کر وہ اماں کے قریب آ بیٹھا تھا۔ تبھی وہ چولہا جلاتے ہوئے مسکرائی تھیں۔

"جھلا پتر نہ بن میرا، میں نہیں کروں گی تو کون کرے گا یہ کام؟"

"وہ کرے گی جسے اپنا نام دے کر اس گھر میں لایا ہوں۔"

"نا پتر، وہ شہری بچی ہے اسے ان کاموں کی عادت نہیں ہے۔"

"کیوں؟ شہروں میں من و سلویٰ اترتا ہے وہاں بھی لوگ مل جل کر ہی زندگی کا وجود قائم رکھتے ہیں آپ خوامخواہ سر پر مت چڑھائیں اسے۔"

وہ ثانیہ کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا مگر اس کی نگاہوں کی تپش اس کے لفظوں سے بخوبی محسوس کی جا سکتی تھی۔ تبھی وہ بولی تھی۔

"اپنی حد میں رہو زائر ملک، خرید کر نہیں لائے تم مجھے جو اس طرح کا سلوک کر رہے ہو میرے ساتھ۔"

"بکواس بند کرو اپنی، میں اس وقت تم سے مغز ماری کے موڈ میں نہیں ہوں۔" پلٹ کر ثانیہ کو دیکھتے ہوئے وہ دہاڑا تھا۔ جواباً وہ خاصی بے یقین سی نگاہوں سے اسے دیکھتی شدید ہتک محسوس کرتے ہوئے کمرے میں واپس چلی گئی۔

دن بھر دوبارہ نہ اس کا زائر ملک سے سامنا ہوا اور نہ وہ کمرے سے باہر نکلی۔

اس نے ٹھان لیا تھا چاہے کچھ ہو جائے وہ کسی طور ملازمہ بن کر نہیں رہے گی۔ نہ ہی زائر کی ضد پوری ہونے دے گی۔ مگر اس کا یہ ارادہ اسی رات مٹی کی دیوار ثابت ہو گیا تھا۔ رات کے ساڑھے نو بجے کا ٹائم تھا جب وہ کمرے میں آیا تھا۔ ثانیہ جاگنے کے باوجود آنکھیں بند کیے پڑی رہی۔

"ویلڈن ثانیہ عباس، ویری ویلڈن...... مجھے گمان نہیں یقین تھا کہ آپ یہی کریں گی کوئی بات نہیں میں عورت ذات پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں۔ نہ ہی گالی گلوچ کو پسند کرتا ہوں۔ تمہیں گھر کا کام نہیں کرنا کوئی بات نہیں آج کے بعد میرا وعدہ ہے تم سے میں کبھی تمہیں کسی گھریلو کام کے لیے مجبور نہیں کروں گا۔" بیڈ کی پٹی سے ٹیک لگائے وہ بہت سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ثانیہ کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔

یہ وہ شخص کیا کہہ رہا تھا؟ وہ پلٹی تھی اور اس نے خاصی حیران نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میں تمہیں بیوی بنا کر اس گھر میں لایا ہوں۔ خرید کر لایا ہوتا تو زبردستی کام بھی کرواتا مگر بیوی کے حقوق سے تو انکار نہیں ہے نا تمہیں؟" اب وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں

ڈالے کہہ رہا تھا ثانیہ بے سمجھی سے ابرو اچکا کر رہ گئی۔

"مطلب؟"

"مطلب سمجھا دوں گا آج رات تمہیں ظاہر ہے میں تو فی الحال فارغ رہتا ہوں۔ تم بھی فارغ رہو گی تو شوہر کے حقوق تو ادا کرو گی نا؟ میں اس معاملے میں بہت فیاض ہوں۔ میرا خیال ہے اس معاملے میں زیادتی پر تم نہ تو کسی سے میری شکایت کرسکتی ہو نہ مجھے روک سکتی ہو کیا خیال ہے میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟" اسے جھکانے کا بہت انوکھا طریقہ ایجاد کیا تھا اس نے وہ حیرانی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"نہیں، تم ایسا کچھ نہیں کرو گے میرے ساتھ۔"

"کیوں، کون روک سکتا ہے مجھے؟" اس کے ہراساں ہونے پر وہ ذرا سا مسکرایا تو ثانیہ سلگ کر رہ گئی۔ واقعی وہ اسے ایسے کسی معاملے میں روکنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔

"اب خدارا، خدا کے قہر سے مت ڈرانا مجھے کیونکہ جس معاملے میں تم خود بے حس ہو اسی معاملے میں مجھ سے انسانیت کی توقع نہیں رکھ سکتیں تم پھر سارے دن فارغ رہو گی کم از کم شوہر کو تو خوش رکھنا چاہے نا تمہیں ہر پل، ہر لمحہ، ہر گھڑی۔"

ثانیہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس کے ساتھ ایسی بھی کوئی چال چل سکتا ہے۔ بہت اچھی طرح سے وہ اس کی فطرت سے آگاہ تھی۔ وہ شخص جو ٹھان لیتا تھا اسے ہر قیمت پر کر کے دم لیتا تھا اسے لگا وہ ایک دم سے ہار گئی ہو۔

"تم میری حالت کے بارے میں جانتے ہو پھر بھی......؟" ایک آخری امید کے سہارے اس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ مگر وہاں بے نیازی ہی بے نیازی تھی۔

"ہوں پھر بھی۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کرلیا۔ وہ جو دن بھر کی بھوکی تھی اس کے اس سنگ دلانہ اقدام پر تڑپ کر رہ گئی۔

اگلی صبح زائر کے بیدار ہونے سے قبل ہی وہ کمرے سے نکل آئی تھی۔ زائر فریش ہو کر صحن میں آیا تو وہ جھاڑو ہاتھ میں لیے عجیب رونی سی صورت بنائے سارا صحن صاف کررہی تھی۔ کھلی زلفوں کی آوارہ لٹیں اسے زائر کی طرح ہی تنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی تھیں۔ بار بار دائیں ہاتھ سے وہ انہیں کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے ہلکان ہوئی جارہی تھی۔ "اس" مشقت سے "یہ" مشقت بہرحال بہتر تھی۔ وہ کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

اماں خود بھی ایک ہی دن میں یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہورہی تھیں۔ جیسی تیسی جھاڑو سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو کر وہ کچن میں گھس آئی۔ اماں صحن میں پلنگ پر بیٹھی تھیں جبکہ وہ خود چولہے میں آگ جلانے میں مصروف تھا۔ ثانیہ عباس کی روئی روئی سی سرخ آنکھیں اور چھوٹی سی سرخ ناک جانے کیوں اس لمحے اسے بہت لطف دے رہی تھی۔

آگ جلانے کے دوران کئی بار سر اٹھا کر اس نے شرارتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ اسی پل بیرونی دروازہ کھلا تھا اور سائرہ افضل کے قدم اس گھر کی دہلیز پر پڑے تھے۔

"سلام خالہ۔" زائر کے کانوں میں جیسے ہی اس کی آواز پڑی اسے لگا جیسے ساری دنیا تھم گئی ہو جلتی لکڑی پر اس کے ہاتھ جیسے جم گئے تھے۔ ثانیہ نے خاصی حیرانی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وعلیکم السلام سائرہ آؤ......کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں خالہ! زینب بتارہی تھی زائر نے شادی کرلی ہے؟" اس کی آواز میں آج بھی ویسی ہی کھنک تھی۔

اماں نے اسے پاس ہی بٹھالیا۔

"ہوں۔"

"ہائے سچ اسے لڑکی کس نے دے دی؟" کوئی پتھر تھا جو اس نے کھینچ کر غائبانہ زائر کو مارا تھا۔ ثانیہ نے ایک مرتبہ پھر چونک کر اسے دیکھا۔ وہ جلتی لکڑی پر ہاتھ چپکنے سے قطعی بے نیاز دکھائی دے رہا تھا۔

"منہ سنبھال کر بات کر سائرہ، میرے زائر کو کمی ہے لڑکیوں کی؟"

"نہیں تو لائن بھی نہیں لگی بڑی خالہ، تو تو برا ہی مان گئی، میں نے تو پڑوسن سے سنا تھا کہ کسی شہر کی لڑکی کو بھگا کر لایا ہے زائر سوچا ذرا دیکھ آؤں۔" بنا اماں کی خفگی کو کوئی اہمیت دیے وہ اپنا ہی راگ الاپ رہی تھی۔

زائر کا چہرہ ضبط اور غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔ ایک دم سے وہ اٹھا تھا اور سائرہ افضل کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ عجیب درد اور ویرانی کا اظہار کرتی نگاہیں گویا احتجاج کرتیں اس کے چہرے پر جم گئی تھیں۔

"مجھے ساری زندگی اس بات کا افسوس رہے گا سائرہ کہ میرے دل نے محبت کے لیے تم جیسی لڑکی کا انتخاب کیا۔"

"ہوں اب تو یہی کہو گے وہ کیا کہتے ہیں سیانے، کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔"

"جسٹ شٹ اپ، تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا کہ تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ۔"

"جارہی ہوں، کوئی ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آئی میں، آیا بڑا نواب کہیں کا۔" وہ کسی بھی طور اس کے رعب میں آنے والی نہیں تھی۔

زائر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

سائرہ افضل کے جانے کے بعد وہ خود بھی گھر سے نکل گیا تھا۔ ثانیہ محسوس کرسکتی تھی کہ اس رات وہ بہت ڈسٹرب رہا تھا۔ اس نے سائرہ افضل کو نہیں دیکھا تھا مگر وہ یہ اندازہ بخوبی لگا سکتی تھی کہ "سائرہ افضل" زائر ملک کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی تھی۔ بستر کی دوسری سائیڈ پر کروٹ لیے بہت دیر تک وہ روتا رہا تھا اور جتنی دیر وہ روتا رہا تھا اتنی دیر وہ حیرانی سے الجھتی رہی تھی۔

وہ کیسی محبت تھی جو اس نے سائرہ افضل جیسی لڑکی سے کی تھی؟ وہ کیا وجہ تھی جس نے سائرہ افضل کو اس سے متنفر کردیا تھا؟

اس رات بہت دیر تک سائرہ افضل کے بارے میں سوچتے ہوئے جاگ کر بالآخر اس نے اسے ذہن سے جھٹک دیا۔ وہ جیسی بھی تھی زائر ملک سے اس کا جیسا بھی تعلق تھا تاہم وہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ زائر ملک نے جو حق سائرہ افضل کو دیا تھا وہ اسے نہیں دیا تھا۔

اگلی صبح وہ ابھی سو رہی تھی جب زائر نے اسے جھنجوڑ کر جگا دیا۔

"اذان ہوگئی ہے اٹھ کر نماز پڑھو۔" اس کی آنکھ کھلتے ہی بہت سنجیدہ لہجے میں اس نے نیا حکم جاری کیا تھا۔ وہ مندھی مندھی سی آنکھوں کو بمشکل کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"پڑھ لوں گی ابھی تو دن نکلنے میں بہت دیر ہے۔"

"فجر کی نماز دن نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ میں مسجد جارہا ہوں واپس آؤں تو تمہیں بستر پر نہ دیکھوں۔"

"زائر ملک تم اپنی خدائی سے واسطہ رکھو عبادت کا معاملہ خالصتاً میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"نہیں اس گھر کی چار دیواری کے اندر تمہارے سارے معاملے میری ذات سے جڑے ہیں جو بھی تمہیں میرے حوالے سے دیکھے بس دیکھتا ہی رہ جائے، ڈھونڈنے سے بھی تمہارے اندر کوئی کمی یا خامی نہ ملے کسی کو۔"

"مگر کیوں جب مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہی نہیں، زندگی ہی نہیں گزارنی تو پھر میں کیوں آئیڈیل بنوں؟"

"کیونکہ فی الحال تمہاری زندگی میرے ساتھ ہی گزر رہی ہے اور جب تک تمہاری کوکھ میں میری امانت ہے تمہیں مجبوراً میرے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد میرا وعدہ ہے تم سے، میں ایک دن کے لیے بھی تمہیں اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔" قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ کمرے میں نہیں ٹھہرا تھا۔ ثانیہ کا خون مزید جل گیا۔

نیند کا آنا اب ممکن نہیں تھا لہٰذا اٹھ کر وضو کیا اور خالص دلی آمادگی کے ساتھ اس نے کئی دنوں کے بعد فجر کی نماز ادا کی تھی۔ زائر مسجد سے واپس آیا تو وہ دعا مانگ رہی تھی۔

"شکریہ۔" بیڈ پر بیٹھنے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے ثانیہ کی طرف دیکھا تھا جواباً وہ دعا مکمل کر کے جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کس بات کے لیے۔"

"میری ہدایت پر عمل کے لیے۔"

"اپنی خوش فہمی دور کرلیں۔ میں عبادت صرف اللہ کی محبت اور رضا کے لیے کرتی ہوں اور میں ہی کیا ہر مسلمان اللہ سے محبت اور اس کی خوشنودی کے لیے نماز قائم کرتا ہے۔"

"اچھا، اللہ کی محبت اور خوشنودی کے لیے اسلام میں شوہر کے بھی بہت سے حقوق ہیں وہ کیوں یاد نہیں رہتے تمہیں۔"

"اس لیے کیونکہ میں نے دل سے آپ کو اپنا شوہر تسلیم نہیں کیا۔"

"تو کیا ہوا؟ میرے حقوق تو پھر بھی لاگو ہوتے ہیں نا تم پر، جن حالات میں بھی سہی بہرحال نکاح تو ہوا ہے نا ہمارا۔"

"زائر ملک میں اس وقت آپ سے بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"تو اچھی بات ہے نا، نیک پروین بیویاں بلاوجہ اپنے شوہروں سے بحث کرتی اچھی بھی نہیں لگتیں چلو شاباش آجاؤ بیڈ پر۔" کہنی کے بل بیڈ پر کروٹ بدلتے ہوئے اس نے اسے مزید جلایا تھا۔

ثانیہ گھور کر اسے دیکھتی رخ پھیر گئی۔
"بہت سے کام ہیں ابھی جو مجھے سر انجام دینے ہیں آپ لوٹیں میٹھی نیند کے مزے۔" زائر کے لبوں پر اس کے الفاظ نے میٹھی مسکان بکھیر دی تھی۔ تاہم وہ اس کی مسکراہٹ دیکھنے کے لیے ٹھہری نہیں تھی۔ زائر آج کل شہر میں جاب ڈھونڈ رہا تھا۔ تبھی صبح کا نکلا شام کو گھر واپس آتا۔ ابا آج کل اپنی بیماری سے لڑ رہے تھے لہٰذا ان کا زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی گزرتا تھا۔ گاؤں کی عورتوں کے آج کل زائر کے گھر کچھ زیادہ ہی چکر لگنے لگے تھے۔ بہانے بہانے سے لڑکیاں ادھر آتی تھیں اور ثانیہ کو گھیر کر بیٹھ جاتی۔ ان کی باتیں بھی ہو جاتیں اور باتوں باتوں میں وہ ثانیہ کا ہاتھ بھی بٹا دیتیں۔ فقط دو ماہ میں وہ واقعی اسی ماحول کا حصہ لگنے لگی تھی۔

اماں بھاگ بھری (زائر کی ماں) اس سے بہت خوش تھیں۔ بے شک وہ سائرہ سے بھی زیادہ خوب صورت تھی۔ اتنے دنوں میں اس نے کبھی ان سے یا ان کے شوہر سے بدتمیزی نہیں کی تھی۔ سارا دن وہ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی۔ کوئی ضرورت کی بات ہوتی تو کر لیتی نہیں تو چپ رہتی شروع شروع میں اسے گیلی لکڑیوں اور پاتھیوں سے آگ جلانا سخت مشکل لگتا تھا۔ اکثر وہ رو بھی پڑتی تھی۔ پھونکیں مار مار کر اس کا حال بھی برا ہو جاتا تھا۔ مگر پھر رفتہ رفتہ اسے اس پر بھی عبور حاصل ہو گیا۔ پہلے پہل دودھ بوائل کرتے ہوئے وہ آدھے سے زیادہ دودھ نکال دیتی تھی مگر اب ایسا نہیں ہوتا تھا۔ سارے کاموں کے ساتھ ساتھ اب وہ ہاتھ سے کپڑے دھونا بھی سیکھ گئی تھی۔ زائر نے اس روز کے بعد اسے کبھی غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔ اس شام وہ گھر واپس آیا تو وہ بھیگے پائنچوں کے ساتھ نل کے نیچے بیٹھی کپڑے دھونے میں مصروف تھی۔ اتنا خوب صورت اور بھرپور منظر تھا کہ وہ بے ساختہ دہلیز پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔ تاہم وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ بھاری بھاری کپڑوں کو نچوڑ کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ اسے بے حد پیاری لگی۔ شام کا کھانا تیار تھا۔ وہ ابا کے کمرے میں کچھ دیر بیٹھ کر اماں سے ثانیہ کی تعریفیں سننے کے بعد اپنے کمرے میں آیا تو وہ بھی اس کے پیچھے ہی کھانا لے کر آ گئی۔ زائر نے دیکھا اس کے چہرے کی رنگت ماند پڑ رہی تھی۔

"ثانی......!" کھانے کی ٹرے سائیڈ پر رکھنے کے بعد اس نے بہت اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
"جی۔"
"بہت مصروف ہو گئی ہو تھوڑا سا ٹائم تو رکھ لیا کرو میرے لیے بھی۔"
"آتی ہوں کپڑے دھو کر۔"
"نہیں، بیٹھو یہاں۔ آج میں تمہارے لیے شہر سے کچھ لایا ہوں۔"
"کیا؟"
"بیٹھو گی تو بتاؤں گا نا۔" ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے اس نے جیب سے کچھ نکالا تھا۔ اگلے ہی پل کانچ کی ڈھیر ساری رنگ برنگ چوڑیاں ثانیہ کی جھولی میں آ پڑی تھیں۔
"میں مانتا ہوں تم نے دل سے مجھے اپنا شوہر تسلیم نہیں کیا میرے جیسا آوارہ ناکام شخص تم جیسی پیاری لڑکی کے قابل بھی نہیں، سوائے شکل صورت کے اور ہے ہی کیا میرے پاس، مگر پھر بھی یہ حقیقت ہے ثانی...... میرے دل میں تمہارے لیے بہت جگہ ہے۔ شاید سائرہ افضل سے بھی زیادہ۔" اس کا ہاتھ تھام کر دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے خود اسے چوڑیاں پہنانی شروع کر دی تھیں۔
"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم جیسی لڑکی میری ہم سفر بنے گی وہ بھی اس طرح سے کہ کوئی پلان ہی نہیں ہوگا۔ بے شک اللہ بہت بڑا پلانر ہے بہر حال بہت ستا لیا میں نے تمہیں۔ اب اور نہیں میری جاب لگ گئی ہے شہر میں، وہیں رہا کروں گا اب اور تمہیں کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں گاؤں میں بہت عورتیں مل جاتی ہیں کام کے لیے۔ میں چاہوں تو تمہیں اپنے پاس شہر میں بھی رکھ سکتا ہوں مگر شہر کا ماحول ہمارے بچے کے لیے ٹھیک نہیں ہے جو خالص فضا، جو خالص خوراک، خیال اور محبت تمہیں یہاں مل سکتی ہے وہ شہر میں نہیں مل سکتی۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔"
"ہوں۔"
"ناراض ہو مجھ سے؟"
"نہیں۔"
"تو پھر خاموش کیوں رہنے لگی ہو، کچھ اور نہیں تو جھگڑا ہی کر لیا کرو۔"
"کیوں، جھگڑا کرنے سے مسائل حل ہو جاتے ہیں؟"

"نہیں، مگر رشتوں کی اہمیت اور خوب صورتی کا احساس باقی رہتا ہے۔"
"مگر ہمارے رشتے میں صرف جبر اور ہوس ہے خوب صورتی نہیں۔" چبا چبا کر کہتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ زائر ملک اسے دیکھتا رہ گیا۔ اس شام اس نے کھانا نہیں کھایا۔ جاب ملنے کی خوشی پر جیسے اوس پڑ گئی تھی۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ چپ چاپ سو گیا تھا۔ ثانیہ سارے کاموں سے فارغ ہو کر باہر صحن میں رکھی چارپائی پر ٹک گئی تھی۔ کچھ دنوں سے اس کی اندر کی دنیا بدل رہی تھی۔ اسے زائر ملک اچھا لگنے لگا تھا۔

اس کی ہر بات ہر انداز اچھا لگنے لگا تھا۔ اس کا گھر، اس کا گاؤں، اس گاؤں کے لوگ، رسم و رواج، صبحیں، شامیں، موسم سب اچھے لگنے لگے تھے۔ اب تو اسے یہ بھی اچھا لگنے لگا تھا کہ وہ زبردستی اس پر اپنا حق جمائے مگر پھر بھی جب وہ سامنے آ جاتا تھا تو پتا نہیں کیوں وہ اپنے پرانے رنگ میں واپس لوٹ آتی۔ شاید وہ اس کے سامنے شکست تسلیم کرنے میں ڈرتی تھی۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا تھا۔ ہلکی ہلکی سرد ہوائیں، چاندنی رات کے حسن کو چار چاند لگا رہی تھیں۔ گہرے گدلے بادلوں کی اوٹ میں آنکھ مچولی کھیلتے چاند کو دیکھنا اسے ہمیشہ سے بہت اچھا لگتا تھا۔ مگر اس پل موسم میں اچانک تبدیلی آئی تھی گہرے بادلوں نے چودھویں کے چاند کو مکمل طور پر اپنے حصار میں لیتے ہوئے برسنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اٹھ کر جلدی جلدی صحن میں پڑی چیزیں سمیٹنے لگی۔ سب کچھ سمیٹ کر جس وقت وہ کمرے میں آئی زائر گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد اس کے پہلو میں لیٹ گئی۔ پہلی بار وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ بے شک وہ بے حد حسین اور پرکشش شخص تھا مگر اس کے کام اچھے نہیں تھے۔ عقل کی خاصی کمی تھی اس کے پاس۔ تبھی اس کی نظر اپنی کلائی میں پڑی خوب صورت رنگ برنگ چوڑیوں پر پڑی تو آپ ہی آپ اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کلائی سامنے کرتے ہوئے اس نے اپنے ہونٹ چوڑیوں پر رکھے تھے۔ کچھ ہی فاصلے پر دھرے میز پر شام کا کھانا جوں کا توں رکھا تھا۔ اسے بے حد ملال ہوا۔ بے شک جو زائر نے کیا وہ ٹھیک نہیں تھا مگر بدلے میں جو کچھ وہ اس کے ساتھ کر رہی تھی وہ بھی تو ٹھیک نہیں تھا۔ اس کا دل چاہا وہ اسے جھنجوڑ کر جگائے اور کھانا کھانے کے لیے کہے مگر پھر اس کی نیند خراب نہ کرنے کا سوچ کر رک گئی۔

باہر اب بارش تیز ہو گئی تھی۔ ثانیہ کو ایک دم سے اپنے اندر کا حبس بڑھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ زائر کے پہلو سے اٹھ کر وہ ایک مرتبہ پھر باہر صحن میں چلی آئی۔ کتنی عجیب بات تھی کہ اسے ہمیشہ سے اس موسم سے ڈر لگتا تھا گرجتے بادلوں اور کڑکتی بجلی کے خوف سے وہ کبھی بارش میں نہیں نہائی تھی مگر اس وقت وہ بارش میں نہا رہی تھی۔ اپنے اندر کے حبس کو دور کرنے کے لیے وہ بارش کے سرد قطروں سے خود کو سیراب کر رہی تھی۔ مگر یہ حبس اس کے اندر کا حبس تھا۔ بارش کے سرد قطرے اس حبس کو دور کرنے میں ناکام دکھائی دے رہے تھے۔ اسے خبر بھی نہ ہوئی اور اس کے آنسو گالوں کو بھگوتے چلے گئے تبھی اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ زائر سینے پر ہاتھ باندھے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔
"بارش میں بھیگنے کا یہ کون سا وقت ہے؟" نیند سے بوجھل لہجے میں اس نے پوچھا۔ ثانیہ نے فوراً پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر جانے کیا ہوا ایک دم سے بھاگتے ہوئے وہ اس کے کشادہ سینے میں چھپ گئی۔
زائر کو لگا جیسے وہ پتھر ہو گیا ہو۔

اے مسلمان!
اے مسلمان! تُو اپنی قسمت پر اعتبار کیوں نہیں کرتا
تُو دکھاوے کے نعرے لگاتا ہے
خود کو مسلمان کہلواتا ہے
تُو سچے دل سے پیار کیوں نہیں کرتا
تیری طرف نبیوں کا سردار آیا
جس نے جان کی بازی لگا کر حق پہنچایا
تُو اپنے ضمیر کو بیدار کیوں نہیں کرتا
تُو اس کے کاموں پر عمل کر کے
تُو اس کے نقشِ قدم پر چل کے
اے گناہ گار اپنے لیے راہ ہموار کیوں نہیں کرتا
اے مسلمان! تُو اپنی قسمت پر اعتبار کیوں نہیں کرتا
سمیرا علی شیری...... رنالا اوکاڑہ

"کیا ہوا؟" کپکپاتے ہونٹ اس کی پیشانی پر رکھنے کے بعد اس نے پوچھا مگر وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ اس کے دل کی تیز دھڑکن زائر کا سکون برباد کر گئی تھیں۔ ثانیہ کے وجود کے گرد اس کی گرفت سخت ہوئی اور پھر جیسے اس نے اسے اپنے اندر ہی جذب کر لیا۔ کتنی دیر تک دونوں ایک دوسرے کی تیز دھڑکنوں کا شور سنتے بارش میں بھیگتے رہے تھے۔

❁……❁……❁
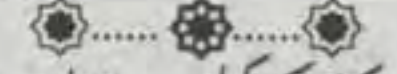
اگلی صبح ثانیہ کی آنکھ کھلنے سے پہلے ہی وہ شہر کے لیے رخصت ہو چکا تھا۔ پچھلے دو تین ماہ میں پہلی بار اسے صبح اچھی نہیں لگی تھی۔ دو ماہ رہ گئے تھے اس کی ڈلیوری میں مگر زائر کے بغیر اسے جیسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس روز اس کا فون آیا تھا کمپنی اسے ایمر جنسی ویزے پر باہر بھجوا رہی تھی۔ وہ خوش تھا' بے حد خوش' مگر ثانیہ کا دل بجھ کر رہ گیا تھا۔ ایک ہفتے بعد بھی وہ گھر نہیں آیا تھا اور ایک ہفتے میں اس نے جانا تھا کہ وہ زائر کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اس روز بھی موسم بہت ابر آلود ہو رہا تھا۔

ثانیہ نے تندور پر روٹیاں لگانی سیکھ لی تھیں۔ وہ ابھی شام کی روٹی پکا کر فارغ ہوئی تھی کہ ساتھ والی امبری کا بلاوا آ گیا۔ امبری کی شادی کے دن رکھے جا چکے تھے اور ثانیہ کے ساتھ اس کی خاصی گاڑھی چھننے لگی تھی۔ اپنی ساس اور سسر کو کھانا دینے کے بعد وہ ان سے اجازت لے کر امبری کی طرف آئی اور یہیں گاؤں کی اکٹھی ہوئی عورتوں میں ایک عورت اسے بہانے سے سائیڈ پر لے جا کر اسے اس کی ماں کے حوالے کر آئی۔

"ممما۔" اتنے دنوں کے بعد اپنی ماں کو اپنی سامنے دیکھ کر وہ خوشی سے پاگل ہی تو ہو گئی تھی۔ جواب میں انہوں نے بھی اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کیسی ہو ثانی؟"

"ٹھیک ہوں مما! آپ کیسی ہیں؟"

"کیسی ہو سکتی ہوں تمہارے بغیر پچھلے تین ماہ سے پاگلوں کی طرح ڈھونڈتی پھر رہی ہوں تجھے۔ کہاں کہاں نہیں تلاشا' اسپتال سے تمہارے غائب ہونے کے بعد میں اور اشعر بس تمہاری تلاش میں ہی رہے ہیں۔ یہ جو عورت تھی اس کا بیٹا شہر میں زائر کا دوست تھا اسی کی مدد سے یہاں تک پہنچے ہیں۔"

"او مما! میری وجہ سے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا آپ کو بہر حال میں یہاں بہت خوش ہوں۔ زائر اور اس کے گھر والے بہت اچھے ہیں۔ آپ ان سے ملیں گی تو آپ کو بھی بہت اچھا لگے گا۔"

"ثانی…… یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" مسز عباس کے لیے اس کے الفاظ کسی دھچکے سے کم نہیں تھے۔ وہ حیرانی سے بیٹی کا منہ دیکھتی رہ گئی تھیں۔

"جی مما! یہاں آ کر میں نے جانا ہے کہ زندگی کی اصل خوب صورتی کیا ہے اور آپ کو پتا ہے زائر کو شہر میں جاب بھی مل گئی ہے وہ کمپنی کی طرف سے ایبروڈ گیا ہوا ہے۔"

"تو……؟"

"تو یہ مما کہ میں اب یہیں رہوں گی۔ بہت پیار کرتا ہے زائر مجھ سے' وہ مجھے تحفظ دینا جانتا ہے آپ یقین کریں میں یہاں بہت بہت خوش ہوں۔" جتنی خوشی اور بے نیازی سے وہ کہہ رہی تھی مسز عباس کے چہرے پر اتنے ہی رنگ آ جا رہے تھے انہیں قطعی گمان نہیں تھا کہ ان کی بیٹی ان کے ساتھ اتنا بڑا فریب بھی کر سکتی ہے۔ کافی دیر تک تو انہیں سمجھ میں ہی نہ آیا کہ اب وہ کیا کریں۔ کیسے بتائیں وہ اسے کہ انہوں نے اشعر حسین کو صرف اس کا لالچ دے کر تو بلایا ہے۔ اب بھی اگر وہ اسے مایوس کرتی ہیں تو وہ ان دونوں ماں بیٹی کو چھوڑے گا نہیں۔ ان کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا تبھی ثانیہ نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلیں مما' میں آپ کو زائر کے گھر والوں سے ملواتی ہوں۔" زائر کا گھر ساتھ ہی تھا اس سے پہلے کہ مسز عباس انکار کرتیں وہ انہیں کھینچ کر اپنے گھر لے گئی۔

"اماں' اماں دیکھیں تو کون آیا ہے؟" خوشی سے اس کا حال برا تھا۔ اماں بھاگ بھری چاولوں کوٹرے میں لیے اپنے کمرے سے نکلیں۔

"کون آیا ہے پتر۔"

"میری مما آئی ہیں۔ کزن بھی ہے ساتھ۔"

"اچھا…… ماشاءاللہ۔"

"السلام علیکم!" مسز عباس نے مصافحہ کے لیے پہلے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

"وعلیکم السلام جی آئیں بیٹھیں۔"

"بیٹھنے کا ٹائم نہیں ہے میرے پاس' اشعر باہر گاڑی میں انتظار کر رہا ہے مہربانی ہوگی اگر آپ ثانیہ کو ہمارے ساتھ

جانے کی اجازت دے دیں۔" ان کے مطالبے پر جہاں اماں حیران ہوئی تھیں وہیں ثانیہ بھی حیرانی سے ان کا منہ دیکھنے لگی تھی۔

"مگر مما ابھی آپ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ ایک دوروز میں زائر آنے والا ہے وہ آ جائے تو پھر ہم دونوں چلیں گے۔"

"تم چپ رہو ثانیہ' یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے۔ ویسے بھی بڑے بولتے ہوں تو چھوٹوں کو چپ رہنا چاہیے۔"

"مگر مما......!" وہ مچل کر احتجاج کرنا چاہتی تھی مگر مسز عباس نے اسے ڈپٹ کر چپ کروادیا۔

ثانیہ عباس اور زائر ملک کی زندگی میں یہی وہ موڑ تھا جہاں ان دونوں کے بیچ جدائی آئی تھی۔ نہ صرف جدائی آئی تھی بلکہ وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھے۔ بدگمانی اور نفرت کی ایسی اونچی فصیلیں قائم ہوگئی تھیں دونوں کے درمیان کہ اب وہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کا ہاتھ نہیں تھام سکتے تھے۔

❁......❁......❁
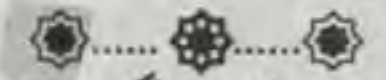
نہ بجھا چراغ دیار دل، نہ بچھڑنے کا تو ملال کر
تجھے دے گی جینے کا حوصلہ، میری یاد رکھ لے سنبھال کر
یہ بھی کیا کہ ایک ہی شخص کو کبھی سوچنا، کبھی بھولنا
جو نہ بجھ سکے وہ دیا جلا، جو نہ ہوسکے وہ کمال کر
غم آرزو میری جستجو میں سمٹ کے آگیا روبرو
یہ سکوت مرگ ہے کس لیے میں جواب دوں تو سوال کر
تو بچھڑ رہا ہے تو سوچ لے تیرے ہاتھ ہے میری زندگی
تجھے روکنا میری موت ہے میری بے بسی کا خیال کر
میرے درد کا میرے ضبط کا میری بے بسی میرے صبر کا
جو یقین نہ آئے تو دیکھ لے تو ہوا میں پھول اچھال کر

تین روز سے اس کا بخار نہیں ٹوٹ رہا تھا۔ جانے کیسی بے چینی تھی کہ اسے کسی کروٹ سکون نصیب نہیں ہورہا تھا۔ کتنی کمزور ثابت ہوئی تھی وہ زائر ملک سے محبت کے معاملے میں؟ پانچ سال گزرنے کے باوجود وہ اسے بھول نہیں پائی تھی۔

بارشیں جیسے جان کا روگ بن کر رہ گئی تھیں۔ اس کے لیے زائر ملک کی رفاقت کے آخری دلفریب لمحے اسے ہر گھڑی بے قرار رکھتے تھے۔ پچھلے پانچ سال میں وہ "تنگ" ہونے کے لیے ترس گئی تھی۔

اس روز جب مسز عباس زبردستی اسے اپنے ساتھ شہر لے آئی تھیں۔ اس کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ زائر کے دوست کی وہ ماں جس نے اس کی مخبری کی تھی۔ وہ بھی ان کے ہمراہ تھی مسز عباس نے اسے شہر میں اپنے گھر میں نوکری کا لالچ دیا تھا۔ حمل کے ساتویں ماہ میں قطعی غیر متوقع طور پر اس کا آپریشن ہوا تھا اور اس نے جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا۔ ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو۔ اسے شہر آئے وہ تیسرا دن تھا جب مسز عباس نے اسے بتایا۔ وہ کچن میں کھڑی نوڈلز تیار کررہی تھی تبھی وہ قریب آئی تھیں۔

"ثانی' وہ زائر کا فون آیا تھا تم نے اسے میرے نمبر سے کال کی تھی؟"

"جی مما' کیوں کیا ہوا؟"

"بہت غصے میں ہے زائر' گالیاں دے رہا تھا تمہیں اسے لگتا ہے جیسے تم اس کے بچوں کو لے کر مفرور ہوگئی ہو عجیب پینڈو شخص ہے پتا نہیں تمہیں کیا نظر آیا اس میں؟"

"مما پلیز آپ نے مجھ سے بات کیوں نہیں کروائی اس کی۔ وہ غلط فہمی کا شکار ہوگا آپ کو اس کی غلط فہمی دور کرنی چاہیے تھی۔"

"دلوں میں گنجائش ہو تو غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ اس نے تو بات ہی ختم کردی۔"

"کیا مطلب۔" نوڈلز کا باؤل اس کے ہاتھ سے گرا تھا تبھی وہ نظر چراتے ہوئے بولی تھیں۔

"ڈائیورس دے دی ہے اس نے تمہیں۔ بہت کوشش کی میں نے سمجھانے کی مگر اس نے میری ایک نہیں سنی۔ کہہ رہا تھا کہ ایک دوروز میں پیپرز بھی بھجوادے گا۔" لفظ سانپ بچھو کیسے بن جاتے ہیں یہ اس لمحے کوئی ثانیہ عباس سے پوچھتا۔ زمین پاؤں سے کیسے کھسکتی ہے ثانیہ عباس نے اس روز جانا تھا۔ اس کی آنکھیں جیسے پتھرا کر رہ گئی تھیں۔ غم کی شدت سے بے حال وہ تیورا کر گری تھی اور بے ہوش ہوگئی تھی۔

اگلے روز اس نے جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا۔ ڈاکٹرز ان بچوں کے زندہ رہنے سے متعلق پر امید نہیں تھے مگر اللہ نے ان معصوم کلیوں کو زندہ رکھا تھا۔ سات ماہ کے ان بچوں کو انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا تھا۔ دو روز کے بعد ثانیہ کی حالت بہتر ہوئی تو اس نے فوراً اشعر سے موبائل لے کر زائر کا نمبر پریس کیا مگر اس کا نمبر مسلسل آف جارہا تھا۔ تب اس نے گھر کے نمبر پر کال کی اور اس بار اس کی ساس نے اس کی کال اٹینڈ کی تھی۔

"السلام علیکم اماں۔"

"وعلیکم السلام کیسی ہو بیٹی؟" اماں کی آواز بجھی بجھی سی تھی۔ ثانیہ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

"ٹھیک ہوں اماں آپ کیسی ہیں؟"

"کیسی ہوسکتی ہوں جو قیامت گزری ہے مجھ پر اس کے بعد کیسی ہوسکتی ہوں میں؟"

"ک......کیا......مطلب......اماں آپ کو پتا ہے آپ دادی بن گئی ہیں دو جڑواں بچوں کی دادی اماں پلیز۔ زائر سے کہیں مجھ سے بات کرے اور کچھ نہیں تو اپنے بچوں کو ایک نظر آ کر دیکھ لے پلیز اماں......!"

"وہ جنموں جلا اس قابل ہی کہاں رہا ہے پتر؟" اماں نے کہا تھا اور پھر پھپھک کر رو پڑی تھیں۔ ثانیہ جیسے گنگ رہ گئی۔

اس کا مطلب تھا کہ اس کی ماں نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ زائر کی ماں بھی اس حادثے سے آشنا تھی جو اس کے ساتھ ہوگیا تھا۔ ابھی چند دن پہلے ہی تو اس نے کہا تھا۔

"جب تک تمہاری کوکھ میں میری امانت ہے تمہیں مجبوراً میرے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد میرا وعدہ ہے تم سے ایک دن کے لیے بھی تمہیں اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔" زائر کی آواز کے ساتھ ہی ذہن کے کسی کونے میں سائرہ افضل کی آواز گونجی تھی۔

"ہائے سچ اسے لڑکی کسی نے دے دی؟" دوسری طرف سے لائن کٹ ہوچکی تھی۔

ثانیہ نے خاموشی سے سیل اشعر کے حوالے کردیا۔ کتنا عجیب تھا وہ شخص......اس نے اپنی مرضی اور خواہش پر زبردستی اس سے تعلق بنایا۔ اپنی مرضی سے جہاں چاہا وہاں رکھا اور پھر اپنی مرضی سے ہی چھوڑ دیا۔ ثانیہ کی رضا' اس کی خوشی اس کا فیصلہ تو کہیں بھی نہیں تھا اس رشتے میں۔ تبھی وہ پھر سوچوں میں ورا آیا تھا۔

"میں مانتا ہوں تم نے دل سے مجھے اپنا شوہر تسلیم نہیں کیا مجھ جیسا آوارہ ناکام شخص تم جیسی پیاری لڑکی کے قابل ہی نہیں' سوائے شکل صورت کے اور ہے ہی کیا میرے پاس تمہیں دینے کے لیے مگر پھر بھی یہ حقیقت ہے ثانی' میرے دل میں تمہارے لیے بہت جگہ ہے شاید سائرہ افضل سے بھی زیادہ۔"

"زائر......!" بنا اردگرد کی پروا کیے وہ زور سے چیخی تھی۔

اقراء احسان وڑائچ

اقراء کی طرف سے آنچل اسٹاف اور آنچل قارئین اور تمام رائٹرز بہنوں کو سلام۔ کیا حال چال ہے آپ کا؟ میرا نام اقراء احسان وڑائچ ہے' ہم چھ بہنیں ہیں میرا نمبر چوتھا ہے۔ میں سیکنڈ ائیر میں پڑھتی ہوں میری تاریخ پیدائش 29 دسمبر ہے' میں سرگودھا میں پیدا ہوئی مزاجاً خوش بھی رہتی ہوں' اداس بھی رہتی ہوں' غصہ بھی جلدی آجاتا ہے اور نرم دل بھی ہوں۔ مجھے فاسٹ میوزک بہت پسند ہے' شرارتی بھی ہوں' خامیاں بھی بہت زیادہ ہیں اور خوبیاں بھی بہت زیادہ ہیں۔ گھر کے کاموں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں کھانے پینے کی کوئی خاص شوقین نہیں ہوں جو مل جائے کھالیتی ہوں' مجھے اپنی تمام بہنوں سے بہت پیار ہے' کزنز میں میری خالہ زاد حمنا سے بنتی ہے۔ پسندیدہ رنگوں میں مجھے سفید' کالا' سرخ' فیروزی پسند ہیں' باقی رنگ بھی اچھے لگتے ہیں۔ مجھے پاک آرمی' اپنے وطن سے بہت پیار ہے' ڈرپوک بھی بہت ہوں میری دوستی کا دائرہ کافی وسیع ہے' بہترین دوستوں میں صبا ناصر' آصفہ' صبا قمر' فاریہ' بختاور' سائرہ شامل ہیں۔ باقی سب سے بھی گپ شپ ہے میں اپنی دوستوں سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میک اپ کا بہت شوق ہے' شاعری سے کوئی خاص لگاؤ نہیں ہے' بہترین ٹیچرز میں سے میڈم "عفت النساء" بہت پسند ہیں' میں بہت جلد کسی پر اعتبار کرلیتی ہوں' مجھے جیولری میں بریسلیٹ' چوڑیاں اور ائیر رنگز پسند ہیں' ٹی وی دیکھنے کا شوق ہے' گانے بھی سنتی ہوں۔ ایف ایم 96 بہت شوق سے سنتی ہوں' مجھے 96 کے آرجے بہت اچھے لگتے ہیں' مجھے بارش پسند ہے لیکن صرف دن کے وقت اچھی لگتی ہے' ڈریسز میں مجھے شلوار قمیص' ساڑھی' فراک' لہنگا بہت پسند ہے۔ مجھے کرکٹ بہت پسند ہے' بہت لمبا تعارف ہوگیا ویسے میں نے سب کو بور بھی بہت کیا ہے نا۔ کوئی بات نہیں برداشت کرنے کا شکریہ' میری دعائیں آپ سب لوگوں اور آنچل کے ساتھ ہیں' اللہ آپ سب کو خوش رکھے اور خوشیوں سے ہمکنار کرے آمین' دعاؤں میں یاد رکھیے گا' خدا حافظ۔

مسز عباس اور اشعر گھبرا کر رہ گئے۔ اسپتال میں شور مچ گیا تھا ثانیہ عباس مسلسل چلا رہی تھی۔ بڑی مشکل سے اسے قابو کر کے نیند کا انجکشن دیا گیا تھا کئی دن تک وہ سوتے میں زائر کو پکارتی رہی تھی۔ کسی بھی عورت کی زندگی میں تخلیق کا مرحلہ سب سے بڑا مرحلہ ہوتا ہے۔ سب سے کٹھن اور تکلیف دہ ہر عورت اس مرحلے پر اپنے ہم سفر کو اپنے ساتھ دیکھنا چاہتی ہے مگر...... ثانیہ عباس کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس نے بھی اس مرحلے پر زائر کو اپنے ساتھ دیکھنا چاہا تھا مگر...... وہ اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا۔ بنا اس کی رائے لیے مرضی پوچھے۔ اگلے دو روز میں طلاق کے پیپرز بھی موصول ہوگئے۔

خوابوں کے سمندر کنارے خواہشوں کی ریت سے امید کا جو خوب صورت گھر بنا تھا وہ ڈھے گیا تھا۔ ثانیہ کو لگا جیسے وہ اب زندگی میں کبھی مسکرا نہیں سکے گی اور واقعی پچھلے پانچ سالوں میں کسی نے اسے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ بچوں کی پیدائش کے دو ماہ بعد ہی وہ انگلینڈ چلی گئی تھی۔ اس نے ارادہ کیا تھا وہ اب کبھی پاکستان واپس نہیں آئے گی۔ مگر وہ اپنے اس ارادے پر قائم نہیں رہ سکی تھی۔ دو سال پہلے مسز عباس کی رحلت ہوگئی تھی اچانک فالج کے حملے کے بعد جسم کے ساتھ ساتھ ان کی زبان بھی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ بولنا چاہتی تھیں مگر بول نہیں پاتی تھیں۔ بس آنسو تھے جو بے دریغ بہتے چلے جاتے تھے۔ اسی حالت میں ان کی رحلت ہوگئی تھی۔

مسز عباس کے بعد اشعر اس کا واحد سہارا تھا بہت کوشش کی اس نے ثانیہ کو شادی کے لیے رضامند کرنے کی مگر اس کی ناں کو کبھی ہاں میں نہیں بدل سکا۔ تنگ آ کر اس نے کسی اور لڑکی سے شادی کرلی۔ ثانیہ اب اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہی تھی۔ اس کے بچے بڑے ہوگئے تھے۔ مسز عباس کی رحلت کے بعد پاکستان میں اس کے ددھیال والوں نے اسے پاکستان بلانے کے لیے بہت کوشش کی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ تاہم اب اپنے دادا اور تایا کی وفات کے بعد جانے اس کے من میں کیا آئی کہ وہ اچانک پاکستان چلی آئی بچے اشعر کے پاس ہی تھے وہ انہیں ساتھ لے کر نہیں آئی تھی کیونکہ وہ پڑھ رہے تھے۔ اس نے انہیں بتا رکھا تھا کہ ان کا باپ پاکستان میں رہتا ہے اسی لیے وہ پاکستان کی سر زمین کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ تاہم جب اسے زائر سے اپنی علیحدگی کا خیال آتا تو اس کے احساسات جیسے برف کے ہوجاتے۔ وہ ٹھان لیتی کہ وہ اس شخص کو کبھی اپنے بچوں کی شکل دیکھنے نہیں دے گی۔ مگر اب یہ ارادہ بھی اسے ریت کی دیوار ثابت ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اپنے بچوں پر مزید ظلم نہیں کرسکتی تھی۔ ان کا باپ زندہ سلامت تھا اور اسی گاؤں میں تھا جہاں تقدیر نے اسے پہنچا دیا تھا۔ بچوں کے امتحان کے بعد خود انگلینڈ جانے کے بجائے وہ انہیں پاکستان بلوانا چاہتی تھی مگر اچانک بگڑ جانے والی طبیعت نے اسے نڈھال کر چھوڑا تھا۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

اتنی قبریں نہ بناؤ میرے اندر محسن
میں چراغ جلاتے ہوئے تھک جاتا ہوں

رات گہری تاریکی میں ڈھل چکی تھی۔

عائشہ کچن سے فارغ ہونے کے بعد لاؤنج میں ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔ کل شام اس کی ساس اپنی بیٹی کے پاس ملک بدر ہوگئی تھی۔ گھر میں ایک دم سے جیسے سناٹا چھا گیا تھا۔ اوپر سے برساتی موسم نے الگ جان نکال رکھی تھی۔ اس نے کئی بار اریج کا نمبر ٹریس کیا تھا مگر وہ رسپانس نہیں دے رہا تھا۔ وقفے وقفے سے گرجتے بادل اس کی جان پر بنا رہے تھے۔ گھر میں ناچتے سناٹے اور تنہائی کے احساس کے ساتھ صوفے پر پاؤں سمیٹ کر بیٹھی وہ اریج کی واپسی کی دعائیں کر رہی تھی جب ڈور بیل بج اٹھی۔ لاؤنج سے باہر گیٹ تک کا سفر اس کے لیے ایک پل صراط ثابت ہوا تھا۔

"السلام علیکم!" نشے میں دھت وہ گاڑی سے نکل کر کمرے میں آیا۔ جب وہ گیٹ لاک کرتے ہوئے اس کے پیچھے ہی کمرے میں چلی آئی تھی۔ تاہم وہ اسے جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

"اریج۔" اسے تشویش ہوئی تھی تبھی اریج نے نشے سے بند ہوتی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"ہوں۔"

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟"

"ہوں۔"

"کھانا لاؤں آپ کے لیے؟"

"نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"ڈرنک کی ہے آپ نے؟"

"ہوں...... پتا نہیں...... پلیز اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو میں کچھ دیر سکون چاہتا ہوں۔" نشے میں بھی اس نے خود پر کنٹرول کر رکھا تھا۔ عائشہ پریشان سی اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے نکل گئی۔ اگلے روز فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد اس نے ناشتا تیار کیا اور اریج کے جاگنے کا انتظار کرنے لگی۔ دن کے بارہ بج گئے تھے۔ مگر وہ کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ تبھی وہ کمرے میں آئی تھی۔

"اریج۔" اسے بستر میں بے سدھ پڑے دیکھ کر اس نے دھیمی آواز میں پکارا تھا۔ جب اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

"ہوں۔"

"دن کے بارہ بج گئے ہیں اٹھیں گے نہیں۔"

"اٹھ ہی رہا تھا بس ہمت نہیں ہو رہی۔"

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟"

"ہوں۔"

"ناشتہ لاؤں آپ کے لیے؟"

"نہیں دل نہیں چاہ رہا۔"

"آپ نے رات بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ سب ٹھیک تو ہے نا۔"

"ہوں۔" کہنی کے بل اٹھ کر گاؤ تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے سر بیڈ کی پشت گاہ سے ٹکا دیا تھا۔ عائشہ نے دیکھا اس کا چہرہ بے حد ستا ہوا تھا۔ جبکہ آنکھیں شب بے داری یا شاید رونے کی وجہ سے سوج رہی تھیں۔ تبھی وہ بولی۔

"اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو مجھے آپ سے کچھ کہنا تھا اریج۔"

"ہاں کہو۔" پٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے اس نے اپنی توجہ اس پر مبذول کی تھی۔

عائشہ بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔

"میں جانتی ہوں آپ اور عائلہ ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں۔ بہت انڈر اسٹینڈنگ ہے آپ دونوں کی اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ محبت کے دربار سے دربدری کے بعد انسان ساری عمر بند گلیوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ حالات اور تقدیر کی لہریں جانے کہاں سے کہاں بہا کر لے جاتی ہیں لیکن میں نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ میری وجہ سے آپ کے اور عائلہ کے خواب ٹوٹیں پلیز آپ میری وجہ سے اپنی اور اس کی زندگی برباد مت کریں۔"

"میں اپنی اور اس کی زندگی برباد نہیں کر رہا عائشہ وہ خود اپنی اور میری زندگی برباد کر رہی ہے۔ تمہیں پتا ہے اس نے اپنی محبت کی قیمت کیا رکھی ہے۔" نہایت اپنائیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا۔

عائشہ کے آنسو اس کی پلکوں پر ہی اٹک گئے۔

"کیا؟"

"طلاق، وہ چاہتی ہے میں تمہیں طلاق دے دوں۔"

اس بار اریج کے الفاظ نے اس کا دل کچل ڈالا تھا وہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آنسوؤں کو بہنے سے نہ روک سکی۔

"اس کا مطالبہ کچھ ایسا عجیب بھی نہیں ہے اریج، آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں تقسیم نہیں ہوتی۔ نہ ہی کمپرومائز ہوتا ہے۔"

"ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو مگر میں خود غرض انسان نہیں ہوں۔"

"یہ خود غرضی نہیں ہے اریج، تین زندگیوں کا سوال ہے اب تک آپ نے میرا جتنا خیال کیا مجھے جتنا مان اور اہمیت دی اس کے لیے میں ساری زندگی آپ کی مقروض رہوں گی مگر میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ اس احسان کے بدلے میں آپ کو ساری عمر کی بے سکونی اور آنسو دے دوں۔ مجھے محض اپنا نام دے کر آپ ہر لمحہ اس کی یادوں میں نڈھال شراب کے نشے میں مدہوش رہیں۔ آپ بہت اچھے انسان ہیں اریج، بہت ہمدرد اور نیک دل ہیں میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ میری وجہ سے ایسے نیک دل انسان کی خوشیوں کو گہن لگے۔ میں کہیں نہ کہیں جاب کر کے رہ لوں گی۔ مگر پلیز آپ میری وجہ سے اپنے خوابوں کا سودا مت کریں پلیز۔" جتنے لفظ اس کے لبوں سے نکل رہے تھے اتنے ہی آنسو اس کی آنکھیں لٹا رہی تھیں۔

اریج گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"میں محبت کو روگ بنا کر زندگی برباد کرنے والے لوگوں میں سے نہیں ہوں عائشہ بڑا پریکٹیکل سا بندہ ہوں میں میرا ایمان ہے آپ لاکھ جتن کرلیں مگر آپ کو وہی ملتا ہے جو آپ کے نصیب میں لکھا ہوتا ہے۔ میں عائلہ کی محبت سے دستبردار نہیں ہوں۔ بہت پرانا ساتھ ہے ہمارا مگر وہ میرے نصیب میں نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو میرا نکاح تم سے کبھی نہ

ہوتا۔ تقدیر پر شاکر رہنے والا بندہ ہوں میں خدا کے فیصلوں کو مانتا ہوں۔ اس نے اگر عائلہ کی جگہ تمہیں میری قسمت میں لکھا ہے تو اس میں ضرور اس کی کوئی حکمت ہی ہوگی۔ میں رشتوں کو ریت کے دیواریں نہیں سمجھتا کہ جب دل چاہا بنا لیں جب دل چاہا گرادیں۔ جب ہزاروں لوگوں کے سامنے اپنے نام کا تحفظ دینے کا وعدہ کیا ہے تو اس وعدے کو پورا بھی کروں گا۔ تمہارا کوئی قصور نہیں کہ ہمیشہ در بدر کی ٹھوکریں تمہارے نصیب کا حصہ بنی رہیں۔ جہاں تک ڈرنک کا سوال ہے تو میں اب سے نہیں کرتا بہت سال ہوگئے اس وقت شروع کی تھی۔ شاید چھٹی یا ساتویں میں پڑھتا تھا اماں کی رحلت ہوگئی تھی اور ابا حمیرا کی ماں کو ہماری اسٹیپ مدر بنا کرلے آئے میرے ذہن نے اسے قبول نہیں کیا اور شاید کمال بھائی اور جمال بھائی کے ذہن نے بھی۔ اسی لیے ہمارے ماموں ہمیں وہاں سے لے گئے۔ سوتیلی ماں تو تمہیں پتا ہے سوتیلی ہی ہوتی ہے۔ اس نے ہمیں روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ماموں شرابی تھے اور دیگر نشہ بھی کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیں بھی اسی کام پر لگادیا۔ دوتین سال کے بعد ان کے بیٹے نے کمال بھائی کو دبئی بلوالیا۔ جمال بھائی کو ٹائیفائیڈ ہوا تو پھر وہ ٹھیک ہی نہیں ہوئے۔ علاج میں سستی اور غیر مناسب دیکھ بھال نے انہیں پاگل کردیا تب ابا اسے گھر لے گئے۔ مجھے ماموں نے کمال بھائی کے پاس دبئی بجھوادیا۔ سالوں وہیں رہا ہوں میں اور سچ پوچھو تو اگر ابا کی رحلت کے بعد اماں جمال بھائی کی شادی والا کارنامہ سرانجام نہ دیتیں تو شاید میں کبھی پاکستان نہ آتا۔ عائلہ اور میری محبت بھی دبئی میں ہی پروان چڑھی تھی۔ بہر حال میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ ڈرنک کرکے گھر نہیں آؤں گا۔“

اپنا مختصر بائیو ڈیٹا بتانے کے بعد اس نے نرمی سے عائشہ کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

”میں نہیں جانتا عائشہ کہ تم نے زندگی میں کسی سے محبت کی ہے یا نہیں، مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ محبت کو کھوکر زندہ رہنا اتنا آسان بھی نہیں ہوتا۔ بڑی تبدیلیاں آجاتی ہیں انسان کے اندر، ہوسکتا ہے میں بھی کچھ معاملات میں غفلت برت جاؤں، اگر ایسا ہوجائے تو پلیز معاف کردینا تم بہت اچھی لڑکی ہو بہت سلیقہ منداور خوب صورت، کوئی بھی بہترین سے بہترین شخص تمہارا ہم سفر ہوسکتا تھا میں کوشش کروں گا خود کو تمہارا بہترین ہم سفر ثابت کرنے کی۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہوا اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں، میں نے جو کیا اللہ کی رضا کے لیے کیا اور اللہ جو کرتا ہے، بہترین کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔“ ٹوٹے بکھرے سے گمبھیر لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ سہلائے تھے عائشہ بمشکل اپنے آنسو پیتے ہوئے خاموش بیٹھی رہی۔ تبھی وہ پھر بولا۔

”مجھے بولڈ اور خود اعتماد لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔ میں چاہوں گا تم اسی طرح رہو، پراعتماد اور مضبوط۔“

”جی۔“

”گڈ چلو اب ناشتا کرو، میں تو صرف چائے پیئوں گا بلکہ اس کے لیے بھی ابھی دل نہیں چاہ رہا۔ تم ایسا کرو پلیز میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ جاؤ، میں تمہارے بال سہلاتا ہوں، ہوں۔“ عائشہ اس شخص کی اندرونی کیفیت کا بخوبی اندازہ لگا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ خود بھی اسی تکلیف سے گزری تھی۔ شاید تبھی اس نے اس کے حکم پر خاموشی سے عمل کیا تھا۔

”بہت سے معاملات انسان کے اختیار میں نہیں ہوتے عائش، ان کے معاملے میں اسے اپنی تقدیر پر راضی بارضا رہنا پڑتا ہے۔ تم سمجھ لینا اللہ نے ہمارا ملنا بھی ایسے ہی لکھا تھا۔“ مدت کے بعد کسی نے اسے ”عائش“ کہہ کر پکارا تھا۔ اس کی آنکھیں یکلخت آنسوؤں سے بھر آئیں۔ پتھر ہوئے وجود اور احساسات میں اچانک بھونچال اٹھا تھا۔

اس نے چھوکر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا
مدتوں بعد میری آنکھوں میں آنسو آئے
کسک کچھ بھی نہیں تھی۔
نقصان کوئی بھی نہیں تھا۔
کہیں کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔

مگر پھر بھی وہ اریج کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ میکال حسن سے جدائی اور اپنے رشتوں کی بے حسی کا سارا درد اس نے آنسوؤں کی صورت میں اریج کے سینے پر بہایا تھا۔ وہ امتحان جو اس کے دل نے اس سے لیا تھا بے شک وہ اس امتحان میں سرخرو ٹھہری تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

تیرے بغیر جس میں گزاری تھی ساری عمر
تجھ سے جب آئے مل کے تو وہ گھر ہی اُور تھا
کیا ہوتے ہم کلام بھلا ساحل و چراغ
وہ شب ہی اُور تھی وہ سمندر ہی اُور تھا

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟
جذباتی' جلد باز' حساس اور مہمان نواز۔

تعلیمی قابلیت؟
ڈبل ایم اے۔

تحریری سفر کب شروع کیا؟
2000ء میں ایک اخبار سے کیا' پھر 2003ء میں آنچل سے۔

موجودہ مصروفیات
ایف ایم 93 ریڈیو پاکستان کراچی میں بطور میزبان پروگرام کررہی ہوں اور تحریری سلسلہ بھی اخبار اور آنچل میں چل رہا ہے

مشاغل و شوق
سب سے پسندیدہ شوق کہانیاں لکھنا' مزے مزے کی باتیں کرنا اور مزے دار کھانا بنانا کھانا بھی۔

پسند نا پسند
بارش' پھول' خوب صورت جذبے اچھے لگتے ہیں۔ لڑائی جھگڑا' منافقت' جھوٹ' بناوٹ نہ پسند ہیں۔

خوبیاں و خامیاں
باتمیز' کسی کو فوراً معاف کردینا اور دکھ میں ساتھ ضرور دینا' جلدی غصہ آجانا فوراً بدگمان ہوجانا کسی کی ڈانٹ زیادہ دیر برداشت نہ کرنا۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ھیں
سالگرہ کے آنے سے دو مہینے پہلے ہی شور شروع کردیتی ہوں کہ گفٹ ضرور چاہیے بار بار سب سے پوچھتی ہوں کہ کیا گفٹ دو گے تب ہاتھ جوڑ کے سب بولتے ہیں' سالگرہ تو آنے دو۔ سالگرہ والے دن اپنے ہاتھ سے اپنی پسند کا کھانا بناتی ہوں اور ہاں کوئی مجھے وش کرنا بھول جائے تو کافی بُرا بھی مان جاتی ہوں۔

"ارے غضب خدا کا کچھ تو عقل سے کام لو ہوش کے ناخن پکڑو آخر کب تک تم دونوں یونہی شتر بے مہار پھرتے رہو گے۔ اپنا نہیں تو کم از کم مجھ بڑھیا کا ہی خیال کرلو۔ نانہجاروں! کیا اس عمر میں میرے سفید بالوں میں کالک لگاؤ گے۔" دادی جان نان اسٹاپ بولے جارہی تھیں جبکہ دونوں لڑکے بار بار گھڑی کی جانب دیکھ رہے تھے کہ کب پندرہ منٹ پورے ہوں اور دادی جان کی کلاس کا اختتام ہو۔ کیونکہ دادی جان پندرہ منٹ سے زیادہ ان لوگوں کی عزت افزائی نہیں کرتی تھیں۔

"ارے دادی جان آپ کے بال تو پہلے ہی کالے ہیں' کل ہی تو میں نے اس پر کالک...... ہم...... میرا مطلب ہے بلیک ڈائی کیا تھا۔" اخبار بینی میں مصروف بلال اچانک بولا تھا مگر دوسرے ہی پل فوراً خاموش بھی ہوگیا تھا کیونکہ دادی جان نے بڑی قہر آلود نظروں سے گھورا تھا۔

"بدتمیز لڑکے تم اپنی زبان بند رکھو میں خضاب کی بات نہیں کررہی۔" دادی جان اسے ڈپٹتے ہوئے بولیں کہ اسی اثناء میں شرفو بڑے مگن انداز میں چائے کی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"میرے خیال میں دادی جان پہلے چائے پی لیتے ہیں۔" اشہام ٹرے کی جانب لپکتے ہوئے بولا مگر دادی کی گرج پر دوبارہ اپنی جگہ پرآ کھڑا ہوا۔

"خبردار جو تم دونوں نے چائے کی پیالی کو ہاتھ بھی لگایا۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو اس سال تم دونوں تیس برس کے ہوجاؤ گے ارے گھوڑے ہوگئے ہو تم دونوں مگر ابھی تک بچکانہ ضد پر اڑے ہوئے ہو۔"

"دادی جان بھائی لوگ صرف گھوڑے نہیں بلکہ بڈھے گھوڑے ہوگئے ہیں۔ اب تو ان کی شادی کی عمریں بھی نکل گئی ہیں آپ بھائی لوگ کی فکر چھوڑیے اور میری شادی کا سوچیے۔ میں بھی اس برس پورے انیس سال کا ہوجاؤں گا۔" دادی جان کی بات پر شرفو نے بڑے مزے سے بولتے ہوئے آخر میں باقاعدہ شرما کر چہرہ جھکالیا جس پر دادی جان کو مزید پتنگے لگ گئے۔

"ارے بے حیا' بے شرم لڑکے تجھے اپنی شادی کا ارمان ہے اور میرے بچوں کو بڈھے گھوڑے کہہ رہا ہے تیری یہ مجال۔"

"اُفوہ دادی جان ہمیں شرفو کی بات بری نہیں لگی' ہاں اگر یہ شرفو شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے یہاں کی نوکری چھوڑنا ہوگی۔" اشہام بڑے اطمینان سے بولا جبکہ دادی جان بلال اور شرفو تینوں اچھل پڑے۔

"ہائیں یہ کیا بات ہوئی بھلا...... شرفو کیوں نوکری چھوڑے گا۔" دادی جان حیرت سے گویا ہوئیں۔

"ہاں دادی جان خود اپنے ہاتھ پیلے کرنے کے دشمن ہیں ہی اب میرے ہاتھوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔" شرفو روہانسا ہوکر بولا۔

"ابے گدھے اگر تجھے گھوڑی چڑھنے کا اتنا ہی شوق چڑھا ہے نا تو اس گھر سے باہر اپنا ارمان پورا کر اس گھر میں رہتے ہوئے یہ ناممکن ہے سمجھے۔" شہزیم شرفو کو بری طرح لتاڑتے ہوئے بولا تو دادی جان نے حقیقی معنوں میں اپنا سر پیٹ لیا جب کہ شرفو نے باقاعدہ اپنی آستینوں سے آنکھیں رگڑنا شروع کردیں۔

"یا اللہ میں کیسے سمجھاؤں ان دونوں کو۔" دادی جان زچ ہوکر دہائی دینے والے انداز میں بولیں تو دونوں نے موقع تاک کر وہاں سے کھسک جانے میں ہی عافیت جانی۔

❁......❁......❁

"ارے دادی جان میری مانو تو دونوں کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ اتنے خوب صورت' چاند کے ٹکڑے تمہارے بچے اور شادی سے بےزار۔ نرا پاگل پن ہے یہ۔" حاجرہ بوا اپنا برقع لیے آج پھر تخت پر براجمان تھیں اور بڑی صفائی اور مہارت سے دادی جان کا پاندان صاف کررہی تھیں۔

"کیا بتاؤں حاجرہ بوا' نجانے کس کی نظر بد لگ گئی ہے میرے بچوں کو کہ یہ شادی کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ کہاں سے ان پر یہ سودا سوار ہوگیا کہ زندگی بھر کنوارے اور چھڑے چھانٹ ہی رہیں گے۔" دادی جان ایک سرد آہ بھر کر بولیں تو حاجرہ بوا جلدی سے دادی کے پاس کھسک آئیں۔

"میرے پاس بڑی سلیقہ مند اور خوب صورت لڑکیوں کے رشتے ہیں تم کہو تو میں بات چلاؤں' بس تم زبردستی کردو دونوں کی شادی۔"

"حاجرہ بوا تمہیں مٹھائی جوڑا پیسے جو کچھ چاہیے وہ ہم دے دیں گے مگر اس طرح ہماری نانو کو بہکاؤ مت۔" یکدم اشہام کی آواز ابھری تو دادی جان اور حاجرہ بوا دونوں ہی اچھل پڑیں۔ پھر جلد ہی خود کو سنبھال کر حاجرہ بوا ناگواری سے بولیں۔

"ارے بچے میں کوئی شیطان تھوڑی ہوں جو دادی کو بہکاؤں میں تو بتارہی تھی کہ اتنی سلیقہ......!"

"لڑکی باسلیقہ ہو یا فنون لطیفہ مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔" اشہام بوا کی بات درمیان میں قطع کرکے حتمی انداز میں بولا۔

"دیکھ لو بوا اس لڑکے کے تیور...... ارے سارا خاندان محلے والے مجھ سے پوچھ پوچھ کر میرا دماغ کھا گئے ہیں کہ کب کروگی ان لڑکوں کی شادیاں اور تو اور اس کی ماں آئے دن مجھے فون کرکے کہتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ لڑکا شادی پر رضامند نہیں ہے۔ اب بھلا بتاؤ میں کروں تو کیا کروں؟" دادی جان انتہائی غصیلے لہجے میں بولیں تو کچھ سوچتے سوچتے یکدم بوا تخت سے اتنے زور سے اچھلیں کہ دادی بھی گھبرا گئیں۔

"کیا ہوگیا بوا؟"

"اشہام بچے کہیں تمہیں کسی لڑکی سے عشق وشق تو نہیں ہوگیا؟ جو ناکام ہوگیا' ارے بیا آج کل کی لڑکیاں' لڑکیاں نہیں چھل پیریاں ہیں۔ اب میں بھی اپنے بچے کا دکھ ارے چھوڑ اس لڑکی کی یادوں کو میں خود اپنے اشہام کے لیے چندے آفتاب چندے مہتاب ڈھونڈ کر نکالتی ہوں۔" بوا دادی کی بات نظر انداز کر کے انتہائی جوش سے بولیں جبکہ اشہام کے پیروں پہ لگی اور سر پر بجھی۔

"آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا بوا مجھے واقعی ایک چڑیل سے عشق ہوگیا ہے وہ روز رات کو مجھ سے ملنے آتی ہے اور اگر کسی دن اسے کوئی رکشہ ٹیکسی نہیں ملتی تو میں خود چلا جاتا ہوں قبرستان' اس سے ملنے۔ ویسے کل رات وہ نہیں آئی ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی نا آج رات میں جاؤں گا قبرستان اس سے ملنے آپ بھی چلیے گا اور میرا رشتہ بھی طے کر لیجیے گا۔" اشہام انتہائی سنجیدگی سے بولا کہ دونوں آنکھیں پھاڑے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگیں۔

"یہ...... یہ...... تم کیا کہہ رہے ہو بچے۔ یا سلام، یا حفیظ، یا اللہ خیر۔" بوا انتہائی بدحواسی کے عالم میں بولتی جلدی سے اپنا برقع سمیٹ کر تخت سے اٹھیں۔

"دادی مجھے ایک بہت ضروری کام سے کہیں جانا ہے میں جارہی ہوں۔" بوا چھپاک سے دروازے سے نکلیں تو اشہام نے بہت دیر سے روکا ہوا قہقہہ فضا میں آزاد کیا جبکہ دادی جان نے بھی اپنا حیرت سے کھلا منہ بند کیا اور بڑی خفگی سے اشہام کو دیکھا۔

"نانو مجھے لگتا ہے کہ بوا اب کم از کم ایک مہینہ تو یہاں ہرگز نہیں آئیں گی۔"

اشہام کی بات پر دادی نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور ایک آہ بھر کر رہ گئیں۔

❁……❁……❁

شہر بانو بیگم کے دو ہی بچے تھے بیٹا موذن اور بیٹی مہوش۔ موذن کی شادی انہوں نے اپنی بھانجی فریال سے کردی تھی۔ جو بہت اچھی اور مثالی بہو ثابت ہوئی تھی موذن اور فریال کے دو بیٹے تھے۔ شہزیم اور بلال۔ تیسرے بچے کی پیدائش میں کچھ پیچیدگیوں کے باعث وہ بچے سمیت اللہ کو پیاری ہوگئیں تو شہر بانو بیگم اور موذن پوری طرح سے ڈھے گئے۔ اس نازک وقت میں شہر بانو بیگم نے حوصلہ پکڑا اور بڑی توجہ سے بارہ سالہ شہزیم اور پانچ سالہ بلال کی پرورش میں مصروف ہوگئیں۔ جبکہ موذن صاحب نے خود کو پوری طرح سے کام میں مصروف کرلیا جب شہزیم اٹھارہ برس کا ہوا تو موذن صاحب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں زندگی سے منہ موڑ گئے۔ تینوں موذن صاحب کی اس المناک موت پر بری طرح بکھر گئے۔ مگر بچوں کو سنبھالنے کے اس کٹھن محاذ کو سر کرنے کے لیے ایک بار پھر شہر بانو بیگم نے اپنی ہمت و حوصلہ کو مجتمع کیا اور دونوں بچوں کی ماں اور باپ بن گئیں اور اپنے دکھی دل کے ساتھ انہیں کرب واذیت کے سمندر سے نکالنے میں کامیاب ہوگئیں۔ مہوش بھی بال بچوں والی تھی۔ بڑا بیٹا اشہام شروع سے شہر بانو بیگم سے بہت اٹیچڈ تھا جبکہ ارحم اور ناجیہ اس سے چھوٹے تھے۔ مہوش کے شوہر کو اپنی کمپنی کی جانب سے امریکا سیٹل ہونے کا سنہری موقع ملا تو دونوں میاں بیوی نے امریکا جانے کی ٹھانی مگر اشہام چونکہ اٹھارہ سال کا ہوگیا تھا لہٰذا ویزے میں پیچیدگیاں آگئیں جس کی بناء پر وہ امریکا نہیں جاسکا اور خود وہ بھی اپنا ملک اور اپنی نانو کو چھوڑنے پر قطعاً راضی نہیں تھا۔ شہزیم اور بلال کو وہ سگے بھائیوں کی طرح چاہتا تھا یوں مہوش بیگم اپنے شوہر اور دونوں بچوں کے ہمراہ امریکا آگئیں مگر اشہام کے لیے ان کا دل بہت تڑپتا تھا پانچ سال بعد جب اشہام کا امریکا کا ویزا لگا تو اس نے امریکا آنے سے صاف انکار کردیا۔ مہوش بیگم دل مسوس کر رہ گئیں۔ اب وہ اس سے زبردستی بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ شہزیم انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کر کے ایک معروف کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ جبکہ اشہام ایم بی اے کرنے کے بعد ایک بینک میں منیجر کے عہدے پر کام کررہا تھا اور سب سے چھوٹا بلال میڈیکل کے دوسرے سال میں تھا۔ ان کی زندگیاں بہت پرسکون اور مطمئن انداز سے گزر رہی تھیں مگر دادی جان اس مسئلے کو لے کر بہت زیادہ پریشان تھیں اور وہ تھا شہزیم اور اشہام کا شادی سے انکار۔ ان دونوں لڑکوں کے بقول شادی ایک دردسری ہے ایک ایسا کنواں جس میں کودنے والا ہمیشہ بے سکون اور ناخوش رہتا ہے اور دونوں لڑکے اس کنوئیں میں باہوش وحواس کودنے کو ہرگز تیار نہیں تھے۔

"میں کیا کروں...... میں کیا کروں' سارے منڈے

لگ گئے کام سے میں رہ گیا کنوارا۔" کل رات شرفو اپنے کسی عزیز کی شادی اٹینڈ کر کے آیا تھا اور اب صبح سے وہ اپنی بے سری آواز میں یہی گانا گائے جارہا تھا۔

"ویسے بھائی بلال آپ کا کیا خیال ہے یہ بھائی لوگ یونہی کنوارے رہ جائیں گے؟" ٹی وی لاؤنج کی ڈسٹنگ کرتے ہوئے اچانک شرفو نے کاؤچ پر بیٹھے بلال سے پوچھا جو اپنی اسٹڈی میں مصروف اور شرفو کے گانے کو بڑی دیر سے برداشت کررہا تھا۔

"بھائی لوگ کا غم کھانے سے بہتر ہے کہ تم اپنی فکر کرو انہوں نے تم پر بھی شادی کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔" بلال اپنی نوٹ بک پر قلم چلاتے ہوئے بولا تو یکدم شرفو کا منہ لٹک گیا۔

"ہاں بھائی بلال آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو' یہ تو سراسر ظلم ہے جی' نا خود شادی کرو نا دوسروں کو کرنے دو۔" یہ کہتے ہوئے شرفو بے دھیانی میں بلال کے سامنے پڑی کھوپڑی کو اٹھا کر اس کی جھاڑ پونچھ کرنے لگا۔

"ویسے بھائی بلال یہ کیا چیز ہے ویسے میں نے ٹی وی پر ایک ڈھانچہ دیکھا تھا یہ تو اسی سے ملتی جلتی کوئی چیز لگتی ہے۔" شرفو مگن انداز میں کھوپڑی کو الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے بولا۔

"بھائی شرفو یہ انسانی کھوپڑی ہے۔" بلال انتہائی مطمئن لہجے میں بولا۔

اچھا...... اچھا انسانی کھوپڑی......!" شرفو بڑے مزے سے بولتے سر تیزی سے ہاں میں ہلاتے ہوئے بولا کہ اچانک بلال کی بات اس کی کھوپڑی تک جا پہنچی۔

"کھو...... کھوپڑی...... ان...... انسا...... انسانی سچ مچ کی کھوپڑی۔" شرفو بری طرح بوکھلا گیا۔ "ہائے اللہ میاں جی انسان کی کھوپڑی۔" شرفو نے تیزی سے کھوپڑی بلال کی گود میں پھینکی اور انتہائی خوف زدہ انداز میں دادی جان کہہ کر وہاں سے بھاگا جب کہ بلال اس کی حالت پر ایک بار ہنستا ہوا پھر اسٹڈی میں مصروف ہوگیا۔

❁……❁……❁
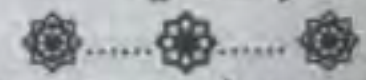
بلال جونہی کلاس اٹینڈ کر کے باہر نکلا تو نیائش کو انتہائی خطرناک تیور سمیت پلر کی طرف ایستادہ پایا۔

"ارے نیائش تم نے کلاس کیوں نہیں لی اور تم اتنے غصے میں کیوں لگ رہی ہو۔ کوئی پرابلم ہے کیا؟"

نیائش کافی خوش مزاج اور ہنس مکھ لڑکی تھی مگر اس کا غصہ ہمیشہ اس کی ناک پر دھرا رہتا تھا اور زیادہ تر بلال ہی کی اچھی خاصی شامت آجاتی تھی۔ بلال اور نیائش دونوں کلاس فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے دوست بھی تھے۔

"کیا ہوا کے بچے! مجھ سے بات مت کرو' کل شام سے تمہارے سیل فون پر نمبر ملاتے ملاتے میری انگلیاں ٹوٹ گئیں۔"

"اوہ آئی ایم سوری نیائش دراصل میرا سیل فون خراب......!"

"بھاڑ میں جائے تمہارا سیل فون یہ بتاؤ کل رات نو بجے تمہارے گھر کا فون کس بدتمیز جاہل اور...... اور......!" شدید غصے میں نیائش کی زبان اٹک گئی۔

"گدھے۔" بلال جلدی سے بولا۔

"ہاں گدھے نے فون اٹھایا تھا۔" نیائش نے تلملا کر اپنا جملہ مکمل کیا۔

"اوہ تو تم نے میرے گھر پر فون کیا تھا یقیناً وہ شہزیم بھائی ہوں گے۔ اشہام بھائی تو کل رات دیر سے آئے تھے۔" بلال نیائش سے ایسے بولا جیسے وہ ان دونوں کو بہت اچھی طرح جانتی ہو۔

"مائی فٹ وہ شہزیم تھا یا جراثیم...... میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس بدتمیز کا گلا ہی دبا دوں۔" وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"شہزیم بھائی نے کیا کہا تم سے؟" بلال نے فکرمندی سے پوچھا۔

"کہنے لگا آپ نیائش ہو یا فرمائش یا پھر آسائش آئندہ یہاں فون مت کیجیے گا۔" نیائش شہزیم کے لب ولہجے کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔

"آئی ایم سوری نیائش دراصل بھائی کو لڑکیاں...... میرا مطلب ہے کہ کسی لڑکی کا گھر آنا یا اس کا فون آنا پسند نہیں۔"

"کیوں بھئی ایسا کیا بیر ہے انہیں لڑکیوں سے؟" نیائش نے قدرے متعجب ہو کر بلال سے استفسار کیا۔

"تم میرے ساتھ کینٹین چلو میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔" بلال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو دونوں کینٹین کی جانب چل دیے۔

❁……❁……❁

مہوش بیگم کا لمبا چوڑا لیکچر سن کر اشہام فون کریڈل پر رکھ کر جونہی بے زاری سے مڑا نانو کو اپنے عقب میں ایستادہ پایا۔

"اوہ پلیز نانو اب آپ مت شروع ہوجایئے گا۔ ویسے بھی ممی نے میرے دماغ کی اچھی خاصی سروس کردی ہے۔"

"ٹھیک ہے میں کچھ نہیں بولتی۔ تم دنوں کا جو دل چاہے وہ کرتے پھرو میرا کیا ہے چند سال کی زندگی اور ہے ختم ہوجائے گی تو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" نانو اشہام کی بات پر سنجیدگی سے بولیں تو وہ یکدم تڑپ اٹھا۔

"پلیز نانو ایسی باتیں مت کریں آپ ہزاروں سال جئیں بلکہ قیامت تک زندہ سلامت رہیں۔"

"ارے باؤلے کیا میں نے آب حیات پیا ہوا ہے جو قیامت تک زندہ رہوں گی۔" نانو گھبرا کر بولیں تو اشہام ہنسنے لگا۔

"اچھا بتا ماں سے کیا باتیں ہوئیں۔" دونوں باتیں کرتے ہوئے لاؤنج کے صوفے پر دراز ہوگئے۔

"وہ چاہ رہی ہیں کہ ناجیہ کی شادی کے ساتھ ساتھ ارحم کی بھی شادی کردیں۔"

"اچھا...... کیا کوئی لڑکی دیکھ لی ارحم کے لیے۔" نانو نے اشتیاق سے پر لہجے میں پوچھا۔

"ہوں ارحم اپنی کسی کلاس فیلو کو پسند کرتا ہے ممی پاپا بھی اس کی پسند پر راضی ہیں۔" اشہام نانو کی گود میں سر دھرتے ہوئے بولا۔

"یہ تو بہت خوشی کی بات ہے اچھا ہے مہوش دونوں بچوں کے فرائض سے سبکدوش ہوجائے گی۔"

"کون سبکدوش ہوجائے گا دادی؟" بلال اور شہزیم ایک ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔ بلال نے دادی جان سے استفسار کیا تھا۔

"ارے اپنے ارحم اور ناجیہ کی شادی ہونے والی ہے۔" دادی جان پرمسرت لہجے میں بولیں یہ سن کر بلال اور شہزیم نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور پھر چاروں خوش گپیوں میں مصروف ہوگئے۔

❀......❀......❀
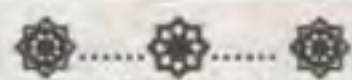
ڈوربیل کی آواز پر شرفو لہلہاتا گنگناتا ہوا دروازے تک گیا مگر جب واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں دادی جان جو تخت پر نیم دراز اخبار بینی میں مصروف تھیں شرفو کی بدحواس صورت دیکھ کر اخبار ایک طرف رکھ کر اس کی جانب ناگواری سے دیکھ کر بولیں۔

"کیا کوئی جن دیکھ لیا ہے تو نے جو اتنا ہراساں ہو رہا ہے؟"

"وہ...... وہ دادی جان جن تو نہیں مگر پری...... ہاں دادی وہ پری آئی ہے۔" شرفو جلدی جلدی بولا۔

"ہائیں پری...... ارے کیا اول فول بک رہا ہے کوہ قاف والی پری آگئی ہے دیکھ شرفو دماغ کو چوکس رکھ کر یہاں کام کرو ورنہ میں تیری چھٹی......!"

"السلام علیکم آنٹی!" انتہائی دلکش نسوانی آواز یکدم فضا میں گونجی تو اچانک دادی جان کی زبان کو بریک لگ گئے۔ انہوں نے انتہائی حیرت سے رخ موڑ کر دیکھا تو ایک پیاری سی لڑکی سی گرین کلر کے سوٹ میں ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"وعلیکم السلام بیٹی! کہاں سے آئی ہو؟" دادی نے اپنی حیرت پر قابو پاکر نرمی سے پوچھا۔

"دراصل ہم آپ کے نئے پڑوسی ہیں وہ اکمل صاحب والا گھر ہم لوگوں نے ہی خریدا ہے میں نے سوچا آپ کا گھر ہمارے گھر سے نزدیک ہے تو آپ لوگوں سے ضرور ملنا چاہیے۔" وہ لڑکی اپنی نرم آواز میں مسکرا کر بولی تو دادی پھول کی طرح کھل اٹھیں۔

"ارے بیٹی یہ تو تم نے بہت اچھا کیا آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو۔" دادی تخت پر سے تھوڑا کھسکتے ہوئے اس کے لیے جگہ بناتے ہوئے بولیں تو وہ بھی فوراً دادی کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"میرا نام عکاشہ ہے آنٹی آپ کے گھر میں کوئی لڑکی نہیں ہے کیا؟" وہ لڑکی اپنا نام بتا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"دادی بھائی لوگ کے آنے کا وقت ہوگیا ہے۔" شرفو پریشانی سے بولا جبکہ عکاشہ اچھی خاصی گھبرا گئی۔

"جی...... بھائی لوگ۔"

"ارے بیٹا گھبراؤ نہیں یہ ہمارا ملازم میرے نواسے اور پوتے کو بھائی لوگ کہتا ہے تم آرام سے بیٹھو اور شرفو تم ہم

دونوں کے لیے شربت بنا کر لاؤ۔" دادی نے مسکرا کر وضاحت پیش کی اور شرفو کو شربت لانے کا کہا جس پر وہ فوراً کچن کی جانب چل دیا۔ پھر صرف پندرہ منٹ میں انہوں نے عکاشہ کا پورا انٹرویو لے ڈالا۔ انہیں یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ عکاشہ ماہر نفسیات ہے۔ عکاشہ کو دادی جان نے اشہام اور شہزیم کا مسئلہ بتایا تو اس نے انتہائی یقین آمیز لہجے میں انہیں تسلی دی کہ وہ ان کا مسئلہ صرف ایک ماہ میں حل کردے گی۔ اب دادی اور شرفو دونوں شہزیم اور اشہام کی شادی کے خواب دیکھ رہے تھے۔

❁......❁......❁
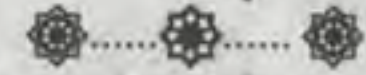
اشہام کا موڈ بے حد خراب تھا وہ بات بے بات سب کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا اور اس کی وجہ کل رات ممی کا پیغام تھا جو انہوں نے سختی سے اشہام کو دیا تھا۔ وہ اشہام کے لیے اپنے دیور کی لڑکی پسند کرچکی تھیں جو وہیں امریکا میں سیٹل تھی اور جسے وہ اشہام سے ملنے کے لیے پاکستان بھیجنا چاہ رہی تھیں۔

"دادی جان کتنا مزا آئے گا نا جب ہمارے گھر میں کوئی لڑکی آئے گی اور پھر بھائی لوگ......!" شرفو انتہائی اشتیاق سے بولتے بولتے یکدم خاموش ہوگیا کیونکہ اشہام انتہائی خطرناک تیور لیے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"ویسے بلال اس لڑکی کا نام کیا ہے جو مہوش کی بھتیجی ہے؟" دادی اشہام کی موجودگی کو خاطر میں لائے بغیر اطمینان سے بولیں۔

"ملائکہ نام ہے دادی اس کا۔" بلال چہرے سے کتاب ہٹا کر مختصراً بولا۔

"ارے دادی ملائکہ ہماری بھابھی اور اشہام بھائی کی دلہن بنیں گی۔" شرفو نے بھی تصدیق چاہی۔

"شٹ اپ۔" اشہام اتنی زور سے دھاڑا کہ بلال کے ہاتھوں سے کتاب اور دادی کے ہاتھوں سے تسبیح چھوٹ گئی جب کہ شرفو بری طرح سہم گیا۔

"نانو آپ بتا دیجیے گا ممی کو اگر وہ لڑکی اس گھر میں آئی تو میں یہ گھر ہی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔" یہ کہہ کر اشہام آندھی کی طرح وہاں سے نکل گیا جبکہ دادی نے حسب معمول اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔

"دادی! آپ یہ ضد کیوں نہیں چھوڑ دیتیں۔ ہم جب شادی نہیں کرنا چاہتے تو کیوں آپ لوگ زبردستی کرنے پر مصر ہیں۔" شہزیم دروازے سے اندر ہی آرہا تھا جب اشہام کو تن فن کرتے وہاں سے نکلتے دیکھا۔

"واہ بیٹا...... واہ...... مطلب میں ضد کررہی ہوں اور تم دونوں جو کررہے ہو وہ کیا کہلاتی ہے؟" دادی تلملا کر بولیں۔

"افوہ دادی ہمیں لڑکیوں سے الرجی نہیں ہے۔ بس بیویوں سے ہے۔ میرا مطلب ہے جب یہ لڑکیاں بیویاں بن جاتی ہیں تو ان کی اوپری منزل بالکل خالی ہوجاتی ہے زندگی عذاب بنا دیتی ہیں۔ بے چارے میرے دوست سلمان نے بیوی سے تنگ آکر سکون آور گولیاں کھانا شروع کردیں اور وہ فائق انکل آپ کے رشتے دار انہوں نے تو بیوی کے ہاتھوں مجبور ہوکر خودکشی ہی کرڈالی۔" شہزیم نے آج پہلی بار اپنے دل کی بات بتائی تو دادی بے حد پریشان ہوگئیں۔

"بیٹا ان دو تین مثالوں کو دیکھ کر تم بیویوں سے کیوں خوف زدہ ہوگئے ہو؟ میں بھی بیوی تھی تمہاری ماں بھی بیوی تھی جب تک زندہ رہی تمہارے باپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا بیٹا۔ پانچوں انگلیاں برابر تھوڑی ہوتی ہیں۔" دادی اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"دادی ایسی مثالیں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ آپ مہوش پھپھو کو ہی لے لیجیے احمر انکل کتنے نالاں ہیں۔"

"ہائیں کیا مطلب، کیا مہوش نے احمر کو خوش نہیں رکھا ہوا؟ اس نے مجھ سے تو کبھی تذکرہ نہیں کیا۔" دادی کے لیے یہ بات کسی انکشاف سے کم نہیں تھی۔

"دادی اشہام جتنا عرصہ اپنے والدین کے ساتھ رہا احمر انکل کو مہوش پھپھو کی طرف سے بے سکون و پریشان ہی دیکھا۔" شہزیم نے ایک اور اطلاع دی تھی جسے سن کر دادی کو گہرا دکھ ہوا۔

"مجھے بالکل بھی اس بات کا اندازہ نہیں تھا ورنہ میں مہوش کو سمجھاتی وہ شروع سے ہی تھوڑی اکھڑ مزاج اور روکھی تھی مگر......!" اتنا کہہ کر دادی خود ہی خاموش ہوگئیں۔

"مگر بھائی لوگ آپ کی نسل چلانے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیے نا۔" شرفو نے بڑے پتے کی بات کی۔

"ہمیں بچوں پر اعتراض نہیں ہے بس بیوی ہمیں پسند نہیں۔" شہزیم بے زاری سے بولا تو دادی نے انتہائی اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"ارے باؤلا ہوگیا ہے تو بیوی کے بغیر بچے ہرگز نہیں ہوسکتے۔"

"لاحول ولا قوۃ۔ دادی آپ بھی نجانے کیا بات سمجھیں۔" شہزیم جھینپ کر بولا تو دادی کو کچھ اطمینان ہوا۔

"ٹھیک ہے اب میں تم دونوں پر شادی کا دباؤ نہیں ڈالوں گی مگر بلال کی شادی میں ضرور کروں گی۔" دادی کچھ سوچ کر بولیں۔

"دادی...... پلیز...... آپ کو میری ہی گردن کیوں پتلی نظر آتی ہے۔ دادی کے اس شاہی فرمان پر مزے سے کتاب پڑھتے بلال کے چھکے چھوٹ گئے وہ کراہ کر بولا۔

"ٹھیک ہے ہمیں بلال کی شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" شہزیم کچھ سوچ کر بولا تو شرفو نے انتہائی خوشی سے بے قابو ہوکر "ہررے" کا نعرہ لگا ڈالا۔

❁......❁......❁

مسلسل بجتی ڈور بیل نے ٹی وی دیکھتے شہزیم کا موڈ بری طرح بگاڑ دیا۔

"اف یہ شرفو کہاں مرگیا اور دروازے پر نجانے کون بے صبر ایسے بیل بجا رہا ہے جیسے پولیس پیچھے لگی ہوئی ہو۔" شہزیم بڑبڑا کر بولا پھر لگاتار بجتی بیل پر ناچار اسے اٹھنا ہی پڑا اس نے جونہی دروازہ کھولا اپنے سامنے بلیک رنگ کے سوٹ میں ملبوس لڑکی کو کھڑا پایا جس کے چہرے پر تھکن اور بے زاریت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ لڑکی شہزیم کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے شپٹائی پھر اپنی ازلی خود اعتمادی سے بولی۔ "مجھے بلال سے ملنا ہے۔"

"بلال سے ملنے کی کیا ضرورت ہے تم دادی سے مل لو بلکہ ان سے ملنا بھی بے کار ہے۔ آج صبح ہی میں نے انہیں منع کردیا تھا شرفو ہمارے لیے کافی ہے۔" یہ کہہ کر شہزیم نے دروازہ انتہائی بداخلاقی سے بند کردیا۔ چند ثانیے تو نیائش منہ کھولے آنکھیں پھاڑے بند دروازے کو تکتی رہی پھر انتہائی غضب ناک ہوکر دوبارہ کال بیل پر ہاتھ رکھ دیا اور اس بار ہٹانے کی غلطی بھی نہیں کی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں صور پھونک رہی ہو میرے کانوں میں۔ میں نے کہا نا ہمیں ملازمہ کی ضرورت نہیں ہے۔" ایک بار پھر وہ اس کے سامنے تھا۔

"مسٹر بدتمیز آپ کو لڑکیوں سے بات کرنے کے مینرز نہیں آتے۔ آپ کو یہاں انسانوں کے بیچ کس نے چھوڑ دیا۔ جائیے جنگلوں میں رہیے مسٹر ریڈ انڈین آپ کی اصل جگہ وہی ہے۔" نیائش اس کے سانولے رنگ اور شارٹ پینٹ کو نشانہ بناتے ہوئے بولی تو شہزیم کا مارے غصے کے برا حال ہوگیا۔

"میں ریڈ انڈین ہوں...... میں...... اور تم...... تم خود کیا ہو بھوری بندریا وہ بھی جوئیں کھانے والی۔" شہزیم نے بھرپور جملہ کسا۔

"واٹ میں جوئیں کھانے والی بندریا۔ اوہ یو گوریلا بن مانس۔" وہ تقریباً چلا کر بولی۔ بلال جو سو کر اٹھا تھا اور چائے کی طلب اسے کچن میں لے آئی تھی وہ کچن کی کھڑکی سے شہزیم کی غصیلی آواز سن کر تھوڑا پریشان ہوا اور جب دروازے پر نیائش اور شہزیم کو بلیوں کی طرح لڑتے دیکھا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"نیائش تم یہاں...... اور شہزیم بھائی آپ یہاں؟" مگر دونوں بلال کی جانب متوجہ کب تھے ایک دوسرے پر گولہ باری میں مصروف تھے۔

"نیائش خدا کے واسطے خاموش ہوجاؤ۔ اندر آؤ میرے ساتھ۔" بلال نے گھبرا کر نیائش کا بازو پکڑا اور اسے اندر لے آیا۔ نیائش بھی اس پل ہوش میں آ گئی۔

"بلال تمہارے گھر میں مہمان کی اس طرح عزت افزائی کی جاتی ہے اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔" نیائش انتہائی چڑ کر بولی۔

"بلال کیا یہ تمہاری جاننے والی ہے؟" شہزیم نے تھانے داروں کی مانند دریافت کیا تو نیائش ایک بار پھر سلگ اٹھی۔ یکدم اس کے ذہن میں جھماکا ہوا یقیناً یہ شخص وہی تھا جس نے فون پر اسے اچھی خاصی سنائی تھی۔

"اوہ اب میں سمجھی۔" نیائش نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر کے خم پر ہاتھ ٹکا کر کہا۔

"تو آپ ہیں وہ بیویوں کے دشمن بیویوں سے نالاں انسان ارے شکر ہے آپ نے خود ہی شادی نہ کرنے کا فیصلہ کرڈالا ورنہ وہ بے چاری تو بے موت ماری جاتی...... ارے چلتا پھرتا ٹارچ سیل ہیں آپ ایسا سوئچ بٹن جس کو

چھوتے ہی سوواٹ کا کرنٹ لگے۔ ایسے کنوئیں کا کھارا پانی جسے نہ کوئی نگل سکے نہ اگل سکے ارے ایسا......!"

"پلیز نیائش میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں خاموش ہو جاؤ۔" بلال انتہائی عاجزی سے اس کی بات قطع کرکے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہاں اور بولو...... میں سوئچ بٹن وہ بھی کرنٹ دینے والا چلتا پھرتا تار چڑیل کنوئیں کا کھارا پانی اور تم...... تم خود کیا ہو کالی آندھی۔ ایف ایم ریڈیو کا انتہائی بورنگ چینل جو صرف ٹیں ٹیں کرتا ہے۔"

"بلال میں تمہارے بھائی کو ابھی اور اسی وقت قتل کرنے والی ہوں۔" نیائش شدید طیش کے عالم میں مٹھیاں بھینچ کر گردن اِدھر اُدھر موڑتے ہوئے کسی چیز کی تلاش میں بولی۔ ان دونوں کی آوازیں سن کر شرفو دادی اور اشہام بھی اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر نکل آئے جواب بڑی حیرت سے لاؤنج کے بیچوں بیچ کھڑے نیائش اور شہزیم کو لڑتے دیکھ رہے تھے۔

"دادی پلیز شہزیم بھائی کو یہاں سے لے جایئے۔" بلال نے دادی کو دیکھا تو انتہائی بدحواس ہو کر ان کی جانب لپکا۔ اسی اثناء میں نیائش کے ہاتھ ماربل کا گلدان آ ہی گیا۔ ابھی وہ شہزیم کے سر کی اس سے تواضع کرنے ہی والی تھی کہ انتہائی سرعت سے اشہام نے نیائش کے پاس پہنچ کر گلدان اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"دیکھیے پلیز آپ دونوں ریلیکس ہو جایئے اور شہزیم تم اس وقت اپنے کمرے میں جاؤ۔" اشہام نے شہزیم سے کہا تو وہ نیائش کو کینہ توز نگاہوں سے گھورتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ دادی اور باقی لوگوں نے نیائش کو پانی پلا کر ٹھنڈا کیا۔ نیائش نے انہیں بتایا کہ کس طرح ان کے گھر کے سامنے اس کی گاڑی خراب ہوگئی اور اس کی کوشش کے باوجود وہ ٹھیک نہیں ہوئی تو مدد لینے کے لیے وہ بلال کے گھر آ گئی تھی جو اپنا سیل فون بھی پک نہیں کر رہا تھا۔ یہ سن کر دادی اور بلال کے ساتھ اشہام کو بھی شرمندگی ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری نیائش میرا موبائل سائلنٹ پر تھا میں سو رہا تھا۔" بلال خفت آمیز لہجے میں بولا تھا جبکہ دادی اور اشہام نے بھی اس سے معذرت کی تھی۔

❁......❁......❁

اپنی روٹین کے مطابق اشہام بڑے خوشگوار موڈ میں گھر کے قریب پارک میں علی الصبح جاگنگ کی غرض سے داخل ہوا تو اچانک بہت زور سے ایک وجود پوری قوت سے اس سے آ ٹکرایا اشہام نے اس آفت ناگہانی پر بہ مشکل خود کو سنبھال کر اپنے مضبوط بازوؤں سے اس وجود کو گرنے سے بچایا۔

"محترمہ کیا جلدی میں آپ اپنی آنکھیں گھر چھوڑ آئی ہیں یا پھر کوئی جانور آپ کے پیچھے لگ گیا ہے۔" انتہائی بےزاریت لیے اشہام نے نسوانی وجود کو سنبھال کر اسے زمین پر جیسے گڑیا کی طرح کھڑا کیا تو اس ریمارک پر عکاشہ جی جان سے سلگ گئی ابھی وہ اس کو کوئی سخت جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ اشہام کے کوفت زدہ چہرے پر پڑی تو کچھ سوچ کر خاموش ہوگئی۔ لبوں پر ایک شریف مسکراہٹ مچلنے کو بےقرار ہوئی مگر اس نے کمال مہارت سے اسے ضبط کرلیا۔

"جی سر آپ نے مجھ سے کچھ کہا۔" عکاشہ اپنے دونوں بازوؤں کو آگے کی جانب کیے ہاتھوں کو کسی اندھے کی طرح ہلاتے ہوئے بولی تو اشہام نے اسے انتہائی اچنبھے سے دیکھا۔

"معاف کیجیے گا محترم اعلیٰ میں دراصل دیکھ نہیں سکتی لہٰذا آپ سے ٹکرانے کی گستاخی کر بیٹھی۔" عکاشہ کے اس جملے پر اشہام نے انتہائی حیرانی سے اس کی جھیل کی مانند گہری چمک دار شفاف آنکھوں کو دیکھا ہلکے سبز و سرخ رنگ کے سوٹ میں ملبوس پرکشش لڑکی کہیں سے بھی اندھی نہیں لگ رہی تھی۔ اشہام نے اسے چند ثانیے ہر زاویے سے دیکھا جو ابھی تک یونہی ہوا میں ہاتھ چلائے جا رہی تھی پھر اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا تو عکاشہ نے بڑی مہارت سے اسے ایسا کوئی تاثر نہیں دیا کہ اسے اشہام کا لہراتا ہاتھ دکھائی دے رہا ہے۔ کالج یونیورسٹیز کے ڈراموں میں وہ بہت شوق سے اندھی لڑکی کا کردار کرتی تھی۔

"کیا آپ واقعی نہیں دیکھ سکتیں میڈم؟" اب کی بار اشہام کے لہجے میں ہمدردی کے ساتھ ترس کے رنگ بھی تھے۔

"دیکھ سکتی ہوں نا اپنی من کی آنکھوں سے۔" آنکھیں پٹپٹا کر وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ساٹھ کی دہائی کی فلمی ہیروئنوں کی طرح بولی تو اشہام متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں آپ جاگنگ کیجیے۔" یہ کہتے ہی ایک بار پھر وہ اشہام کے اوپر چڑھنے ہی والی تھی کہ اشہام سرعت سے پیچھے ہٹا۔

"میڈم میں یہاں کھڑا ہوں آپ پلیز بائیں جانب مڑیے۔" اشہام جلدی سے بولا تو عکاشہ سوری کہہ کر بائیں جانب مڑ گئی۔ اشہام کے دل میں آئی کہ لڑکی ذات ہے اسے گھر تک چھوڑ دینا چاہیے مگر "لڑکی" یہ سوچ ذہن میں در آتے ہی وہ سر جھٹک کر جاگنگ ٹریک کی جانب مڑ گیا۔

❁......❁......❁

بلال اور شرفو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے۔ جبکہ دادی بھی مسکرا رہی تھیں۔ عکاشہ نے صبح اشہام کے ساتھ پارک میں ہونے والی ملاقات بڑے مزے لے کر انہیں سنائی تھی۔

"شکر ہے دادی اس دن میں نے آپ کے فیملی فوٹوز میں اشہام کی تصویر دیکھ لی تھی اور پارک میں اسے دیکھتے ہی میرے ذہن میں یہ پلان آ گیا اب دیکھیے گا اشہام کو لڑکیوں سے پہلے کیسے ہمدردی ہوگی اور پھر انہیں لڑکیاں...... مم...... میرا مطلب ہے لڑکیوں کا فوبیا کیسے ختم ہوگا۔" دادی کا لحاظ کرتے ہوئے اس نے جلدی سے اپنے جملے کو مہذب بنایا ورنہ تو وہ بولنے والی تھی کہ کیسے انہیں لڑکیاں اچھی لگنے لگیں گی۔

"بس شرفو تم اپنی زبان بند رکھنا تیل ہے تمہاری زبان میں ہر وقت پھسل جاتی ہے۔" بلال اسے تنبیہ کرتے ہوئے بولا تو شرفو جلدی سے آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"توبہ کرو بلال بھائی میں اور پھسلتی زبان ارے میری زبان تو ایسی مضبوط اور کڑک ہے کہ میرے گاؤں والے کہتے تھے کہ شرفو کی زبان پر کیڑے...... میرا مطلب ہے کچے بھی بڑے مشکل سے بچتے ہیں۔"

"اچھا بھئی ان باتوں کو چھوڑو عکاشہ بچی اب بتاؤ آگے کیا کرو گی؟" دادی اشتیاق آمیز لہجے میں بولیں تو عکاشہ پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

"بس دادی جان آپ دیکھتی جایئے آگے آگے ہوتا ہے کیا۔"

یہ سن کر تینوں کافی ایکسائیٹڈ ہوگئے۔

❁......❁......❁

ثناء رزاق

امید ہے آپ سب مزے میں ہوں گی۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کون ہے؟ نہ جان نہ پہچان میں تیرا مہمان والی بات کر رہی ہے تو چلیے جان پہچان بھی کرواتے ہیں تو ہمارا نام ثناء رزاق ہے اور ہم اخلاص میں رہتے ہیں یقیناً آپ سوچ رہی ہوں گی کہ یہ اخلاص کہاں ہے بھئی؟ تو جناب ہمارا یہ چھوٹا سا قصبہ اٹک کے قریب ہی ہے خیر آگے چلتے ہیں ہم چار بہنیں اور ایک بھائی ہیں میں سب سے بڑی ہوں کافی دہشت ہے ہماری ہمارے بہن بھائیوں پر بڑا ہونے کا ایک یہ ہی فائدہ ہے۔ باقی تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے علامہ اقبال کی تشریف آوری کے اگلے ہی روز ایک اور مفکر کی تشریف آوری ہوئی اور وہ مفکر جانتے ہیں کون تھا بھئی اور کون ہو سکتا ہے ہم تھے یعنی علامہ اقبال 9 نومبر کو پیدا ہوئے تو ہم 10 نومبر کو پیدا ہوئے ہاں مگر سال میں اچھا خاصا فرق ہے عمر ہماری اٹھارہ برس ہے اور ابھی ابھی بی اے کا امتحان دے کر آزاد ہوئے ہیں۔ اب آگے یونیورسٹی جانے کا ارادہ ہے یونیورسٹی جانے کا شوق تو ہمیں بہت ہے اب دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ ہمارے لیے یونیورسٹی جانے کی دعا ضرور کیجیے گا ہم بھی دعا کریں گے اس کے لیے جو ہمارے لیے دعا کرے گا۔ ہر رنگ ہمیں پسند ہے ہر کھانا ہمیں پسند ہے سوائے شلجم کے۔ تنہائی پسند ہے مگر کبھی کبھی گھومنے پھرنے کے تو ہم حد درجے کے شوقین ہیں۔ بارش اور سردیاں ہماری من پسند ہیں اللہ حافظ۔

بلال پچھلے آدھے گھنٹے سے نیائش کو منانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

"یار تمہیں معلوم ہے نا کہ بھائی کو لڑکیوں سے الرجی......!"

"تو پھر ان کا علاج کرواؤ نا یا پھر کسی مینٹل اسپتال میں داخل کرا دو۔" نیائش تلملا کر بلال کی بات کاٹتے ہوئے بولی وہ شہزیم کے گزشتہ رویے کی بنا پر سخت طیش میں تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو نیائش واقعی بھائی کو علاج کی ضرورت ہے کیا تم ان کا علاج نہیں کر سکتیں۔"

بلال کی بات پر نیائش نے ناسمجھی والے انداز میں اسے دیکھا۔

"میں کیوں کرنے لگی تمہارے سر پھرے بھائی

کا علاج۔"

"اس لیے کہ تم ایک دردمند لڑکی ہو دوسروں کی خوشیوں کے بارے میں سوچنے والی۔ چند ایک ناکام شادی شدہ زندگی کی مثالیں دیکھ کر وہ شادی سے ہی نالاں ہوگئے ہیں تم ہی ان کے اندر سے یہ شادی نہ کرنے کا فوبیا دور کرسکتی ہو۔" وہ آخر میں لجاجت سے بولا تو نیائش نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں انہیں کامیاب شادی شدہ زندگی گزارنے کے نسخے بتاؤں حالانکہ میں تو خود غیر شادی شدہ ہوں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم غیر شادی شدہ ہو مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی کی باریکیوں کو تم بہت اچھی طرح سمجھتی ہو یقین کرو میں تمہاری ذہانت کا دل سے معترف ہوں۔ بہت متاثر ہوں تمہاری سمجھداری سے اور پھر تم اپنی باتوں سے کسی کو بھی قائل کرسکتی ہو۔" بلال اسے چنے کے جھاڑ پر چڑھاتا ہوا بولا تو نیائش بی بی کچھ مغرور سی ہوگئیں۔

"وہ تو میں ہوں یہ بات بھی جانتے ہیں۔" نیائش گردن اکڑا کر بولی تو بلال نے بہ مشکل اپنی ہنسی ضبط کی پھر بڑی عقیدت مندی سے بولا۔

"میں جانتا ہوں نیائش تم ہی وہ واحد لڑکی ہو جو شہریم بھائی کی دوست بن کر انہیں شادی کرنے پرآمادہ کرسکتی ہو اور شادی نہ کرنے کا ان کا پاگل پن ختم کرسکتی ہو۔"

بلال کی بات سن کر نیائش نے اسے انتہائی اچنبھے سے دیکھا۔

"دماغ تمہارے بھائی کا خراب ہے میرا نہیں سمجھے تم کیا چاہتے ہو میں فلمی ہیروئن کی طرح اسے شادی کے فوائد پر لیکچر دے کر اسے نارمل کروں اور میں خود پاگل ہوجاؤں نو نیور۔" یہ کہہ کر وہ کتابیں اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے سنو تو نیائش میرا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ تم فلم یا افسانے کی ہیروئن بن کر بھائی کو شادی کرنے پرآمادہ کرو میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ تم ان سے ہلکی پھلکی دوستی کرکے ان کے ذہن کی گرد صاف کردو۔"

"دوستی مائی فٹ۔ مجھے تو لگتا ہے کہ دماغ صرف اس زرافے کا نہیں بلکہ تمہارا بھی خراب ہے۔" وہ پیر پٹخ کر وہاں سے جاتے ہوئے بولی۔

"اوکے ڈیئر ٹھیک ہے میرا دماغ خراب ہے، مگر نیائش میرے لیے نہیں تو میری بوڑھی دادی کی خاطر ہی مان جاؤ۔ اپنے جوان پوتے کو بھری جوانی میں یوں شتر بے مہار مطلب یوں تنہا زندگی گزارتے دیکھ کر خون کے آنسو روتی ہیں۔"

"بلال قسم سے تم مجھے پاگل کردو گے۔" نیائش دوبارہ دھپ سے گھاس پر بیٹھ کر اپنا سر تھامتے ہوئے بولی۔

"تو تم مجھ سے چاہتے کیا ہو مجھے ایسا کیا کرنا ہوگا کہ تمہارا بھائی اپنے پاگل پن سے باہر آجائے اور شادی پر راضی ہوجائے۔" بلال کو نیائش کی اس بات پر ڈھارس ہوئی وہ تھوڑا کھسک کر اس کے قریب آیا اور دانش مندی سے بولا۔

"زیادہ نہیں بس تمہیں بھائی کو یہ احساس دلانا ہے کہ وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ۔"

"بلال میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔" نیائش نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ کر دانت پیس کر کہا۔

"مائی ڈیئر فرینڈ میرا مطلب یہ نہیں ہے بس تم ان کی کڑوی کسیلی باتوں اور رویوں کو نظر انداز کرکے انہیں یہ احساس دلاؤ کہ عورت محبت کی دیوی ہے۔" آخر میں بلال لہک کر بولا۔

"اچھا پھر کیا ہوگا؟" اب کی بار نیائش دلچسپی لیتے ہوئے بولی تو بلال اسے راز داری سے کچھ بتانے لگا اور نیائش سوچ میں ڈوب گئی۔

❁......❁......❁

"بس کیا بتاؤں سڑک کراس کرتے ہوئے اچانک میں گدھا گاڑی سے ٹکرا گئی اور آنکھوں کی روشنی گدھے کی ......ہم......میرا مطلب ہے گدھا گاڑی سے ٹکرا کر ضائع ہوگئی۔" پارک کے سنگی بینچ پر وہ اشہام کے ساتھ بیٹھی دکھڑا رو رہی تھی۔

"اچھا گدھا گاڑی سے اتنی زور سے ٹکرائیں آپ......!" وہ حیرت آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں گدھا گاڑی سے نہیں صرف گدھے سے ٹکر ہوگئی تھی۔" وہ تصحیح کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا......! صرف گدھے سے ٹکرانے سے آپ کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ واقعی عجیب بات ہے۔" اشہام اپنی حیرت کو زبان دیتے ہوئے بولا۔ تو اس نے تیز تیز اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے گدھے مجھے بہت پسند ہیں میں نے گدھوں کے متعلق بہت سی کتابیں پڑھ رکھی ہیں اور حسن اتفاق دیکھیے کہ آخری بار میری نگاہوں کے سامنے گدھا ہی تھا۔" عکاشہ خوشی سے بتاتے ہوئے بولی تو اشہام کو اس کی ذہنی کیفیت پر شبہ سا ہوا۔

"واقعی یہ تو بڑا حسین اتفاق تھا کہ آخری دیدار بھی آپ نے گدھے کا ہی کیا۔" اشہام مصنوعی طور پر متاثر ہو کر بولا پھر ایک کٹیلی نگاہ اس پر ڈال کر استفسار کیا۔

"اچھا گدھے کے علاوہ آپ کو اور کیا کیا پسند اور ناپسند ہے؟" تو عکاشہ جھٹ سے بولی۔

"مجھے مرد پسند نہیں ہیں کیونکہ مرد بہت بے وفا ہوتے ہیں ان آنکھوں کی روشنی کی طرح۔ کبھی روشنیوں میں بھگو دیتے ہیں اور کبھی اندھیروں کی سوغات ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ مجھے نفرت ہے مردوں سے۔" عکاشہ آخر میں لہجے کو زہر خند بنا کر بولی تو نجانے کیوں اشہام کو برا لگا۔

"محترمہ آپ شاید بھول رہی ہیں کہ میں بھی مرد ہوں۔" اشہام طنزاً بولا۔

"تو میں نے آپ سے یہ کب کہا کہ آپ مرد نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ آپ مرد ہیں مگر مجھے ویسے والے نہیں لگتے۔" عکاشہ خوش ہو کر بولی تو اشہام نے اسے بڑے غور سے دیکھا عکاشہ اشہام کی نگاہوں سے اندر ہی اندر نروس سی ہوگئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتیں۔"

"شادی! توبہ کیجیے ہرگز نہیں اور پھر مجھ سے شادی کوئی کرے گا بھی نہیں کیونکہ میں......!" اتنا کہہ کر وہ افسوس سے جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔

"ارے آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں آپ کے اندر کس چیز کی کمی ہے۔" وہ بے ساختہ بول اٹھا۔

"اچھا کیا آپ شادی شدہ ہیں؟" عکاشہ کا سوال بھی بے ساختہ تھا۔

"تو نیور میں اور شادی شدہ کبھی نہیں ہوسکتا۔" اشہام

نے فوری جواب دیا۔
"کیوں...... کیا آپ میں کوئی کمی ہے؟" عکاشہ پوری آنکھیں پھاڑ کر بولی تو اشہام گویا تلملا سا گیا۔
"کیا مطلب ہے آپ کا؟"
"اوہ آئی ایم سوری میرا مطلب یہ نہیں ہے اور نہ میں آپ کی کالی رنگت یا پکوڑا ناک پر طنز کر رہی ہوں۔" وہ مؤدبانہ انداز میں وضاحت کرتے ہوئے بولی تو اشہام حیرت سے اچھل کر بولا۔
"آپ کو کیسے پتا کہ میری ناک موٹی اور رنگت کالی ہے۔"
"ارے آپ حیران مت ہوں دراصل زیادہ تر لڑکوں کی ناک موٹی اور رنگ کالا ہوتا ہے نا اس لیے۔"
"مگر محترمہ نا میری ناک پکوڑا ہے نا رنگت کالی ہے بڑی اور نمایاں ناک تو مردوں کی شان ہوتی ہے اور سانولی رنگت کے تو......!"
"جی بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں سانولا رنگ تو گورے رنگ کو مات دے دیتا ہے آپ نے وہ گانا سنا ہے نا سانولی سی محبوبہ۔" عکاشہ درمیان میں اس کا جملہ اچک کر بولی تو وہ اچھا خاصا چڑ گیا۔
"آپ نے اس موقع پر بہت اچھی مثال دی۔" اشہام طنزاً بولا تو عکاشہ یوں خوش ہوگئی جیسے اس نے افلاطون کے معیار کی بات کردی ہو وہ شرما کر "جی شکریہ" کہہ گئی۔

❁......❁......❁

شہزیم گھر میں داخل ہوا تو گارڈن چیئرز پر بلال دادی اور شرفو کے ہمراہ اسی لڑکی کو بیٹھا دیکھا جس سے کچھ دن پہلے اس کی مہابھارت ہوئی تھی۔ یکدم اس کا موڈ بری طرح بگڑ گیا تھا۔
"باجی جی وہ والا گانا سنائیں نا آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نہیں مانے تو چھٹی لے کے آ جا بالما۔" شرفو باقاعدہ لہک لہک کر گانے لگا۔
"نہ بچی تم مجھے پہلے یہ گیت سنا دو چٹھی ذرا سیاں جی کے نام لکھ دے۔" دادی نے بھی فرمائش کر ڈالی اور وہ موصوفہ جھٹ گلا کھنکھار کر گانا شروع کرنے ہی والی تھیں کہ وہ ان کے سر پر آ دھمکا جو نیائش میں اتنا محو تھے کہ اس کے آنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔
"بلال یہ میوزیکل ایوننگ کا پروگرام ختم کرو اور اگر ان موصوفہ کو گانا گانے کا اتنا ہی شوق ہے نا تو پھر ایف ایم پر جا کر اپنا شوق پورا کریں۔ شہزیم کے ریمارکس پر نیائش بری طرح سے سلگ گئی۔
"ارے بھائی لوگ آپ آ گئے آپ بھی سنیے باجی جی سے گانا قسم سے لتا سے بھی زیادہ خوب صورت آواز ہے۔ ایسا کریں باجی ان کے لیے گانا گا دیجیے۔"
"میں سسرال نہیں جاؤں گی ڈولی رکھ دو کہاروں' سنا دو۔"
"شٹ اپ۔" شہزیم سخت مشتعل ہو کر زور سے بولا تو یکدم شرفو کی زبان کو بریک لگ گئے۔
"اور دادی آپ اس عمر میں اس قسم کے گانے سننے کی فرمائش کر رہی ہیں۔" شہزیم کی توپوں کا رخ دادی کی جانب مڑا تھا۔
"لو بھلا اس گانے میں کیا برائی ہے ارے تمہارے دادا کو بھی ہی بہت پسند تھا۔"
"ارے یاد آیا باجی جی آپ دادا جی کے لیے بھی کوئی گانا گا دیجیے۔ جمعرات کو ان کی برسی ہے نا ہاں یہ والا۔ "میرے خیالوں پہ چھائی ہے ایک صورت متوالی سی نازک سی آہ......!" یکدم شرفو اپنا دایاں بازو پکڑ کر کراہ کر رہ گیا۔
دادی کی تیز رفتار چپل اس کے بازو پر پوری قوت سے لگی۔
"بے شرم نا ہنجار میرے سرتاج کی برسی پر تو ان کے لیے گانا گوار رہا ہے نکل جا یہاں سے اور کچن کی خبر لے۔" دادی غضب ناک ہو کر بولیں تو شرفو برا سا منہ بنا کر کچن کی جانب چل دیا۔
"میں معافی چاہتی ہوں شہزیم صاحب اگر میری وجہ سے آپ پریشان ہو رہے ہیں۔" اسکائی بلو رنگ کے کڑھائی والے سوٹ میں ملبوس نیائش نگاہیں جھکا کر انگلیاں آپس میں پھنسا کر اتنے مؤدبانہ انداز میں بولی کہ شہزیم کے ساتھ ساتھ بلال بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔
"اس دن تو یہ موصوفہ پھولن دیوی کی پوتی بنی مشین گن ہاتھ میں لیے مجھ پر کیسے حملے کر رہی تھیں اور اس وقت کسی ناول کی مظلوم ہیروئن کی طرح منمنا رہی ہیں۔" شہزیم اسے مشکوک انداز میں دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں بولا۔

"دراصل میں آپ سے اس دن کی معافی مانگنا چاہتی تھی خوامخواہ آپ جیسے بھلے انسان سے میں بدتہذیبی کر بیٹھی۔" نیائش کی اتنی صاف اردو پر بلال کو بہت ہنسی آئی مگر وہ فی الفور ضبط کر گیا۔
"بات یہ تھی چنگیز...... مم...... میرا مطلب ہے شہزیم صاحب میں نے اپنی دوا نہیں کھائی تھی اس دن۔" نیائش اتنی سنجیدگی سے بولی کہ شہزیم اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگا بھلا اتنی سنجیدگی سے کیا وہ مذاق کر رہی تھی۔ نیائش اس کی جانب دیکھ کر ہلکا سا مسکرا کر بولی۔
"دراصل چنگیز...... مم...... اوہ سوری میں یہ کہنا چاہ رہی تھی......!" وہ گڑبڑا کر بولی۔
"یہ آپ بار بار چنگیز چنگیز کیوں کہہ رہی ہیں؟" شہزیم تیوری چڑھا کر بولا۔
"آپ پلیز برا مت مانیے چنگیز میں آپ کو نہیں کہہ رہی میرے منگیتر کا نام ہے۔ چنگیز مجھ پر بڑا ظلم کرتا ہے بس اسی وجہ سے مجھ پر کبھی کبھی ہسٹریائی دورے پڑ جاتے ہیں۔" وہ دنیا بھر کی مظلومیت اپنے چہرے پر طاری کر کے بولی۔
"حیرت ہے اس دور میں آپ جیسی پڑھی لکھی لڑکی اپنے منگیتر کے ظلم برداشت کر رہی ہے۔"
"بس مجبور ہوں ابو کا بزنس ہمارا گھر سب اس کے پاس گروی جو رکھا ہے۔" وہ شہزیم کی بات پر بڑے دکھی انداز میں بولی جبکہ دادی اور بلال دل ہی دل میں اس کی اداکاری کے قائل ہو گئے اور یہاں شہزیم میاں نیائش سے ہمدردی کرنے بیٹھ گئے۔

❁......❁......❁

یہاں اشہام اور عکاشہ کی خوب دوستی ہو گئی اور وہاں شہزیم نیائش کے سب سے بڑے ہمدرد بن بیٹھے اور دادی بلال اور شرفو انتہائی بے صبری سے اس خوش خبری کا انتظار کرنے لگے کہ کب دونوں لڑکے آ کر کہتے ہیں کہ "ہم شادی کے لیے تیار ہیں۔" دو دن سے اشہام پارک میں جاگنگ کرنے نہیں آ رہا تھا اور عکاشہ کے اندر جیسے بے قراری و بے چینی کا سمندر امڈ رہا تھا وہ بڑی بے صبری سے اشہام کی آمد کی منتظر تھی۔ تیسرے دن وہ اسی مخصوص بینچ پر اداس و مضمحل سی بیٹھی تھی جب اس نے اشہام کو ٹریک سوٹ میں ملبوس اندر آتے دیکھا اس کا مرجھایا چہرہ یکدم تازہ گلاب کی مانند کھل اٹھا۔ مگر پھر جلدی سے اس نے اپنی خوشی پر کنٹرول کیا اور بے پرواسی ہو کر بیٹھ گئی مگر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اشہام اسے مکمل طور پر نظر انداز کر کے جاگنگ ٹریک کی جانب بڑھ گیا۔ اس دم عکاشہ کا دل شدت سے چاہا کہ وہ اشہام کے پاس جائے اور اسے جی بھر کر سنائے اتنے دن غیر حاضر رہنے پر اور یوں اسے نظر انداز کیے جانے پر مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی ورنہ اشہام کے سامنے اس کا بھانڈا پھوٹ جاتا کہ وہ اندھی نہیں ہے۔ کافی دیر اس نے انتظار کیا کہ شاید اشہام جاگنگ کرنے کے بعد اس کے پاس آئے مگر وہ خاموشی سے پارک سے باہر نکل گیا تو عکاشہ انتہائی تنتنا کر بینچ سے اٹھی اور پیر پٹخ کر خود بھی تیزی سے پارک سے نکلتی چلی گئی۔

❁......❁......❁
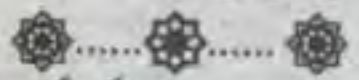
"قدرت نے ہر چیز جوڑے کی شکل میں تخلیق کی ہے ہر کسی کا کہیں نہ کہیں جوڑا ضرور ہوتا ہے جیسے یہ پھول' اللہ

میرا وطن

پاک دھرتی جل رہی ہے
قطرہ قطرہ پگھل رہی ہے
کیوں ملک میرا یوں لٹ رہا ہے
کیوں ہر طرف اک حشر برپا ہے
کیوں ہو رہا ہے وطن کا سودا
کیوں جل رہا ہے ہر ننھا پودا
دکھ ہے اتنا کہ دل پھٹ رہا ہے
یہ غم کا بادل نہیں چھٹ رہا ہے
خدایا اب بس' بس تُو کردے
یہ آزمائشیں اب ختم کردے
اب درد اتنا سہا نہ جائے
اور منہ سے کچھ بھی کہا نہ جائے
خاموش لبوں کی فریاد سن لے
الٰہی اپنا رحم تُو کردے
کراچی پھر سے آباد کردے
اس اجڑے چمن کو تو شاد کردے

عافیہ رفیق عافی...... ننکانہ صاحب

نے اس کا بھی جوڑا بنایا ہے اپنے جوڑے کے بغیر اس کے رنگ پھیکے ہیں۔" نیائش باغ میں لگے گلاب کے پھول کو تھام کر بڑے نرم و متاثر کن لہجے میں بولی۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔" شہزیم اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا تو نیائش اندر سے جھوم اٹھی۔

"ہوں تو گویا نیائش بی بی چٹان بالآخر چٹخنے ہی لگی۔" وہ خود کو شاباشی دیتے ہوئے دل ہی دل میں انتہائی مسرور ہو کر خود سے بولی۔

"مگر آپ کا یہ ہاتھ مجھے اس پھول سے بھی زیادہ خوب صورت لگ رہا ہے۔" انتہائی دل نشیں انداز میں کہتے ہوئے شہزیم نے اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"دیکھیے کتنا مکمل لگ رہا ہے نا اب آپ کا ہاتھ۔" نیائش اس حملے کے لیے قطعاً تیار نہیں تھی شہزیم کے پرحدت ہاتھ کی گرمی اور مضبوطی محسوس کر کے اس کی روح جیسے کپکپا سی گئی اس نے سرعت سے اپنا ہاتھ کھینچا مگر شہزیم نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"شہزیم پلیز میرا ہاتھ چھوڑیے۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"کیوں اگر چنگیز نے دیکھ لیا تو بہت برا ہو جائے گا نا۔" وہ ہنوز اسی لہجے میں بولا تو نیائش کے دل کی دھڑکنیں یک دم بے ترتیب سی ہو گئیں۔

"آں...... ہاں ہاں۔" اب کی بار اس نے زور سے جھٹک کر اپنا ہاتھ آزاد کرا لیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں بہت بری پھنس چکی ہوں۔ بلال کے بچے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" نیائش دل ہی دل میں خائف ہو کر بولی جب ہی شہزیم اس کے کان کے قریب آ کر بولا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" نیائش اپنی سوچ میں گم یوں اچھلی جیسے پیروں کے نیچے کاکروچ آ گیا ہوں۔

"نہ...... نہیں میں کیا سوچوں گی بھلا، اچھا اب میں چلتی ہوں بہت دیر ہو گئی ہے۔" وہ جیسے لتے چھڑا کر وہاں سے بھاگی تھی جبکہ شہزیم دیر تک لان میں کھڑا دلکشی سے مسکراتا رہا۔

❁......❁......❁

اشہام لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر رہا تھا جب شہزیم نے آ کر اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ دھرے اشہام نے رخ موڑ کر اسے مسکرا کر دیکھا۔

"مصروف ہو کیا؟"

"کچھ خاص نہیں۔" شہزیم کے استفسار پر اشہام نے جواب دیا پھر ہاتھ روک کر مسکراتی نگاہوں سے شہزیم کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"ڈیئر برادر تو پھر کیا سوچا ہے تم نے؟"

"ہوں جناب وہی سوچا ہے جو تم سوچ چکے ہو۔" شہزیم انتہائی خوش گواری سے بولا۔

"مائی برادر یہ تو مجھے معلوم ہے کہ جو تم سوچو گے وہی میری سوچ ہو گی۔" اشہام شہزیم کے ہی انداز میں بولا پھر اچانک کچھ یاد آنے پر استفسار کیا۔

"اب آگے کیا ارادے ہیں۔"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے کچھ دن اور صبر کر لو میرے بھائی۔" شہزیم بستر پر نیم دراز ہوتے ہوئے اپنے بازو کو فولڈ کر کے سر کے نیچے دباتے ہوئے بولا۔

"ویسے یار مجھے تو بہت مزا آ رہا ہے زندگی کا یہ موڑ بہت خوب صورت اور انوکھا سا ہے۔" اشہام کچھ یاد کر کے مسکرا کر بولا۔

"آگے آگے دیکھتے جاؤ میری جان ہوتا ہے کیا ابھی تو آگے اور نئے موڑ سامنے آئیں گے۔" شہزیم چہک کر بولا تو دونوں قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

❁......❁......❁

"کچھ بتاؤ تو سہی آخر تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔ پچھلے ایک گھنٹے سے میں تم سے پوچھے جا رہا ہوں کہ ہوا کیا ہے مگر تم تو جیسے منہ میں ایلفی لگائے بیٹھی ہو۔" نیائش جب سے کالج آئی تھی اس کا موڈ بہت آف تھا بلال کے بار بار پوچھنے پر بھی وہ کچھ نہیں بولی تو بلال بالآخر جھنجھلا گیا۔ تو نیائش بھی گویا پھٹ پڑی۔

"تم انتہائی خود غرض اور مطلب پرست انسان ہو بھلا کیا ضرورت تھی مجھے اس بات پر راضی کرنے کی کہ میں تمہارے بھائی کو شادی کے لیے راضی کروں۔"

"کیوں ہوا کیا ہے شہزیم بھائی نے کچھ کہہ دیا کیا؟" وہ کچھ پریشان سا ہو کر بولا۔

"کہا ہی تو کچھ نہیں۔" وہ خود سے بڑبڑا کر بولی مگر بلال سن نہیں پایا۔

"کیا...... کیا کہہ رہی ہو؟" بلال متعجب ہو کر بولا۔

"ک...... کچھ نہیں بس مجھے نہیں کرنا ان کو شادی کے لیے راضی، خوامخواہ میں تمہارے اکسانے پر رضیہ سلطانہ بن کر اس میدان میں کود پڑی۔ کوئی شوق نہیں ہے مجھے مدر ٹریسا بن کر نیکیاں کمانے کا۔" وہ اس پر چڑھ دوڑی اور کالج کیفے میں بلال کو چھوڑ کر اٹھ آئی۔ آنسو پلکوں کی باڑ توڑنے کو بے قرار ہو رہے تھے۔

"ہونہہ! اچھی بھلی زندگی گزر رہی تھی آخر میں کیوں اس ریڈ انڈین سے متھا لڑانے پہنچ گئی۔" وہ خود کو کوستے ہوئے بولی۔ اس پل اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زور زور سے رونا شروع کر دے وہ ریڈ انڈین اس کے دل میں گھر کر گیا تھا۔

❁......❁......❁

آج اشہام کو پارک میں داخل ہوتے ہی اپنی جانب آتا دیکھ کر عکاشہ کے اندر سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ پچھلے دو دن سے وہ اسے نظر انداز کر کے جاگنگ کر کے واپس چلا جاتا اور وہ اپنی جگہ کلس کر رہ جاتی۔ نجانے کس جذبے کون سے احساس کے تحت وہ روز آ جاتی کہ شاید وہ آج اس سے ملنے آئے۔

"اتنے دن سے کہاں تھے آپ؟" جیسے ہی اشہام نے اس کے قریب بیٹھ کر کھنکھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو عکاشہ نادانی سے بولی۔

"کیوں آپ نے میری کمی محسوس کی تھی کیا؟" اشہام کے استفسار پر بے ساختہ عکاشہ نے اپنے لبوں کو بھینچ ڈالا وگرنہ اس کا تو دل چاہ رہا تھا کہ اسے وہ کھری کھری سنائے کہ اس کی طبیعت ہی ہری ہو جائے۔ مسلسل دو دن سے وہ اسے کتنی بری طرح نظر انداز کر رہا تھا۔

"یہ فطری سی بات ہے نا کہ کوئی اچانک غائب ہو جائے تو فکر لاحق ہو ہی جاتی ہے۔" وہ بے پروائی سے شانے اچکا کر بولی تو اشہام محض اسے دیکھے گیا پھر چند ثانیے کے بعد بولا۔

"میری کزن باہر سے آ رہی ہے ملائکہ نام ہے اس کا میری ممی چاہتی ہیں کہ میں اس سے شادی کر لوں۔"

"جی...... مگر آپ تو شادی کے خلاف تھے۔" وہ بے ساختہ بول پڑی۔

"ہوں خلاف تھا مگر اب نہیں، یاد ہے ایک دن آپ نے کہا تھا کہ بابا آدم کے لیے اماں حوا کو اگر اللہ تخلیق نہ کرتا تو یہ زندگی کتنی پھیکی بے رنگ اور سپاٹ ہوتی بس پھر میں نے سوچا کہ واقعی بنت حوا کے بغیر میری بھی زندگی گوبھی کے پھول کی طرح ہے۔ ذائقہ تو ہے مگر رنگ اور کشش نہیں۔" اشہام بڑی خوش گواری سے بولا تو بے ساختہ عکاشہ نے اس کی جانب دیکھا پھر اچانک خیال آیا کہ وہ تو اندھی ہے فوراً نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

گلناز مان گل

آنچل کے تمام اسٹاف کو میری طرف سے السلام علیکم! میرا نام گلناز مان ہے اور نک نیم گل ہے۔ میں گوجرانوالہ کے گاؤں مان سے تعلق رکھتی ہوں اور ہماری کاسٹ (جٹ مان) ہے۔ میں ایم اے اسلامیات فائنل ائیر کی اسٹوڈنٹ ہوں اور گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں پڑھتی ہوں۔ میں بہت کم گو حساس اور خوددار لڑکی ہوں۔ لڑکیوں سے زیادہ فرینک نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنی باتیں کسی سے شیئر کرتی ہوں اور لڑکیوں کا کہنا ہے کہ تمہارے نام کا تمہاری شخصیت پر بڑا گہرا اثر ہے۔ میں کسی بھی انسان کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ ہم چھ بہن بھائی ہیں، سب سے بڑا بھائی چوہدری وقاص مان پھر مابدولت خود ہیں پھر شعیب مان، حبیب مان، فرح ناز اور لائبہ ناز ہیں۔ میری اور بڑے بھائی کی آپس میں کافی انڈرسٹینڈنگ ہے۔ میں اپنے گھر کے تمام افراد سے محبت کرتی ہوں لیکن ابوجان کے ساتھ میری محبت کا معیار باقی افراد سے الگ ہے۔ مجھے روٹھے ہوئے کو منانا نہیں آتا اس لیے اپنے تمام حلقۂ احباب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ کبھی بھی ناراض نہ ہوں، شاعری سے مجھے کوئی لگاؤ نہیں لیکن اگر کوئی شعر اچھا لگے تو ضرور اس کو اپنی ڈائری پر لکھتی ہوں کیونکہ اچھی بات نہ صرف مجھے بلکہ میری طرح ہر زندہ دل انسان کو اٹریکٹ کرتی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق دے اور ہمارے ملک کو جو اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے اسے دشمنوں اور غداروں کی بری نظر سے بچائے آمین۔ آخر میں ان الفاظ سے اجازت چاہتی ہوں کہ اگر زندگی نے وفا کی تو ان شاء اللہ پھر آپ سے ملاقات ہو گی او کے اللہ حافظ۔

"اوہ تو اب آپ شادی کر رہے ہیں غالباً اپنی کزن ملائکہ سے؟" عکاشہ سپاٹ لہجے میں بولی تو اشہام مسکرانے لگا۔

"ہوں کافی ذہین ہیں آپ' میں تو کہتا ہوں عکاشہ آپ بھی شادی کے لیے راضی ہو ہی جائیں اچھا جیون ساتھی پا کر آپ کو یہ دنیا جنت لگے گی۔"

"آپ کے مشورے کا شکریہ۔" عکاشہ انتہائی رکھائی سے بولی تو اشہام نے انتہائی مشکلوں سے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کیا۔

❁......❁......❁

"ویر میرا گھوڑی چڑھیا......گھوڑی چڑھیا......!" جب سے اشہام اور شہزیم نے دادی کو اپنی شادی کے لیے رضا مندی دی تھی شرفو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اپنی بے سری آواز میں گانے گا رہا تھا۔ جبکہ دادی اور بلال بھی بے حد خوش تھے اور دونوں ہی عکاشہ اور نیائش کی صلاحیتوں کے معترف بھی ہو گئے تھے۔ آج ان دونوں کی ہی بدولت انہیں اتنی بڑی خوشی جو ملی تھی دادی نے یہ خوش خبری جب عکاشہ اور نیائش کو سنائی تھی تو انہیں کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ دونوں تو اس وقت کو کوس رہی تھیں جب ہمدردی اور خدا ترسی میں انہوں نے بلال اور دادی کی بات مان لی تھی اور خود ان کٹھوروں کو دل دے بیٹھی تھیں۔ دادی اور بلال تو فوری شہزیم کا رشتہ نیائش کے گھر لے جانا چاہتے تھے مگر شہزیم نے فی الحال دونوں کو روک دیا تھا۔ یہ بات انہیں تھوڑا پریشان کر رہی تھی۔

دوسرے دن حسب معمول صبح اشہام جاگنگ کے لیے پارک آیا تو آج مخصوص بینچ خالی دیکھ کر جاندار انداز میں مسکرا دیا تھا۔

❁......❁......❁
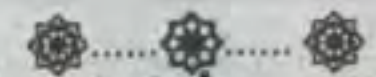
موبائل کی بجتی بیپ پر اجنبی نمبر دیکھ کر نیائش نے انتہائی کسلمندی سے فون اٹھایا تھا۔

"ارے نیائش اتنے دنوں سے کہاں غائب ہیں آپ' خیریت تو ہے نا؟" شہزیم کی چہکتی آواز نے نیائش کو گم صم سا کر دیا۔

"ہیلو نیائش آپ کو میری آواز آ رہی ہے نا؟" شہزیم کی دوبارہ آواز ابھری تو وہ اپنے دھیان سے چونکی۔

"جی میں ٹھیک ہوں آپ نے کیوں فون کیا؟" وہ بے رخی سے بولی جسے محسوس کر کے شہزیم مسکرانے لگا۔

"آپ کو یقیناً بلال نے بتا دیا ہوگا کہ میں شادی کے لیے تیار ہو گیا ہوں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لیے کوئی اچھی سی لڑکی دیکھیے آپ کو شادی شدہ زندگی اللہ کے بنائے جوڑوں اور شادی کے فوائد پر بہت معلومات ہے نا۔"

"کیوں جناب کیا میں نے میرج بیورو کھول رکھا ہے یا پھر میں ماسی برکتے ہوں رشتے کرانے والی؟" وہ لفظوں کو یوں چبا کر بولی جیسے انگارے چبا رہی ہو۔

"اوہ آپ شاید برا مان گئیں ورنہ آپ تو اتنے نرم لہجے میں بات کرتی ہیں جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔" شہزیم جلدی سے بولا۔

"دیکھیے مسٹر پھول پودے پتے میری زبان سے کیوں جھڑنے لگے میں کوئی درخت ہوں کیا؟ اور کچھ کہنا ہے آپ کو میں فون بند کر رہی ہوں۔" وہ بے تحاشا کلس کر بولی۔

"میرے خیال میں چنگیز نے پھر......!"

"گھاس چرنے گیا وہ چنگیز کا جانشین خدا حافظ۔" بے حد مشتعل ہو کر اس نے موبائل ہی سوئچ آف کر دیا۔

"آئی ہیٹ یو ریڈ انڈین۔" وہ موبائل فون کو دیکھ کر روہانسی ہو کر بولی پھر اسے بستر پر پٹخ کر خود بھی بستر پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

❁......❁......❁
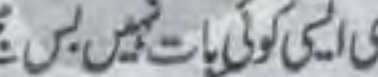
دادی اور بلال کے بے حد اصرار پر عکاشہ آج ان کے گھر آئی تھی میرون اور فان رنگ کے امتزاج کے سوٹ میں وہ کھلی کھلی مگر اداس دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ کیا بات ہوئی بچی کہ تم نے بالکل ہی آنا چھوڑ دیا۔ دادی سے ناراض ہو کیا؟" دادی عکاشہ سے شفقت آمیز لہجے میں بولیں تو عکاشہ بی بی کے آنسو بس بہنے کو تیار تھے مگر وہ بڑی دقتوں سے ضبط کر گئی۔

"نہیں دادی ایسی کوئی بات نہیں بس مجھے دھڑکا لگا رہتا تھا کہ یہاں میں آؤں اور کسی وجہ سے اشہام آفس سے جلدی گھر آ جائیں اور میرا بھانڈا پھوٹ جائے تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔" عکاشہ سنبھل کر بولی تو اسی دم ڈور بیل بجی عکاشہ بری طرح گھبرا گئی۔

"آپ پریشان مت ہوں میری دوست آئی ہے نیائش۔" بلال صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا اور دروازے پر گیا۔ واپسی پر ایک بہت پیاری لڑکی بلال کے ہمراہ تھی جب دونوں کو معلوم ہوا کہ ان دونوں نے ہی ان فضول لڑکوں کو شادی پر اکسایا ہے تو ایک بار پھر انہیں خود پر غصہ آنے لگا۔ دادی نماز کی غرض سے کمرے میں اور بلال کچن میں لوازمات دیکھنے کے لیے گیا تو دونوں کو تنہائی میں بات کرنے کا موقع مل گیا۔

"میں تو بہت پچھتا رہی ہوں آپ کو پتا ہے نیائش میری علی الصبح اٹھنے سے جان جاتی ہے مگر میں پھر بھی اٹھی اور تو اور اندھی تک بن گئی اور وہ موصوف کسی ملائکہ سے شادی کرنے کے لیے بے قرار ہو رہے ہیں۔" عکاشہ آخر میں انتہائی جل کر بولی۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں اس بلال کمینے کی باتوں میں آ کر مجھے بھی خدمت خلق کا شوق اٹھا اور بن گئی ستی ساوتری اور دینے لگی لمبے لمبے لیکچر شادی کی افادیت پر اور اب موصوف فرما رہے ہیں کہ میرے لیے کوئی لڑکی دیکھیے۔" نیائش اس کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔

"اب ہم تو ان کی شادی کے لڈو ہی کھائیں گے ہمارے نصیب میں یہ موتی چور کے لڈو ہیں۔" سامنے میز پر دھرے لڈو دیکھ کر عکاشہ کلس کر بولی۔

"اور پھر اس کے بعد ان کے ولیمے کا کھانا۔" نیائش نے بھی لقمہ دیا۔

"نہیں اس سے پہلے تو آپ کو میرے لیے خوب صورت کم گو اور شرمیلی سی لڑکی تلاش کرنی ہے۔" اچانک شہزیم کی آواز ابھری تو دونوں جو اپنے دھیان میں گم تھیں ان کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی عکاشہ نے بے تحاشا گھبرا کر مڑ کر دیکھا تو شہزیم کے ساتھ بلیک جینز پر بلیک ہی شرٹ پہنے وہ بے پناہ دل کش لگ رہا تھا اشہام کو دیکھ کر عکاشہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"آ......آپ یہاں اس وقت......؟" عکاشہ گھبرا کر اٹھتے ہوئے تقریباً ہکلا کر بولی۔

"آپ مجھے دیکھ سکتی ہیں عکاشہ۔" اشہام مصنوعی حیرت سے بولا تو مارے شرمندگی اور خفت کے عکاشہ زمین میں گڑ سی گئی گویا اشہام جانتا تھا کہ وہ اندھے پن کی اداکاری کر رہی ہے۔

"اف میں اتنے دنوں تک خود اپنے ہی ہاتھوں بے وقوف بنتی رہی۔" وہ خود سے کراہ کر بولی۔

بلال اور شرفو جو اپنی جون میں کچن سے باہر آ رہے تھے لاؤنج کی یہ صورت حال دیکھ کر فوراً باہر کی طرف کھسک گئے۔ ورنہ عکاشہ اور نیائش بلال کا حشر کر دیتیں۔

"جب آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں اندھی نہیں ہوں تو آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" انتہائی جھنجلا کر عکاشہ اشہام پر ہی چڑھ دوڑی۔

"محترمہ میں نے کالج کے زمانے میں اندھوں کے بارے میں مضمون پڑھا تھا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اندھوں کی کیا حرکات وسکنات ہوتی ہیں۔" اشہام بڑے مزے سے بولا تو عکاشہ کی کیفیت خفت کے مارے غیر ہونے لگی تو نیائش عکاشہ کے قریب آ کر اس کا بازو تھام کر بولی۔

"ٹھیک ہے اگر انہوں نے اداکاری کی بھی تو محض آپ کو راہ راست پر لانے کے لیے۔ بجائے ان کے شکر گزار ہونے کے آپ انہیں شرمندہ کر رہے ہیں۔" نیائش اشہام کی کلاس لیتے ہوئے بولی۔ بلو جینز پر ریڈ رنگ کی کرتی پر بلیک مفلر گلے میں ڈالے بالوں کی اونچی سی پونی بنائے وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ شہزیم نے پوری طرح سے اسے اپنی نگاہوں کے حصار میں لے رکھا تھا اور یہی بات نیائش کو مشتعل کر رہی تھی۔

"اگر آپ نے میرا معائنہ کر لیا ہو تو ہم یہاں سے جائیں۔" تو پوں کا رخ اب شہزیم کی جانب ہو چکا تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" شہزیم منمنا کر بولا۔

"ہاں ہاں آپ تو دنیا کے سب سے معصوم سب سے بھولے انسان ہیں۔ سب کچھ تو ہم ہی نے کیا ہے نا؟" نیائش طنز سے کلس کر بولی۔

"بالکل سب کچھ آپ دونوں نے ہی کیا ہے ہم تو بہت جلد ہی حقیقت جان گئے تھے اور آپ دونوں کے ڈرامے سے بھی واقف ہو گئے تھے۔" شہزیم کے اس جملے پر اب نیائش کے خجل ہونے کی باری تھی۔

"اچھا تو آپ دونوں بتا نہیں سکتے تھے کہ آپ سب جان گئے ہیں۔" وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی نیائش کلس کر بولی۔

"جب آپ دونوں کو ہی طرم خان بننے کا شوق تھا تو ہم نے سوچا کہ چلو بنتے دو طرم خان۔" شہزیم اپنے بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے انتہائی پرشوق نگاہوں سے نیائش کو دیکھ کر بولا تو گویا اس کی برداشت ختم ہوگئی۔

"بلال، دادی ہم جا رہے ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے بیگ اٹھایا عکاشہ کا ہاتھ پکڑا اور دروازے کی جانب بڑھی جب ہی اشہام راستے میں آ گیا۔

"نہیں تو چھوڑ جایئے مجھے انؓ سے باتیں کرنی ہیں دراصل ملائکہ......!"

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ اور ملائکہ جہنم میں جائیں۔" عکاشہ اسے کینہ توز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ارے میری پوری بات تو سن لیں میں ملائکہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا بلکہ......!" یہ کہہ کر اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا تو دونوں لڑکیوں نے متعجب ہو کر اسے دیکھا۔

"آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"جی......!" عکاشہ اور نیائش کا منہ کھلا رہ گیا۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" نیائش نے مشکوک انداز میں اشہام سے استفسار کیا تو اشہام عکاشہ کو وارفتگی سے دیکھتے ہوئے جذب سے بولا۔

"دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا ہوں سو فیصد سچ۔" یکدم عکاشہ کو ڈھیروں شرم نے آن گھیرا نیائش نے انتہائی خوش ہو کر اسے گلے لگا لیا۔

"میں بلال اور دادی کو بتاتی ہوں۔" وہ جذباتی ہو کر آواز دینے ہی والی تھی کہ شہزیم نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

"ٹھہرو بے صبر لڑکی میری بات بھی تو سن لو۔" شہزیم جلدی سے بولا گرے پینٹ پر گرے ہی شرٹ پہنے وہ اپنے سانولے رنگ میں بھرپور مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

"آپ کی بات تو میں قیامت تک نہیں سنوں گی آپ مجھے بے وقوف بنا رہے تھے مسٹر ریڈ انڈین۔" وہ ناراضی سے بولی۔

"اچھا پھولن دیوی کی پوتی میں معافی مانگتا ہوں ورنہ سوچ لو کوئی چنگیز مل گیا تو ساری زندگی پچھتاؤ گی۔" شہزیم کی بات پر نیائش نے اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھنا چاہا مگر شہزیم کی جذبوں کی چمک لیے آنکھوں میں وہ مزید دیکھ نہیں سکی اور سٹپٹا کر سر جھکا لیا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے اس گھر میں اب شادیانے جلد ہی بجیں گے۔" دروازے کی اوٹ سے پہلے دادی اور پیچھے پیچھے بلال اور شرفو دانت نکوستے چلے آئے۔

"بلال حد ہوگئی، تم دادی کو بھی اپنے ساتھ لیے دروازے کے پیچھے کھڑے تھے۔" اشہام نے اسے سرزنش کی دونوں دادی کی موجودگی کا احساس کر کے جھینپ سے گئے تھے۔

"اچھا تو بھائی لوگ آپ ہمارے ڈرامے کو پہلے ہی سمجھ گئے تھے۔" شرفو اپنی باچھیں پھیلا کر بولا۔

"تم لوگ کیا سمجھ رہے تھے کہ باہر ہم منجن بیچ کر آتے ہیں یا پھر ہم عقل سے بالکل پیدل ہیں۔" شہزیم بلال کا کان پکڑتے ہوئے بولا تو سب ہی ہنس دیے۔

"اچھا بھئی اب جلد سے جلد شادی کی تیاریاں شروع کرو ہم آج ہی عکاشہ اور نیائش کے گھر رشتہ مانگنے جائیں گے۔" اور اگلے ہفتے مہوش بھی بچوں سمیت آ رہی ہے۔ دادی خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھیں۔ انتہائی مسرت سے گویا ہوئیں۔ عکاشہ اور نیائش شرما سی گئیں تو شہزیم دادی کے قریب آ کر بولا۔

"ہمیں لڑکیوں سے نہیں بلکہ بیویوں سے اعتراض......!" دادی نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی ایک چپت اس کے رسید کی تو ایک بار پھر سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔ معاً بلال کو یاد آیا تو وہ استفسار کر بیٹھا۔

"آپ لوگوں کو یقیناً معلوم ہوگیا ہوگا کہ نیائش اور عکاشہ آج آپ کی غیر موجودگی میں یہاں آئیں گی جب ہی آپ نے چھاپہ مارا ہے نا؟"

"جی میرے بھائی جان ہم کان کھلے رکھتے ہیں تم کل رات دادی سے کہہ رہے تھے تو اشہام نے سن لیا تھا۔" شہزیم مزے سے بولا تو بلال کھسیانا ہو کر ہنس دیا۔ اشہام اور شہزیم کے اذہان میں لڑکی ذات کا جو خوف ناک مجسمہ تھا وہ نیائش اور عکاشہ کو دیکھ کر انہیں پرکھ کر نیست و نابود ہوگیا تھا۔ یقیناً نیائش اور عکاشہ ان کی بہترین شریک سفر ثابت ہونے والی تھیں۔ اب شادی انہیں خوب صورت ذمہ داری لگ رہی تھی۔ جسے اٹھانے کو وہ دل و جان سے تیار تھے۔

صرف میں ہی تھام سکوں ہاتھ اس کا
مجھ پر اتنی عنایت سی کردے
وہ رہ نہ پائے اک پل بھی میرے بنا
اے خدا! اس کو تو میری عادت سی کردے

گزشتہ قسط کا خلاصہ

اچانک پری کو اپنے سامنے پاکر شیری کو خوش گوار حیرت ہوتی ہے وہ اس سے ڈنر پر نہ آنے کا گلہ کرتا ہے لیکن وہ اس کے انداز وارفتگی کو نظر انداز کرتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ شیری دیوانوں کی طرح ہر طرف اسے ڈھونڈتا ہے اور بالآخر بوجھل دل کے ساتھ گھر لوٹ جاتا ہے۔

ماہ رخ کال کوٹھڑی میں چار دن گزارنے کے بعد حارث کرمانی کے آگے جھکنے کو تیار نہیں ہوتی' اسے سمجھانے کی غرض سے وہ ساحر کو اس کے پاس بھیجتے ہیں' ساحر کو دیکھ کر زخمی شیرنی کی طرح وہ اس پر حملہ کرتی ہے اور اپنی تباہی کا ذمہ دار اسے ٹھہراتی ہے لیکن وہ ماہ رخ کو اس کے دوغلے ماضی کا آئینہ دکھانے کے بعد اسے موجودہ حالات سے سمجھوتہ کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔

پری طغرل کے خیالوں میں مگن تھی جب ہی اس کی کال آجاتی ہے وہ ہلکے پھلکے انداز میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہے' جس پر پری انجان بنتے ہوئے اپنے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالتی ہے اور فون بند کردیتی ہے۔

شیری پری سے ملنے کی غرض سے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے لیکن وہاں بھی پری کو نہ پاکر سخت افسردہ ہوتا ہے' ایسے میں عادلہ اس کا خیال رکھتی ہے اور شیری بھی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔

عائزہ راحیل سے ملنے کی خاطر عادلہ کو ساتھ لے جانا چاہتی ہے لیکن وہ صاف انکار کرتی ہے اور اسے بھی اس طرح ملنے سے منع کرتی ہے لیکن وہ اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اکیلی ہی راحیل کے گھر پہنچ جاتی ہے' راحیل اسے تنہا پاکر اپنی اصلیت پر اتر آتا ہے' جس پر عائزہ حواس باختہ ہوکر رہ جاتی ہے۔ عین وقت پر راحیل کی ماں وہاں پہنچ کر اسے بچاتی ہے اور راحیل کے سر پر گہری ضرب لگاتی ہے' جس سے وہ خون میں نہا جاتا ہے۔

پری واپسی کا ارادہ کرتی ہے اور پہلی بار ممی' اپنی ممتا کے ہاتھوں مجبور ہوکر اسے تمام حقیقت بتاتی ہیں کہ کس طرح وہ سازشوں کا شکار ہوکر علیحدہ ہوئے۔ پری اس تمام صورت حال پر بہت افسردہ ہوجاتی ہے اور ایک اہم فیصلہ کرلیتی ہے۔

عادلہ کو پری کی غیر موجودگی میں اس کی تصویروں والا لفافہ مل جاتا ہے اور وہ آئندہ کے لیے سازشی پروگرام بنانا شروع کردیتی ہے۔ عائزہ کی غیر حاضری پر صباحت بیگم گھبرا جاتی ہیں کیونکہ فاخر عائزہ سے ملنے کی غرض سے ان کے گھر آتا ہے اور اسے نہ پاکر بہت رنجیدہ ہوتا ہے۔

دادی پری کو دیکھ کر خوش ہوجاتی ہیں لیکن دادی کے منہ سے شیری کی آمد کا سن کر پری کے تاثرات یک دم بدل جاتے ہیں۔

دوسری طرف عائزہ انتہائی بوکھلائی ہوئی گھر میں داخل ہوتی ہے' راحیل کا یہ بھیانک روپ اور پھر وہاں بہتا خون یاد آنے پر وہ اپنے حواس کھو بیٹھی ہے' جس پر وہاں موجود سب لوگ حیران و پریشان رہ جاتے ہیں۔

اب آگے پڑھیے

❁……❖❖……❁

عائزہ کی چیخ نے اس کو بھی کچن سے وہاں جانے پر مجبور کردیا تھا وہ وہاں گئی تو فاخر بھی ساتھ ہی کمرے میں داخل تھا۔ عائزہ بے ہوش قالین پر گری ہوئی تھی صباحت اس پر جھکی ہوئی چہرے کو تھپتھپا رہی تھیں۔ عادلہ بھی سراسیمہ نظر آرہی تھی۔

"عائزہ کو کیا ہوا آنٹی؟" فاخر اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے گویا ہوا اس کی نظریں باریک بینی سے عائزہ کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"نا معلوم کیا ہوگیا ہے میری بچی کو؟ ابھی تو ٹھیک تھی۔" انہوں نے رونا شروع کردیا۔

"ممی! آپ روئیں نہیں میں ڈاکٹر کو کال کرکے بلاتی ہوں۔" پری نے انہیں تسلی دی اور کمرے سے نکل آئی۔

"آپ پریشان مت ہوں آنٹی! ایسی کوئی ٹینس ہونے والی بات نہیں' ڈاکٹر آئیں گے تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔" فاخر نے عائزہ کو اٹھا کر بیڈ پر لٹاتے ہوئے کہا۔

"اللہ رحم کرے نا معلوم کیا ہوگیا ہے میری بچی کو؟" صباحت نے عائزہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے رونا شروع کردیا تھا۔ ماں کو روتا دیکھ کر عادلہ بھی رونے لگی' فاخر نے دونوں کو تسلی دی کہ پری کے ہمراہ پریشان سی دادی بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

"بہو! کیا ہوا ہے عائزہ کو؟" وہ اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

"پتا نہیں اماں! کیا ہوا کس کی نظر لگ گئی عائزہ کو؟" صباحت نے پھر رونا شروع کردیا۔

"صباحت! روؤ تو نہیں' ہمت کرو' یہ عادلہ تو بتا رہی تھی کہ عائزہ تمہارے ساتھ گئی ہوئی ہے اور اب تم کہہ رہی ہو تم کو معلوم نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے؟" اماں کی بات پر سراسیمہ ہوکر صباحت اور عادلہ نے بے ساختہ فاخر کو دیکھا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھا مگر اماں کی بات وہ سن چکا تھا۔

"دادی جان! میں نے کہا تھا ممی عائزہ کو اس کی فرینڈ کے ہاں ڈراپ کرتی ہوئی جائیں گی' شاید آپ نے پوری بات نہیں سنی تھی۔" عادلہ نے کمال صفائی سے جھوٹ بولا۔ فاخر نے آگے بڑھ کر دادی کو سلام کیا تو دادی کی توجہ یکلخت عادلہ سے ہٹ کر فاخر کی طرف منتقل ہوگئی وہ اس کی خیریت پوچھنے لگیں۔ ڈاکٹر نے آکر اس کا چیک اپ کیا اور ذہنی سکون کا انجکشن لگا کر چلا گیا' صباحت اپنی جان سے بڑھ کر بیٹیوں کو چاہنے والی تھیں' عائزہ کو اس طرح بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر ان کی ممتا گھائل ہورہی تھی وہ بے آواز روئے جارہی تھیں۔

"رو رو کر کیوں ہلکان ہورہی ہو بہو! ڈاکٹر بتا کر تو گیا ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے' عائزہ کسی خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی ہے۔" اماں جان نے محبت سے ان کو سمجھایا۔

"آنٹی! مجھے اجازت دیں ممی انتظار کررہی ہوں گی۔" فاخر نے اٹھتے ہوئے کہا وہ غیر معمولی حد تک سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"چلے جانا بیٹا! چائے وغیرہ تو لو...... پری فاخر بیٹے کے لیے چائے بنالو اور فریج میں دیکھنا کباب وغیرہ رکھیں ہیں وہ فرائی کرلینا۔" وہ فاخر کے بعد پری سے گویا ہوئیں اور پری سعادت مندی سے فوراً کمرے سے نکل گئی۔

"دادی جان! اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تکلف کیسا بیٹا! آخر کو تم سے ہمارا دہرا رشتہ ہے۔"

❁……❖❖……❁

جو خیال تھے نہ قیاس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جو محبتوں کی اساس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جنہیں مانتا ہی نہیں یہ دل وہی لوگ میرے ہیں ہم سفر
مجھے ہر طرح سے جو راس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

ساحر خان نے اس کی آنکھوں سے سارے پردے ایک ساتھ ہٹا دیئے تھے۔ آئینے میں اس کا ایک ایک گناہ' ہر عکس دکھا ڈالا تھا وہ جو سوچتی رہی تھی' کسی کو اس کی سچائی نہیں معلوم ہے کوئی اس کی اصلیت نہیں جانتا۔ مگر وہ سب ایک دیوانے کا خواب ثابت ہوا تھا۔ ساحر جو ایک گھاگ شکاری تھا۔ اس کا کام ہی ایسی اپنی خواہشوں کی چاہ میں بھٹکی لڑکیوں کا شکار کرنا تھا اور ماہ رخ کو بھی شکار کرنے میں وہ سو فیصد کامیاب رہا تھا۔ از حد چالاکی و مکاری سے وہ ماہ رخ کے قریب گھیرا تنگ کرتا رہا تھا کہ جیج

حارث کرمانی کے محل میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ اس کی نیت پر شک تک نہ کرسکی تھی اور اپنا آپ گنوا کر ہی اس کو معلوم ہوا حد سے بڑھ کر تجاوز کرنے والوں کا انجام کس قدر عبرت ناک ہوتا ہے۔

"رخ! تم ابھی بھی خوش نہیں ہو میرے ساتھ؟ تم نے دل سے قبول نہیں کیا ہے حارث کرمانی کو؟" رخ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا وہ اس کے قریب ہی تھا۔ بڑی محبت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی انگلیاں رخ کے سنہری گھنگریالے بالوں میں الجھ رہی تھیں۔

"یہ بات آپ مجھ سے روز کیوں پوچھتے ہیں حارث؟"

"اس لیے کہ آپ روز مجھے خود سے بہت فاصلوں پر نظر آتی ہیں۔"

"میں تو ہر وقت آپ کے قریب ہوتی ہوں پھر بھی؟"

"محبت تو دل سے دل ملنے کا نام ہے ماہ رخ! میں محسوس کرتا ہوں میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی آپ میرے ساتھ نہیں ہوتی ہیں۔" دھیرے دھیرے ان کے نرم لہجے میں کبیدگی بھرنے لگی تھی۔

"تم کیا سچ مچ ساحر سے محبت کرنے لگی تھیں؟ ہوں ایسا ہونا پھر ناممکن بھی نہیں ہے تمہارے کلچر میں یہی ہوتا ہے نکاح کے بول جو مرد بول دیتا ہے وہ عورت اس مرد سے ہی محبت کرتی ہے پھر......" اس کے اندر کا روایتی شکی مرد ابھر کر نکلا تھا وہ جو گزشتہ دو ہفتوں سے اس کی زلفوں کا اسیر بنا ہوا تھا رات دن اس کی محبتوں میں سرشاری کے دن گزار رہا تھا ماہ رخ نے حالات سے سمجھوتہ کر کے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور اس کی شکست کو حارث کرمانی نے اپنی فتح تسلیم کیا تھا اور دو ہفتوں سے وہ اس کے ساتھ تھا اور ابھی ابھی میں اس کے اندر شک کے ناگ نے سر اٹھایا اور ڈنک مارنے شروع کر دیئے تھے۔

"ساحر ایک ایسا آدمی ہے جس کی شکل پر میں تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی ہوں میں اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔" بہت پیار سے اس نے اس کے بھدے ہاتھوں کو تھام کر کہا۔

"سچ کہہ رہی ہو؟" وہ اس کی قربت میں موم کی طرح پگھلنے لگا۔

"آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی حارث! اب آپ کے سوا میرا ہے کون یہاں؟ میری تو پوری دنیا ہی آپ ہیں؟"

"اچھی بات کی ہے بہت اچھی بات کی ہے یہ آپ نے کہ میرے سوا آپ کا کوئی نہیں ہے میں ہی آپ کی دنیا ہوں گڈ! ویری گڈ...... عورت حسین ہونے کے ساتھ ذہین بھی ہو تو سونے پہ سہاگہ والی مثل ہوتی ہے آج آپ نے ہمارا دل جیت لیا ہے رخ!" وہ اس کا ہاتھ چومتے ہوئے گویا ہوا۔

❁......❖❖......❁

"کس کی کال تھی؟" عابدی صاحب نے فیاض کو پریشان دیکھ کر کہا۔

"عادلہ نے کال کی تھی عائزہ اچانک ہی بے ہوش ہو گئی ہے عابدی! مجھے ابھی فوراً ہی گھر جانا ہوگا۔" فیاض اٹھتے ہوئے پریشان لہجے میں گویا ہوئے۔

"شیور شیور فیاض! تم بے فکر ہو کر جاؤ۔" عابدی نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے فراخدلی سے کہا اور فیاض بڑی عجلت سے آفس سے نکلے پریشانی ان کے چہرے کے ہر عضو سے نمایاں تھی صبح گھر سے وہ نکلے تھے تو سب ٹھیک تھا حسب معمول سب نے ساتھ ناشتہ کیا تھا عائزہ امی کے برابر میں بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی اور وہ بالکل نارمل تھی اس کے کسی بھی انداز سے کوئی تکلیف ظاہر نہیں تھی اس طرح اچانک اس کا بے ہوش ہونا انہیں فکر مند کر گیا تھا۔ اسی پریشانی میں وہ ارد گرد دیکھے بنا آگے بڑھ گئے تھے اور دوسرے گیٹ سے داخل ہونے والی شیری کی کار کی طرف بھی نہ دیکھ سکے تھے۔

"ہیلو ڈیڈ!" وہ چیئر پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"اوہ...... آپ! کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں شیری؟" خلاف معمول بیٹے کو آفس میں دیکھ کر وہ خوش گوار حیرت سے گویا ہوئے تو وہ بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

"آپ جاگتے ہوئے خواب کب سے دیکھنے لگے ڈیڈ!"

"آپ کا آفس آنا کچھ ایسا ہی ہے گویا جاگتے ہوئے خواب دیکھنا آپ تو آفس آنا ہی نہیں چاہتے تھے مائی سن!"

"میں نے بینکر بننے کی خواہش چھوڑ دی ہے ڈیڈ! اب میں چاہتا ہوں بزنس میں آپ کی مدد کروں آپ کا رائٹ ہینڈ بنوں۔"

"گڈ...... ویری گڈ! میرے لیے آج کا دن بے حد لکی ہے میں یہی چاہتا ہوں میرے اس وسیع بزنس کو میرا اکلوتا بیٹا سنبھالے کیونکہ سارا بزنس اب میری پراپرٹی ہے۔"

"فیاض انکل کی بھی تو پارٹنر شپ ہے اس بزنس میں ڈیڈ!"

"جب ہم نے یہ بزنس شروع کیا تھا شیری! تب ہم ففٹی ففٹی کے پارٹنر رہے اور کئی سالوں تک ایسا ہوتا رہا مگر پھر فیاض کی زندگی میں خاصے اتار چڑھاؤ آئے سیکنڈ میرج کے بعد اس کی قسمت ہی بدل گئی آہستہ آہستہ اس کی قسمت اس سے روٹھتی چلی گئی اور جب بھی ہم برابر کے شراکت دار تھے اب وہ مقروض ہے اس کا کوئی شیئر میرے پاس نہیں ہے اب وہ میرے پاس ایک ورکر کی طرح جاب کر رہا ہے لیکن میں اس کو ابھی بھی ویسی ہی عزت دیتا ہوں مگر فیاض جیسا غیور حساس اور ایمان دار آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ اتنا خود دار ہے کہ اپنی حیثیت سے کبھی آگے نہیں بڑھتا اس نے کبھی میری دوستی سے فائدہ اٹھانا تک گوارا نہ کیا۔" عابدی صاحب کے لہجے میں فیاض کے لیے عزت و احساس تھا۔

"ڈیڈ! ابھی انکل گئے ہیں یہاں سے وہ چہرے سے خاصے ڈسٹرب لگ رہے تھے آپ کو معلوم ہے کیوں ڈسٹرب تھے وہ؟" معاً اس کو یاد آیا تو وہ چونک کر گویا ہوا۔

"اس کے گھر سے کال آئی تھی اس کی بیٹی بیمار ہے۔"

"بیٹی...... کوئی سیریس مسئلہ ہے کیا؟"

"معلوم نہیں ہے۔"

"ہمیں معلوم کرنا چاہیے ڈیڈ! ان سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔"

"ہوں......" وہ کسی گہری سوچ میں مدغم تھے۔

❁......❖❖......❁

عائزہ کی ذہنی کیفیت بہت ابتر تھی۔ راحیل کے بدلتے روپ نے پہلے ہی اس کو زبردست ذہنی دباؤ سے دوچار کیا تھا پھر دست درازی کی کوشش اور اسی دوران راحیل کی ماں کا اس پر حملہ کرنا اور پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جانا درد کی اذیت سے تڑپتے راحیل کی حالت اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ اس پر بار بار غشی کی کیفیت طاری ہو رہی تھی اور وہ نیم بے ہوشی میں راحیل کو پکار رہی تھی۔

عجیب سراسیمگی طاری تھی اس پر اس کو اپنا ہوش نہیں تھا وہ ابھی بھی وقت کی گزری بھول بھلیوں میں گم تھی۔ وہاں خود پر گزرنے والی ساری کیفیت وہ دہرا رہی تھی جس کو سن کر صباحت و عادلہ ہکا بکا رہ گئی تھیں۔

"اللہ نے بچا لیا میری بچی کو ورنہ ہم تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے عادلہ! اب کسی طرح اس کا منہ بند کرنے کی سعی کرو اگر تمہارے پاپا نے سن لیا تو...... ہماری خیر نہیں ہے۔ عائزہ کے ساتھ میرا بھی بہت برا حشر ہوگا۔"

"مجھے بھی یہی فکر لگی ہوئی ہے ممی! وہ تو شکر ہے پاپا اتنی دیر بیٹھ کر گئے ہیں اس دوران یہ چپ رہی۔" عادلہ مدہوش عائزہ کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم! مجھے بھی یہی فکر کھائے جا رہی تھی یہ کچھ کہہ نہ دے اور فیاض تو کسی صورت معاف کرنے والے نہیں ہیں۔"

"آپ جا کر پاپا کو دیکھیں وہ پھر یہاں نہ آ جائیں میں جب تک اس کو ہوش میں لا کر سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"آج تو شاید ہمارے ستارے گردش میں ہیں پہلے فاخر کے سامنے یہ سب ہوا تمہارا جھوٹ بھی اماں کی وجہ سے فاش ہوا۔" صباحت بے حد غمگین اور فکر مند دکھائی دے رہی تھیں۔

''ممی! وہ بات میں نے گھمادی تھی' فاخر بھائی نہیں سمجھے ہوں گے۔'' عادلہ نے ماں کو تسلی دی۔

''یہ تمہاری خوش فہمی ہے عادلہ! فاخر فرخندہ بھابی کا بیٹا ہے ماں جیسی چالاکی اور مکاری فاخر میں بھی موجود ہے وہ اس وقت جتنا بے خبر اور انجان بن رہا تھا' درحقیقت وہ اتنا ہی متوجہ ہوگا۔''

''ڈونٹ وری ممی! جو ہوگا دیکھا جائے گا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ پاپا کو اس واقعے سے دور رکھنا ہے وہ جتنے کول مائنڈ ہیں غصے میں اتنے ہی بے قابو ہو جاتے ہیں۔''

''او کے میں جاتی ہوں فیاض کے پاس اور ہاں وہ اماں اور پری پر نظر رکھنا وہ بھی ابھی دوبارہ آئیں گی عائزہ کو دیکھنے کے لیے ایسا نہ ہو ان کے سامنے پھر یہ اول فول بکنا شروع کردے اور پھر ہم کسی طرح بھی بچ نہیں پائیں گے۔'' وہاں سے جاتے ہوئے اس کو سمجھا کر گئی۔

''پری! یہ سب کیا ہو رہا ہے بیٹی! ایسا لگ رہا ہے جیسے صباحت اور عادلہ کچھ چھپانے کی کوشش کررہی ہیں ہم دونوں دادی پوتی سے۔'' فاخر کے جانے کے بعد وہ بھی نماز ادا کرنے اپنے کمرے میں چلی آئی تھیں۔ جب سے عائزہ کو انہوں نے بے سدھ پڑے دیکھا تب سے ان کے اندر ایک بے کلی سی پیدا ہوگئی تھی ان کی چھٹی حس کہہ رہی تھی معاملہ وہ نہیں ہے جو بتایا جارہا ہے بلکہ اصل معاملہ بہت گہرا اور نازک ہے۔ جس کی تہہ تک پہنچنا بے حد ضروری ہے لیکن سچائی کا کوئی سرا ہاتھ میں آ کر نہیں دے رہا تھا عادت کے مطابق انہوں نے اپنی اسی الجھن کو پری سے شیئر کیا تھا۔

''دادی جان! ابھی عائزہ بھی تو ہوش میں نہیں آئی ہے وہ اچھی طرح ہوش میں آئے تو معلوم ہو اصل بات کیا ہوئی ہے؟''

پری نے ان کا ذہن ہلکا کرنے کے لیے بات کی تھی ورنہ درحقیقت معاملے کی سنگینی کو وہ پوری طرح سے محسوس کررہی تھی۔ راحیل سے وہ محبت کرتی تھی اور اسی دیوانگی میں دو مرتبہ گھر سے فرار ہوتے ہوئے عین موقع پر پکڑی گئی تھی' اس کی حرکتیں عزت کے خیال سے کچھ دلوں میں ہی دفن ہوگئی تھیں اور آج جو اس کی حالت تھی (جس کی عادلہ اور صباحت پردہ پوشی کررہی تھیں) وہ ایسی ہی داستان کی انتہا کا شاخسانہ لگ رہی تھی۔

وہ دلی طور پر بے حد رنجیدہ اور خوف زدہ بھی دل تھا کہ بے ہنگم انداز میں دھڑکے جارہا تھا' عجیب سے وسوسوں کا شکار ہوگئی تھی وہ۔ سب سے دکھ کی بات یہ تھی کہ وہ دادی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

''عادلہ کو جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی لاج نہیں آتی ہے مجھ سے خود کہا اس نے عائزہ ممی کے ساتھ آنٹی سے ملنے گئی ہے اور تم نے دیکھا فاخر کے سامنے کسی ڈھٹائی سے اپنی زبان بدلی تھی اس نے؟'' دادی اس کی سوچوں سے بے خبر کہہ رہی تھیں۔

''میں بھی فاخر کی وجہ سے کچھ بولی نہیں کہ وہ اس گھر کا داماد ہے ان باتوں سے کچھ غلط مطلب لے بیٹھے تو ساری زندگی اس بچی کی دوبھر ہوجائے گی۔ مردوں کو بدلتے ہوئے بھلا کوئی دیر لگتی ہے۔''

''دادی جان! آپ پاپا کے پاس جائیں وہ بے حد پریشان و فکر مند ہوگئے ہیں اس وقت آپ ہی ہیں جو ان کو سمجھا سکتی ہیں' تسلی دے سکتی ہیں' پاپا بے حد اپ سیٹ ہوگئے ہیں۔'' پری کو فیاض صاحب کی بھی فکر تھی اس نے انہیں اس طرح پریشان بہت کم دیکھا تھا جس طرح وہ عائزہ کی بے ہوشی کا سن کر آئے تھے۔

''بہت محبت کرتا ہے فیاض بیٹیوں سے پریشان تو ہوگا۔''

❀……❖❖……❀

نصف رات گزر چکی تھی۔ نیند اس کی آنکھوں سے اوجھل تھی وہ بے حس و حرکت ریشمی قیمتی بستر پر دراز تھی اس نے نفرت بھری نگاہوں سے قریب سوئے ہوئے حارث کرمانی کو دیکھا جس کے ساتھ وقت گزارنا اسے شدید اذیت میں گرفتار کردیتا تھا وہ روز جیتی اور روز مرتی تھی مگر لبوں پر ایک حرف شکایت نہیں لاتی تھی کہ حارث کرمانی بہت ظالم اور بے رحم آدمی تھا' ماہ رخ کو اس کے ساتھ رہتے ہوئے کئی ماہ بیت گئے تھے اس عرصے میں وہ اس کو سمجھ گئی تھی وہ چار سے زائد بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی اس جیسی کئی کنیزیں رکھتا تھا۔ وہ فطرتاً اوباش آدمی تھا اور اس کے دوست احباب بھی اس کی طرح بدکردار و ہوس پرست تھے۔

وہاں کی ایک ملازمہ سے اس کی گہری دوستی ہوگئی تھی اور اس پرانی ملازمہ سلمٰی نے اس کو حارث کرمانی کو قابو کرنے کے گر سکھائے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ کئی ماہ سے حارث کرمانی کی منظور نظر تھی۔ کیوں کہ وہ کسی لڑکی کو چند ہفتے قریب رکھتا تھا پھر اس کے بعد وہ لڑکیاں کہاں غائب ہوجاتی تھیں یہ ملازمہ سلمٰی کو بھی معلوم نہ تھا پھر ماہ رخ کی بے انتہا خوب صورتی نے بھی حارث کی دیوانگی کم نہ ہونے دی تھی وہ اس کی خاطر سب کو بھولا بیٹھا تھا۔

وہ گہرا سانس لے کر بستر سے نکلی اور گاؤن کی ڈوریاں باندھتی ہوئی مشرقی افق کی جانب کھلنے والی کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی رات کا سیاہ اندھیرا ہر سو بکھرا ہوا تھا۔ صحرا کی رات میں بڑی خاموشی واسرار تھا شہروں کے دھوئیں اور دوسری کثافتوں سے پاک فضا پر رونق تھی سیاہ رات کے آنچل پر چاند ستارے جگمگا رہے تھے وہ یک ٹک چاند ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔

"اوپر کیا دیکھ رہی ہو رخ!" ایک رات گلفام نے اس سے پوچھا تھا۔

"چاند کو دیکھ رہی ہوں کس قدر حسین نظر آرہا ہے...... دیکھونا!"

"میرا چاند تو مجھے ہر وقت نظر آتا ہے دن میں بھی اور رات میں بھی۔ میرے چاند سے بڑھ کر حسین تو نہیں ہے وہ چاند۔" گلفام اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں بولا۔

"تم...... مجھے چاند کہہ رہے ہو سیاہ فام؟" وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی ہنس کر گویا ہوئی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے چاند میں داغ ہوتا ہے کل اگر مجھ پر بھی ایسا کوئی داغ لگ گیا تو......" گلفام نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے گھبرا کر کہا تھا۔

"خدا نہ کرے جو کبھی ایسا ہو یہ کیسی باتیں کررہی ہو رخ!"

"میرے سوال کو ٹالنے کی کوشش مت کرو بتاؤ مجھے اگر ایسا کبھی ہو تو تم مجھے اسی طرح چاہو گے؟ محبت کرو گے؟" نامعلوم اس لمحے اس کے دل میں کیا سمائی کہ وہ اس سے اصرار کررہی تھی۔ اس سے قبل کبھی بھی گلفام کی محبت کو کوئی اہمیت نہ دی تھی۔

"میری محبت اس چاندنی کی مانند شفاف اور پاکیزہ ہے رخ! میری نظر میں محبت جسموں کے نہیں روح کے ملاپ کا نام ہے۔ جسم ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مٹی ہوجاتے ہیں روحیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور ایک دوسرے کی ہوجاتی ہیں ہم ایک دوسرے کے اس وقت ہی ہوگئے تھے شاید جب ہماری روحیں ان جسموں کے پنجروں سے آزاد تھیں۔ آج بھی میں تمہیں چاہتا ہوں اور ہمیشہ چاہتا رہوں گا تم کو یقین آئے یا نہ آئے لیکن سچ کہہ رہا ہوں۔" گلفام کی آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی آنسوؤں کی بے آواز جھڑی اس کی آنکھوں سے بہہ رہی تھی۔

"گل...... فام! تمہیں میں نے ہمیشہ "سیاہ فام" کے لقب سے پکارا تمہاری سانولی رنگت اور عام سے خدوخال والے چہرے کو ہمیشہ میں نے بے زاری و نفرت کی نگاہوں سے دیکھا تمہاری جنون خیز محبت کو حقیر و مضحکہ خیز سمجھا تم کتنے مہرباں تھے کتنی محبت کرتے تھے اور میں خواہشوں کے حصول کے لیے سرگرداں اس وقت سمجھ ہی نہ سکی کہ جن خوش رنگ تتلیوں کے پیچھے میں سرپٹ بھاگ رہی ہوں یہ ہاتھ میں آکر پھر اڑ گئیں تو کیا ہوگا؟ اور ایسا ہی ہوا بھی...... تتلیاں اڑ گئیں ساتھ مجھے اندھی کھائی میں گرا گئیں جہاں غلاظت بھری ہوئی ہے اور میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اس گندگی میں ڈوب رہی ہوں۔"

❁......❖❖......❁

"صاف صاف بتاؤ اصل ماجرا کیا ہے صباحت بیگم! عائزہ کو کیا ہوا ہے؟ وہ بے حد اسٹرونگ دل پاور کی مالک ہے کسی چھوٹی موٹی بات سے اس طرح بے ہوش ہونے والی نہیں ہے۔" وہ کمرے میں مسلسل ٹہل رہے تھے صباحت وہاں آئیں تو فیاض ان سے سخت لہجے میں دریافت کرنے لگے۔

"صاف صاف ہی تو بتایا ہے آپ کو وہ اپنی فرینڈ کے ہاں سے آتے ہوئے کسی سے ڈر گئی ہے۔" انہوں نے بمشکل کہا۔

"کس فرینڈ کے ہاں گئی تھی؟ اس کا نام اور ایڈریس دو میں وہاں جا کر معلوم کرتا ہوں ساری حقیقت۔"

"وہ...... وہ رومیصہ کے گھر گئی تھی وہ لوگ گھر پر نہیں ہیں۔"

"رومیصہ...... فیصل صاحب کی بیٹی......؟" وہ چونک کر گویا ہوئے تھے صباحت گردن ہلاتے ہوئے بولیں۔

"جی...... وہ عائزہ کی کلوز فرینڈ ہے۔"

"تم یقین سے کہہ رہی ہو عائزہ وہاں ہی گئی تھی؟"

"میں جھوٹ کیوں بولوں گی بھلا؟ رومیصہ کل شام یہاں تھی آج اس نے عائزہ کو اپنے گھر بلا لیا تھا میں زینب کے گھر جاتے ہوئے اسے رومیصہ کے ہاں چھوڑ گئی تھی۔" فیاض صاحب سخت اشتعال میں تھے ان کے موڈ کو دیکھ کر صباحت سخت خوف زدہ تھیں لیکن یہاں عائزہ کا معاملہ اتنا گمبھیر تھا کہ وہ سچائی ان کو بتا دیتیں تو وہ عائزہ کو شوٹ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے اور اس طرح پورا گھرانہ نہ صرف تباہ ہوجاتا بلکہ رسوائی بھی ہمیشہ کے لیے ان کا مقدر بن جاتی جو وہ برداشت نہیں کرسکتی تھیں اسی سبب وہ جھوٹ در جھوٹ بولنے کی مرتکب ہورہی تھیں۔

"مجھے تمہاری باتوں سے جھوٹ کی بو آرہی ہے صباحت! ابھی بھی وقت ہے تم مجھے سچ سچ بتا دو ورنہ میں معاف نہیں کروں گا۔" وہ ان کے قریب آکر ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہہ رہے تھے۔

"آپ میری بات سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں فیاض! کیا مجھے اپنی بیٹی کی فکر نہیں ہے؟ کیا عائزہ مجھے عزیز نہیں ہے؟"

"میرے سامنے یہ مگرمچھ کے آنسو بہانے کی ضرورت نہیں ہے تم کو صرف بیٹی کی فکر ہے اور مجھے اپنی عزت کی فکر ہے اپنے خاندان کا وقار اور بیٹیاں عزیز ہیں مجھے سمجھیں تم؟"

"ایسا کچھ نہیں ہوا ہے آپ خوامخواہ بات بڑھا رہے ہیں۔"

"زبان سے جیتنا تمہاری پرانی عادت ہے صباحت! لیکن اس بار معاملہ میری عزت کا ہے میں چپ ہو کر بیٹھنے والا نہیں ہوں اصل معاملے کی تہہ تک جاؤں گا میں۔" وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئے تھے۔

صباحت کا چہرہ زرد ہوگیا مارے خوف کے ان کو لگا کمرا اندھیرے میں ڈوب گیا ہے ان کے پیروں تلے زمین کھسکنے لگی تھی۔ وہ سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"یا اللہ! فیاض کو معلوم ہوگیا تو قیامت آجائے گی۔" پریشانیوں اور تفکرات نے انہیں ہر سمت سے گھیر لیا تھا وہ وہاں سے

عائزہ کے کمرے میں آ گئی تھیں۔
"کیا ہوا ممی! بہت ٹینس لگ رہی ہیں آپ؟" عادلہ نے ان کو بدحواس دیکھ کر پریشان لہجے میں پوچھا۔
"ایسا لگتا ہے جیسے پریشانیوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا ہو سمجھ نہیں آتا کہاں جاؤں...... کس سے مدد مانگوں؟" صباحت رونے لگی اور ان کے اس طرح رونے سے عادلہ بُری طرح پریشان ہو کہ ان سے پوچھنے لگی تھی۔
"خیریت تو ہے نا ممی! پاپا نے کچھ کہا ہے آپ سے؟"
"فیاض نے رومیصہ والے بہانے پر یقین نہیں کیا ہے انہیں کچھ شک ہو گیا ہے عادلہ! اب وہ حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کریں گے اور انہیں خدانخواستہ معلوم ہو گیا تو سمجھو بہت بُرا ہو گا۔"
"اوہ! اب خود تو مزے لے کے سو رہی ہے ہم کو مصیبت میں مبتلا کر کے کتنا منع کیا تھا اس کو کہ مت جاؤ راحیل سے ملنے وہ اچھے کردار کا لڑکا نہیں ہے مگر اس نے بالکل نہیں سنی۔" عادلہ اضطرابی انداز میں سوئی ہوئی عائزہ کو گھور کر بولی۔
"مجھے تو یہ فکر بھی کھائے جا رہی ہیں کہ راحیل کے گھر میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کسی نے اسے دیکھ نہ لیا ہو۔ خدا جانے وہ مرا ہے یا زندہ ہے بات پولیس تک جائے گی اور کسی نے عائزہ کے بارے میں بتا دیا تو پھر سوچو کیا ہو گا ہمارا؟" وہ سخت متوحش و بدحواس ہو رہی تھیں۔
"آپ بے فکر رہیں ممی! راحیل کی طرف کوئی عائزہ کو نہیں پہچانتا اور راحیل کی ماں بوڑھی و خبط الحواس عورت ہے وہ عائزہ کو دیکھ کر بھی نہیں پہچانے گی۔" عادلہ نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔
"گھر جا کر بھابی اور بھائی سے فاخر نے نا جانے کیا کہا ہو گا؟ وہ خود کیا سمجھا ہے عائزہ کی حالت دیکھ کر اس نے کیا رائے قائم کی ہے اُف خدایا......!" انہوں نے درد سے چھٹتی کنپٹیوں کو دباتے ہوئے تکلیف سے کہا۔
"یہ کن الجھنوں میں پھنس گئی ہوں میں؟ میری اپنی اولاد ہی میرے لیے امتحان بن گئی ہے اپنی من مانیوں کی وجہ سے۔"
"ممی...... امی پلیز کول ڈاؤن آپ اتنا اسٹریس مت لیں ہم مل کر سوچتے ہیں کچھ ابھی ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے اگر اس طرح ذہن پر سوار کر لیں گی تو آپ بیمار پڑ جائیں گی۔" عادلہ نے انہیں پانی پلاتے ہوئے تسلی دی۔
"مجھے فیاض سے بہت ڈر لگ رہا ہے وہ بے حد غصے میں ہیں اتنا غصے میں پہلے میں نے کبھی ان کو نہیں دیکھا ہے۔"
"پاپا ہیں کہاں؟" وہ گلاس رکھتے ہوئے بولی۔
"شاید اماں کے پاس ہوں گے۔"
"دادی بھی ہمارا ساتھ نہیں دیں گی اس نازک موقع پر ورنہ وہ پاپا کو آسانی سے ہینڈل کرنا جانتی ہیں۔"
"وہ ہمارا ساتھ کیوں دینے لگیں بلکہ وہ تو اسی چکر میں ہوں گی کہ کسی طرح سچائی معلوم کر کے فیاض کے ساتھ مل کر ہمیں ذلیل و خوار کریں۔"
"پھر سوچیں ممی! کون ہے جو ہماری مدد کر سکے؟"

❁......❖❖......❁

"گلفام! میں نے جس طرح تمہارے اور گھر والوں کے اعتماد کو ریزہ ریزہ کیا سب کی عزت کو روندتے ہوئے گھر سے بھاگنے والا رسوا کن کام کر کے میں اس محل میں بیٹھی ہوں ایک عرب پتی کی داشتہ بن کر قتل کا قصاص قتل ہوتا ہے عزت کا قصاص شاید عزت ہوتا ہے گلفام! ایک اذیت بھری رسوائی میں تم سب کے دامن میں ڈال آئی تھی۔ بدلے میں اس سے بھی زیادہ اذیت بھری زندگی مجھے یہاں ملی ہے عورت سے میں کھلونا بن گئی ہوں جس سے یہ اجلے چہرے اور سیاہ دل والا حارث کرمانی اس وقت تک کھیلے گا جب تک اس کا دل نہیں بھر جاتا اور جب اس کا دل بھر جائے گا نا معلوم کیا انجام ہو گا میرا؟" آنسو روانی سے بہہ رہے تھے وہ دانتوں میں ہونٹ دبائے تصور میں گلفام سے مخاطب تھی وہ کچھ عرصے سے اسی طرح گلفام سے حال دل کہتی تھی۔
"جو چیزیں دل سے اتر جائیں تو وہ کاٹھ کباڑ بن کر اسٹور روم کی زینت بن جاتی ہیں یا صحرا میں کسی گڑھے کی مقیم بن

جائے گی۔" حارث کرمانی دوپہر تک تیار ہوکر ٹیبل پر آیا تو ماہ رخ ریڈ کلر کے سوٹ میں تیار پہلے سے موجود تھی اس نے دلفریب مسکراہٹ سے حارث کا استقبال کیا تھا۔ حارث بھی اسے اپنے پسندیدہ کلر میں دیکھ کر فدا ہی ہوگیا تھا' کھانے کے دوران وہ خوب چہک رہا تھا۔ رخ نے بھی اس دوغلی زندگی کے ایسے ڈھب سیکھ لیے تھے جن میں جھوٹی محبتیں' بے وفا چاہتیں مکروفریب سے پُر اداؤں کے جال تھے جن کو وقتاً فوقتاً حارث کرمانی کی بے تاب تشنہ ضرورتوں پر ڈالنا پڑتا تھا اور وہ پوری سچائی سے اسے اپنی جھوٹی محبتوں کا یقین دلاتی تھی جو سن کر وہ فخر سے اکڑ جاتا تھا۔ کھانے کے دوران سلمٰی قہوہ لے کر آئی تو حارث نے بارعب لہجے میں کہا۔

"سلمٰی! رات ہمارے مہمان آرہے ہیں کویت سے۔" سلمٰی جو مودب کارپٹ پر بیٹھی ٹرالی میں رکھی نفیس کانچ کی پیالیوں میں سنہری قہوہ نکال رہی تھی اس کی آواز پر الرٹ ہوگئی۔

"جی حکم آقا! کنیز خدمت کے لیے ہر دم حاضر ہے۔"

"ہماری پرنسز کو اس طرح تیار کرنا کہ مہمان جب دیکھیں تو پلکیں جھپکانا بھول جائیں' داد دیں ہمارے انتخاب کی۔" وہ قریب بیٹھی ماہ رخ کے شانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"داؤد مرتضٰی کو دکھانا ہے کہ حارث کرمانی کوئی عام مرد نہیں ہے۔"

"آقا جو آپ کا حکم ہے ویسا ہی ہوگا۔" سلمٰی نے قہوہ کی پیالیاں ان کو سرو کی تھیں اور وہاں سے چلی گئی۔

"آپ کہیں تشریف لے جارہے ہیں؟" رخ نے آہستگی سے استفسار کیا۔

"مجھے سوال کرتی عورت کبھی پسند نہیں رہی۔" رخ کے سوال پر اس کا مسکراتا چہرہ یکلخت بدل گیا وہ غصے سے بولا۔

"آئم سوری!" وہ اس کے تیوروں سے سہم گئی تھی۔

"ہوں آئندہ اس کا خیال رکھنا' میں بار بار معاف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش کبھی مت کرنا' تم میری پسندیدہ ضرور ہو مگر ایک کنیز ہو اور کنیز کو آقا سے سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔"

ساری محبت...... تمام الفت...... چڑھی ندی کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ ایک لمحے میں وہ اس کو اس کی اوقات جتا کر جاچکا تھا وہ کسی پتھر کی مورت کی مانند ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔

"ماہ رخ بی بی! یہ ہے تمہاری خواہشوں کی حسین جنت! یہ کس جہاں میں بھٹک گئی ہو تم؟ جہاں پھول کانٹوں سے زیادہ نوکیلے ہیں' یہاں کی گھاس میں الاؤ دہکتے ہیں۔ تم برہنہ پا کب تک چلو گی؟" اس ماحول میں وہ خود کلامی کی عادی ہوچکی تھی۔

"اپنی اوقات یاد رکھنا جب تک زندہ رہو' لمحے بھر میں وہ تمہیں تمہاری اوقات دکھا کر جتا گیا کہ تم اس کی خریدی ہوئی ایک کنیز ہو تم سے وہ دل تو بہلا سکتا ہے مگر تم کو سوال کرنے کا معمولی سا بھی اختیار نہیں دے گا۔"

❁......❖❖......❁

گھر میں ایک عجیب سی وحشت بھری خاموشی چھا گئی تھی۔ بڑا پر ہول سناٹا ہر سو پھیلا ہوا تھا حالاں کہ گھر میں سب لوگ ہی موجود تھے مگر کوئی کسی سے زیادہ بات نہ کرتا تھا۔

عائزہ نے دو تین دن نیم بے ہوشی میں گزارے تھے وہ سوتے جاگتے میں راحیل کو پکارتی' کبھی وہ اس سے برگشتہ دکھائی دیتی' کبھی وہ اسے محبت میں پکارتے ہوئے رونے لگتی اور ایسے میں صباحت اور عادلہ کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی تھیں۔ وہ متوحش ہوکر اس کو جھنجوڑنے لگتی تھیں یا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتی تھیں۔ پری اس کی کیفیت سے اچھی طرح واقف ہوچکی تھی۔ وہ عائزہ اور راحیل کے تعلقات سے بھی باخبر تھی' عائزہ نیم بے ہوشی میں اس کے سامنے بھی خود پر گزرنے والا دکھ دہرا چکی تھی اور پری کے شک پر یقین کی مہر لگ چکی تھی اس وقت کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا اور عائزہ کے لب خاموش ہی ہوئے تھے کہ گھبرائی گھبرائی سی صباحت اندر داخل ہوکر اس سے مخاطب ہوئیں۔

"ارے تم یہاں...... عادلہ کہاں ہے جو تم تنہا ہو اس کے پاس؟"

"عادلہ کے پاس کسی کی کال آئی تھی' وہ سننے باہر گئی ہے۔"

"ہوں' عائزہ نے کچھ کہا ہے تم سے؟" وہ اس کو کھوجتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

"جی...... ممی!" اس نے آہستگی سے کہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر صباحت کو دیر نہ لگی حقیقت جاننے میں۔

"عائزہ ہوش میں نہیں ہے اسے نہیں معلوم وہ کیا کہہ رہی ہے۔" وہ پری کی طرف قدرے جھک کر تنبیہہ کرتی ہوئی گویا ہوئیں۔ "مگر تم ہوش میں ہو' تم کو معلوم ہے ایسی باتیں کسی سے بھی نہیں کرنی چاہئیں بلکہ اس نے جو کہا وہ تم ابھی اور اسی وقت بھول جاؤ' اگر تم نے فیاض کے آگے کوئی آواز نکالی یا اپنی دادی کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو تمہارا وہ حشر کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتی ہو۔ بہتر یہی ہوگا جو سنا ہے وہ سب بھول جاؤ تم۔" پری کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر لان کے ایک تنہا گوشے میں چلی آئی تھی پھر نا معلوم کتنی دیر بیٹھ کر وہ آنسو بہاتی رہی تھی۔

مسٹر اینڈ مسز عابدی عائزہ کی عیادت کو آئے تھے اور جب تک وہ موجود رہے' صباحت نے پری کو کچن میں ہی مصروف رکھا تھا' ایک بار بھی پری سے ان کا سامنا ہونا ناممکن بنادیا تھا۔ البتہ عادلہ پیش پیش تھی پری کی تیار کی گئی ڈشز سے وہ آؤ بھگت کررہی تھی اور انداز یہ تھا گویا وہ سب اس نے ہی تیار کیا ہو۔ پری ان کی فطرت کو جانتی تھی اور آج کل تو صباحت کئی پرابلمز کا شکار تھیں جس کا سارا ملبہ پری پر گر رہا تھا۔

"بہو! عائزہ کی طبیعت بہتر ہے اب اس سے معلوم کرو وہ کہاں گئی تھی؟" اماں نے پان کھانے کے بعد پاندان صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اماں جان! اتنی مشکلوں سے عائزہ کی حالت بہتر ہوئی ہے۔ اب۔ میں پھر اس کو اس حالت میں واپس لے جاؤں؟" وہ ان کو دیکھ کر رشا کی لہجے میں گویا ہوئیں۔

"پوچھنا تو پڑے گا بہو! آخر پتا بھی تو چلے کہ ماجرا کیا ہے؟ جوان جہان بچی کا بے ہوش ہوجانا کوئی نظر انداز کرنے والی بات نہیں ہے پھر فیاض الگ بالکل خاموش ہوکر رہ گیا ہے' نا معلوم کیا بھرے بیٹھا ہے وہ اپنے دل میں خدانخواستہ بچی کی طرف سے کوئی بدگمانی نہ ہوگئی ہو اسے ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا۔" اماں کے لہجے کی مخصوص گھن گرج جس سے درو دیوار مانوس تھے' ازحد خود ہی نرمی میں بدل گئی تھی ابھی بھی وہ آہستگی سے سمجھانے لگیں۔

"آپ سمجھائیں نا ان کو' یہ بھی کوئی طریقہ ہے انہوں نے مجھ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی ہے' میری کسی بات کا جواب دینا گوارا نہیں ہے حتیٰ کہ عائزہ اور عادلہ سے بھی بات نہیں کررہے ہیں فیاض!"

"تم نے بھی فیاض سے جھوٹ بولا کہ عائزہ فیصل کی بیٹی رومیصہ کے پاس گئی تھی' یہ جانتے ہوئے بھی فیصل سے فیاض کی صبح و شام ملاقات ہوتی ہے یہ جھوٹ بھلا کس طرح چھپ سکے گا؟" ان کی بات پر لمحے بھر میں وہ سٹپٹا کر رہ گئی تھیں۔

"مجھے نہیں معلوم اماں! کیا ہوا ہے اور کیا نہیں' ان بچیوں کی وجہ سے میں اپنی ویلیو گنوا بیٹھی ہوں' کوئی مجھ پر اور میری بیٹوں پر اعتبار نہیں کرتا' جائیں کہاں' ہم ماں بیٹیاں؟" انہوں نے رونا شروع کردیا تھا۔

"صباحت! یہ نامعقولیت کی انتہا ہے ہٹ دھرمی ہے سراسر' میرے لاکھ سمجھانے پر بھی تم نے کوئی توجہ نہ دی' لڑکیوں کی تربیت کرنے کے لیے بڑی مشقت و جبر کرنا پڑتا ہے۔"

"بہت ناز و نعم سے اپنی بیٹیوں کی تربیت کی ہے میں نے۔" آنسو صاف کرتے ہوئے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"ان ہی ناز و نخروں نے آج باپ کی زبان بند کردی ہے اور دادی کو نظریں جھکانے پر مجبور کردیا ہے صباحت!" ان کا نم لہجہ بے حد شکستہ تھا جب کہ صباحت چمک کر بولیں۔

"کچھ نہیں کیا میری عائزہ نے ایسا جو آپ سوچ رہی ہیں میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میری عائزہ کل بھی پاک و صاف تھی اور آج بھی۔"

"آواز نیچی کرو اپنی بہو! جو ناعاقبت اندیش مائیں سب جان کر بھی بیٹیوں کی جھوٹی حمایت لیتی ہیں وہ رسوائی و ذلت کے طوق ہمیشہ اپنے گلے میں ڈالنے کا سامان کرتی ہیں۔" ان کو مسلسل ہٹ دھرمی پر قائم دیکھ کر اماں کو جلال آیا تھا۔ "اللہ میری بچیوں کی عصمتوں کی حفاظت کرے کوڑھ مغز عورت! میں خاندان کی عزت کی بات کررہی ہوں' ایک ہفتہ ہوگیا عائزہ کو بستر پر

بڑے اس عرصے میں تمہارے بھائی بھاوج کو توفیق نہ ہوئی بچی کی طبیعت معلوم کرنے کی؟“
”بھابی اور بھائی کو کیا معلوم عائزہ کی طبیعت کے بارے میں؟“
”فاخر کے سامنے وہ بے ہوش ہوئی تھی فاخر نے نہیں بتایا ہوگا؟“
”اُفوہ اماں جان! کیوں بال کی کھال نکالتی ہیں نہیں بتایا ہوگا فاخر نے وہ ایسا ہی لاابالی بھلکو لڑکا ہے۔“ دل میں ان کے بھی کھدبد ہونے لگی تھی یہاں سے جا کر فاخر نے کال کر کے عائزہ کی طبیعت بھی نہ پوچھی اور نہ خود آیا تھا۔ مگر وہ اماں جان کے سامنے بے پروائی ظاہر کرتی رہی تھیں۔

❁......❖❖......❁
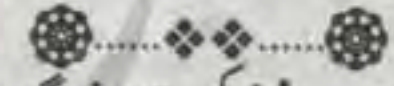
داؤد مرتضیٰ نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ ماہ رخ خود کسی تراشے گئے ہیرے کی مانند حسین تھی سلمٰی جیسی ماہر بیوٹیشن نے اس کی آرائش و زیبائش کر کے اس کے حسن کو شعلہ جوالہ بنا ڈالا تھا۔
”تم پر پروردگار بہت مہربان ہے حارث! جو دنیا میں ہی تم کو حور دے دی ہے تم اب مرنے کی تمنا بھی کیا کرو گے؟“ حارث کرمانی نے ماہ رخ کا داؤد مرتضیٰ سے تعارف کروایا تو وہ جو مبہوت انداز میں اسے دیکھے جا رہا تھا اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو کئی لمحوں تک اپنے ہاتھ میں دبائے ہوئے گویا ہوا۔ ماہ رخ کے ہاتھ کو دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
”موت سے تو کسی کو بھی فرار ممکن نہیں ہے یا حبیبی! لیکن ایسا لگتا ہے ہماری ”جان“ پر تم جان دے چکے ہو۔“ اس نے آگے بڑھ کر ماہ رخ کی کمر کے گرد باز و حائل کرتے ہوئے کہا اور اس کو اسی انداز میں لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔
”ٹھیک کہا تم نے پہلی بار تم نے داؤد مرتضیٰ کو شکست دی ہے آج سے قبل ہر میدان میں میں تم کو ہراتا ہوا آیا ہوں۔“ اس نے کھلے دل سے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا جس پر فخر سے حارث کرمانی نے قہقہہ لگایا تھا۔
”میں نے کہا تھا تم سے کسی دن تم کو ایسی شکست دوں گا کہ تمہاری تمام شکستوں کا بدلہ ایک وار میں ہی لے لوں گا۔“ حارث کرمانی ازحد مسرور تھا اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔
ماہ رخ ان کے درمیان ایک جیتے جاگتے مجسمے کی طرح موجود تھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں نمی اُمڈ رہی تھی۔ داؤد مرتضیٰ جن بھوکی نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اس کی بھوک کو پہچانتی تھی وہ باتیں حارث کرمانی سے کر رہا تھا مگر نگاہ اس کے چہرے پر گاہے بگاہے بھٹک رہی تھیں اور اس کا دل سسکنے لگا تھا نوحہ کناں تھا۔
”یہ ہے میری خواہشوں کی بلندی جو پستی سے بدتر ہے میں نے بہت حسین زندگی کے خواب دیکھے تھے جہاں میں ہوتی اور مجھ سے ٹوٹ کر چاہنے والا وہ مرد ہوتا جو نکاح کے تین لفظوں سے مجھے ہمیشہ کے لیے اسیر کر لیتا اور میں تاحیات اس کی رفاقت پر دل و جان وار دیتی اس کے لیے سجتی سنورتی میری زندگی کا ہر لمحہ صرف اس کے لیے ہوتا میری چاہتوں کا وہ واحد امین ہوتا آج اپنی خواہشوں کی بھینٹ چڑھ گئی ہوں میں چراغ خانہ سے شمع محفل بن گئی ہوں۔ یہ ہے میری خواہشوں کا عذاب۔“
”ڈارلنگ! رو کیوں رہی ہو؟“ بے اختیار ہی آنکھوں کی نمی اس کے رخساروں پر بہہ نکلی تھی حارث کرمانی نے چونک کر اس سے پوچھا۔
”اوہ سوری! میری آنکھ میں کچھ گر گیا ہے۔“ وہ گھبرا کر ایک دم کھڑی ہوگئی۔
”اوہ سیڈ! بہت تکلیف ہو رہی ہوگی تم جا کر آرام کرو۔“ حارث کرمانی نے محبت سے کہا اور اسے وہاں سے جانے کی اجازت دی تھی وہ داؤد مرتضیٰ سے معذرت کرتی وہاں سے نکل آئی اور اس نے دور تک داؤد مرتضیٰ کی نگاہوں کی تپش کو محسوس کیا تھا۔ گیسٹ روم سے بیڈ روم تک راستہ اس نے آنسو بہاتے ہوئے عبور کیا تھا اور بیڈ روم میں آ کر قدآدم آئینے کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ سلیولیس بلاؤز پنک کلر پر بلیک موتیوں سے جس پر دیدہ زیب کام تھا اور ساتھ بلیک اسکرٹ میں وہ اپنے نیم عریاں جسم کو دیکھ رہی تھی وہ کیا تھی؟ اور کیا بنا دی گئی تھی......؟ اپنی ماں کے سر سے آنچل اس نے کبھی ڈھلکا ہوا نہ دیکھا تھا سوتے میں بھی آنچل ان کے سر سے کبھی سرکتا تھا تو وہ بے چین ہو کر اٹھ جاتی تھیں اور یہی حال چچی کا بھی تھا۔ تب اسے وہ سب بے حد فرسودہ و جاہلانہ انداز لگتا تھا امی اس کو بار بار سرزنش کرتیں دوپٹا اچھی طریقے سے اوڑھو نرمی سے قدم اٹھا کر چلو نگاہوں کو جھکا کر چلا کرو

غزل

سچ کو وہ مات دینے نکلے ہیں
صبح کو وہ رات دینے نکلے ہیں
حشر کی بھیڑ میں تماشا گر
اپنی اوقات دینے نکلے ہیں
جن کا شیوہ ہی بے ضمیری ہے
ظلم کا ساتھ دینے نکلے ہیں
زخم در زخم جو دلوں کو دیں
وہ مراعات دینے نکلے ہیں
لوٹ کر کھا گئے جو سارا وطن
وہ انعامات دینے نکلے ہیں
چند اوباش ایک صوفی کو
شر کی سوغات دینے نکلے ہیں
آج انصاف کے ادارے بھی
امتحانات دینے نکلے ہیں

طیبہ سعدیہ عطاریہ...... سیالکوٹ

راستے میں......
”توبہ امی! آپ کی نصیحتیں کب ختم ہوں گی آخر؟ ایسے چلو ویسے بیٹھو ہنسو نہیں بلند آواز میں سر سے دوپٹہ نہ اترے۔ اُف! مجھے اللہ نے لڑکی ہی کیوں بنایا ہے؟ اگر بنایا تھا اس بیک ورڈ خاندان میں کیوں پیدا کر دیا؟“
”میں کہتی ہوں اللہ سے معافی مانگو فوراً بندوں کو شکوے و شکایات نہیں کرنی چاہیے اپنے رب سے اس کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے۔ آج میری جن باتوں کو تم برا سمجھ رہی ہو کبھی نہ کبھی تمہیں احساس ضرور ہوگا کہ میری باتیں کتنی سچی اور حق تھی۔ میری بیٹی! عورت پردے میں ہی محفوظ اور خوش رہتی ہے پردہ عورت کو لوگوں کی بُری نظروں سے بچاتا ہے۔“ ماں کی نرم اور شفیق آواز اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی اس کا دل نمک کی ڈلی کی طرح گھل کر آنسوؤں میں بہہ رہا تھا۔ ایسا وقت بھی آتا ہے کبھی کانٹوں کی طرح چبھنے والے لفظوں میں نرمی اور مہک آ جاتی ہے جو روح کو تڑپانے لگتی ہے۔

❁......❖❖......❁

شہریار مسز عابدی کو لے کر فیاض کے ہاں آیا اور آتے ہی اس کی نگاہیں لان میں کھڑی پری کو دیکھ کر مسرت سے چمک اٹھی تھیں مسز عابدی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اور کار سے نکل کر وہ اس کی طرف بڑھی اور بڑی محبت سے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔
”کہاں مصروف رہتی ہیں بیٹا آپ؟“ وہ علیحدہ ہوتی ہوئی بولیں۔
”گھر میں ہی ہوتی ہوں آنٹی! آئیے اندر چلیں آپ۔“ وہ مسکراتی ہوئی شائستہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔
شہریار دانستہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا اس کی پُرشوق نگاہیں پری کے پُرکشش چہرے پر تھیں ساتھ مٹھائی کا ٹوکرا تھا۔
”السلام علیکم!“ اس نے قریب پہنچ کر خوش گوار لہجے میں کہا۔
”وعلیکم السلام!“ اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" اس کی نگاہوں میں رنگ ہی رنگ تھے۔
"آئیے پلیز۔" وہ اس کی بات سنی اَن سنی کر کے آگے بڑھ گئی' کوریڈور میں ہی صباحت مل گئی پہلے حیرت سے ان کو آتے ہوئے دیکھا پھر بڑے پُرجوش انداز میں مسز عابدی سے لپٹی بڑی ادا سے شہریار کو سلام کیا اور ساتھ ہی پری کو حکم دیا کہ وہ دادی کو بلا کر لائے' پری دادی کے کمرے کی طرف جانے کے لیے کوریڈور کی بائیں سمت مڑی تھی کہ تب ہی شیری نے مسز عابدی سے کہا۔
"مما! میں سب سے پہلے دادی کا منہ میٹھا کرانا چاہتا ہوں۔" وہ ان کا جواب سنے بنا تیزی سے ٹوکرا لے کر پری کے پیچھے چلا آیا۔
"پلیز میری بات تو سنیے مس فیری!" پری نے اسے مڑ کر دیکھا اور رک گئی۔
"آپ ہمیشہ ناراض کیوں رہتی ہیں؟" وہ قریب آ کر بولا۔
"ایسی کوئی بات نہیں ہے میں آپ سے کیوں ناراض ہوں گی؟" پری کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔
"شاید آپ نے میری پہلی ملاقات والی گستاخی معاف نہیں کی ہے؟"
"میں وہ سب بھول چکی ہوں' بہتر یہی ہے آپ بھی بھول جائیں۔"
"رئیلی! آپ درست کہہ رہی ہیں تو ہماری دوستی ہو سکتی ہے' بھروسہ رکھیے آپ مجھ کو بہت بہترین دوست پائیں گی۔" وہ خاصے بے تکلف انداز میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔
"دوستی اور آپ سے؟" وہ تعجب خیز انداز میں گویا ہوئی۔
"مجھ سے دوستی نہیں کر سکتی ہیں آپ...... کیوں؟" یک دم ہی ڈھیروں سنجیدگی اس کے چہرے پر در آئی۔
"میں دوستی کی قائل نہیں ہوں' اسکول لائف سے یونیورسٹی تک میری کوئی فرینڈ نہیں تھی اور نہ اب تک میں نے بنائی ہے اور نہ ہی میں ایسی کوئی خواہش رکھتی ہوں۔"
"آپ کو معلوم ہے فیری! جس کا کوئی دوست نہیں' وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ غریب اور تنہا ہے۔"
"مجھے یہ غربت اور تنہائی سب سے زیادہ عزیز ہے۔" وہ کہہ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ شیری کئی لمحوں تک کھڑا ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ سوچتا رہا پھر کچھ سمجھ نہ آنے پر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

❁......❖❖......❁

"میں بھی اسکول جانا چاہتا ہوں لیکن میرے گھر میں کمانے والا کوئی نہیں ہے اس لیے گھر کا چولہا جلانے کے لیے میں کام کرتا ہوں۔" موٹر ورکشاپ پر میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس وہ بارہ' تیرہ سالہ بچہ کیمرے کے آگے کہہ رہا تھا۔
"پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بننا چاہتا ہوں مگر بہنوں اور ماں کے لیے کام کرتا ہوں' ابا کے مرنے کے بعد میں نے اسکول کا خیال بھلا دیا ہے۔" اس عمر کے دوسرے بچے نے بھی رپورٹر کے سوال پر اپنے ساتھی جیسا ہی جواب دیا تھا اور کئی بچے بھی تعلیم کے حصول سے دوری پر کیے گئے سوال کا اس طرح کے جوابات دے رہے تھے۔ معاشرے میں حالات کی چکی میں پسنے والے یہ وہ بچے تھے جن کی نیندوں سے سہانے سپنے چھین لیے تھے' ان کے ناتواں کاندھوں پر ذمہ داریوں کے بھاری بھرکم بوجھ لاد دیئے تھے۔
جن کی خود کفالت کی عمر تھی' وہ کفیل بنا دیئے گئے تھے کیا ہوگا ایسے لوگوں کا جن کو بچپن سے ہی بڑھاپے کی حدود میں پہنچا دیا جاتا ہے' جن کو نہ پیٹ بھر روٹی ملتی ہے اور نہ ہی تن ڈھانپنے کے لیے پورا کپڑا اور نہ ہی رہنے کے لیے پُرسکون رہائش' ایسے معاشرے کے ٹھکرائے ہوئے بدحال لوگ جو ضروریات زندگی کی بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہوتے ہیں آگے چل کر کس قسم کا معاشرہ قائم کریں گے؟
صفدر جمال ٹی وی کے آگے بیٹھے چینلز پر نیوز سرچنگ میں مصروف تھے' کہیں بھی کوئی ایسی خبر نہ تھی جو زندہ رہنے کے حوصلوں کو تراوٹ بخشے' فائرنگ' بم بلاسٹ' تباہیاں' افراتفری' دھرنے' ہڑتال' قیامت سے پہلے قیامت صغریٰ مچی ہوئی تھی۔ نہ

گھر سے باہر جانے والے محفوظ تھے اور نہ ہی گھر میں رہنے والے محفوظ رہے تھے' لوگ لوٹ رہے ہیں' کٹ رہے ہیں' مر رہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ عجیب بے حس و بے ضمیر لوگ ہیں جو حکمرانی کا تاج سر پر سجائے بیٹھے ہیں۔ صد افسوس...... اپنی ذمہ داریوں و حقوق کی ادائیگیوں سے بے بہرہ ہیں اور بہت بے خوفی سے اپنی تمام نااہلیت و غیر ذمہ داریوں کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں' ساس و بہو کی طرح لڑتے جھگڑتے نظر آتے ہیں۔

"میں نہ مانوں" کی گردان سب کی فیورٹ ہے۔ چائے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑے ثمنی بیڈروم میں داخل ہوئی تھیں۔

"کیوں سر چنگ کر رہے ہیں صفدر! تمام چینلز میں کمپٹیشن رہتا ہے سب پر آپ کو ایسے ہی پروگرامز ملیں گے۔" وہ ایک کپ ان کو پکڑاتے ہوئے دوسرا خود لے کر ان کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔ صفدر جمال نے ٹی وی آف کر کے ریموٹ رکھ دیا تھا۔

"مسائل ہمارے معاشرے کے اس حد تک گمبھیر ہو چکے ہیں ثمنی کہ چھوٹے چھوٹے ان بچوں کو محنت و مشقت کرنی پڑ رہی ہے جن کے ابھی کھیلنے کودنے کے دن ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کھلونوں کی جگہ ذمہ داریاں آ گئی ہیں' وہ چھوٹے چھوٹے بچے سارا سارا دن اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے کتنا روپیہ لے کر جاتے ہوں گے؟ پچاس' سو' ڈیڑھ سو اس سے زیادہ تو نہیں ملتے ہوں گے پھر ایک ٹائم کی روٹی بھی بڑی مشکل سے ملتی ہوگی؟"

"یہی تو المیہ ہے ایسے لوگوں کا۔" انہوں نے چائے پیتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہا چند لمحے توقف کے بعد وہ پھر گویا ہوئیں۔

"سعود کی بے پروائی نے آپ کو بہت حساس بنا ڈالا ہے۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو ڈیئر! جب انسان خود دکھوں سے نبرد آزما ہوتا ہے تو پھر احساس ہوتا ہے کسی کے دکھ کا' کسی کی تکلیف کا' ہم نے خود سعود کو امریکہ بھیجا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اور اس نے وہاں تعلیم حاصل کی مگر ساتھ ہی وہاں کی سوشل لائف بھی ابزرو کرتا رہا اور جس کا رزلٹ ہمارے سامنے ہے وہ اپنے فیصلے خود کرنے کا عادی ہو چکا ہے' ہم اس کے ماں باپ ہیں صرف والدین کہلانے کا حق حاصل ہے' ہم کو نہ وہ ہماری بات کو مانتا ہے اور نہ ماننا چاہتا ہے۔"

سعود کے بیگانگی بھرے رویے نے ان کو اتنا دلبرداشتہ کیا تھا کہ وہ اپنی بے فکر زندگی کی تمام تر ایکٹوٹیز ڈراپ کر کے گھر اور آفس تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔

"اپنے بیٹے سے زیادہ مجھے ان محنت مزدوری کرنے والے بچوں پر پیار و فخر محسوس ہو رہا ہے۔ جو تمام ضرورتوں و آسائشوں سے محروم ہونے کے باوجود کوئی شکوہ و شکایت زبان پر نہیں لاتے ہیں۔"

"ضرورت سے بڑھ کر آسائش اور پیسہ اسی طرح بچوں کو گمراہ کرتا ہے صفدر! میں نے تو بہت چاہا تھا سعود کو وہاں نہ بھیجوں مگر تب آپ کو مجھ پر اعتبار ہی کب تھا۔" وہ بے حد افسردہ تھیں نہ چاہتے ہوئے بھی ماضی کے زخم درد دینے لگے تھے۔

"آئم سوری ثمنی! نا معلوم کیا ہوا تھا مجھے اس وقت جو میں ایک عام کمزور و کم ظرف مرد بن گیا تھا' زندگی کے وہ حسین دن میں نے شک و شبے میں گزار دیئے' خود بھی کانٹوں پر لوٹتا رہا اور تم کو بھی شدید اذیت میں مبتلا رکھا اور ایک پیاری سی بچی پارس کو بھی تم سے دور رکھا۔" وہ پچھتاووں کے ساگر میں ڈوبے جا رہے تھے۔

❁......❖❖......❁
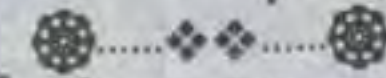
"ممی! میں آخری بار راحیل کے گھر جانا چاہتی ہوں۔" بالوں میں برش کرتی صباحت نے اس کی طرف دیکھا۔ "پلیز ممی! لاسٹ ٹائم پھر کبھی میں آپ سے ایسا نہیں کہوں گی۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں وہ زندہ ہے یا......" صباحت نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے اٹھ کر ایک تھپڑ اس کے دائیں رخسار پر رسید کیا تھا۔

"کتنی سزا دو گی مجھے خود کو پیدا کرنے کی عائزہ۔"

"ممی! لاسٹ ٹائم......"

"شٹ اپ عائزہ! جو کچھ تم نے کیا اور جو کچھ تم کرتی آئی ہو وہ میری برداشت سے کچھ زیادہ ہی ہو چکا ہے' تمہیں ذرا کسی کا

شہزادی عزیز

السلام علیکم! پیاری پیاری کیوٹ سی آنچل بہنوں کو بہت سا سلام۔ مابدولت کو شہزادی عزیز اور پیارے دوستیں اور بہنیں مجھ کو شیزا کہتی ہیں۔ جی تو میں 15 نومبر 1989ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئی' بہنوں میں دوسرے نمبر پر ہوں' بڑی آپی ملتان میں BZU میں ایم ایس سی کے فائنل ائیر میں ہیں اور اس کے بعد میں' میرے بعد میری چھوٹی بہن بیلی اس کے بعد میرا بھائی شاہد ہے اس کے بعد پھر چار بہنیں ہیں ایک گڑیا جو ابھی بور ہے والا گئی ہے' ایف ایس سی کر رہی ہے' اس کے بعد شیری جو 9th کی اسٹوڈنٹ ہے پھر عینہ اور انیلہ سب سے شرارتی ہیں لیکن اگر وہ گھر میں نہ ہوں تو گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے اور میں اپنی دوستیں انیلہ' عروسہ' ریحانہ' سدرہ' تابندہ' نوشین' افشین' نادیہ اور بہت سی دوستیں شاید نام ختم نہ ہوں لیکن ابھی ابھی دوستوں کے نام تحریر کر دیئے ہیں ان کو میری طرف سے سلام۔ برائیوں کی طرف آئیں تو ایک بہت بڑی برائی یا جو بھی کہہ لو کہ میں بات بات پر جھگڑا کرتی ہوں۔ یہ بھی کہہ لیں غصے کی بہت تیز ہوں اور اس کے علاوہ نرم مزاج بھی بہت ہوں۔ اب اجازت' اللہ حافظ۔

ڈر خوف نہیں ہے؟ تمہیں معلوم ہے فیاض مجھ سے ایک ہفتے سے بات نہیں کر رہے ہیں صرف تمہاری وجہ سے اور اماں جان الگ میرے خلاف کوئی محاذ تیار کیے بیٹھی ہیں اور پھر بھابی' بھائی اور خود فاخر نے بھی پلٹ کر تمہاری کوئی خبر نہیں لی ہے۔" وہ بھرے بادلوں کی طرح ایک دم ہی برسنا شروع ہو گئی تھیں۔ عائزہ کھڑی ہوئی آنسو بہا رہی تھی کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ان کی پروا بالکل بھی نہیں کرتی اور کوئی نہ کوئی جھوٹ بول کر وہاں چلی جاتی پر اب وہ ٹوٹ گئی تھی' بہت کمزور اور ڈرپوک ہو گئی تھی جس راحیل کی محبت نے اس کو نڈر و بہادر بنا دیا تھا اسی راحیل کے اصل چہرے نے اس سے خود اعتمادی چھین لی تھی۔

"جاؤ یہاں سے تماشا مت بنو' نہ مجھے تماشا بنانے کی کوشش کرو۔ ہونہہ! تم سے اچھی تو وہ پری ہے' جس کو نہ ماں کی محبت ملی اور نہ باپ کی شفقت پھر بھی وہ کس طرح زندگی گزار رہی ہے' اس کا کردار اتنا مضبوط ہے کہ...... بارہا میرے الزامات لگانے پر بھی کسی نے یقین نہیں کیا۔" وہ جب بھی شدید غصے میں آتیں تو اسی طرح سچ بولا کرتی تھیں۔

"آپ کے کیے کی سزا مجھے مل رہی ہے ممی! آپ نے کبھی پری کو اپنی بیٹی نہیں سمجھا' ہمیشہ اسے بدنام و رسوا کرنے کی کوشش کی۔" وہ روتے ہوئے ان کو وہ آئینہ دکھا رہی تھی' جس میں دیکھنے سے انہوں نے ہمیشہ اجتناب برتا تھا اور اب ان کی بیٹی ہی یہ کام کر رہی تھی۔

"تم...... تمہاری یہ جرأت میرے سے اس طرح کا برتاؤ کرو' میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا؟ تمہاری حرکتوں کو چھپاتی رہی' تمہارے رازوں پر پردہ ڈالتی رہی اور تم یہ صلہ دے رہی ہو؟" صباحت تو مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گئی تھیں۔

"تم پری کی طرف داری کر رہی ہو؟ ابھی جا کر بتاتی ہوں تمہارے سارے کرتوت فیاض اور اماں جان کو پھر مدد مانگنا اپنی اس چہیتی پری سے' جس کی طرف داری میں ماں کو طعنے دے رہی ہو۔"

"سوری ممی! میرا یہ مقصد تو نہیں تھا۔" وہ ان سے لپٹ کر معذرتی لہجے میں کہنے لگی۔

"آپ کو معلوم ہے نا' میری ول پاور کس قدر کمزور ہو گئی ہے اور مجھے خود اعتبار نہیں رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا بول دیتی ہوں۔"

"اٹس او کے! اپنا خیال رکھو میری جان! آج تو یہ بے وقوفی کی باتیں تم نے کر دی ہیں' یہ تو اچھا ہے گھر میں فیاض نہیں ہیں اگر انہوں نے یہ سن لیا ہوتا تو قیامت آ جاتی تھی بس۔" انہوں نے اس کے بالوں کو بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہا۔

"سوئٹ مما! آپ کس قدر اچھی ہیں فوراً غصہ ختم کر دیتی ہیں۔"

"اچھا اچھا اب زیادہ مجھے مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے یہ بتاؤ راحیل کے گھر کیوں جانا چاہتی تھیں؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگیں۔

"اللہ نے تمہاری عزت بچائی ہے پھر اب وہاں جانے کا مقصد کیا ہے' تمہیں خواب میں بھی ایسی جگہ پر نہیں جانا

چاہیے۔" جواباً وہ چپ رہی نظریں جھکائے بیٹھی رہی تھی۔
"اتنا کچھ کرنے پر بھی تم راحیل کو دیکھنا چاہتی ہو بیٹا؟"
"جی...... میں دیکھنا چاہتی ہوں اسے۔"
"عائزہ! تم پاگل ہوگئی ہو کیا؟" حیرت دکھ و تاسف سے ان کی آواز کانپ رہی تھی۔
"جی ممی! میں آخری بار دیکھنا چاہتی ہوں اسے...... مردہ!"

❁......❖......❁

"ارے بھئی بہت عجیب لڑکا ہے وہ شیری بھی اس دن آیا تو زبردستی کئی گلاب جامن مجھے اپنے ہاتھ سے کھلا کر گیا کہ دادی اس مٹھائی پر سب سے پہلے حق آپ کا ہی بنتا ہے آپ کے کہنے سے میں نے آفس جوائن کیا ہے۔" دادی آج کل شیری کے گن گانے میں مصروف رہتی تھیں وہ بھی کسی مرید کی طرح ان کے دربار میں اکثر و بیشتر حاضری لگاتا رہتا تھا۔ اس کے انداز میں سعادت مندی و فرماں برداری ہوتی تھی پھر پری کو بھی اس سے کوئی عناد نہ رہا تھا کیونکہ وہ کچھ دنوں سے عادلہ کے ساتھ تھا' چند باتیں پری سے بھی کرلیتا تھا۔
"آج کہہ رہا تھا دادی جان! آپ کو ڈنر پرلے کر جاؤں گا۔" پری ان کے بالوں میں کنگھا کررہی تھی اور وہ کہہ رہی تھیں۔
"پھر آپ کب جارہی ہیں ڈنر پر؟" اس کے لہجے میں شوخی تھی۔
"لو میں تو جیسے جانے کے لیے مچل ہی رہی ہوں نا؟"
"کوئی اتنے پیار سے کہے تو چلے جانا چاہیے دادی جان!"
"تم مجھ سے مذاق مت کرو پری! وہ سب کو لے جانے کی کہہ رہا تھا مگر میں نے منع کردیا' گھر میں جو صورت حال ہے وہ اس سے کہاں واقف ہوسکتا ہے۔ عائزہ تو ٹھیک ہوگئی ہے لیکن فیاض کا مزاج ابھی بھی خراب ہے نا معلوم کیا دل میں ٹھان کر بیٹھا ہے؟"
"پاپا کو اتنا غصہ آئے گا یہ مجھے اندازہ ہی نہ تھا دادی جان! کبھی میری ممی کے سامنے بھی پاپا کو ایسا غصہ آیا ہے؟" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔
"نہیں! تمہاری ماں فیاض کے تمام عادت و مزاج سے واقف تھی' اچھی لڑکی تھی وہ سلجھی ہوئی' پڑھی لکھی' ادب و آداب والی' صباحت تمہاری ماں کی الٹ ہے۔ بالکل مختلف مزاج و عادت اس کی ہے۔"
"یہ آپ کہہ رہی ہیں دادی!" مسرت و انبساط سے وہ اچھل پڑی تھی۔ "آپ میری مما کی تعریف کررہی ہیں دادی جان!"
"ہاں! وقت گزارنے کے بعد ہمیں احساس ہوتا ہے اپنی عقل مندی یا پھر حماقت کا' سچ بات تو یہ ہے میں عامرہ اور آصفہ کے بہکاوے میں آکر اپنے بچے کا گھر تباہ کر بیٹھی تھی۔"
"عامرہ اور آصفہ پھوپو نے ایسا کیوں کیا؟"
"انہیں خوف تھا ان کا بھائی امیر کبیر بیوی کے ساتھ الگ نہ ہوجائے' ان کو بھول کر اپنی دنیا علیحدہ نہ بسالے پھر ان دنوں صباحت نے کچھ ایسی تابعداری و ملنساری میں ہم کو جکڑا ہوا تھا کہ اس کے سوا ہم کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہر دوسرے دن ہماری دعوتیں ہوتی تھیں' نا جانے کون سے پینترے بدلے تھے صباحت نے' اس کو اس گھر میں میری بہو بن کر آنے کی چاہ تھی اور تقدیر کو بھی یہی منظور تھا وہ چلی گئی اور یہ آگئی۔ سمجھو پریشانیوں کے در کھل گئے۔" انہوں نے نم ہونے والی آنکھوں کو دوپٹے سے رگڑا۔ دبیز اداسی وہاں پھیل گئی۔
"یہ ایسا دکھ ہے جو قبر تک میرے ساتھ آئے گا' جب عورت ساس بن جائے تو اس کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھے عموماً ہمارے معاشرے میں یہی ہوتا ہے۔ بیٹیاں ماں کے کان بھائی کے خلاف بھرتی ہیں اور نتیجتاً گھروں میں سکون' پیار و محبت رخصت ہوجاتا ہے پھر رات دن کی چیخ چیخ سے گھر ٹوٹتے ہیں اگر نہ ٹوٹیں تو ان میں دراڑیں ضرور پڑجاتی ہیں۔" اس کے چہرے پر بڑی پیار بھری سکون آمیز مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

عظمیٰ قادریہ عطاریہ

السلام علیکم! میرا نام عظمیٰ قادریہ ہے' میرا تعلق سمندری شہر کے قریب ایک گاؤں ٹانک کوٹ سے ہے تو جناب 26 اگست 1996ء کو خوشیاں بکھیرنے اس دنیا میں تشریف لائی' ہم سات بہن بھائی ہیں اور میرا نمبر لاسٹ ہے۔ میں آنچل کی تین سال سے قاری ہوں۔ جی تو اب آتے ہیں اپنی خوبیوں اور خامیوں کی طرف تو میں ہر کسی کو اپنا دوست سمجھتی ہوں اسے میری خوبی کہیں یا خامی۔ میں گھر کا ہر کام کرلیتی ہوں مثلاً کھانا پکانا' سلائی کڑھائی وغیرہ۔ میری ایک بیسٹ فرینڈ ہے جو کہ بہت ہی اچھی ہے اس کا نام انعم ہے اس کا کیوٹ سا بیٹا مجھے بہت پیارا لگتا ہے۔ مجھے اپنے بہن بھائیوں اور امی جان سے بہت پیار ہے' مجھے بارش کا دلفریب موسم بہت اچھا لگتا ہے اور پورے چاند کی رات بہت پیاری لگتی ہے۔ کھانے میں مجھے چکن بریانی' آئس کریم اور پزا بہت پسند ہے شاعری مجھے بہت اچھی لگتی ہے پہننے میں مجھے ساڑھی اور لمبی قمیص کے ساتھ پاجامہ اچھا لگتا ہے' کلرز میں مجھے بے بی پنک اور بلیک کلر پسند ہے' بہار کا موسم بہت پسند ہے' ہر طرف پھول ہی پھول سبزہ ہی سبزہ آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے' چلو جی بور مت ہوں اگر کوئی مجھے اس لائق سمجھے تو دوستی کا ہاتھ بڑھائے میرا سارا خلوص اس کے ساتھ ہوگا۔

دادی کے وہائٹ ریشم جیسے بالوں کو وہ آرام سے بل دے رہی تھی آج اس کی ممی کی فتح کا دن تھا' آخر کار حق کی فتح ہوئی تھی' دادی نے اس کی ممی کے خلوص و اچھائی کا اعتراف کرلیا تھا ورنہ وہ ہمیشہ ان کے ذکر پر چپ رہتی تھی۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اس کے لبوں پر در آئی تھی۔
"طغرل میں مستقل مزاجی نہ جانے کب آئے گی؟ فون کرتا ہے تو دن میں بار بار فون کرلیتا ہے یا کئی کئی دنوں تک ایک بھی فون نہیں کرتا وہ لڑکا۔" ان کو یکلخت طغرل کی یاد ستانے لگی۔
"آپ کو معلوم ہے جب میں نانو کے ہاں تھی تب فون پر مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ میں آپ کو چھوڑ کر وہاں کیوں گئی ہوں اور اب خود کا پتا نہیں ہے' جو دادی کو ایک کال بھی نہیں کی جارہی ہے۔" اس نے فوراً شکایت لگائی تھی۔
"بہت محبت کرتا ہے وہ مجھ سے' وہاں جاکر بھی وہ میرا خیال رکھتا ہے۔ شیری آتا ہے تو میں اس کو اپنا طغرل ہی سمجھنے لگتی ہوں۔"
"طغرل بھائی واپس نہیں آئے تو آپ کو اتنا دکھ نہیں ہوگا کہ شیری کسی حد تک ان کی کمی پوری کرنے لگے ہیں۔"
"پگلی! بچوں جیسی باتیں کرنے لگی ہو' طغرل کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا' وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے' میری روح کا حصہ ہے۔"
"تب بھی وہ آپ کی طرف سے غافل ہیں ایک کال بھی نہیں کررہے۔" وہ بیڈ سے اٹھتے ہوئے منہ بنا کر گویا ہوئی۔
"تم بلاوجہ مجھ کو اس سے بدظن کرنے کی سعی نہ کرو تو بہتر ہے۔ میں جانتی ہوں میرا بچہ کسی ضروری کام میں پھنسا ہوا ہے' تم دیکھنا آج کل میں فون آنے ہی والا ہے اس کا۔" دادی نے بھی مسکراتے ہوئے اسے چڑایا تھا۔
"ارے اب تو تمہارا کمرا خالی پڑا ہے وہاں سویا کرو' کیوں میرے پاس گھسی رہتی ہو' اپنے کمرے میں جاؤ۔" انہوں نے چونک کر اس سے کہا۔
"کیا پتا کب آپ کے لاڈلے صاحب! آجائیں اور مجھے پھر سے کمرا بدر ہونے کا آرڈر مل جائے' ایسی بےعزتی سے بہتر ہے میں یہیں آپ کے پاس سوؤں تو اچھا ہے۔" آج اس کو ایسی خوشی ملی تھی کہ وہ مسکرائے جارہی تھی۔
"طغرل ابھی نہیں آئے گا' اس کی فیکٹری تیار نہیں ہوئی ہے' کچھ کام باقی ہے اور کوٹھی بھی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ کوٹھی اور فیکٹری تیار ہونے کے بعد ہی وہ سب آئیں گے پاکستان رہنے۔ تاؤ اور تائی کے ساتھ بھائی اور بھابی بھی آجائیں گے۔"
"فراز کا تو یہی ارادہ ہے اگر بہو بیٹے رہنے کے لیے نہیں آئیں گے تو یہاں ہم سے ملنے کے لیے تو آئیں گے نا۔" انہوں نے اطمینان سے جواب دیا وہ بھی اپنے کمرے کو یاد کررہی تھی۔ دادی کی اجازت پر وہ اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی معاً ان

کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھی عادلہ کی ہنسی کے جلترنگ اس کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے وہ بے اختیار اس کی طرف بڑھ گئی۔

''کیا ہوا؟ تم کیوں آگئی ہو ادھر؟'' وہ موبائل کان سے ہٹا کر اس سے تند لہجے میں بولی۔

''کس سے باتیں کر رہی ہو اس ٹائم؟'' وہ اعتماد سے بولی۔

''شیری سے باتیں کر رہی ہوں میں اس ٹائم۔'' وہ اس کے چہرے کو گھورتے ہوئے معنی خیز لہجے میں بولی۔

''پاپا ابھی گھر نہیں آئے ہیں ان کے آنے سے پہلے یہاں سے اٹھ جاؤ۔'' وہ کہہ کر چلی گئی عادلہ فیاض کے نام پر پریشان ہوگئی تھی۔

''اوہ انوسنٹ گرل! اپنی سسٹر کے ڈرانے سے ڈر گئی ہو تم پلیز کچھ دیر اور باتیں کرتے ہیں۔'' دوسری طرف سے شیری نے پری کی باتیں سن کر عادلہ سے کہا جو اسے کل کال کرنے کا کہہ رہی تھی۔

''میں پری سے ڈرنے والی نہیں ہوں' وہ دراصل ان دنوں پاپا بے حد ڈسٹرب ہیں ان کو بات بے بات غصہ آرہا ہے۔'' وہ پری کے کمرے میں چلی آئی تھی جو بیڈ شیٹ چینج کر رہی تھی۔

''اوہ...... بلاآخر بدھو لوٹ کر گھر کو واپس آگئے۔'' وہ دہلیز پر کھڑی ہو کر طنزیہ مسکراہٹ سے بولی۔

''طغرل کے واپس آنے کا ارادہ نہیں ہے؟ کیا اس نے وہاں کوئی نیلی آنکھوں والی میم پسند کرلی ہے جو تم اس روم میں آگئی ہو۔''

''مجھ سے فضول سوالات کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم کو جو پوچھنا ہے دادی سے پوچھو۔'' پری نے مصروف انداز میں کہا۔

''ارے مجھے تو کچھ جلنے کی بُو آرہی ہے اوہ یہ یقیناً تمہارا دل ہوگا جو شیری کو میرا ہوتا دیکھ کر جل کر کباب ہو رہا ہے۔''

''تمہیں ایسی خوش فہمیاں کیوں رہتی ہیں عادلہ! مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم شیری کی ہوتی ہو یا شیری تمہارا!'' وہ بھی اس کے انداز میں دوبدو بولی۔

''میں سب جانتی ہوں تمہیں' جتنی تم زمین کے اوپر ہو اتنی ہی زمین کے نیچے ہو لیکن یاد رکھنا غلطی سے بھی میرے اور شیری کی راہ میں آنے کی کوشش کی تو تمہیں پوری زمین میں دفن کردوں گی' بہت مشکل سے پایا ہے میں نے شیری کو۔'' وہ سخت لہجے میں کہتی ہوئی چلی گئی۔

پری نے دروازہ لاکڈ کیا اور نائٹ بلب آن کر کے بیڈ پر لیٹ گئی' چھ سات ماہ کے طویل عرصے میں وہ اپنے کمرے میں موجود تھی' مالکانہ حقوق کے ساتھ کمرا ملنے کی ساری خوشی عادلہ کی کڑوی باتوں نے خراب کردی تھی۔ لیکن ان باتوں کا یہ فائدہ ہوا کہ وہ جلدی سو گئی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد وہ کمرے سے نکل کر نیچے لان میں آگئی تھی' سورج ابھی نکلا نہیں تھا سرمئی اندھیرا ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔ جاتی سردیوں' آتی گرمیوں کی خنک صبح تھی گھاس کچھ نم تھی' وہ سلیپرز اتار کر گھاس پر چلنے لگی۔

ٹھنڈی گھاس اور خوش گوار ہوا کے سبک جھونکے اس کو کسی اور ہی دنیا کی سیر کرانے لگے وہ مسرور سی ٹہلتے ٹہلتے مڑی اور ٹھٹک کر رک گئی۔ سامنے دیکھتے ہوئے وہ ساکت ہوگئی تھی۔

''آداب عرض!'' وہ مسکراتا ہوا اس کے قریب چلا آیا تھا۔

''طغرل...... بھائی...... آپ...... کب...... آئے؟'' حیرت و بے یقینی کے باعث اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

''ایک گھنٹہ قبل۔'' وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے نقوش سے ابھرتی حیرت کو دیکھتا ہوا گویا ہوا تھا۔

''آپ نے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی؟''

''پھر میں تمہارا یہ حیرت آمیز استقبال کس طرح دیکھ سکتا تھا؟''

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)
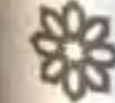
تمہارے حسن سے رہتی ہے ہم کنار نظر
تمہاری یاد سے دل ہمکلام رہتا ہے
رہی فراغتِ ہجراں تو ہو رہے گا طے
تمہاری چاہ کا جو جو مقام رہتا ہے

میں عشناء کوثر سردار حاضر ہوں' سب سے پہلے آنچل کے پورے اسٹاف کو اور آپ سب کو آنچل کی سالگرہ کی مبارک باد دینا چاہوں گی۔ آپ سب بہت اچھے سے' خوش اسلوبی سے اپنی خدمات انجام دے رہے ہو' آنچل میں آنے والی تمام تبدیلیاں خوش آئند ہیں۔ آنچل کی دلچسپی کو بڑھا رہی ہیں اور چار چاند لگا رہی ہیں' امید ہے آنچل آگے بڑھنے کا یہ سفر ہمیشہ جاری رکھے گا۔ آنچل کے لیے اور آپ سب کی بھرپور کوششوں کے لیے ڈھیروں ڈھیر مبارک باد۔

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟

شاید' ہمیں ہم سے زیادہ دوسرے جانتے ہیں' اپنے بارے میں خود سے کچھ کہنا بہت عجیب اور کسی قدر مشکل لگتا ہے۔ میں بہت مثبت ذہن ہوں' گھریلو ہوں۔ قدرت سے بہت لگاؤ ہے' میں اچھی بات پر ہمہ تن گوش رہتی ہوں' اچھی دوست ثابت ہوتی ہوں۔ میں کسی کی بڑی سے بڑی غلطی کو بہت آرام سے اور جلد معاف کردیتی ہوں چاہے اس سے میرا دل کتنا ہی دکھا ہو۔ میں خود کو بہت حساس پاتی ہوں۔ میرے خیال میں' میں اک متوازن شخصیت ہوں۔ میں جو ٹھان لیتی ہوں کرکے رہتی ہوں' مجھے یاد ہے اپنی فلم میکنگ کی کلاس میں' میں واحد لڑکی تھی اور میرے ٹیچر کے الفاظ تھے' عشنا کو چیلنج دے دو اور کہہ دو کہ یہ ناممکن ہے' یہ آپ کو ممکن کرکے دکھائے گی' میں حوصلہ اور ہمت نہیں ہارتی۔

تعلیمی قابلیت؟

میں نے فلم میکنگ (میڈیا اور آرٹ) اسٹڈی کیا ہے اور آئی آر میں ماسٹر بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ' برطانیہ کی کچھ ٹاپ یونیورسٹیز سے فلم میکنگ کے کچھ کورس بھی کیے ہیں۔

تحریری سفر کب شروع کیا؟

میں نو برس کی تھی جب پہلی کہانی اسکول میگزین کے لیے لکھی تھی' اس کے بعد کچھ چھوٹی کہانیاں میگزین میں شائع ہوئیں' مگر مجھے وہ فیز کچھ ناپختہ اور نادان لگتا ہے اور میں 1999ء کو وہ دور مانتی ہوں جب میں نے کچھ شعور کے ساتھ "اے شمع کوئے جاناں" لکھا سو میرے لیے یہ وقت جب میں نے جانا میں واقعی لکھ سکتی ہوں۔

موجودہ مصروفیات

میں نے پانچ نیو ناولز اسکیچڈ آؤٹ کیے ہیں' آج کل اس پر کام کررہی ہوں' ہاورڈ یونیورسٹی امریکہ سے دو تین لونگ ڈسٹینس کورس کررہی ہوں۔ کوکنگ سیکھنے کا پلان کررہی ہوں (امید ہے سیکھ جاؤں گی) اس کے علاوہ کچھ ناولٹس اور ناول پر بھی کام کا ارادہ ہے' ایک نئی انگلش کتاب لکھ رہی ہوں' کچھ انٹرنیشنل رائٹرز کے ساتھ لکھنے کا تعاون کررہی ہوں۔

مشاغل و شوق

کتابیں پڑھنا' انٹرنیٹ سرفنگ کرتی ہوں' فیملی کو ٹائم دیتی ہوں۔ ساحل پہ چہل قدمی کرنا' فلمیں دیکھنا' ڈسکوری' اسٹار ورڈ اور نیشنل جیوگرافکس چینل دیکھنا' شاپنگ کرنا بہت پسند ہے۔

پسند نا پسند

مجھے بارش پسند ہے' سردی پسندیدہ موسم ہے۔ ساحل پہ واک' اطالوی اور ایشیائی کھانے پسند ہیں۔ روک' سوئیل' آر اینڈ بی میوزک پسند ہے۔ پرندوں کو کھلے آسمان میں اڑتے دیکھنا۔ مجھے ڈارک چاکلیٹ بہت پسند ہے۔ کافی' آئس کریم پسند ہے۔ طوفان پسند ہے' برفانی ہوائیں اچھی لگتی ہیں۔ پرفیوم پسند ہے' طلوع و غروب آفتاب دیکھنا اچھا لگتا ہے۔ سچ اچھا لگتا ہے' جھوٹ پسند نہیں۔ منافقت پسند نہیں' حسد پسند نہیں' سیاستدان پسند نہیں' نسل پرستی کی درجہ بندی پسند نہیں' خزاں کا موسم پسند نہیں۔

خوبیاں و خامیاں

خوبیاں اور خامیاں؟ اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بن سکتی شاید سب سے بڑی خوبی حساس ہونا ہے اور خامی دوسروں پر جلد بھروسہ کرلینا۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ھیں

میرے بچپن سے میری برتھ ڈے پر ہمیشہ سے دو کیک کٹتے ہیں' ایک رات ٹھیک بارہ بجے جب گھڑی میں ٹائم چینج ہوتا ہے اور دوسرے دن میری برتھ ڈے کے دن شام میں میری فیملی میرا برتھ ڈے سیلبریٹ کرتی ہے۔ ہم کیک کاٹ کر ڈنر باہر کرتے ہیں مگر اس موقع پر اپنے بابا کو بہت یاد کرتی ہوں' میرے لیے برتھ ڈے پر آنے والی ساری وشز اہم لگتی ہیں' فیس بک پر فینز کی طرف سے دی گئی وشز بہت قیمتی ہے۔ اس کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں' اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا' والسلام۔

مجھے نہیں معلوم کہ مجھے ڈر کیوں لگتا تھا اور کس بات کو لے کر لگتا تھا مگر میں اتنا جانتی تھی کہ میرے اندر بہت سے ڈر بکل مارے بیٹھے تھے۔ چپ چاپ کونوں کھدروں میں دبے بیٹھے مجھے دیکھتے رہتے تھے۔ میں بولتی یا نہ بولتی' چپ رہتی یا ساکت سی چیزوں کو چپ چاپ تکتی رہتی مگر میرے اندر ایک سرسراہٹ ہوتی تھی' مسلسل ہوتی رہتی تھی۔ یہ ڈر کس بات کا تھا اور میرے اندر اتنے ڈر کہاں سے آگئے تھے' میں نہیں جانتی تھی' ایسا نہیں تھا کہ میرے اندر اعتماد نہیں تھا یا میں اپنے دوپٹے کے پلو سے کھیلتی کوئی انتہائی اسٹوپڈ لڑکی تھی۔ مجھ میں اعتماد بھی تھا اور میں دنیا کو بھی فیس کرسکتی تھی مگر ایک ڈر اندر رہتا تھا۔ مڈل کلاس میں جہاں بہت سے مسائل ورثے میں ملتے ہیں وہیں بہت سے ڈر بھی شاید ورثے میں ہی مل جاتے ہیں۔ میں نے اماں کا چہرہ اکثر دیکھا تھا' ہمیشہ ایک خوف سا رہتا تھا۔

"جلدی سے یہ کام کرلو ورنہ یہ ہوجائے' نماز پڑھ لو قضا ہوجائے گی' سر پر دوپٹہ اوڑھ لو ابا آئیں گے تو غصہ کریں گے۔" ابا کو تو یوں بھی سارا غصہ ایک ہی جگہ نکالنا ہوتا تھا۔ کاروبار میں پے در پے نقصانات کے بعد عجیب چڑچڑے سے ہوگئے تھے۔

"اُف! اس لوڈشیڈنگ نے تو جان عذاب میں کردی ہے' موئے بجلی کا بل اتنا پیٹ بھر کے بھیجتے ہیں اور گھنٹوں بجلی بند رکھتے ہیں۔" دادی کی آواز نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کروالی تھی۔ وہ سارا پرانا سامان نکال کر سعادت (ملازم) کو دے رہی تھیں کہ گھر میں کچھ جگہ بن سکے۔ انہیں عجیب گھٹن کا سا احساس رہتا تھا' میں اٹھ کر ان کی طرف آ گئی تھی۔

"لائیں دادی میں آپ کی مدد کروں۔" میں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

"اے بچی اب رہنے دے' اتنی گرمی میں مرنا ہے کیا' اتنی گھٹن ہے یہاں اور اس پر یہ موئی بجلی کو بھی ابھی ہی جانا تھا۔ اب دو گھنٹوں کے لیے آرام سے بیٹھ جاؤ' تم نے تو یوں ہی یہاں وہاں کھپا کر خود کی جان ہلکان کی ہوئی ہے' اس ننھی سی جان کو اور کتنی تکلیف دو گی۔" دادی نے میرا خیال کرکے کہا تھا۔ میں نے بنا سامان اٹھا کر بڑے سے ٹرنک میں ڈالنا شروع کردیا تھا۔

"منال رہنے دے نا بچی۔" دادی نے روکا تھا۔

"دادی! میں کون سا محاذ لڑ رہی ہوں' یہ فالتو کا سامان نکال کر ایک ٹرنک میں ہی تو بھر رہی ہوں۔ اس میں بڑی بات کیا ہے؟" میں نے پروا نہ کرتے ہوئے سلسلہ جاری رکھا تھا۔ دادی تھک کر تخت پر بیٹھ گئی تھیں اور اپنے دوپٹے کے پلو سے خود کو ہوا دینے لگی تھیں۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تھا اور مجھے غصہ سسٹم پر آیا تھا' ہم اس ملک کے شہری تھے جہاں مسائل بے انتہا تھے اور ایسا نہیں تھا کہ وسائل کم تھے مگر ان کو استعمال کرکے کھانے والے اس سے بھی زیادہ

تھے۔ ہمارے عظیم سیاستدان جو کسی اژدھے کی طرح منہ کھولے اس ملک کو ہڑپنے کے لیے ہر لمحہ تیار کامران رہتے تھے۔ مسٹر جناح کے کہے پر کچھ اور عمل کیا ہوتا کیا ہو، یقین، استحکام، تنظیم اس پر پورے طریقے سے عمل پیرا تھے، اوپر سے نیچے تک کے سسٹم میں خرابی ہر جگہ تھی اور چھوٹی موٹی بھی نہیں تھی۔ چھوٹے بڑے سارے سیاستدان ایکے کے ساتھ ملک کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔ اب ہماری معصوم دادی کو یہ بات کون بتاتا کہ کرپشن کہاں زیادہ ہے اور کہاں کون کتنا کھا رہا ہے۔ وہ بھولی تھیں ان کی توجہ صرف گھریلو امور پر تھی۔ بجلی کے جانے اور آنے پر تھی یا پھر گیس بجلی کے لمبے بلوں پر، مگر اس سے زیادہ سنگین مسائل جو اس ملک کو درپیش تھے ان پر ان کی توجہ نہیں تھی۔ دیکھا جائے تو ہماری ساری عوام بھی میری دادی کی ہی طرح معصوم اور بھولی بھالی ہے اور بھولے بھالے لوگوں کو دھوکا دینا سب سے آسان ہوتا ہے۔ چالاک لوگ اس بھولے پن کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور بھرپور اٹھاتے ہیں۔ سیاست میں لوٹ کھسوٹ سے لے کر سسٹم کی خرابیوں تک، ہر کوئی جس جگہ تھا بھرپور فائدہ اٹھا رہا تھا اور پیٹ بھر کر کھا رہا تھا اور بے وقوف کون بن رہا تھا بے چاری عوام۔ تیسری دنیا کے ممالک نے شاید قسم کھالی تھی کہ اپنے آپ کو کبھی نہیں بدلنا، کنویں کے مینڈک کی طرح کنویں میں ہی جینا ہے اور کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے رکھنا ہے۔ آہ! شاید اس قوم کو بھی کئی ڈر ورثے میں ملے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آیا تھا میں اتنا زیادہ کیوں سوچ رہی تھی مگر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو سعادت اپنے پیلے پیلے دانت نکالے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"چھوٹی بی بی اور کتنا بھریں گی اس ٹرنک کو؟ اس میں گنجائش نہیں ہے، باقی کا سامان میں دوبارہ آ کر لے جاؤں گا۔" سعادت نے مشورہ دیا تو میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے نکل آئی۔ منہ ہاتھ دھو کر ٹیرس پر آئی تو کچھ گھٹن کا احساس کم ہوا۔ میں نے کھل کر ابھی سانس بھی نہیں لی تھی جب ہانیہ چائے کے مگ لے کر میرے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

"تمہیں عادت ہے اپنی انرجی اس جگہ ویسٹ کرنے کی، جہاں ضرورت بھی نہ ہو؟" اس نے چائے میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا اور میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اب میں نے کیا کیا؟"

"کیا ضرورت تھی کاٹھ کباڑ اٹھانے کی؟ میں کر دیتی نا۔" ہانیہ میرا خیال کرتی ہوئی بولی۔

"کوئی بڑا معرکہ نہیں مارا میں نے ہانیہ! چھوٹی سی مدد ہی تو کی ہے اور اس سے کچھ نہیں جاتا۔" میں نے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے چائے کا سپ لینے کو منہ سے کپ لگایا تھا، ہانیہ نے اپنا منہ کھولا تھا۔

"وہ تم سے ایک بات کہنا تھی، اماں نے کہا تھا تمہیں بتا دوں۔ رشتہ آیا ہے تمہارا، کچھ لوگ دیکھنے آ رہے ہیں، تیار رہنا۔" وہ مسکرا رہی اور میں ساکت رہ گئی۔

"اس گھر میں پہلے ہی مسائل کیا کم ہیں کہ ایک کا اضافہ مزید کرنا ضروری ہے؟ کتنا عرصہ ہوا ہے مجھے یونیورسٹی ختم کیے اور اس نئی جاب کو شروع کیے ہوئے؟ تم لوگوں کے لیے کرنا چاہتی ہوں میں کچھ۔ ابا کی فکروں کو کم کرنا چاہتی ہوں اور تم لوگ ہو کہ مسائل دگنا کرنے کی کوششیں کر رہے ہو۔ ابھی وقت ہے میرے پاس، اماں سے کہو مجھے اویل کرنے دیں، مجھے خوشی ہوگی اگر میں تم لوگوں کے لیے کچھ کر پائی۔"

"ریلیکس منال جعفری! ایسا کوئی ایٹم بم پھوٹنے نہیں جا رہا، تم ہر وقت ڈری کیوں رہتی ہو؟ کوئی دیکھنے ہی آ رہا ہے نا، کوئی گاجر مولی تھوڑی نا ہو تم کہ اٹھا کر منہ میں رکھ لے گا۔ اتنی ذہین لڑکی ہو، پوزیشن ہولڈر ہو، پُراعتماد ہو، خوب صورت بھی ٹھیک ٹھاک ہو۔ مجھے تمہارے ڈر سمجھ نہیں آتے، مگر مجھے لگتا ہے کہ جتنے ڈر اپنے اندر بٹھا دو اور ڈرتے رہو، سوچتے رہو کہ ایسا ہو جائے گا تو ویسا ہو بھی جاتا ہے۔"

"مجھے ڈر نہیں لگتا ہانیہ جعفری! مگر آئی ہنڈ ٹائم آئی ہیو ٹو بی فوکسڈ۔ خیر میں تم سے کیوں کہہ رہی ہوں، مجھے یہ بات اماں سے کہنا چاہیے؟" میں پُراعتماد انداز میں بولی۔

"اماں سے کیا کہو گی، اماں کی خود کی کوئی مرضی ہے بھلا؟ وہ تو ابا کے ڈر سے جیتی ہیں، ابا نے اماں سے کہا ہوگا، اماں نے مجھے کہا اور میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا، اب اماں سے بحث مت کرنا، ان کی جان یوں بھی سولی پر اٹکی رہتی ہے۔" ہانیہ مجھے سمجھاتی ہوئی بولی۔

"اماں نے ہم دو بیٹیوں کی جگہ کوئی ایک ہی بیٹا پیدا کیا ہوتا تو آج اتنی ڈری سہمی نہ ہوتیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا بیٹا اتنا ضروری کیوں ہے؟ یہ دقیانوسی سوچ کب تک دماغ میں گھر کیے رہے گی کہ تبدیلی صرف بیٹا لا سکتا ہے اور بیٹی نہیں؟ میں

اگر کماتی ہوں اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کی کوشش کر رہی ہوں تو مجھے اس طرح ایپری شی ایٹ کیوں نہیں کیا جا رہا، جس طرح بیٹے کو کیا جاتا ہے؟ بیٹے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں جو بیٹی کے سر پر نہیں ہوتے؟" میں نے غصے سے کہا تھا اور ہانیہ مسکرا دی تھی۔

"اتنا غصہ کیوں آتا ہے، ٹھیک تو ہے اگر کوئی بھائی ہوتا تو آج ابا کا سہارا بنا کھڑا ہوتا۔ ہم دو ہیں، بیٹیاں بوجھ نہ بھی ہوں مگر ایک ذمے داری تو ہوتی ہے نا۔ اماں ابا کو تمہاری فکر ہے، میری فکر ہے۔"

"آہ فکر ہے، لڑکا دیکھنے آ رہا ہے، شادی کی فکریں ستا رہی ہیں اور شادی ہوگی کہاں سے؟ ابا کی جتنی سیونگ تھی ہم دونوں کی پڑھائی پر نکل گئی۔ گھر کیسے چل رہا ہے ہم سب جانتے ہیں، جانتی ہو لڑکے والے کتنی ڈیمانڈز کرتے ہیں؟ منہ پھاڑ کر مانگتے ہیں ڈھٹائی سے، بے شرمی سے، کہاں سے لاؤ گے اتنا؟" میں نے تو چیخ دی تھی اور ہانیہ کھلے منہ سے مجھے دیکھتی رہ گئی۔

"مجھے پہلے اس گھر کے لیے بہت کچھ کرنا ہے۔ میں اماں سے خود بات کروں گی۔" میں نے تعرض کیا تو ہانیہ نے مجھے گھورا۔

"تمہیں اتنا اعتراض ہے، شادی تھوڑا ہو رہی ہے ابھی کوئی دیکھنے ہی بھی تو آ رہا ہے۔"

"بالکل دیکھنے آ رہا ہے اور میں کوئی بھیڑ بکری نہیں ہوں مجھے نفرت ہے اس کلچر سے جہاں لڑکی کو تیار کر کے لڑکے یا پھر لڑکے والوں کے سامنے لایا جاتا ہے۔ لڑکی نا ہوئی بکرا منڈی میں رسی سے بندھا کوئی جانور ہو گئی۔ آؤ اور دیکھو بھالو پسند کرو، پسند نا آئے تو اگلی سمت بڑھ جاؤ۔ یہ جو رشتہ کرنے کا کونسیپٹ ہے نا انتہائی دقیانوسی ہے اور مجھے اس ٹرالی کلچر کا حصہ نہیں بننا۔ تم ٹینشن مت لو، اماں سے بات میں خود کر لوں گی۔" میں نے ہکا بکا میری سمت تکتی ہانیہ کا چہرہ تھپتھپایا اور چائے کا کپ اسے تھما کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

❁......☆......❁

"مجھے سمجھ نہیں آتا منال جعفری! تمہارے اندر یہ انقلابی روح کہاں سے آ گئی ہے مگر تم ان لوگوں میں سے ہو جو ایک ہی پل میں چھڑی گھما کر پورے سسٹم کو بدلنا چاہتے ہیں۔ یہ سوچ غلط نہیں ہے مگر کسی دیوانے کے خواب جیسی ہے۔ تم اپنے آنے والے پروپوزل رد کر رہی ہو؟ کوئی ریزن ہے کیا؟" عالیان ملک نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کی سمت سرسری نظر ڈالی تھی۔ وہ اسے گھورنے لگی تھی۔

"تم نے یہ آفس تک چھوڑنے کی پیش کش یہ سوچ کر کی تھی کہ تم ایک گہرے راز سے واقفیت پا لوگے؟"

"آہ، مجھے رازوں تک رسائی پانے کا کوئی جنون نہیں۔ بس حیرت ہے محترمہ اگر وقت پر کوئی اچھا رشتہ آ رہا ہے تو اسے رد کر کے کوئی نقصان مت کرو، یوں بھی آج کل اچھے رشتے ملتے کہاں ہیں اور یوں بھی کوئی اتنا خوب صورت تو ہے نہیں کہ دنیا بھلا دے؟" وہ مسکراتے ہوئے چھیڑ رہا تھا وہ اسے گھورنے لگی۔

"صبح صبح یہی سب سنانے کے لیے لفٹ دی تھی؟ مجھے پتا ہوتا کہ یہ سب ہونے والا ہے تو رکشہ کر لیتی۔"

"اماں کو ملنا تھا تم سے، کافی دن سے تم نے چکر نہیں لگایا تو شاید وہ تمہیں مس کر رہی تھیں۔" عالیان ملک نے کہا تھا تو وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ مسکرایا۔

"اماں کا پیغام تم تک پہنچایا ہے غلط کیا ہے؟ خیر تم نے کچھ نوٹس نہیں کیا؟"

"کیا میں نے نوٹس نہیں کیا؟" وہ چونکی تھی وہ ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔

"میری نئی کار؟" وہ جتاتا ہوا بولا۔

"آہ اس میں بڑی بات کیا ہے؟ روز کئی لوگ نئی گاڑی لیتے ہیں۔ تم ہر چھوٹی بڑی بات کے لیے داد وصول کرنا کیوں چاہتے ہو؟" وہ سرسری لہجے میں بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"اچھا لگتا ہے تم سے سننا کھری کھری۔ مزا دیتی ہیں۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ عالیان ملک اس کے چہرے سے نظر ہٹا گیا اور گہری سانس خارج کر کے بولا۔

"مجھے لگا تمہیں میری کامیابی پر خوشی ہوگی۔ مگر تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خیر میں تمہیں اور اماں کو گھر چھوڑ دوں گا۔" منال جعفری نے اس کی سمت دیکھا۔ وہ کچھ افسردہ دکھائی دیا۔

"مبارک ہو! مجھے نہیں پتا تھا تم یہ گاڑی مجھے دکھانے لائے ہو۔" وہ مسکرائی۔

"آہ روبوٹ مسکرا بھی سکتا ہے؟ منال جعفری تمہیں دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے تم ایک جیتی جاگتی لڑکی ہو بکی ہوئی بدھی روح ہو مشین لگتی ہو مجھے...... مجھے حیرت ہوگی اگر کوئی کہے کہ تمہارے پاس کوئی دل بھی ہے اور وہ دل دھڑکتا بھی ہے عظیم ہوگا وہ شخص جس کے ساتھ زندگی بسر کرو گی' بے چارہ ...... سوچ کر افسوس ہوتا ہے۔ فولاد سے بنا ہوگا یقیناً لوہے کا جگر ہوگا اور مجھے حیرت اس بات پر ہے وہ تمہیں جھیلنے کا ہنر رکھتا ہوگا' بے چارہ۔" وہ افسوس کر رہا اور منال جعفری بنا کوئی تاثر دیے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی یقیناً کہ فی الحال اور تا حال اس بندے کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ اور شاید ہو بھی نا' فی الحال یہاں کوئی کہیں نہیں جا رہا مجھے اپنی فیملی کے لیے بہت کچھ کرنا ہے ابھی' ابا بہت فرسٹ ٹریڈ رہتے ہیں مجھے ڈر ہے وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچالیں۔ اچھا یاد دلایا تم نے مجھے' انہیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جانا ہے کل اپائنٹمنٹ لوں گی مجھ پر اپنی فیملی کی ذمہ داری ہے۔ بہت سے مسائل ہیں میں فی الحال اپنے لیے سوچنا نہیں چاہتی۔ ابا کی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ میں چاہتی ہوں انہیں یہ قلق نہ ہو کہ بیٹا نہیں ہے یا بیٹا ہوتا تو یہ کرتا وہ کرتا بڑھاپا اچھا گزر جاتا۔ میں انہیں سوچنے پر مجبور کرنا نہیں چاہتی کہ بیٹیاں صرف بوجھ ہوتی ہیں۔ میں انہیں تحفظ کا وہی احساس دلانا چاہتی ہوں جو ایک بیٹا دلا سکتا ہے میں ان کے بڑھاپے کی لاٹھی بننا چاہتی ہوں انہیں فنانشل اسٹے بل کرنا چاہتی ہوں۔ وہ کاروبار ختم ہو جانے کے بعد بہت برے ذہنی دور سے گزر رہے ہیں۔ اگر میں ان کی حالت نہیں سمجھوں گی تو بے انصافی ہوگی۔ انہوں نے میری انگلی تھام کر قدم قدم چلنا سکھایا ہے' کچھ ذمہ داری میری بھی بنتی ہے نا۔ بیٹیاں بیٹوں سے کم نہیں ہوتیں۔ میں انہیں اس ڈارک فیز سے باہر لانا چاہتی ہوں۔ سو فی الحال اس فولادی مین کی تلاش کا کوئی ارادہ نہیں۔" وہ ایک عزم سے بولی تھی۔ عالیان ملک اسے دیکھتا کر رہ گیا۔ وہ لڑکی اسے ہمیشہ حیران کرتی تھی اور ہر بار وہ یہی سوچتا تھا وہ اس کی کس بات سے زیادہ حیران ہے یا متاثر ہے وہ دھان پان سی لڑکی اپنے اندر حیرتوں کا ایک جہاں بسائے پھرتی تھی اور وہ اس حیرت کدے میں گم صم کھڑا اسے بس حیرت سے تکتا تھا۔ وہ کیسی دکھتی تھی' کیسے سوچتی تھی وہ ان باتوں سے ماورا ہو کر اسے دیکھتا تھا اور وہ اسے اندر الجھاؤں میں الجھانے لگی تھی۔ وہ اسے بچپن سے دیکھ رہا تھا۔ ہر روز ملتا تھا اور اسے نیا پاتا تھا۔ مگر وہ کبھی اس کا نوٹس نہیں لیتی تھی اور عالیان ملک کو لگتا تھا نہ اس کے پاس کوئی دل ہے نا احساس' نا جذبات' وہ دماغ رکھتی تھی بس اور وہ اسے زچ کرتا رہتا تھا مگر وہ ہمیشہ بہت پرسکون دکھائی دیتی تھی۔ جیسے اس کی کسی بات سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔ مگر اس کے پاس ایک جواز ہوتا تھا۔ ہر بات کے لیے ایک معقول وجہ۔ وہ اسے توجیہات بتاتی تھی۔ ترجیحات جتاتی تھی اس کے 1001 پلانز تھے اور اس کے کسی ایک پلان میں بھی اس کا گزر نہیں تھا۔ وہ ایسی کیوں تھی؟ ویسی کیوں نہیں تھی جیسی وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا؟ وہ اسٹرونگ تھی اپنے پیروں پر کھڑی تھی زمین پر اپنے پیر ہمیشہ مضبوطی سے جمائے رکھنا چاہتی تھی۔ اسی مضبوطی سے کھڑے رہنا چاہتی تھی۔ پھر بھی اس کا دل جانے کیوں چاہتا تھا کہ وہ ایک بار اس کا ہاتھ تھامے اور اسے اور بھی مضبوطی سے اس کے قدموں پر کھڑا کر دے یا پھر اسے احساس دلائے کہ اس کے لیے کچھ اور بھی ضروری ہے' کچھ بہت اہم جو اس کی زندگی میں ناپید ہے اور جس کی ضرورت اشد ہے وہ اس کے دل کو دھڑکانا چاہتا تھا مگر اسے لگتا تھا ایسا ناممکن ہے وہ ناقابل تسخیر تھی علاقہ ممنوع تھا اس راہ تک اس کا گزر بھی نہیں تھا۔

⁂......☆......⁂

منال جعفری نے FAHENEHEIT 451 اٹھائی تھی اور ابا کے کمرے میں آ گئی۔ ابا نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ کچھ دیر تک خاموشی سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی پھر چیئر کھینچ کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"ابا' میں آج واپس لوٹ رہی تھی تو آپ کی فیورٹ بک پر نظر گئی آپ کو یہ کتاب پسند ہے نا۔ یاد ہے آپ کو آپ سے یہ کتاب کھو گئی تھی میں نے اکثر آپ کو اس کے لیے متفکر پایا تھا آج نظر پڑی تو فوراً آپ کے لیے لے لی۔ آپ کہیں تو پڑھ کر آپ کو سنا دوں؟" وہ نرمی سے مسکرائی تھی ابا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

ایک کامیاب زندگی جینے کے بعد ناکامی کی طرف لوٹنا اور اونچائی سے گہرائی تک کا سفر کرنا شاید آسان نہیں ہوتا۔ وہ ابا کو جتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ ناکام ہو کر ناکارہ ہو کر گھر بیٹھ گئے ہیں۔ مگر وہ جب بھی کچھ اچھا کرنے کی کوشش کرتی تھی

تبھی کچھ غلط ہوتا تھا ابا کی انا ہمیشہ آڑے آ جاتی تھی یا اسے شدید زک لگتی تھی' وہ ان کا حصہ تھی۔ اس کا ارادہ غلط تھا۔ مگر دانستہ نادانستہ وہ ابا کے زخم ہرے کر جاتی تھی۔

"بیٹا! کیا ضرورت تھی اتنے پیسے خرچ کرنے کی؟ اس کتاب کی قیمت اتنی ہے کہ ایک ماہ کا راشن آ جاتا۔ تمہارے ابا کماتے نہیں اب یہ عیاشی جائز نہیں۔ تم بھی ہاتھ روک کر خرچ کیا کرو' ایک گھر میں بیٹھے بے کار آدمی پر اتنا خرچ کرنا دانش مندی نہیں۔ تم گھر کی واحد قابل کفیل ہو ہاتھ روک کر خرچ کیا کرو۔" ابا نے کتاب اس کے ہاتھ سے لیے بنا کہا۔

"ابا' اپنے پیاروں کے لیے کچھ کرنا ان کی خوشی کے لیے کچھ خرچ کرنا کتنا معنی رکھتا ہے؟ آپ بھی تو سوچے سمجھے بنا خرچ کیا کرتے تھے نا؟" وہ نرمی سے مسکرائی تھی ابا مسکرا دیے۔

"سوچے سمجھے بنا خرچ کیا کرتا تھا تبھی تو آج یہ حال ہے کہ بیٹی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کا وقت آ گیا ہے اگر عقل سے کام لیا ہوتا تو آج صورت حال مختلف ہوتی نا۔" وہ کڑے لہجے میں بول رہے تھے۔ منال جعفری کو افسوس ہوا تھا وہ کچھ بھی مزید کہہ کر انہیں کوئی احساس دلانا نہیں چاہتی تھی تبھی کتاب ان کے سرہانے رکھ دی تھی۔

"ابا' خوامخواہ کی ٹینشن مت لیا کریں آپ' جس پیڑ کو لگایا جاتا ہے اس کی چھاؤں میں بیٹھنے کے لیے آپ کو کسی طرح کی کوئی ٹینشن نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کے بچے آج جو بھی ہیں آپ کے باعث ہیں۔ آپ کو تو فخر کرنا چاہیے۔ انہیں آپ نے اتنا بلند تعمیر کیا ہے آج اگر اتنی اچھی پوسٹ پر ہوں اچھی جاب کر رہی ہوں تو اس کا سبب بھی تو آپ ہیں۔ اتنے ڈھیر سارے لوگوں کی قطار میں جب مجھے یقین بھی نہیں تھا کہ یہ جاب مجھے ملے گی یا میری انٹرویو کی باری بھی آئے گی کہ نہیں تب کمپنی کے ایک ڈائریکٹر نے مجھے دیکھا تو فوراً قریب آ کر کہا۔

"تم تو جعفری کی بیٹی ہو نا؟ یہاں قطار میں کیوں بیٹھی ہو بیٹا' اندر آ ؤ تو قیر جعفری کے تو کئی احسان ہیں ہم پر۔ اگر ان کو خبر ہوئی کہ ان کی بچی کو ہم اس طرح قطار میں بٹھا کر جج کر رہے ہیں تو انہیں اپنی قابلیت پر شبہ ہوگا۔" وہ دن تھا جب میں نے اس آفس میں قدم ہی نہیں رکھا تھا۔ میں نے کامیابی بھی اپنا مقدر کر لی تھی اور یہ کس باعث ممکن ہوا تھا؟ ابا آپ کے باعث تھا وہ ڈائریکٹر آپ کو جانتے تھے تبھی مجھے یہ جاب ملی۔ آپ نے نام بنایا عزت کمائی' پیسا تو آنی جانی شے ہے آج ہے کل نہیں کیا فرق پڑتا ہے ابا۔ آپ ہی تو کہا کرتے تھے پیسے سے زیادہ اہم کئی اور چیزیں بھی ہیں آج آپ اتنا کمزور کیوں محسوس کرتے ہیں خود کو؟ آپ کے بچے آپ کے ساتھ کھڑے ہیں جب؟ عمارت خود بخود تو تعمیر نہیں ہو جاتی نا؟ اس کا کریڈٹ تو آپ کو ہی جاتا ہے؟" وہ جتا رہی تھی انہیں قائل کر رہی تھی۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے اور منال جعفری کو وہ گھڑی بہت کٹھن لگی تھی۔ وہ تھکنے لگی تھی ابا پر نفسیاتی دباؤ تھا وہ ڈپریشن میں تھے اور وہ انہیں اس کیفیت سے نکالنا چاہتی تھی مگر کیسے اور کس طرح؟ فی الحال اس کا سرا اس کے ہاتھ نہیں تھا۔

⁂......☆......⁂

"یہ کیا بچپنا ہے منال؟ تم اس رشتے کے لیے منع کر رہی ہو جانتی ہو اس طرح رشتے ٹھکرانے کا انجام کیا ہوتا ہے' تنہا رہ جاؤ گی ایک دن۔" اماں نے میری کلاس لی تھی میں بچی نہیں تھی۔ مگر اماں اب بھی مجھے انگلی تھام کر بچوں کی طرح ایک ایک بات بتلانا چاہتی تھیں۔ جتا رہی تھیں' نفع نقصان گنوا رہی تھیں اور وہ بھول رہی تھیں کہ اگر میری شادی ہو جاتی تو پھر گھر کو کون چلاتا؟ ابا کی سیونگ پہلے سے خرچ ہو چکی تھی۔ جتنے اثاثے تھے وہ قرضوں میں نکل گئے تھے۔ ابا کی کمپنی کا دیوالیہ ہوا تھا تو سب جاتا رہا تھا اور اماں تھیں کہ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اگر میں چلی جاتی تو پھر گھر کس طرح چلتا؟ "دادی اماں کی طرح مت سوچ' سوچنے کی عمر نہیں ہے تیری' منہ پر پھٹکار کر گئی ہے کتنی بار کہا ہے اتنا مت سوچا کر ابھی ہم زندہ ہیں تیرے کاندھوں پر اتنا بوجھ نہیں لاد سکتے جو فکریں ہماری ہیں انہیں ہمارے لیے رہنے دے ہماری ماں بننے کی کوشش مت کر۔" اماں نے میری بھرپور کلاس لی تھی مگر میں نے سر نفی میں ہلا دیا تھا۔

"اماں' جب تک ہانیہ کی اسٹڈی پوری نہ ہو جائے تب تک یہ سلسلہ موقوف کر دیجیے آپ کو اگر رشتے کی بات کرنا ہے تو ہانیہ کی کریں' ہانیہ کو ان مراحل سے گزرنے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں دیر لگے گی اور میں آل ریڈی اس پوزیشن میں ہوں میں چاہتی ہوں آپ ہانیہ کے لیے اس رشتے کو دیکھیں اگر معقول ہے تو بات پکی کر دیں۔" میرے کہنے پر اماں ہکا بکا سی مجھے تکنے لگی تھیں۔ مجھے پتا تھا اماں اس کے بعد

ایک بڑے پیمانے پر جوابی کارروائی دینے والی ہیں تبھی میں کہہ کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ دادی چھت پر کبوتروں کو دانہ ڈال رہی تھیں میں ان کے پاس آن بیٹھی تھی۔

"دادی! ابا کو آپ کچھ سمجھائیں میں انہیں سائیکاٹرسٹ کے پاس لے کر جانا چاہتی ہوں مگر ان کو لگ رہا ہے وہ پاگل ہو رہے ہیں ذہنی دباؤ شدید ترین ہے اس لیے اس کی ضرورت ہے۔" میں کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہوئے بولی تھی تو دادی میری طرف دیکھنے لگی تھیں۔

"منال بچی وہ بہت حساس ہو رہا ہے اس کیفیت میں کوئی بھی اتنا ذہنی دباؤ محسوس کرسکتا ہے۔ خدانہ کرے جو صورت حال اتنی شدید ہو مگر میں اسے سمجھاؤں گی پڑھا لکھا ہے اپنا صحیح غلط سمجھتا ہے اسے معلوم ہے اس ذہنی دباؤ کا مطلب پاگل پن نہیں ہے اگر صورت حال معمول پر ہوتی تو وہ اسے بہت نارمل لیتا مگر وہ ایک شدید ذہنی دباؤ کی کیفیت میں ہے جس میں بندہ پہلے سے زیادہ حساس ترین ہو جاتا ہے۔ اب مجھے تو ان موٹی باتوں کی اتنی سمجھ ہے نہیں مگر اسے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ میں اسے سمجھاؤں گی تو فکر نہ کر۔" دادی نے کہا تو مجھے ڈھارس ہوئی تھی۔ ابا دادی کی بات نہیں ٹالتے تھے۔ وہ ہمیشہ ان کی مانتے تھے اور انہیں ماننا بھی چاہیے تھا اس لمحے اس کی شدید ضرورت تھی۔

☆

میں چیزوں کو ٹریک پر لانے کی کوشش کر رہی تھی اپنے الجھاؤں میں الجھی ہوئی تھی جب زندگی میں ایک نیا موڑ آیا تھا۔ اس شام میں پھوپو سے ملنے گئی تھی وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہی تھیں ابا کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔ میری کامیابی پر خوش تھیں مبارک باد دے رہی تھیں۔ پھر انہوں نے بتایا تھا کہ وہ کئی جگہوں پر عالیان ملک کے رشتوں کی بات چلا رہی ہیں۔ میں ہوں ہاں کر کے سر ہلا رہی تھی۔ وہ اٹھ کر غالباً چائے لینے گئی تھیں جب وہ میرے سامنے آن کھڑا ہوا۔ میرا انداز اتنا ہی پراعتماد اور میں اسے اسی سرسری انداز سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے اس کے دیکھنے سے مجھے کوئی فرق نہ پڑتا ہو جب وہ دو قدم بڑھا کر کچھ اور قریب ہوا تھا میں جو بہت اعتماد سے کھڑی تھی دو قدم الٹے پیر لے کر دیوار سے جا لگی تھی مگر وہ اسی جنون سے دیکھتا ہوا قدم اٹھا رہا تھا مجھے اس کے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔

"کیا...... کیا ہے یہ عالیان ملک؟" میں نے جتایا مگر اس نے خاموشی سے تکتے ہوئے دیوار پر ہاتھ ٹکا دیا اور مجھے خاموشی سے دیکھنے لگا۔ میں اس کی ہمت پر آج حیران تھی۔ وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہتا رہتا تھا۔ جتاتا رہتا تھا۔ میں اس کے مزاج سے واقف تھی مگر آج وہ اتنا جنونی کیوں ہو رہا تھا میں سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ بغور مجھے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہے یہ عالیان ملک؟" میں نے ڈپٹا تھا۔ اس نے شہادت کی انگلی بڑھا کر میرے منہ پر رکھ دی تھی اور مجھے اس کے اس فعل سے ایک شدید جھٹکا لگا تھا۔

"تمہاری توجہ پانا کوئی ایسا انوکھا معرکہ نہیں ہے منال جعفری۔ میں چاہوں تو پل میں سب زیروزبر کرسکتا ہوں مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا ایسا مت سمجھو کہ مجھے برف پگھلنے کا انتظار کرنے کی ضرورت ہے۔ میں وہ کلیہ جانتا ہوں جو تم میں ایک نئی جان پھونک سکتا ہے اور سارے وجود میں ہلچل مچا سکتا ہے۔" وہ عجیب لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کا لہجہ مدھم تھا جنونی، پاگل اس کا یہ روپ انوکھا تھا اور میری سمجھ سے باہر۔ وہ کیا کر رہا تھا میں حیران تھی۔ وہ اچھا دوست تھا ہم گھنٹوں ساتھ بیٹھ کر مسئلے مسائل ڈسکس کرتے تھے میں اپنے چھوٹے موٹے پرابلم اسی سے کہہ سن کر دل کا بوجھ ہلکا کرتی تھی۔ مگر وہ ہمیشہ بہت نارمل دکھائی دیا تھا پھر آج اسے کیا ہو گیا تھا؟

"مجھے ایسے حیرتوں سے مت دیکھو منال جعفری جیسے تم سرے سے کچھ جانتی ہی نہیں ہو اب اتنی بھولی نہیں ہو تم یا پھر میں یہ سمجھوں کہ میں وہ ہوں ہی نہیں جو تمہیں تمہارے ہونے کا احساس دلا سکتا ہے؟" وہ سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اور میں شدید الجھنوں میں گھری اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ یہ اچانک سے اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ ایسی الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہا تھا؟ اچانک کھٹکا ہوا تھا شاید پھوپو کمرے میں آ رہی تھیں وہ فوراً وہاں سے ہٹ کر پلٹا تھا اور پھر بنا میری طرف دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"تم وہاں دیوار سے لگی کیوں کھڑی ہو؟ کیا ہوا؟" پھوپو نے پوچھا تھا میں نے سرنفی میں ہلا دیا تھا اور اپنا بیگ اٹھا کر شولڈر پر ڈالا تھا اور پھر چلتے ہوئے وہاں سے نکل آئی تھی۔ عالیان ملک نے اتنا شدید ری ایکٹ کیوں کیا تھا؟ وہ بھی بنا کسی ایکشن کے ری ایکشن بات سمجھ سے باہر تھی۔ مگر میں زیادہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

☆

ڈنر کرتے ہوئے ڈائننگ روم میں قدرے خاموشی تھی۔ عالیان ملک جیسے شدید الجھنوں میں لقمے زہر مار کر رہا تھا۔ مسز ملک نے اسے خاموشی سے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا تمہیں؟ اس طرح کیوں خاموش ہو؟" مسز ملک نے پوچھا تھا۔

"آپ ہی تو کہتی ہیں جب کھاؤ تو خاموش رہو۔" وہ سرسری انداز میں بولا تھا۔

"تمہیں کسی بات پر شدید غصہ ہے میں جاننا چاہتی ہوں وہ بات کیا ہے۔"

"آپ یہ اتنے سارے رشتے دیکھنے کا سلسلہ ترک نہیں کرسکتیں؟" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"آہ تو تمہارا پرابلم یہ ہے چاہتے کیا ہو تم؟ یہی کہا تھا نا تم نے کہ ایک بار اپنے پیروں پر کھڑے ہونے دیں پھر جہاں چاہیں کر دیں؟" مسز ملک نے کہا تھا۔ عالیان ملک نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا اور ان کی طرف دیکھنے لگا تھا وہ اس لمحے کوئی چھوٹا روٹھا ہوا بچہ لگ رہا تھا وہ اپنی کسی خواہش کا اظہار کرنا چاہ رہا تھا مگر کر بھی نہیں پا رہا تھا۔ جو کچھ الجھا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"میں نے آپ کو کہیں بھی کرنے کو نہیں کہا تھا ممی! آپ بنا کہے آج تک سب چھوٹی بڑی خواہشوں کو جانتی آئی ہیں تو پھر آج کیوں نہیں سمجھ رہیں یا پھر آپ جانتے ہوئے بھی نظر انداز کرنا چاہتی ہیں اور جانتے ہوئے بھی انجان بننا چاہتی ہیں؟ آپ جانتی ہیں نا مجھے منال جعفری پسند ہے؟ میں اس کے ساتھ اپنی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں اور پھر آپ یہ بے سمت کے راستوں کو کیوں میرے قدموں میں ڈال رہی ہیں؟ آپ کو اپنے بیٹے کی خوشی عزیز نہیں یا پھر آپ کوئی روایتی ماں بننا چاہتی ہیں؟ آپ کو خوف ہے کہ اگر وہ اس گھر میں آ گئی تو پھر میں ڈی وائڈ ہو جاؤں گا؟"

"یہ کیا سوچ رہے ہو تم عالیان ملک! میرے بیٹے ہو تم، تمہاری خوشی کیوں عزیز نہیں ہوگی مجھے میں جانتی ہوں تم منال کو پسند کرتے ہو مگر منال فی الحال شادی کرنا نہیں چاہتی ہے۔ وہ اپنے گھر کی ذمہ داریوں کو زیادہ اہم جانتی ہے ابھی اس کے کاندھوں پر اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔ لٹ ہر کس اٹ اسے اس کے مقصد سے مت ہٹاؤ۔" مسز ملک نے سمجھایا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے مجھے اسے یہ سب کرنے دینا چاہیے اور خود کہیں اور شادی کر کے بیٹھ جانا چاہیے؟"

"تم ستائیس برس کے ہو رہے ہو عالیان! تم کتنا انتظار کرسکتے ہو اس کے لیے اور اس کے انتظار کی حد کیا ہے؟ کیا جانتے ہو تم اس کے دل میں کیا ہے؟ اگر وہ تمہیں پسند نہیں کرتی یا اپنے شریک حیات کے زاویئے سے نہیں دیکھتی تو تم کیا کرو گے اس پر زبردستی کرسکتے ہو یا اٹھا کر زبردستی اس گھر میں لاسکتے ہو؟ تم اس کے لیے اپنی ماں سے الجھ رہے ہو جس کے دل کی بات بھی تم نہیں جانتے اور جسے تم تو سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہو مگر وہ تمہیں کتنے فیصد سمجھتی ہے؟ تم انتہائی بچکانہ رویہ اختیار کر رہے ہو عالیان! بی پریکٹیکل! زندگی قیاس آرائیوں سے نہیں گزرتی اس کے لیے ایک مثبت لائحہ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔" مسز ملک نے اسے حقیقت سے روشناس کرانا چاہا تھا اور وہ لمحہ بھر کو واقعی ساکت رہ گیا تھا۔ اس نے منال جعفری کو کبھی نہیں بتایا تھا کہ وہ اسے کس طور سے چاہتا ہے یا اس کے لیے کیا سوچتا ہے اگر محبت تھی بھی تو کہیں دبی دبی سی تھی وہ اسے کبھی جتا نہیں پایا تھا۔ بتانے کا مرحلہ بھی نہیں آیا تھا مگر اس نے سوچا تھا کہ جب چاہے گا اسے بتا دے گا حاصل کر کے اپنی زندگی میں شامل کر لے گا اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ سفر کچھ کٹھن بھی ہوگا یا اس میں کچھ کٹھنائیاں بھی ہوں گی تو اب مرحلہ یہ تھا کہ اسے اس سے پوچھنا تھا اور اگر وہ انکار کر دیتی تو؟ تو وہ کس طرح اماں کو قائل کرتا؟ وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ اب اگلا قدم کیا ہوگا۔ اگر اسے محبت تھی تو ان تمام مراحل سے اسے ثابت قدمی سے گزرنا تھا۔

☆

"منال! تمہیں نہیں لگتا زندگی میں کہیں کچھ مسنگ ہے اور کہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟" ہانیہ نے کباب منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔ تو وہ اسے حیرت سے تکنے لگی تھی۔

"کس شے کی کمی ہے؟ کچھ چاہیے تمہیں؟" وہ کسی قدر ٹیکنیکل انداز میں بولی تھی۔ ہانیہ نے کتاب بند کرتے ہوئے اسے پُرافسوس انداز میں دیکھا تھا اور پھر اس کی سمت کباب کی پلیٹ بڑھا دی تھی۔

"تم نے غور کیا ہے؟" ہانیہ نے پوچھا تھا۔

"کباب کا؟ اس میں نیا کیا ہے؟ اماں ایسے کباب کئی

سالوں سے بنا رہی ہیں اس میں حیرت کی بات کیا ہے؟" وہ سرسری انداز میں بولی تھی۔

"میں کباب کی بات نہیں کر رہی منال! تمہاری ہی بات ہے تم تو لڑکی سنتی اپنے دل کی نہیں دماغ کہاں ہے اور ہر بات کو غیر جذباتی انداز میں لیتی ہو۔ تمہارے لیے جذبات کی کوئی ویلیو ہی نہیں ہے جیسے کبھی کبھی تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم لڑکی بھی ہو کہ نہیں۔ میں تمہیں یہ جتانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ باہر بارش ہو رہی ہے اور بارش ہونے سے دل کے اندر ایک تازگی کا احساس ہوتا ہے جو روح تک کو ایک دلکشی سے بھر دیتا ہے مگر تمہیں یہ دکھائی نہیں دیتا۔ تمہیں تو اس سے بھی کوئی سروکار نہیں کہ باہر بارش بھی ہو رہی ہے کہ نہیں؟" ہانیہ نے اسے لتاڑا تھا۔

"بارش میں کیا خاص بات ہے ہانیہ! بادل پانیوں سے بوجھل ہو جائیں گے تو کہیں تو برسیں گے نا؟" وہ جذبات سے عاری انداز میں بولی تھی اور چلتی ہوئی باہر آ گئی تھی جبھی بارش پر نگاہ پڑی تھی تو اترتے گرتی ہوئی بوندیں اور بوندوں کی تر و تازگی جانے کیا ہوا تھا کہ وہ پہلی بار آہستگی سے چلتی ہوئی ٹیرس پر آ گئی تھی۔ ہاتھ پھیلا کر بوندوں کو ہتھیلی پر محسوس کیا تھا اس تازگی کو اس سے پہلے جیسے اس نے نہیں چھوا تھا اس نے سر آسمان کی طرف اٹھایا تھا چہرہ بہت سی بوندوں سے اَٹنے لگا تھا۔ وہ آنکھیں میچ گئی تھی کچھ لمحے گزرے ہوں گے جب آہٹ ہوئی تھی اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ عالیان ملک اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ کوئی خواب سا احساس تھا یا حقیقت؟ وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ وہ سر جھٹک کر چلتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ جانا چاہتی تھی جب ہاتھ اس کے ہاتھ کی گرفت میں آ گیا تھا اور وہ جیسے ہزار ہا لمحوں میں بندھ گئی تھی۔ وقت کی نبض جیسے تھم گئی تھی۔ یہ پہلا احساس تھا جس نے اسے چھوا تھا وہ ساکت سی اس کی سمت تک رہی تھی جب عالیان ملک نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ وہ کسی کچی ڈور سے بندھی اس کی طرف آ گئی تھی۔ ایک پل کے پل میں کیا ہوا تھا وہ سمجھ نہیں پائی تھی سمجھی تھی تو بس اتنا کہ اس کا وجود کسی حصار میں تھا وہ گرم گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔

"مجھے آزمائشوں سے الجھن ہوتی ہے ضرب تقسیم جیسے سوالوں میں زندگی گزارنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے مجھے۔ میرے پاس ہزار ہا لفظ ہیں نا کوئی داستان مگر میں چاہتا ہوں تم میری آنکھوں میں غور سے ایک بار دیکھو اور پھر اس بات کا فیصلہ کرو کہ تم کیا چاہتی ہو اور محبت زندگی کے لیے کتنی ضروری ہے۔ کیا کروں تمہارے ساتھ رہتا رہتا تمہارے جیسا ہو گیا ہوں بورنگ غیر جذباتی مگر محبت سب بدل دیتی ہے اس کا تجربہ ان دنوں کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں تم بھی اس تجربے سے گزرو۔ تمہارے ساتھ فلرٹ نہیں کر رہا جھوٹے سچے خواب نہیں دکھا رہا مگر صرف یہ جتا رہا ہوں کہ تمہارا وجود میری زندگی کے لیے کتنا ضروری ہے۔ میں تمہارا ہاتھ تھام کر زندگی کی طویل راہ پر تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں پھر چاہے کتنے اونچے نیچے موڑ پڑیں یا کٹھنائیاں آئیں مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا تم ساتھ ہو گی تو تمام مرحلے دشواریاں طے کرنے کا حوصلہ آ جائے گا۔ میں تمہارا جواب جاننے کا متمنی ہوں منال جعفری! تمہارے دل کی سننا چاہتا ہوں اس بار اپنے دماغ کو چپ کروا دو اور دل کی سننے کی کوشش کرو میں چاہتا ہوں تم اپنے دل کی موجودگی کا احساس کرو تمہارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ تم ایک دل بھی رکھتی ہو اور وہ دل کچھ تو چاہتا ہوگا؟" وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی برستی بارش میں اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ بارش کا یہ پہلا احساس تھا جو اس گھڑی اسے چھو رہا تھا۔ اس کی کلائی پر اس کی گرفت ایک جلتا ہوا الاؤ تھی جیسے اس کا وجود جیسے انگاروں کے دہانے پر تھا۔ یہ پہلا احساس تھا کچھ تجربہ کرنے کا محسوس کرنے کا وہ جیسے ان باتوں سے نابلد تھی انجان تھی اور اس انجانے پن میں اس گھڑی جیسے کوئی شگاف پڑا تھا وہ روشنائی کے موسم سے آشنا ہوئی تھی پہلی بار ایسا لگا تھا کہ موسموں کی بھی کوئی وقعت ہے اور لفظوں کا بھی کوئی طلسم ہے۔ وہ کتنی دیر اس کے حصار میں گم کھڑی اسے تکتی رہی تھی پھر جانے کیا ہوا تھا کہ اس نے بازوؤں کے حصار کو اپنے گرد سے توڑا تھا اور الٹے قدموں چلتی ہوئی دور ہوئی تھی اور پھر چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی۔

عالیان ملک کو اس پر حیرت نہیں تھی وہ جانتا تھا وہ کیسا مزاج رکھتی تھی۔ وہ اسے وقت دینا چاہتا تھا مگر وہ مطمئن تھا شاید محبت اتنی ہی پر یقین ہوتی ہے یا پھر اتنی ہی خوش فہم؟ وہ نہیں جانتا تھا مگر وہ ہار ماننا نہیں چاہتا تھا۔

❁......☆......❁

منال جعفری خود میں اتنی الجھی ہوئی اور کھوئی ہوئی تھی کہ آج ہونے والی بورڈ میٹنگ کو بھی فراموش کر بیٹھی تھی وہ اپنے آفس میں تھی جب مسز قیصر نے آ کر مطلع کیا تھا۔

"آپ کو آج کی بورڈ میٹنگ میں شریک نہیں ہونا؟" تب وہ چونکی تھی اور سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس بورڈ میٹنگ میں آج کچھ اہم فیصلے ہونا تھے۔ کمپنی کی کارکردگی کے بارے میں اور شاید کچھ مزید بھی وہ فائل اٹھا کر چلتی ہوئی کانفرنس روم کی طرف آئی تھی۔ دروازہ کھولا تھا تبھی وہ کسی سے ٹکرائی تھی ٹکرانے والے نے اسے سنبھالا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تھا منال جعفری نے سنبھل کر دیکھا تھا اس کے سامنے اونچا لمبا سوٹڈ بوٹڈ کوئی شخص کھڑا تھا جسے اس سے قبل اس نے قطعاً اس آفس میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ یقیناً نیا تھا اس کمپنی کا نہیں تھا۔

"آئی ایم سوری غلطی میری ہے۔" وہ بہت الجھے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ منال جعفری نے سر ہلایا تھا اور پھر اس کے قریب سے ہو کر اندر داخل ہو گئی تھی وہ یوں ہی اپنے کام سے کام رکھنے کی عادی تھی۔ اپنے اطراف میں ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی تجسس نہ تھا اور اگر کوئی نیا بندہ آفس میں اپائنٹ ہوتا ہے تو اس سے اسے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ بہت مطمئن سی چلتی ہوئی اپنی سیٹ پر آن بیٹھی تھی اور فائل کھول کر دیکھنے لگی تھی۔ وہ چونکی تب تھی جب چیئر پرسن اندر آئے تھے تب اس نے دیکھا تھا وہ شخص اس کے عین سامنے بیٹھا تھا ایک سرسری نگاہ کے بعد منال جعفری نے دوسری نگاہ اس پر ڈالنا گوارہ نہیں کی تھی کہ اسے اس سے سروکار نہیں تھا مگر وہ محسوس کر سکتی تھی وہ اس کی جانب متوجہ تھا اور بار بار اسے دیکھ رہا تھا۔ جس سے وہ کچھ ڈسٹرب ہو رہی تھی وہ اپنی ساری توجہ میٹنگ اور ڈسکس ہونے والے اہم نکات پر رکھنا چاہتی تھی۔ وہ اس کمپنی کا حصہ تھا یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی مگر وہ چونکی تب تھی جب کمپنی کے چیئر پرسن نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ کمپنی کا نیا CEO ہے اور آج سے تمام اہم فیصلے وہی کرے گا تب اسے پتا چلا تھا کہ وہ نیا چہرہ کمپنی میں کون آیا وہ کمپنی کے چیئر پرسن کا بیٹا تھا۔

"منہاج شاہ!" وہ سب سے مبارک باد وصول کر رہا تھا جب اس نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی تھی کتنے لکی ہوتے ہیں لوگ بنا بوئے کاٹتے ہیں بنا کمائے عیش کرتے ہیں لاابالی سے حاصل کرتے ہیں کیونکہ ان کے لیے راہیں ان کی گزشتہ نسلیں ہموار کر چکی ہوتی ہیں سو انہیں کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور ساری اسٹرگل آتی ہے متوسط طبقے کے حصے میں جان مارنی پڑتی ہے تو مڈل کلاس کو خواب کیا ہوتے ہیں خوابوں تک رسائی کیسے ہوتی ہے اور کیسے ہر ضرورت کے لیے جان مارنی پڑتی ہے اس کا اندازہ صرف مڈل کلاس والے کرتے ہیں۔ امیر ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پکی پکائی کھیر مزے سے بڑے آرام سے کھاتے ہیں بنا محنت کیے۔ اسے اس پوسٹ پر اپنے قدم جمائے رکھنے کے لیے سخت محنت کرنا پڑ رہی تھی اور کوئی بڑے آرام سے آج CEO کی پوسٹ سنبھال رہا تھا۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی جب وہ اس کے قریب آن کھڑا ہوا تھا۔

"آپ اس کمپنی کے فنانشل ڈیپارٹمنٹ کو سنبھالتی ہیں؟ ڈیڈ بتا رہے تھے آپ اپنی جاب کے ساتھ خاصی ایمان دار ہیں اور ذمہ داریوں کو بہت اچھے سے نبھا رہی ہیں۔" وہ اس کمپنی میں آنے سے پہلے جیسے سب کچھ جانتا تھا اسے حیرت نہیں تھی اس کمپنی کا مالک تھا وہ یہاں آنے سے قبل اسے ہر بات سے یقیناً مطلع کیا گیا ہوگا۔ اس کے تعریف کرنے پر اس نے سر ہلا دیا تھا انداز پروفیشنل تھا وہ اس سے زیادہ سروکار یا واسطہ رکھنے کی عادی نہیں تھی۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

"ویسے جس پوسٹ پر آپ ہیں اس پر آنے کے لیے لوگ کافی محنت کرتے ہیں تجربہ درکار ہوتا ہے مجھے حیرت ہے اگر آپ اتنی کم عمری میں اس پوسٹ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں آپ یقیناً ذہین ہیں اور اس جاب کے لیے اہل بھی۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا منال جعفری کچھ زیادہ نہیں کہہ سکی تھی۔

"میں جانا چاہتی ہوں کافی کام باقی ہے۔" وہ گریز پائی سے بولی تھی وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا اور وہ چلتی ہوئی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی تھی منہاج شاہ اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔ جانے کیوں اسے وہ لڑکی دلچسپ لگی تھی باقی سب لڑکیوں سے ہٹ کر بہت منفرد اور بہت خاص ایسی کیا بات تھی جو اسے دوسروں سے الگ بنا رہی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کون سی خاص اٹریکشن اسے اپنے ساتھ باندھ یا جکڑ رہی تھی۔ مگر یہ صرف اول اول کی بات تھی وہ پہلی بار اس سے ملا تھا پہلی بار میں ایسی کوئی کشش محسوس کرنا اسے خود حیرت میں مبتلا کر رہا

تھا مگر وہ اس بات سے انکاری نہیں ہو پا رہا تھا کہ اس لڑکی میں کچھ تو خاص تھا۔

"یہ لڑکی منال جعفری کب سے کام کررہی ہے ہماری کمپنی کے لیے؟" وہ اپنے روم میں تھا جب پیون کافی دینے آیا تھا تو اس نے پوچھا تھا۔

"شاید پچھلے دو سالوں سے۔"

"دو سال...... اور اتنی اہم پوزیشن تک رسائی؟ اتنا دماغ ہے اس کے پاس؟" پیون اس کی بات سمجھ نہیں پایا تھا' تبھی حیرت سے تکنے لگا تھا۔ اسے خود اپنی حماقت کا اندازہ ہوا تھا تبھی اسے جانے کا اشارہ کردیا تھا اور پھر کافی کے سپ لینے لگا تھا۔

......☆......
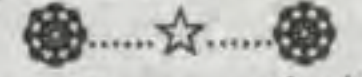
"اس پروپوزل کا کیا ہوا اماں؟ آپ نے اس کے لیے ہاں کردی تھی؟" اماں اس کے بالوں میں تیل ڈال رہی تھیں جب اس نے پوچھا تھا' اماں نے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"تم اس کے لیے تیار نہیں تھیں اور ہانیہ ابھی خود کو اس کے لیے تیار نہیں پاتی سو میں نے منع کردیا۔ کیا فائدہ کسی کو گھر بلانے کا اور بلاوجہ بات آگے بڑھانے کا جب رشتہ کرنا ہی نہیں' تمہیں لوگوں کے سامنے چائے کافی لے کر نہیں جانا' ٹرالی کلچر سے تمہیں وحشت ہوتی ہے اور وہ ہانیہ تم سے کم نہیں ہے۔ جو بڑی بہن کرتی ہے وہ بھی وہی کرتی ہے۔ اس نے بھی کہہ دیا میں بھیڑ بکری نہیں ہوں جو سج سنور کر چائے کی ٹرالی تھاموں اور لڑکے والوں کے سامنے اپنی نمائش لگانے پہنچ جاؤں' یہ آج کل کی لڑکیاں بھی نا' ایک ہمارا زمانہ تھا' اماں ابا نے جہاں رشتہ طے کردیا سو کردیا۔ ہاں ناں کی گنجائش ہی نہیں نکلتی تھی' اتنی ہمت نہیں تھی کہ چوں چرا کرتے۔" اماں خفا تھیں وہ مسکرا دی تھی' پلٹ کر انہیں دیکھا تھا اور پھر ان کے ہاتھ تھام لیے تھے اور نرمی سے مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

"اماں آپ کی اولاد کبھی نافرمان نہیں ہے مگر آپ ہی تو کہتی تھیں نا کہ میں آپ کی بیٹی نہیں بیٹا ہوں۔ سو اس گھر کو ایک بیٹے کی ضرورت ہے' بیٹا جو گھر کو چلا سکے' سنبھال سکے اور اماں ابا کا خیال رکھ سکے' میں فی الحال شادی کے بارے میں نہیں سوچ سکتی' ابا کا علاج چل رہا ہے انہیں ٹھیک ہونا ہے' مجھے خوشی ہوگی اگر میں اپنے سارے فرائض پورے کرسکوں' مگر میں ہانیہ کو سمجھاؤں گی' وہ آپ کی بات سنے۔" اس نے سہولت سے سمجھایا تھا۔

"منال! تمہاری پھوپو سے کل بات ہوئی تھی؟ وہ عالیان ملک کے لیے تمہارا ہاتھ مانگ رہی ہیں' ان کا کہنا ہے کہ عالیان کو تم پسند ہو' وہ اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہے' مجھے معلوم نہیں تھا تمہاری مرضی کیا ہے' سو میں نے کچھ نہیں کہا مگر میں نے کہہ دیا کہ سوچ کر جواب دوں گی' منال میں نہیں چاہتی تم کوئی غلطی کرو' اس طرح رشتوں کو ٹھکرانا عقل مندی نہیں' میں ماں ہوں میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دے سکتی' نا کوئی خودغرضی کرسکتی ہوں' بیٹے کی خواہش کسی ماں کو اندھا نہیں کرسکتی۔ ہماری ضرورت بڑی ہے سہارا ابھی چاہیے مگر یہ خودغرضی ہوگی اگر میں تمہیں اپنے ساتھ باندھ کر رکھوں یا پھر فرائض کا بوجھ تمہارے کاندھوں پر ڈال دوں' میں یہ ناانصافی تمہارے ساتھ نہیں کرسکتی۔" اماں نے نرم لہجے میں کہا تھا۔ منال جعفری کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ انہیں کیا جواب دے' وہ اپنا مستقبل خود ڈیسائیڈ کر کے انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتی تھی' وہ اتنی خودغرضی نہیں برت سکتی تھی' وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ صحیح کررہی تھی یا غلط؟ یا پھر یہی صحیح فیصلہ تھا یا صحیح راہ تھی۔ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی مگر اسے خود کو اس راہ کے لیے وقف کرنا تھا اور اس راہ میں پھر چاہے کچھ اسے ملتا یا نہیں یا پھر کچھ ہاتھ آتا یا نہیں' وہ اپنے نقصان کی پروا کرنا نہیں چاہتی تھی' وہ اگر سوچ رہی تھی تو صرف اپنی فیملی کے لیے۔ راہ کٹھن تھی' مشکل تھی مگر وہ اس راہ پر ثابت قدم رہنا چاہتی تھی' قدم مضبوطی سے جمائے رکھنا چاہتی تھی مگر جانے کیوں آنکھوں کے سامنے عالیان ملک کا چہرہ آ گیا تھا۔ اس روز وہ بہت کچھ کہہ رہا تھا' اس کی آنکھوں سے عجیب سی تپش نکل رہی تھی وہ اس کی گرفت سے جان سکتی تھی کہ اس کے اندر کتنے شوریدہ جذبات تھے یا وہ کتنا جنونی تھا وہ اس کی دیوانگی کو پہلے نہیں جان پائی تھی' مگر وہ شاید ہمیشہ بہت محتاط رہا تھا یا پھر دانستہ اس پر یہ سب عیاں ہونے سے گریز پا رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسے اس کی خبر ہو' تو کیا وہ واقعی اس کے لیے کچھ سوچتا تھا؟ محبت سچ میں کہیں تھی؟ کوئی اس کے لیے سوچتا تھا؟ اسے دعاؤں میں مانگتا تھا؟ محبت اتنی بےغرض تھی کیا؟

محبت واقعی تھی کہیں اس نے تو محبت کے بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا یا سوچنا ہی نہیں چاہا تھا' پہلے پڑھائی میں بزی رہی تھی اور پھر جاب کی ذمہ داریوں نے اسے اتنا مصروف کردیا تھا کہ وہ کسی اور طرف دیکھ ہی نہیں پائی تھی یا

پھر دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ کچن میں اپنے لیے کافی بنا رہی تھی تو بےدھیانی میں نگاہ اپنی کلائی پر گئی تھی' وہ بےساختہ اپنی کلائی کو ہاتھ سے چھونے لگی تھی' وہاں جیسے کوئی جلتا ہوا لمس اب بھی زندہ تھا۔ وہ پرتپش نظریں دھیان میں آ گئی تھیں' وہ جھٹ سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"آنکھیں بند کرلینے سے خواب جھانکنا متروک کردیتے ہیں کیا؟" پیچھے سے ایک مدھم آواز نے اس کے گرد حصار باندھا تھا وہ چونک کر آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی تھی' وہاں دروازے کے بیچوں بیچ عالیان ملک کھڑا تھا' یہ نہ اس کا وہم تھا نا خیال' وہ وہاں تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم راستوں کا تعین کیسے کرتے ہیں یا بہترین راہ کون سی ہے مگر میں حیران رہ جاتا ہوں' جب میں اپنی ہر راہ تم سے جڑتی پاتا ہوں۔ میرے لیے جیسے سارے راستے بند ہوجاتے ہیں اور ساری دنیا ایک نقطے پر رک جاتی ہے' مجھے نہیں معلوم ایسا تمہارے ساتھ بھی ہوتا ہے کہ نہیں یا پھر کبھی تم نے ایسا سوچا بھی ہے کہ نہیں مگر میرے لیے منال جعفری سے آگے کی کوئی راہ نہیں ہے نا میں دیکھنا چاہتا ہوں' نا سوچنا چاہتا ہوں اور......"

"عالیان ملک......!" اس نے بولنا چاہا تھا جب اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے باز کردیا تھا اور چلتا ہوا اس کے قریب آن رکا تھا' وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا اور منال کو بہت مشکل ہو رہی تھی۔

"میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی منال جعفری! میں ہمیشہ خود کو چپ کے دائروں میں باندھ کر نہیں رکھ سکتا' مجھے خاموشی میں سننا اتنا برا نہیں لگتا مگر کبھی کبھی بولنا ضروری ہوجاتا ہے' میں تمہیں پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ ایسا مت سمجھو کہ مجھے تمہارا کوئی خیال نہیں یا پروا نہیں۔ مجھے تمہارا خیال بھی ہے اور پروا بھی۔ تمہارا خیال تھا تبھی اب تک خاموش رہا مگر جب جان پر بننے لگے تو چپ رہنا محال ہوجاتا ہے۔ اماں کو میرے لیے لڑکیاں دیکھنے کی فکر تھی' وہ چاہتی ہیں میں زندگی کا آغاز کروں اور میرے لیے زندگی کا جز اور کل صرف تمہارے ساتھ' تمہارا ہاتھ تھام کر چلنا ہے' تمہاری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خواب بنتے ہوئے مجھے یہ طویل سفر تمام کرنا ہے منال جعفری! میں خوابوں خیالوں کی بات نہیں کررہا' میں تمہیں صرف خواب نہیں دے رہا۔ میری مٹھیوں میں تعبیر بھی ہے' میں سارے اسباب اپنے ساتھ لایا ہوں اور تدبیریں بھی' مجھے انکار نہیں سننا' میں تمہارے لبوں پر اپنے لیے ہاں دیکھنا چاہتا ہوں' تمہارے منہ سے ہاں سننا چاہتا ہوں۔" وہ مدھم سرگوشی میں بول رہا تھا' تبھی وہ بولی تھی۔

"عالیان ملک! ایسا ممکن نہیں ہے تم جانتے ہو۔"

"جانتا ہوں مگر میری راہیں تم تک آ کر ختم ہوتی ہیں' محبت کوئی جواز نہیں سنتی' میں خود کو سمجھاتے ہوئے تھکنے لگا ہوں' میں انتظار کرسکتا ہوں' دو سال' پانچ سال' دس سال...... کتنا بھی طویل انتظار تم کہو' میں کرسکتا ہوں' مجھے اس سے کوئی پریشانی نہیں ہے نا کوئی وحشت۔" وہ اس کے لیے زمانے ایک کردینے کو تیار کھڑا تھا' وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"پاگل ہو تم عالیان ملک! تم میرا انتظار کروگے' میں نہیں چاہتی تم اپنا وقت برباد کرو' دنیا میں بہت سی لڑکیاں ہیں' دنیا صرف ایک منال جعفری پر ختم نہیں ہوتی۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی' وہ مسکرا دیا تھا' ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی سے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی تھی اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"میری دنیا ایک لڑکی پر ہی ختم ہوتی ہے منال جعفری! اس سے آگے مجھے نہیں دیکھنا اور اس سے آگے مجھے کچھ دکھائی دیتا بھی نہیں۔ مجھے جنوں سے کوئی سروکار نہیں تھا منال جعفری! مگر تم نے ہوش بھلا دیئے' اب بتاؤ کیا کروں' مجھے سدباب کرنا نہیں آتا' تمہاری طرح اتنا دانا نہیں نا' کیا کروں؟ تمہارے پاس باتوں کا ٹیکنیکل جواز ہے اور جواب بھی مگر جب چاروں اطراف سے جنوں خرد کو مات کرنے لگے تو صورت حال کیا ہوتی ہے اس کا اندازہ شاید تمہیں نہیں۔" وہ بےبس دکھائی دیا تھا' منال جعفری اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی۔

"تم...... تم کافی پیو گے؟" وہ اس کی جانب سے نگاہ ہٹا کر کافی بنانے لگی تھی' وہ اسے بغور دیکھنے لگا تھا تبھی وہ بنا اس کی طرف دیکھے بولی تھی۔

"عالیان ملک! مجھے نہیں معلوم محبت ہوتی بھی ہے کہ نہیں یا پھر محبت کیسے ہوتی ہے' مجھے اس سے کبھی واسطہ نہیں رہا مگر میں نہیں چاہتی تم اپنا وقت میرے لیے برباد کرو یا خود کو ضائع کرو' انتظار اتنا آسان نہیں ہوتا' فی الحال مجھے اپنی سمت معلوم نہیں ہے۔ میں اپنی کسی سمت کا تعین بھی نہیں کرنا چاہتی۔ تم جانتے ہو ابھی ہانیہ کی اسٹڈی کمپلیٹ نہیں ہوئی' اس

کی شادی کرنا باقی ہے پھر اماں ابا' دادی ابا کا علاج۔ ڈھیروں ڈھیر اخراجات اور ذمہ داریاں' مجھے اندازہ نہیں کتنی مدت لگے گی۔ میری آنکھیں خوابوں کے لیے نہیں ہیں' میں خوابوں سے تعلق جوڑنا نہیں چاہتی' تم بہت اچھے ہو میرے بہت اچھے دوست ہو مگر میں نہیں چاہتی تم کوئی انتظار کرو' طویل انتظار تھکا دیتا ہے' میں تمہیں تھکا ہارا دیکھنا نہیں چاہتی' تم پھوپو کی سنو' وہ جو کہتی ہیں مانو' شاید یہی صحیح فیصلہ ہے خوابوں کی باتیں کرنا دانش مندی نہیں' محبت بچپنا ہو سکتی ہے اور بچکانہ فیصلوں کے دہانے پر خود کو رکھنا دانش مندی نہیں۔ محبت فضول جواز نہیں' میں دل کی سننا نہیں چاہتی نہ میں چاہتی ہوں کہ تم دل کی سنو' تمہیں اپنے کان بند کرنے کی عادت ڈالنا ہوگی۔" وہ کافی اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی تھی۔

"اور پھر بھی آوازیں چاروں اطراف سے تعاقب کرنے لگیں تو؟" وہ خدشات جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"اپنے کان بند کرلو' ایسا ناممکن نہیں ہے۔" وہ قطعی لہجے میں بولی تھی اور وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

❁......☆......❁
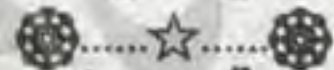
وہ بہت الجھی ہوئی تھی' پیون فائل لایا تھا اور اس نے دیکھے بنا سائن کر کے فائل واپس کردی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کا بلاوا آ گیا تھا۔ منہاج شاہ نے اسے اپنے روم میں بلایا تھا' وہ اگلے ہی پل اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا آپ ایسی سنگین غلطی کرسکتی ہیں؟ یہ فائل آپ نے سائن کردی چیک کیے بنا مس جعفری! آپ نے دیکھا نہیں اس میں فیگرز اینڈ ڈیٹیلز کتنے مختلف ہیں اگر یہ فائل اس طرح آگے چلی جاتی تو کتنا نقصان ہو جاتا؟"

"آئی ایم سوری!" ایسا پہلی بار ہوا تھا شاید' اسے کسی بات کے لیے الزام دیا گیا تھا' منہاج شاہ نے اسے بغور دیکھا تھا اور پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا' اس نے سر ہلا دیا تھا۔

"آر یو شیور؟ مجھے آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہی ہیں مس جعفری! چائے پئیں گی آپ؟" اس نے کہنے کے ساتھ ہی پیون کو بلا کر چائے لانے کا کہا تھا' وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"میں ڈسٹرب نہیں ہوں' مگر میری غلطی ہے کہ میں نے فائل کو دیکھے بنا سائن کردیئے' غلطی میری ہے' بہر حال میں اس کے لیے پہلے ہی سوری کرچکی ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

"ہم انسان ہیں مس جعفری! غلطیاں ہم سب سے ہوتی ہیں' ڈسٹرب مائنڈ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نااہل ہیں' ہم سب کی زندگیوں میں چھوٹی بڑی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ ہم روبوٹ نہیں ہیں' نہ مشین ہیں' مسائل ہم سب کو درپیش ہوتے ہیں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔" وہ پُرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اگر کوئی پریشانی ہے تو آپ مجھ سے شیئر کرسکتی ہیں۔" اس کے کہنے پر اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔ اس شام کافی کے لیے دی گئی آفر پر وہ چونکی تھی' وہ شخص تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ وہ عالیان ملک سے آنکھیں بند رکھنا چاہتی تھی اور اب منہاج شاہ؟ اسے الجھنوں نے گھیرنا شروع کردیا تھا۔

"میں نہیں جانتا کیا بات ہے مگر آپ میں کچھ خاص ہے مس جعفری! میں بہت سی لڑکیوں سے ملا ہوں مگر میں نے آپ جیسی لڑکی کبھی نہیں دیکھی' آپ مجھے بہت منفرد لگتی ہیں اور آپ شاید منفرد ہیں بھی' شادی کریں گی آپ مجھ سے؟" اس روز جب وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی تو وہ حیرت سے اسے تکتی رہ گئی تھی' جس محبت کو بیان کرنے میں عالیان ملک نے زمانے لیے تھے' اسے زبان دینے میں منہاج شاہ کو دو لمحے بھی نہیں لگے تھے۔ وہ وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں تھا جیسے اسے وقت کی قدر تھی اور وہ اپنے نفع نقصان کو خوب سمجھتا تھا' اس جیسی معمولی لڑکی میں اسے کیا دلچسپی ہو رہی تھی؟ وہ کئی لمحوں تک سوچتی رہی تھی۔

کیا یہ کوئی جنوں خیزی تھی یا پھر خود سے دور پاگل پن کی حد کو چھوتی کوئی محبت؟ اور اگر محبت نہیں تھی تو وہ جانتا تھا وہ اس کمپنی کے لیے ضروری تھی' وہ اس کمپنی کو فائدہ پہنچا سکتی تھی اور آگے لے جانے میں اس کی مدد کرسکتی تھی۔

"میں جانتا ہوں منال جعفری! تم میں لگن ہے' تم میں وہ اسپارک ہے جو آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے اگر ہم مل کر کام کریں گے تو ہم اس کمپنی کو بہت آگے لے کر جاسکتے ہیں' میں اس کمپنی کو ٹاپ پر دیکھنا چاہتا ہوں' اس کاروبار کو وسعت دینا چاہتا ہوں' اگلے ویک ہماری کمپنی ایک بہت بڑی کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر ہے میں چاہتا ہوں' ہم اس

سے پہلے ایک رشتے میں بندھ جائیں میں تمہارے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں منال جعفری! مجھے منع مت کرو اس جوائنٹ وینچر میں میں تمہارے ہمراہ کھڑے ہونا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں تم اہم فیصلوں میں میرا ساتھ دو۔ میرے ہم قدم رہو۔" وہ سمجھ نہیں پائی تھی یہ سب اتنا جلدی کیوں ہو رہا تھا مگر وہ یہ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ انکار کیوں نہیں کر پا رہی تھی۔ کوئی ایک شخص اس کے لبوں پر اپنے لیے ہاں دیکھنے کا منتظر تھا صدیوں اس ایک ہاں کا انتظار کیا تھا اور اس ایک ہاں کے لیے وہ خود کو تیار نہیں کر پائی تھی مگر جہاں وہ انکار کرنا چاہتی تھی وہاں وہ انکار بھی نہیں کر پائی تھی منہاج شاہ نے اپنے نام کی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا دی تھی۔ وہ کتنے ہی لمحے اس رنگ کو اپنے ہاتھ کی انگلی میں دیکھتی رہی تھی شام گھر لوٹی تھی تو وہ آ گیا تھا جیسے پاگل ہو رہا تھا وہ شخص۔ اسے شانوں سے تھام کر بغور دیکھا تھا۔

اس کی گرفت میں عجیب جنون تھا جیسے وہ اسے تہس نہس کر دینا چاہتا تھا اس کی انگلیوں کو اس نے اپنے گوشت میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

"منال جعفری! دنیا کی عظیم ذہین فطین لڑکی آج کسی سے منسوب ہو گئی اور اتنی خاموشی سے کہ خبر بھی نہیں ہونے دی مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم بھی فائدہ اٹھانے والے لوگوں میں شمار ہوتی ہو منال جعفری! وہ شخص تم سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور تم اس سے اس سودے بازی میں محبت کیسے ہو گی؟ اور تمہیں کیا فرق پڑے گا اگر محبت ہو نہ ہو؟ تمہیں محبت سے کیا سروکار؟ محبت سے تمہیں کچھ لینا دینا تو ہے نہیں مگر اس شخص کی دولت نے تمہاری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے دیکھو اس انگوٹھی کو کتنی قیمتی ہو گی نا؟ مجھے اتنا کمانے میں شاید تین چار برس تو لگ جائیں؟ میں وہ سب افورڈ نہیں کر سکتا تھا جو تمہیں چاہیے تھا۔ ہاں تم خوب صورت ہو محبت سے کیا ہوتا ہے؟ بینک بیلنس بھی تو ہونا چاہیے نا؟ تم نے اس کو چنا ہے مجھے دکھ اس بات کا نہیں ہے منال جعفری! غصہ اس بات پر ہے کہ ایک غلط شخص کو چنا ہے وہ تمہارے قابل نہیں ہے وہ ایک تیار شدہ عمارت کی اونچائی پر کھڑا ہے وہ عمارت اس کی بنائی ہوئی نہیں ہے اس کی خود کی حقیقت صفر ہے۔ جو بندہ خود باپ پر ڈی پینڈ کرتا ہے وہ خود اپنے فیصلوں میں کتنا آزاد ہو سکتا ہے؟ مجھے خود پر فخر ہے میں خود اپنے پیروں پر کھڑا ہوں مجھے تعمیر کرنے والے ہاتھ میرے خود کے ہیں۔ میں سیلف میڈ انسان ہوں مجھے خود کا موازنہ کسی سے کرنا پسند نہیں مگر میں چاہتا ہوں تم خوش رہو۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے بہت آہستگی سے اسے چھوڑا تھا اور پھر چلتا ہوا بنا اس کی جانب مڑ کر دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

منال جعفری کو معلوم نہیں تھا اس نے صحیح کیا تھا یا غلط مگر وہ واقعی ایک مضبوط سہارا چاہتی تھی وہ اماں کی سن رہی تھی خود کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے فیصلوں میں دماغ کو سنا جا رہا تھا محبت سے اسے کچھ لینا دینا نہیں تھا۔ اس شام جب بارش ہو رہی تھی تو وہ اس کے ساتھ تھی جانے کیا ہوا تھا کہ اس نے منہاج شاہ سے گاڑی روکنے کو کہا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ چونکا تھا۔

"تم گاڑی روکو تو......" اس نے کہا تھا منہاج شاہ نے گاڑی روک دی تھی۔ اس نے شیشہ اتارا تھا گرتی ہوئی بوندوں کو ہاتھ کی ہتھیلی پر محسوس کیا تھا۔ پل کی پل میں وہ چہرہ آنکھوں میں آیا تھا۔

"مجھے آزمائشوں سے الجھن ہوتی ہے ضرب تقسیم جیسے سوالوں میں زندگی گزارنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے مجھے میرے پاس ہزار ہا لفظ ہیں نہ کوئی داستان مگر میں چاہتا ہوں تم میری آنکھوں میں غور سے ایک بار دیکھو اور پھر اس بات کا فیصلہ کرو کہ تم کیا چاہتی ہو؟ اور محبت زندگی کے لیے کتنی ضروری ہے؟" کسی لہجے کی بازگشت اس کا پیچھا کرنے لگی تھی۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی یہ دوسری بار تھا جب وہ ان بارشوں کو خود کو چھونے کا حق دے رہی تھی۔ وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں اس برستی بارش میں کھڑی تھی جب منہاج شاہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔

"کیا تم پاگل ہو گئی ہو کیا کر رہی ہو منال جعفری؟ تم نے کبھی پہلے زندگی میں بارش نہیں دیکھی ہے کیا بچپنا ہے یہ؟" اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے گاڑی کی طرف لے آیا تھا۔

"تم جیسی لڑکی ایسی بچوں والی حرکتیں کر سکتی ہے مجھے اس کی امید نہیں تھی۔ تم جانتی ہو ہم کتنی اہم تقریب میں جا رہے تھے؟ سارا ڈریس بھگو لیا تم نے اب اس طرح اس تقریب میں جائیں گے۔ تم اس طرح کی بچکانہ حرکت کرو گی مجھے یقین نہیں تھا تم تو بہت سمجھ دار تھیں لیکن...... آہ......" وہ اس پر اپنا غصہ نکال رہا تھا۔

اس لہجے میں محبت نہیں تھی کوئی خیال توجہ مروت یا کرٹسی بھی نہیں تھی۔ وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس راستے کا انتخاب اس نے خود کیا تھا اپنے لیے اس راہ کو خود چنا تھا اس کے لیے وہ کسی کو الزام نہیں دے سکتی تھی مگر وہ یہ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی کہ اس نے کوئی غلط فیصلہ کیا جو راہ چنی وہ غلط تھی۔

"مجھے گھر جانا ہے ڈریس تبدیل کر کے پارٹی میں آ جاؤں گی میں یہاں سے کوئی آٹو لے لیتی ہوں آپ جائیں۔" وہ نرمی سے بولی تھی منہاج نے اسے دیکھا تھا پھر بنا کچھ کہے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔ اس شام اس نے اس تقریب میں شرکت اسی طرح کی تھی اسی بھیگے ڈریس میں وہ شخص اپنے ٹائم کا پابند تھا۔ اس کے لیے وہ کوئی کمپرومائز نہیں کرنا چاہتا تھا منال جعفری نے کوئی احتجاج نہیں کیا تھا اور نتیجتاً وہ اگلے دن بخار سے پھنک رہی تھی آفس نہیں جا سکی تھی سارا دن بیڈ پر پڑی رہی تھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو سوچتی رہی تھی۔ ہانیہ اس کے لیے سوپ بنا کر لے آئی تھی ساتھ ہی کچھ اینٹی بائیوٹکس بھی تھیں۔

"بخار معمولی نہیں ہے نمونیہ ہو جائے گا سو چپ چاپ یہ میڈیسن لے لو۔" ہانیہ نے وارننگ والے انداز میں کہا تھا وہ اٹھ بیٹھی تھی۔ ہانیہ روم سے نکل گئی تھی اس نے سیل فون چیک کیا تھا کوئی مسڈ کال تھی نا میسج اس کا حال نہیں پوچھا گیا تھا خیر نہیں لی گئی تھی۔ اس نے بے دلی سے سوپ لیا تھا ٹیبلٹ لی تھیں اور دوبارہ لیٹ گئی تھی۔ کچھ لمحے گزرے تھے کوئی کھٹکا ہوا تھا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا عالیان ملک اس کے سرہانے پھولوں کا گلدستہ رکھ رہا تھا اس کے جاگنے پر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا پھر لبوں پر انگلی رکھ کر اسے کچھ بولنے سے باز رکھا تھا۔

"تم آرام کرو میں صرف تمہیں دیکھنے آیا تھا ہانیہ سے بات ہوئی تھی اس نے بتایا تھا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے سوچا تمہاری خیریت معلوم کر لوں دوست ہوں ہر ناتا نہیں توڑ سکا۔" وہ سرسری لہجے میں بولا تھا وہ تکیے کے سہارے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے لگا تم مجھ سے ملنا کبھی نہیں چاہو گے۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی اس لہجے بہت بکھری بکھری سی لگی تھی۔

"مجھے کتنا جانتی ہو تم؟" وہ الٹا پوچھنے لگا تھا وہ اس کی نظروں سے گھبرا کر چہرہ پھیر گئی تھی۔

"اگر تم مجھے جانتی ہو تو جانتی ہو گی کہ میں موسموں کی طرح بدل جانے والوں میں سے نہیں ہوں دوست ہو تم میری اتنی مروت تو ہے اب بھی کہ تم سے ملنے آ سکتا ہوں۔ تم مشکل میں ہو تو مدد کر سکتا ہوں مگر تمہیں میری مدد کی ضرورت کبھی نہیں پڑے گی۔" وہ مسکرایا تھا۔

"تمہارے مسٹر رائٹ اتنے امیر ہیں کہ تمہاری ہر مدد کے لیے وہ سب سے پہلے کھڑے ہوں گے۔" وہ مذاق کر رہا تھا مگر وہ مسکرائی نہیں۔ وہ اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"دیکھ نہیں رہا کوشش کر رہا ہوں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"کس بات کی؟" وہ چونکی تھی۔

"تمہارا چہرہ...... یہ آنکھیں پڑھنے کی۔" وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"اور......؟" وہ چونکی۔

"منہاج شاہ...... آہ! آ گئی مین اور راور آلکسیٹ مین؟" منہاج شاہ کا ذکر آنے پر وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"بندہ لکی ہے ہی از ہیونگ یو۔" وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا تھا تمہیں محبت ہو سکتی ہے لیکن تم بہت بھیدوں سے بھری لڑکی ہو۔ سوچتا ہوں یہ آنکھیں اسے دیکھتی ہوں گی تو ان آنکھوں میں کتنے رنگ ابھرتے ہوں گے اس چہرے پر کتنی دلکشی آتی ہو گی؟ اور یہ رنگ کتنے گہرے لگتے ہوں گے؟" وہ اس کی سمت دیکھ نہیں سکی تھی اس کی باتوں سے وہ عجیب گھٹن سی محسوس کر رہی تھی جب اس نے پوچھا تھا۔

"یہ بخار کیسے ہوا؟"

"پتا نہیں شاید تھکن یا پھر وائرل۔" اس نے بھونڈا جواز دیا تھا۔

"لگتا ہے تمہارے مسٹر پرفیکٹ تمہارا خیال نہیں رکھتے؟ ہانیہ بتا رہی تھی تم بھیگ گئی تھیں بارش میں؟ یہ تمہیں کب سے بارش میں بھیگنے کا شوق پڑ گیا تمہیں تو بارش سے سرے سے کچھ لینا دینا ہی نہیں تھا؟ آہ گاٹ اٹ! تمہارے مسٹر پرفیکٹ کو بارش پسند ہے؟ مگر اس شوق کو کسی اور وقت کے لیے بھی اٹھا کر رکھا جا سکتا تھا نا؟ تمہیں سردی میں نہیں بھیگنا چاہیے یہ موسم بھیگنے اور بارش انجوائے کرنے کے لیے نہیں

ہوتا۔" وہ اپنے دھیان میں بول رہا تھا۔

"تم...... تم نے کوئی اچھی لڑکی دیکھی؟" وہ بولی تھی۔

"اچھی لڑکی......؟ اس کی کیا تعریف ہے؟ جو تم جیسی ہو یا تم سے کچھ زیادہ اچھی ہو؟" وہ مسکرا دیا تھا۔

"تم خوش ہو منال جعفری؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تھا اور یہی ایک سوال تھا جس سے وہ بچنا چاہتی تھی کیونکہ اس ایک سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا یا پھر شاید عالیان ملک کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں رکھتی تھی۔

"خوشی کا مطلب کیا ہوتا ہے تمہارے نزدیک؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی تھی۔

"تم نہیں جانتیں؟" وہ حیرت سے بولا تھا' منال جعفری نے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"خوشی کا مطلب پوچھنا نہیں پڑتا منال جعفری! خوشی خود بخود دکھائی دیتی ہے' جب کوئی خوش ہوتا ہے تو آنکھیں بولتی ہیں' چہرہ بولتا ہے' اندر دل سے آواز آتی ہے تم خوش ہو کہ نہیں اس سوال کو دوسروں سے پوچھنے کی بجائے اپنے آپ سے پوچھو' جن سوالوں کا جواب ہم دوسروں سے چاہتے ہیں اگر ان کا جواب ہم اپنے آپ سے مانگیں تو شاید پھر کوئی الجھن' الجھن نہ رہے۔" وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ منال جعفری اس کی سمت سے نظریں ہٹا گئی۔

"میں نہیں جانتا تم نے یہ فیصلہ کیوں لیا منال جعفری! لیکن کبھی تم نے آسمان سے تاروں کو ٹوٹتے دیکھا ہے؟ اس وحشت اور بے چینی کو محسوس کیا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں وہی اضطراری دکھائی دیتی ہے' اس اضطرابیت کی وجہ تم جانتی ہو اور سدباب بھی تمہیں ہی معلوم ہوں گے کیونکہ دوسرے صرف دور کھڑے ان تاروں کو ڈوبتے ابھرتے یا پھر ٹوٹتے اور گرتے ہوئے دیکھتے ہیں' وہ نہیں جانتے اس سب کے پیچھے کے اسرار اور بھید کیا ہیں؟" وہ بولا تھا تو وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگی تھی۔

"تم نے بتایا نہیں۔" وہ بضد تھی۔

"کیا؟" وہ چونکا تھا۔

"تمہیں کوئی اچھی لڑکی ملی؟"

"لڑکی...... یا پھر لڑکیاں؟" وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

"لڑکیوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کافی ناقابل اعتبار شے ہوتی ہیں۔" وہ بات کو مذاق میں ٹال رہا تھا۔

"تم سیدھے سے جواب نہیں دے سکتے؟" وہ الجھن میں مبتلا ہوئی تھی۔

"تمہیں سن کر سکون ملے گا اگر میں کہوں کوئی ایک بھی نہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا ہوا بولا تھا' منال جعفری حیران رہ گئی تھی۔

"بکواس مت کرو' تم جانتے ہو۔ میری منگنی ہو چکی ہے' مجھے فرق کیوں پڑنے لگا' میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اپنی زندگی کو اس طرح روک کر مت رکھو' یہ دانش مندی نہیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں؟" وہ مسکرایا تھا۔

"تم پاگل ہو عالیان ملک؟" وہ ڈپٹتے ہوئے بولی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔

وہ چاہتی ہے میں اسے داستان سناؤں
حالِ دل بتاؤں
کہا نہیں جو سنا نہیں
وہ ساری بات بتاؤں
وہ چاہتی ہے میں بات کروں
اسے مناؤں' اک ربط بناؤں
جو وہ چاہ سکے تو باندھ لے
جو نہ چاہ سکے تو وہ سب کردے فنا
کردوں سب اختیار میں اس کے
وہ جو چاہے تو کردے سب بے نشاں
وہ چاہتی ہے میں خواب دیکھوں
اس کی آنکھوں سے اپنی آنکھوں تک
سلسلے بناؤں' راستے سجاؤں
مگر چپکے چپکے اس طرح کہ اس کو بھی اس کی خبر نہ ہو
وہ چاہتی ہے میں سونپ دوں اسے اک جہاں
مگر اس طرح کہ کسی کو اس کا نہ کچھ سبب ملے
نہ ہاتھ آئے کوئی سرا
وہ چاہتی ہے اسے داستان سناؤں
حالِ دل بتاؤں مگر......

اس نے کہہ کر شانے اچکا دیئے تھے' وہ کچھ کہہ نہیں سکی تھی' عالیان ملک نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ بہت آہستگی سے ہاتھ میں لیا تھا۔ ہاتھ میں موجود اس قیمتی رنگ کو بغور دیکھا تھا' پھر مسکرا دیا تھا۔

"تم جانتی ہو' اس رنگ سے کچھ زیادہ قیمتی رنگ میں نے ایک دن لی تھی' اس قیمتی پتھر سے بھی زیادہ قیمتی پتھر اس میں جڑا تھا۔ SOLITAIRE مگر وہ رنگ تمہیں دے نہیں سکا' تم نے موقع نہیں دیا' تمہاری خوشیوں کے لیے میں خود کو داؤ پر لگا سکتا تھا' اپنا سب کچھ ہار سکتا تھا مگر تم نے مجھے موقع نہیں دیا۔" وہ بغور اس کا ہاتھ تکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ منال جعفری اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں ان سب چیزوں کے پیچھے ہوں؟ میں ان سب کے بعد ہوں' مجھے اس کی ضرورت ہے؟" وہ جتاتے ہوئے پوچھنے لگی تھی۔ عالیان ملک نے اس کی سمت دیکھا تھا پھر سرنفی میں ہلا دیا تھا۔

"تمہیں تحفظ چاہیے تھا' تحفظ کا احساس اور تمہیں منہاج شاہ مجھ سے زیادہ مضبوط لگا۔ مضبوطی سے اپنے قدموں پر جما کھڑا' شاید وہ تمہیں مجھ سے زیادہ تحفظ دے سکتا تھا' میں ایک لڑکی کی ترجیحات جانتا ہوں' مگر تم کوئی عام لڑکی نہیں ہو' میں مانتا ہوں تم کچھ غلط نہیں کرسکتیں' تم جو بھی کرو گی وہ صحیح ہوگا۔" وہ پورے یقین سے بولا تھا' اس کا بخار میں جلتا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور منال جعفری اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی وہ اس پر اس حد تک یقین کرتا تھا۔

"طنز کررہے ہو؟" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تھی' عالیان ملک نے اس کی سمت بغور دیکھتے ہوئے سر انکار میں ہلایا تھا۔

"اوں ہوں...... تمہیں یقین کی وہ پختگی محسوس نہیں ہوتی میرے لہجے میں یا تم آج بھی قطعی نابلد ہو؟ جانتا ہوں آنکھیں پڑھنے کا ہنر تو تم جانتی نہیں مگر اب تو تم لفظوں کو سمجھنے سے بھی قاصر ہو۔ تم اتنی بے وقوف ہوسکتی ہو مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔" وہ پُرافسوس انداز میں بولا تھا' پھر آہستگی سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ منال جعفری کو لگا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے سب چلا گیا ہو' جیسے اس کا ہاتھ بہت ادھورا اور خالی رہ گیا ہو اور وہ خالی پن اس نے اپنے ہاتھ پر ہی نہیں اپنے اندر بھی محسوس کیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر تک اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی تھی' پھر چلتی ہوئی ابا کے کمرے میں آگئی تھی' وہ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے' اسے دیکھ کر مسکرائے تھے' ان کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر لگ رہی تھی۔

"تم بستر سے اٹھ کر کیوں آگئیں؟ تمہیں تو بخار ہے نا آرام کیوں نہیں کررہیں؟" ابا نے پیار سے ڈپٹا تھا۔ وہ سنی ان سنی کرتی ہوئی ان کے ساتھ جا بیٹھی تھی' ابا نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تھا اور پھر ساتھ لگا لیا تھا۔

"بہت تھک گئی ہو؟" ابا نے جیسے اس کی کیفیت جان لی تھی' وہ ابا کی طرف نہیں دیکھ پائی تھی مگر سر اثبات میں ہلا دیا تھا' اور نجانے کیوں بھری آنکھیں چھلکنے لگی تھیں' ابا نے اسے ساتھ لگا کر اس کے سر پر پیار کیا تھا۔

"میری بیٹی اتنی بہادر ہے کہ میں لوگوں کو اس کی مثالیں دیتا ہوں پھر آج میری بیٹی کیسے ہارنے لگی؟"

"ابا میں واقعی تھک گئی ہوں' پتا نہیں مگر میں نے دانستہ کوئی غلط راہ نہیں چنی مگر مجھے اندازہ نہیں اگر پھر بھی میں نے کوئی غلط راہ چن لی ہو' ابا میری سمجھ میں نہیں آتا' جب ساری راہیں بند ہورہی ہوں تو کوئی ایک راہ کھلی کیسے رکھی جاسکتی ہے؟" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"بیٹا! جب کچھ سمجھ نہ آرہا ہو تو ضرورت اندر کی آواز کو سننے کی ہوتی ہے' تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے؟ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطی میری بیٹی سے ہوئی بھی ہے تو وہ اس کا سدباب کرسکتی ہے' صحیح فیصلوں کے لائحہ عمل کو جانچنے کے لیے اپنے اندر کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہوتی ہے۔" ابا اسے حوصلہ دیتے ہوئے بول رہے تھے۔

"خیر ایک اچھی خبر ہے' ایک دوست بیرون ملک سے لوٹا ہے' اس کے پاس سرمایہ ہے مگر نئی جگہ کے باعث وہ اتنی انفارمیشن نہیں رکھتا' وہ کاروبار کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے اسے میری خدمات چاہئیں' وہ تجربہ میرے پاس ہے' سو کل ہم مل رہے ہیں' مجھے امید ہے اس میٹنگ سے خاصے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔" ابا بہت پوزیٹو لگ رہے تھے' ان کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہوتا دکھائی دے رہا تھا' وہ مسکرا رہے تھے۔ منال جعفری نے بہت عرصے بعد ابا کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا' یقیناً وہ تبدیلی کسی مثبت انداز فکر کا خاصا تھا۔ وہ مسکرائی تھی' ابا نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو پونچھے تھے۔

"میری پریوں کی آنکھوں میں آنسو آتے اچھے نہیں لگتے' آئندہ نہیں رونا' تمہارے ابا کو تکلیف ہوگی۔" ابا پہلے والے ابا لگ رہے تھے' اماں چائے لے کر آئی تھیں۔ اس

نے اماں کی طرف دیکھا تھا۔
"آپ کو معلوم ہے ابا کاروبار کرنے جارہے ہیں ایک اچھی آفر ہے ابا کے پاس؟" وہ جوش سے بتارہی تھی۔
"ہاں جانتی ہوں اور یہ اچھی خبر میں تمہیں سنانے تمہارے کمرے میں گئی تھی مگر تم سے تو بخار میں بھی آرام نہیں ہوتا۔ تمہارا سیل فون بج رہا تھا غالباً منہاج کی کال تھی جو مسڈ کال بن گئی' جاؤ دیکھو۔" اماں نے کہا تھا وہ چائے کا کپ لے کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ سیل فون چیک کیا تو منہاج کی مسڈ کال تھی مگر وہ اسے کال بیک کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے بیڈ میں گھس گئی اور کمبل تان کر سو گئی تھی۔

❁......☆......❁

اگلے کئی دن تک وہ آفس نہیں جاسکی تھی۔ منہاج کو شاید فکر ہوگئی تھی تبھی اس کی خیریت معلوم کرنے آ گیا تھا' وہ اسے سامنے دیکھ کر حیران نہیں ہوئی تھی
"تم نے اتنی لمبی لیو بنا انفارم کیے لے ڈالی' جانتی ہو اتنے دنوں میں کمپنی کا کتنا نقصان ہوا؟" وہ بجائے اس کی خیریت معلوم کرنے کے اس سے کمپنی کے اموروڈسکس کررہا تھا۔
"تمہاری کمپنی میں صرف میں ایک بندی کام کرتی ہوں؟ میرے علاوہ کوئی اور وہ ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتا یا پھر تم نے سارے گدھے بھرتی کررکھے ہیں؟" وہ پورے اعتماد سے بولی تھی۔
"وہاٹ؟" وہ اس کے بولنے پر چونکا تھا۔ "یہ کیسے بات کررہی ہو تم' فیانسی ہو یاد کررہا تھا تمہیں' فکر ہورہی تھی' بیمار ہو خیریت معلوم کرنے آیا اور تم؟ تمہیں لگتا ہے میں کمپنی کی وجہ سے پریشان ہوں؟" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا' وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔
"پانچ دن بعد یاد آئی کہ فیانسی بیمار ہے اور تم میں اتنی کرٹسی تک نہیں کہ مجھے سوری تک کہہ دیتے؟ میں بیمار کس کی وجہ سے پڑی' تمہاری وجہ سے نا؟ تم نے بھیگے کپڑے چینج کرنے نہیں دیئے تھے' تم اس طرح بھیگے ہوئے ڈریس میں مجھے اس تقریب میں لے گئے تھے۔" وہ الزام دیتی ہوئی بولی تھی۔
"ہاں مگر میں نے تمہیں بارش میں بھیگنے کا مشورہ نہیں دیا تھا وہ بچکانہ حرکت تم نے خود کی تھی' مجھے امید نہیں تھی کہ تم ایسی حرکت کروگی' تم عام لڑکیوں سے مختلف لگی تھیں' مگر تم تو وہی دقیانوسی لڑکیوں کی طرح شکایت کررہی ہو۔" وہ بدمزا ہوکر اٹھا تھا اور واپس چلا گیا تھا' یہ اس کا جیون ساتھی ہونے جارہا تھا' اس شخص کے ساتھ وہ اپنی اگلی باقی کی زندگی گزارنے جارہی تھی۔ کیا وہ اس قابل تھا کہ وہ اسے چنتی اور اس کے ساتھ زندگی کی راہ پر طویل سفر کرتی؟ وہ انگلی میں پڑی رنگ سے کتنی دیر تک بے دھیانی میں کھیلتی رہی تھی' اسے اتارتی' پہنتی رہی تھی' دماغ الجھنوں سے بھرا تھا' اسے گھٹن کا شدید ترین احساس ہورہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا وہ کسی اور دنیا میں ہے' کسی اور دنیا کا حصہ ہے اور اس دنیا میں ہر جگہ خسارہ ہے۔ اس سے پہلے شاید اسے اس کا احساس نہیں ہوتا مگر اب جب وہ فارغ تھی تو ہر شے کو زیادہ تفصیل سے سوچنے کا وقت ہاتھ آیا تھا یا شاید وہ بہت حساس ہورہی تھی؟ شاید سب اتنا بُرا نہیں تھا شاید سب بہت نارمل تھا؟ وہ نئے زاویوں سے ہر شے کو دیکھنا چاہتی تھی۔ وقت گزرنے لگا تھا' دن تیزی سے گزر رہے تھے۔ ہانیہ کو انگلینڈ کی ایک یونیورسٹی سے اسکالرشپ مل گئی تھی' وہ جانے کی تیاریاں کرنے لگی تھی۔ اس شام عالیان ملک سے ملاقات ہوئی تھی تو وہ بتارہا تھا کہ وہ آسٹریلیا موو کررہا ہے ایک دوست کے ساتھ مل کر کچھ بزنس انوسٹمنٹ کی تھی' جس کے لیے اسے اب وہاں منتقل ہونا تھا' وہ کمپنی اچھی چل رہی تھی۔
"تم خوش نہیں ہو؟" وہ اسے دیکھ کر بولا تھا' اس نے شانے اچکا دیئے تھے۔
"مبارک ہو۔ بہت خوشی کی خبر ہے ہر کسی کو مواقع مل رہے ہیں' بہت اچھی بات ہے۔" وہ مسکرائی تھی۔
"اور تم......؟" وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا' وہ مسکرائی تھی۔
"میں کیا؟" وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کو کھل کر مسکرائی تھی۔
"شادی کب کررہی ہو؟" وہ جانے کیوں سوچ کر پوچھنے لگا تھا۔ وہ چونک پڑی تھی۔
"میری شادی سے خوشی ہوگی تم کو؟ اتنے سچے پکے دوست ہو میرے' مجھے خوش دیکھ کر خوش ہوگے تم؟" وہ اس کی سمت دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی پھر اس کے سینے پر ایک مکا دے مارا تھا۔
"میری چھوڑو تم کرلو کوئی آسٹریلوی گرل؟ وہ تمہیں وہاں سیٹل ہونے میں مدد کرے گی؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی تھی مگر وہ مسکرا دیا تھا۔
"میں کاروبار میں پیار اور پیار میں سودے بازی کا قائل نہیں۔ مجھے محبت کو خانوں میں بانٹنا اچھا نہیں لگتا' الگ الگ خانوں میں محبت بانٹنے سے خود کا حصہ کہیں کھو جاتا ہے۔ اپنے حصے کی محبت باقی نہیں رہتی اور میں یہ غلطی کرنا نہیں چاہتا یوں' بھی مجھے جو چاہیے وہی چاہیے اس سے کم یا زیادہ پر کمپرومائز نہیں کرتا۔ میں اپنی ترجیحات کو پہچانتا ہوں' مجھے کسے اولیت دینا ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا تھا' وہ مزید الجھنے لگی تھی' الجھتی چلی گئی تھی۔
"میں اکثر سوچتا ہوں' سوچتا تھا اگر تم جیسی لڑکی کو محبت ہوگئی تو؟" وہ کیسے ری ایکٹ کرے گی؟ کیسی دکھے گی؟" وہ جانے کیا سوچ کر بولا تھا۔
"تمہیں اب بھی محبت پر یقین ہے؟" وہ عجیب سے لہجے میں بولی تھی۔
"تمہیں لگتا ہے محبت پر یقین ختم ہوجاتا ہے اگر کوئی ساتھ نہ رہے یا پاس نہ رہے یا پھر محبت سمت بدل لیتی ہے؟ محبت بازگشت جیسی ہے منال جعفری! آواز دو تو پلٹ کر صدا بنتی ہے اور لوٹ کر اسی رفتار سے تعاقب کرتی ہے' تمہیں یقین نہیں ہے اگر یقین نہیں تو آزمالو محبت بازگشت بن کر کھوتی نہیں ہے۔"
"اور اگر کھو جائے تو......؟" وہ خدشے سے بولی تھی۔
"کھو جائے تو بھی واپس مل جاتی ہے۔" وہ یقین سے بولا تھا۔ منال جعفری کو اس کے یقین پر حیرت ہوئی تھی' اس کا سیل فون بجا تھا اسکرین پر منہاج شاہ کا نمبر روشن تھا۔ اس نے عالیان ملک کی سمت دیکھا تھا پھر کال پک کرلی تھی۔
"ہیلو! کہاں......لیکن میں تو بہت تھکی ہوئی ہوں' میں نہیں آسکتی' کیا تم یہ میٹنگ پوسٹ پون نہیں کرسکتے؟ منہاج شاہ ہم میں اس بزنس کے علاوہ بھی کوئی رشتہ ہے؟" وہ تھک کر بولی تھی لہجہ دانستہ مدھم اور دھیما رکھا تھا۔ وہ دو قدم چلتی وہاں سے دور نکلی تھی وہ نہیں چاہتی تھی عالیان ملک ان کی باتوں کو سنے اور کوئی معنی اخذ کرے۔
"او کے ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔" اس نے تھکے ہوئے انداز میں کہا تھا اور پلٹ کر عالیان ملک کو دیکھا تھا۔ وہ تفاوت پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا' وہ لمبا چوڑا مضبوط شخص ایک پل کو سب بھولنے لگا تھا' سب بھولنے کو بھلا دینے کو دل چاہتا تھا۔ اسی سوچ میں وہ پلٹ کر چلتی ہوئی وہاں سے نکلنے لگی تھی۔

❁......☆......❁

محبت نے میرے پہروں پر
جب کچھ حرف لکھے تھے تو
خاموشی میں اک گمنام سرگوشی نے
کچھ بھید کھولے تھے
اسی بے خودی کے حصار میں
میں ابھی تک ہوں رکا ہوا
اسی موڑ پر اسی راہ پر
انہی الجھنوں کے حصول میں
انہی خواہشوں کے نزول میں
تیری چپ سے میری چپ تک
میں ایک حاشیہ ہوں کھینچتا
تمہیں تم سے تم تک ڈھونڈتا
میں اسی موڑ پہ ہوں رکا ہوا

اس پارٹی میں موجود لوگوں کے چہرے وہ خالی خالی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس جگہ وہ موجود ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں تھی۔ کل ہانیہ انگلینڈ جارہی تھی' کچھ دنوں میں عالیان ملک کو بھی آسٹریلیا چلے جانا تھا اور اس نے؟ سب کی زندگیاں چل رہی تھیں' دوڑ بھاگ رہی تھیں؟ سب کو ایٹ لیسٹ معلوم تھا کہ ان کی زندگیاں کہاں جارہی ہیں' انہیں

سمتوں کا یقین تھا اپنی اپنی منزلوں کی خبر تھیں اور وہ؟ اسے وقت کہاں لے جارہا تھا؟ کہاں لے جانا تھا وہ کس سمت بہہ رہی تھی اور اس بہاؤ میں اس کی بقا باقی رہنا بھی تھی کہ نہیں؟ وہ کچھ نہیں جانتی تھی جب سے وہ منہاج شاہ کے ساتھ اس رشتے میں بندھی تھی روز کہیں نہ کہیں پارٹی میں جانا پڑتا تھا۔ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ لوگوں سے ملنا پڑتا تھا باتیں کرنا پڑتی تھیں ان کاروباری پارٹیوں میں اس کی حیثیت کیا تھی؟ وہ کھو رہی تھی خود سے کہیں بچھڑ رہی تھی۔ منہاج شاہ جیسے اس کے ساتھ کہیں تھا ہی نہیں۔ دور پار کا بھی جیسے کوئی واسطہ نہیں تھا وہ اس کا چہرہ دیکھتی تھی تو عجیب لیا دیا سا انداز لگتا تھا بے واسطہ جیسے ان میں کوئی ربط نہ ہو۔ کوئی واسطہ نہ ہو وہ اس کے اپنے رشتے کو اس کی آنکھوں میں ڈھونڈتی رہتی تھی اب بھی وہ اس کونے میں کھڑی تھی تنہا جب وہ اس کے پاس آیا تھا اور مسکراتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہو مگر اس طرح کونے میں چھپ کر کیوں کھڑی ہو؟ شاہ فیملی کی بہو ہو تمہیں تو اس تقریب میں سب سے نمایاں ہونا چاہیے۔" وہ جتا رہا تھا۔

"منہاج! تم مجھ سے شادی کرنا کیوں چاہتے ہو؟" وہ پوچھنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟ کیوں شادی کرنا چاہتا ہوں آف کورس ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔"

"ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں بس؟ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں یا پھر ہم بزنس پرپز کے لیے ہیں؟ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے؟ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے کے لیے؟" وہ صاف گوئی سے مگر نرم لہجے میں بولی تھی۔

"وہاٹ دا ہیک اٹ از! یہ کیا فضول کی باتیں سوچ رہی ہو تم؟ کیا یہ وقت مناسب ہے ان باتوں کے لیے؟ تمہیں ہو کیا گیا ہے اتنی قنوطی کیوں ہو رہی ہو؟" وہ دبے دبے لہجے میں اسے ڈپٹ رہا تھا۔

"تم جانتی ہو تم نے یہ پروپوزل کیوں قبول کیا تھا میں نے کوئی زبردستی نہیں کی تھی میں تم سے یہ مڈل کلاس لڑکیوں والے رویے کی امید نہیں رکھتا۔ اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرو۔" اس نے کہہ کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا تھا وہ حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔

"تمہیں مسٹر شیخ سے متعارف کرانا ہے ہماری کمپنی کے نئے کلائنٹ ہیں چلو آؤ اپنا ہاتھ دو۔ اپنا موڈ چینج کرو مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں تم سمجھتی ہو تم میری ترجیحات میں شامل نہیں ہو؟ آہ! منال جعفری! کس کے لیے ہے یہ سب؟ کیا ہم بعد میں یہ سب ڈسکس نہیں کرسکتے ہیں؟" وہ اس کے سامنے کھڑا بول رہا تھا منال جعفری نے کچھ لمحوں تک خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا پھر بہت آہستگی سے ہاتھ سے وہ انگوٹھی نکالی تھی ہاتھ بڑھا کر منہاج شاہ کا ہاتھ پکڑا تھا وہ قیمتی رنگ اس کی ہتھیلی پر رکھی تھی اور پھر پلٹ کر چلتی ہوئی اس جگہ سے نکلتی چلی گئی تھی۔ منہاج شاہ ہکا بکا سا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

❁.....☆.....❁

اس نے گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا مگر سب سے پہلے ہانیہ نے نوٹس کیا تھا۔

"تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟ کہیں کھو گئی کیا؟ آہ! کتنی قیمتی رنگ تھی۔ منہاج شاہ کا تو عظیم نقصان کردیا تم نے۔" وہ چھیڑ رہی تھی مگر ابا اماں نے اس کی سمت بغور دیکھا تھا تبھی اس نے بتایا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا تھا یہ رشتہ مناسب ہے میں اپنے اندر ایک گھٹن محسوس کرتی تھی اس رشتے میں قید محسوس کرتی تھی کھل کر سانس نہیں لے پا رہی تھی اگر وہ رنگ نہیں اتارتی تو شاید میرا دم گھٹ جاتا۔ میں نے ٹھیک کیا یا غلط نہیں جانتی مگر ابا نے کہا تھا اپنے اندر کی آواز کو سنو اور میں نے جب وہ آواز سنی تو اس رشتے کو آگے بڑھانے کا خیال ترک کرنا پڑا۔" اس نے سر جھکا کر مطلع کیا تھا۔ سب اسے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔

"آہ! تم نے جاب بھی چھوڑ دی؟" ہانیہ نے جتایا تھا ابا نے اسے اپنی طرف بلایا تھا اور اپنے قریب بٹھایا تھا پھر بہت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور نرمی سے بولے تھے۔

"تم نے ٹھیک کیا منال بیٹا! تمہیں اس جاب کو جاری رکھنے کی ضرورت نہیں ہے تم نے جتنی محنت کرنا تھی اس گھر کو جتنا سہارا دینا تھا دے لیا اب اس کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں تم سب کی ذمہ داریوں کو پورا کرسکتا ہوں۔" ابا نے یقین سے کہا تھا اماں نے تائید کی تھی۔

"تم آرام کرلو میں کافی بنا کر تمہارے کمرے میں بھجواتی ہوں۔" اماں کو معلوم تھا کہ وہ کتنی بکھری ہوئی لگ رہی ہے وہ دانستہ اسے خود کے لیے وقت دینا چاہتی تھیں اور وہ جیسے اس ایک بات کی منتظر تھی۔ وہاں سے اٹھی اور چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی۔ وہ کسی بات کی خبر کسی کو نہیں ہونے دینا چاہتی تھی مگر یہ ممکن نہیں تھا وہ اپنی فیملی سے اس بات کو نہیں چھپا سکی تھی اور جانے عالیان ملک کو کیسے خبر ہوگئی تھی شام میں وہ اس کے سامنے کھڑا تھا اور وہ اس کی جانب دیکھنے سے مکمل گریزاں تھی شاید اسے بھی خبر پہنچ گئی تھی کہ اس کی منگنی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا اس کا ہاتھ تھام کر اس کی انگلی کو بغور دیکھا تھا پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"سنو تم نے اس کشمکش کو سمیٹ کر ایک راہ چن لی مجھے علم تھا ایسا ہوگا۔"

"تمہیں خوشی ہو رہی ہے؟ تم چاہتے تھے اس رشتے کا اختتام ہوجائے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ اس نے سر اثبات میں ہلادیا تھا اگر یہ اس کا گناہ تھا تو وہ اسے قبول کررہا تھا۔

"میں دل سے چاہتا تھا یہ رشتہ ختم ہوجائے اس رشتے کو لے کر میرے اندر بہت جلن تھی بہت حسد تھا اور اس حسد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میرا دل چاہتا تھا اس منہاج شاہ کو اٹھا کر سمندر میں پھینک آؤں۔" وہ صاف گوئی سے قبول کررہا تھا۔

"اور تم نے ایسا کبھی کیا نہیں؟" وہ پوچھنے لگی تھی۔

"کیونکہ مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم اس راہ سے پلٹ آؤ گی۔" وہ مسکرایا تھا وہ اس کی جانب بغور دیکھنے لگی تھی۔ عالیان ملک نے اس کے چہرے پر آئی لٹ کو ہاتھ بڑھا کر پیچھے ہٹایا تھا پھر ملائمت سے اس کے چہرے کو چھوا تھا۔ وہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی نگاہ جھک گئی تھی وہ اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھی۔ اس کی جھکی پلکوں پہ ایک انجانا سا گریز تھا۔ عالیان ملک نے اس کا ہاتھ بہت آہستگی سے تھاما تھا اور اسے خود سے قریب کیا تھا۔ وہ اس کی جانب دیکھ نہیں رہی تھی۔

"منال جعفری! تم خود سے بھاگنے کے عمل سے گزر رہی ہو اور حیرت ہے کہ اس عمل کو ترک کرنا نہیں چاہتیں یا پھر تم سمجھتے جانتے بوجھتے سمجھنا نہیں چاہتیں۔ تم اس رشتے کو ختم کرپائیں کیونکہ تمہارا دل اس رشتے سے نہیں جڑا تھا رشتے بننا کیمیائی عمل ہے منال جعفری اور محبت ایک کیمیائی کلیہ۔ اس کلیہ کی حقیقت سے ہر کوئی واقف نہیں ہوتا کچھ انجانے ہوتے ہیں اور اتنے انجانے ہوتے ہیں کہ اس سے نبرد آزما بھی نہیں ہوپاتے۔ تمہیں معلوم ہے جہاں محبت نہیں ہوتی وہاں کچھ نہیں ہوتا جیسے ایک بند کمرا اور اس کمرے میں حبس اور بے جا گھٹن۔ اس گھٹن میں دم گھٹ جائے اگر محبت ہاتھ تھام کر اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔ مجھے خبر تھی کہ تم اس گھٹن سے باہر آؤ گی اور تبھی میں اس راہ پر رکا ہوا تھا مجھے یقین تھا تمہیں اس کا ادراک ضرور ہوگا اور میں تمہیں اس لمحہ ادراک سے گزرتے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں منتظر تھا مگر ایک یقین کے ساتھ تمہیں میرے یقین پر گمان تھا مگر میں تم سے بدگمان نہیں تھا۔ تم نے راہ بدل لی تھی مگر میں نے انتظار موقوف نہیں کیا تھا۔ منال جعفری! کیا میں تمہارے ساتھ اس زندگی کی طویل راہ پر تمہارا ہاتھ تھام کر تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں؟ تمہارے ہم قدم ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے منزلوں کا سفر کرسکتا ہوں؟ یہی سوال میں نے کل بھی تم سے پوچھا تھا مگر تمہارے لبوں پر اس لمحے میرے لیے ہاں نہیں تھی میں خود کو آزمانا چاہتا تھا ایک بار پھر آزمانا چاہتا ہوں۔ میں وقت کو مٹھیوں میں بھینچ کر وقت کی نبضوں پر ہاتھ رکھ کر تمہاری تمام سانسوں کو اپنے ساتھ باندھنا چاہتا ہوں کہو مجھے اس کی اجازت ہے؟" وہ مدھم سرگوشی میں اس کے کان کے قریب چہرہ کیے کہہ رہا تھا اور اس ایک لمحے میں منال جعفری کا دل بہت شدت سے دھڑکا تھا۔ وہ اپنی دھڑکنوں کو خود اپنے کانوں میں سنتی ہوئی حیران سی کھڑی تھی۔ وہ حیران تھی کب اور کیسے اس شخص نے اسے اپنے سنگ باندھا تھا کب اس کے دل کو دھڑکنے کے عمل سے روشناس کردیا تھا اور ایسا وہ سب کیسے کرپایا تھا؟

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو منال جعفری! کیا تمہیں اب بھی یقین نہیں کہ تمہارا دل کیا چاہتا ہے؟ کیا اب بھی تم فیصلوں کی منتظر ہو یا الجھاوؤں میں الجھی ہوئی ہو یا پھر تمہیں محبت پر یقین نہیں؟ میری محبت پر یقین نہیں؟" وہ اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر پوچھ رہا تھا۔ منال جعفری نے دیکھا تھا نظریں براہ راست اس کی نظروں سے ملی تھیں۔ وہ اس کی آنکھوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کررہی تھی انکار کی گنجائش وہ اپنے اندر نہیں محسوس کرتی تھی انکار کا کوئی جواز نہیں تھا۔ جب اس کا دل اس

شخص کے ہمراہ تھا، وہ اپنے دل کو اس کے دل کے ساتھ جڑا ہوا محسوس کررہی تھی۔ وہ سکون جو وہ اپنے اندر دل کے اندر ڈھونڈ رہی تھی وہ سکون وہ لمحہ اسے دے رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی محبت کیا تھی اگر تھی بھی یا نہیں اور اس کا کچھ احساس تھا تو اسے کسی طور محسوس کرنا تھا یا محسوس کیے جانا چاہیے تھا وہ محبت کے اطوار سے ناواقف تھی مگر اپنے دل کو ایک ربط سے جڑا محسوس کررہی تھی اور یہ سکون اس کے لیے کافی تھا۔

"منال جعفری! تم اس خاموشی کو کب تک ہمارے درمیان ڈھال بنائے رکھوگی؟ میں دیواریں گرانے کا عمل جاری رکھے ہوئے ہوں اور تم ہو کہ ایک لفظ کہنے سے گریز کررہی ہو۔ یہ سب کس کے لیے ہے؟ یہ محبت، یہ جنوں...... میں نے یہ سفر کس کے لیے کیا؟ کیونکر کیا؟ تم آج بھی میلوں کی دوری پر کھڑی ہو تو کیا میں سمجھوں کہ سفر رائیگاں ہے؟" وہ بے چینی آنکھوں میں لیے بولا تھا۔

"عالیان ملک! مجھے تمہاری طرح لفظوں کا استعمال کرنا نہیں آتا، میں نہیں جانتی کہ مجھے کیا کہنا چاہیے مگر میں تمہیں یہ سوچنے پر مجبور کرنا نہیں چاہتی کہ اب اگر میں نے کوئی رشتہ ختم کیا ہے تو وہ کسی مقصد سے کیا ہے۔ کل تم نے کہا تھا کہ میں اپنے فائدے کے لیے منہاج شاہ سے جڑی ہوں، آج میں یہ سننے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی جب تم یہ کہو کہ میں ایک فائدے کے لیے تم سے جڑنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس رشتے کو اس لیے ختم نہیں کیا کہ میں تم سے کوئی فائدہ اٹھا سکوں، میں اس رشتے سے باہر آئی کیونکہ میں اس رشتے کے لیے خود کو سود مند نہیں پاتی تھی۔ وہ رشتہ میرے پَروں پر برسوں کی تھکن لاد رہا تھا، ابا نے کہا تھا دل کی سنو، اندر کی آواز کو سمجھو۔ میں نے کوشش کی تو جانا، منہاج شاہ سے تعلق بنانا میری سب سے بڑی بے وقوفی تھی۔ یہ سچ ہے میں نے اس رشتے کو اس لیے باندھا تھا کہ میں اپنی فیملی کو بہترین سپورٹ فراہم کرسکوں۔ اس رشتے میں میری خواہشوں کو دخل نہ تھا، بہرحال وہ قصہ ختم ہوا مگر اب میں کسی اور فائدے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی۔" وہ سر جھکا کر بولی تھی۔

"میں تمہارے لیے یا تمہارا سوچ کر واپس نہیں پلٹی، تم کل کو مجھے اگر کہو کہ میں نے اپنے قدم یہ سوچ کر واپس لیے کہ مجھے کوئی پچھتاوا تھا تو یہ سفر رائیگاں ہوا۔" وہ خدشات بیان کرتے ہوئے بولی تھی، وہ حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے منال جعفری کہ میں ایسا سوچتا ہوں یا میں ایسا سوچ پاؤں گا؟ تم زندگی ہو میری، محبت کرتا ہوں میں تم سے۔ تمہارا لوٹ آنا میرے لیے خوش آئند ہے اور تم سمجھتی ہو کہ میں تمہیں نہیں جانتا، کیا میں نہیں جانتا کہ تم نے یہ رشتہ کیوں بنایا اور پھر کیوں توڑا؟ تم مجھے اتنا بے وقوف یا بچہ سمجھتی ہو، اتنی بدگمان کیوں ہو منال جعفری! تمہیں میں ایسا مرد لگتا ہوں، میں تمہارے لیے کچھ بھی کرسکتا ہوں۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ مجھے تم سے محبت ہے منال جعفری! تمہاری انفرادیت سے محبت ہے، تمہارے ہونے کے احساس سے محبت ہے۔ تم آس پاس ہوتی ہو تو سب مکمل لگتا ہے، تم پاس نہیں ہوتی ہو تو سب خالی لگتا ہے۔ میں سمجھا نہیں سکتا محبت دراصل کیا ہے مگر میرے لیے یہ احساس ہے کہ یہ مجھے تم سے جوڑتی ہے اور مکمل کرتی ہے۔ میں اس احساس کو ہمیشہ اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے یہ احساس سکون دیتا ہے۔ تمہارا ہونا اطمینان دیتا ہے، میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا، تمہیں کھو نہیں سکتا، اس خیال سے ہی روح فنا ہونے لگتی ہے کہ تم نہیں ہوگی، میں یہ سوچنا نہیں چاہتا، مجھے اس احساس کے ساتھ جینے دو کہ تم میرے ساتھ ہمیشہ ہو۔ اس ہمیشگی کے احساس سے میں اپنے دل میں ایک سکون محسوس کرتا ہوں، میں وعدوں پر یقین نہیں رکھتا منال جعفری! مگر تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ ہو تو تم ہمیشہ میری پہلی ترجیح ہوگی۔ میں تمہاری چھوٹی بڑی ساری خوشیوں کا خیال رکھوں گا کیونکہ اگر تم خوش ہوگی تو میں بھی خوش ہوں گا۔ تمہاری خوشی میری خوشی ہے منال جعفری!" وہ پُریقین لہجے میں کہہ رہا تھا۔ منال جعفری نے اس کے شانے پر اپنا سر بہت آہستگی سے رکھ دیا تھا۔ وہ اتنی ناسمجھ نہیں تھی کہ اسے سمجھائے جانے کی ضرورت پڑتی۔ وہ سکون جو اس نے اپنے اندر پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا، وہ آج محسوس کررہی تھی یہ محبت کا احساس شاید ایسا ہی سکون دینے والا تھا اگر یہ محبت تھی تو وہ اسے اپنے اندر ہمیشہ محسوس کرتے رہنا چاہتی تھی۔ عالیان ملک کے بازوؤں کا حصار اس کے اطراف تھا اور وہ اور کچھ نہیں چاہتی تھی۔

سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر

اِک ہجر تھا سو وہ بھی رہا شورش میں گم
اِک وصل تھا سو وصل کو شدت نہ مل سکی
جو لوگ دور تھے وہ سدا دور ہی رہے
جو پاس تھے سو اُن سے طبیعت نہ مل سکی

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟

کچھ الجھی، کچھ سلجھی، محبت تلاش کرنے والی اور محبت بانٹنے والی، بنجر زمین سے بھی پھول کھلنے کے معجزے کا انتظار کرنے والی۔

تعلیمی قابلیت

گریجویشن، ایم اے ماس کمیونیکیشن میں ایڈمیشن لیا تھا کہ شادی ہوگئی۔ DHMS بھی ہوں، کچھ اضافی کورس بھی کررکھے ہیں۔

تحریری سفر کب شروع ہوا

سچ سچ کہوں تو مجھے سن یاد نہیں کیونکہ اسلام آباد سے کراچی تک کے سفر میں میرے افسانے کا پہلا شمارہ بھی گم ہوگیا۔ ہاں یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ کلاس فور میں بچوں کی کہانی لکھی تھی جو روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی، اس طرح لکھنے کا آغاز ہوا پھر ریڈیو کے لیے اسکرپٹ لکھے، ڈرامے لکھے جو نشر ہوئے۔ اناؤسنگ بھی کی اور آنچل میں افسانہ نگاری کرتے ہوئے بھی بائیس سال یا اس سے

زیادہ ہی ہو چکے ہوں گے۔ آنچل میں مقابلہ ناول نگاری ہوا جس میں پہلا انعام مجھے ملا تھا۔

موجودہ مصروفیات

ایک زمانہ تھا جب سال کے بارہ مہینوں میں میرا افسانہ یا ناول آتا تھا' اب شادی کے بعد ٹوٹلی ہاؤس وائف بن کر رہ گئی ہوں۔ بچے چھوٹے ہیں تو اس لیے مصروفیت ہی مصروفیت ہے' بچوں کے اسکول سے آنے کے بعد انہیں ٹیوشن میں بھی خود ہی دیتی ہوں۔ ایسے میں جب دل و دماغ خیالات کی آماجگاہ بن جائیں تو قلم بھی اٹھا لیتی ہوں۔ کبھی کبھی اچھے گانوں اور غزلوں سے بھی دل کو بہلا لیتی ہوں۔

مشاغل و شوق

لکھنا اور پڑھنا میرا سب سے بڑا مشغلہ ہے' رات کو کوئی اچھی تحریر پڑھے بغیر سوتی نہیں۔ شوق ہے اچھے کھانے پکانے کا' اپنے بچوں کو اچھا انسان بنانے کا۔

پسند ناپسند

جھوٹے' مکار اور سیاست دان ٹائپ کے لوگ سخت ناپسند ہیں۔ اور پسند...... معصومیت' سادہ دلی' سادہ گفتاری' سادہ پوشی والے لوگ بہت پسند ہیں۔

خوبیاں' خامیاں

غصہ بہت جلدی آتا ہے' اللہ میرے غصے کو کم کردے اور جلدی چلا بھی جاتا ہے یہ خوبی ہے اور کوئی ایسی خوبی نہیں جو قابل ذکر ہو۔ خامیاں بہت ہیں۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ہیں

میری سالگرہ تو اب تک میری امی مناتی ہیں (گھریلو پیمانے پر) میں بھی پورے استحقاق اور ڈھٹائی کے ساتھ ان سے گفٹ وصول کرتی ہوں ویسے جو لوگ مجھے گفٹ سے نوازتے ہیں انہیں میں دو ہفتے پہلے سے بہانے بہانے سے یاد دلانا شروع کردیتی ہوں تاکہ عین موقع پر وہ یہ بہانہ نہ داغ دیں کہ "سوری یاد نہیں رہا" سالگرہ کے دن صبح سے امی اور چھوٹی بہن کے گفٹ کا انتظار ہوتا ہے اور دوپہر تک نہیں ملتا تو خود ان کے گھر چلی جاتی ہوں (صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک جو رہا ہوتا ہے)۔

حسن آراء کے حسنِ جہاں سوز سے متاثر ہوئے بنا محبت عثمانی نے پہلے دن ہی باور کرا دیا تھا کہ عورت ذات ان کی کمزوری نہیں اسی لیے انہیں مرعوب کرنے کے لیے کسی بھی قسم کے ہتھیار کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ عورت کے آنسوؤں کی شکل میں ہو' حسن و آرائش کے لبادے میں ہو' ستی ساوتری کا کوئی بہروپ ہو' وظائف کا جال ہو یا اداؤں کا کمال۔ محبت عثمانی ایک ٹھوس دل و دماغ رکھنے والے مرد ہیں جن پر کسی بھی قسم کا جادو اثر نہیں کرسکتا۔ بڑی بڑی غزال نینوں والی حسن آراء آنکھیں پھاڑے اسے دیکھے گئی جو کس قدر سفاکی اور فخر سے اپنے اس راز کو اس پر آشکار کررہا تھا۔ جو اس وقت ابھی چند گھنٹوں کی دلہن تھی اس وقت وہ اپنا سارا دلہناپا بھول کر لفظوں کی تلخی میں کھونے لگی۔ ایک معصوم اور سادہ دل شیشے کی طرح ٹوٹ گیا تھا۔ پہلی ملاقات کا کچھ تو بھرم رہنے دیتے' جب اتنا تنتنا اپنی ذات کی کاملیت پر تھا تو شادی کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ زبان سے کہہ نہ سکی بس سر جھکا کر رہ گئی۔

"ہم لوگ بہت محنت سے اس مقام تک پہنچے ہیں حسن آراء بیگم! میں نے اپنی ذات کی نفی کرکے اپنے بہن بھائیوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا ہے۔ تین چھوٹی بہنوں کی شادیاں کرائیں۔ دو بھائیوں کے تعلیمی سلسلے اور گھر کے اخراجات کا واحد کفیل میں ہی تھا۔ ماں کے ہاتھ سے سلائی مشین چھین کر اپنی تعلیم کی قربانی دے دی اور اس گھر کا مضبوط ستون بن گیا۔ انہی گنوں نے مجھے بہت مضبوط قسم کے مرد کے روپ میں ڈھال دیا ہے۔ شادی تو مجھے بہرحال کرنی ہی تھی کیونکہ یہ میری ماں اور بہن بھائیوں کی خواہش بھی تھی وگرنہ شاید میں اس کے لیے کبھی تیار نہ ہوتا۔"

پے در پے ٹوٹتے شیشوں کی کھنک کے ساتھ دل میں چبھن بھی ہونے لگی تھی۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اب تک ان صاف ستھری مگر تلخ باتوں کے جواب میں زبان کھول چکی ہوتی یا اپنے سپنوں بھرے مان کے ٹوٹنے کا بدلہ گھر والوں کو بتا کرلے چکی ہوتی لیکن وہ کس سے شکایت کرنے کا سوچتی' ماں باپ تو تھے نہیں' بھیا بھابی سے اپنی آرزوؤں کا خون ہونے کی ناکام کہانی سناتی جو خود مسئلے مسائل میں گھرے ہوئے تھے اور اسی کی طرح سادہ لوح بھی کہ اس کا غم اپنے اندر پی جاتے لیکن اتنی کم ظرف نہیں تھی کہ اپنی کم نصیبی کا دوش انہیں دیتی سو سر جھکا کر چپ چاپ اس انوکھی رات کے طلسم کو ٹوٹتا ہوا دیکھے گئی۔

"ہاں اپنے گھر والوں کی پسند کو داد دینی چاہیے' تم واقعی بہت خوب صورت ہو۔"

یہی تو آپ کی خوش نصیبی ہے کہ کڑوے کسیلے جملوں کا ایوارڈ آپ کو کس طرح قدرت نے نواز دیا ورنہ اپنی ذات پر تکبر کی سزا ہم جیسوں کو تو بہت کڑی مل جاتی۔ دنیا میں ہی احتساب ہوجاتا' وہ سر جھکائے سوچتی رہ گئی محبت عثمانی نے بہت سنجیدگی کے ساتھ اسے اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔ ایک ایسی زندگی جس میں کوئی رنگ نہ تھے۔ وہ تو احساسات و جذبات میں گندھی ایک ایسی لڑکی تھی جس کے خواب بہت اونچے نہ سہی لیکن محبت سے سینچے ہوئے ضرور تھے۔ ایک محبت بھرے دل کی مالکہ' حسین بھی بے انتہا تھی بس ماں باپ کی شخصیت کے سلجھاؤ نے اسے کبھی گھمنڈ میں مبتلا نہیں کیا تھا۔ میٹھے پانی کی ندی کی طرح اس کی ذات میں ٹھہراؤ اور ٹھنڈک تھی اور دل کی ایک خواہش بھی تھی کہ اس کا ہم سفر بھی پل پل محبت کشید کرنے والا ہو وہ ہنسے تو ہم سفر بھی ترنگ میں ہنستا جائے' وہ مسکرائے تو وہ بھی زندگی کو دلکش بنا دے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹا نکلا۔ ہم مزاج شریکِ سفر کا خواب پلکوں پر ہی دھرا رہ گیا۔ بے حد فارمل' سنجیدہ لب و لہجے والا ہم سفر ڈھیر ساری باتیں اس شب کرنے کا خواب مٹی میں ملا کر گہری نیند سوچکا تھا۔ چہرے پر برسوں کی محنت برف کی طرح منجمد تھی۔ اپنی زندگی کی کٹھنائیوں کے متعلق جو کچھ اس نے کہا وہ چہرے پر واضح تحریر تھا۔ کچھ بھی بے جا نہ تھا' سخت پتھریلے ہاتھ علی الاعلان تھے کہ انہوں نے کبھی آسانیاں دیکھی ہی نہیں۔ کم عمری میں باپ کی شفقت سے محروم ہوجانا محبت سے ہی دستبرداری نہیں عنایت کرتی بلکہ دگنی ذمہ داری کا بوجھ بھی اہل خانہ پہ ڈال جاتی ہے اور حساس دل بہت جلدی اس صعوبت کو بانٹنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں جیسے کہ محبت عثمانی لیکن کیا اس کی زندگی میں گزری سب کٹھنائیوں کی سزا اور وہ بھی بن جائے گی' اسے کس جرم کی سزا ملے گی؟ کاش کہ ماں باپ جوڑیاں تلاش کرتے ہوئے مزاج کی مماثلت بھی ڈھونڈ لیا کریں ورنہ زندگی کتنی مشکل ہوجاتی ہے۔

آہستہ آہستہ جڑاؤ کنگن' سرخ چوڑیاں سب اتارنے لگی اور ایسے ہی ڈریسنگ ٹیبل پر دھر کر پلنگ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں ابھی سوچنے کو بہت کچھ باقی تھا۔

❀......❀......❀

ساس نہال تھیں خوب صورت سی بہو کو پاکر۔

"اس کے ماں باپ نہیں ہیں تو کیا ہوا' میں اسے کسی محبت کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی۔" انہیں کہتے سنا تھا۔

"اماں نے بھابی کی صورت میں گوہر نایاب دریافت کیا ہے۔ کہیں بھیا نے آپ کو کھڑکی میں بھی دیکھ کر گنگنایا تو نہیں تھا۔"

"میرے سامنے والی کھڑکی میں اک چاند سا مکھڑا رہتا ہے۔" چھوٹے دیور کی بذلہ سنجی پر اک پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر براجمان ہوجاتی اور بھیا لاتعلق بنے ٹی وی پر سیاسی خبروں سے مستفید ہورہے ہوتے۔

بہنیں میکے سے آکر بھابی بھابی کی گردان کیے رکھتیں۔ یہی محبتیں تھیں کہ اس کا دل مکمل طور پر اچاٹ نہ ہو پایا۔ گھر کے سب ہی افراد کو اس سے توقعات تھیں' اس سے تعلقات میں ایک فخر پنہاں نظر آتا سب کی نظروں میں لیکن ایک وہی شخص اس سے لاتعلق رہتا جس سے اس کی امیدیں جڑی تھیں۔

اسی کے ساتھ چھوٹے بڑے سپنے بُننے کی خواہش دل میں لے کر وہ یہاں آئی تھی۔ ورنہ اسے پتا ہی کیا تھا کہ وہ بیاہ کر اس سامنے والے گھر میں ہی جائے گی۔ جانے کب سے ساس اماں نے اسے تاڑ رکھا تھا حالانکہ انٹر کرنے کے بعد وہ کبھی دروازے تک پہ نہیں نکلتی تھی۔ بھیا کے مالی حالات کے پیش نظر اس نے اپنی تعلیم بھی ادھوری چھوڑ دی تھی۔ میٹرک تک ہی امی کا ساتھ رہا' اس سے ایک سال قبل ابا داغ مفارقت دے کر چلے گئے تھے لیکن ابا اور امی کے اس مختصر سے ساتھ نے ان دونوں بھائی' بہن کی شخصیت میں سنجیدگی اور سلجھاؤ قرینے سے اتار دیا تھا۔ شاید اس کی زندگی کا قرینہ ہی ساس کو بھا گیا تھا' کہ اس کی دہلیز پر رشتہ لے کر آ گئی

تھیں۔ جہاں لش پش کرتے قیمتی سامان نہ تھے لیکن دلکشی ہوئی حیا ضرور تھی۔ جگر جگر کرتے جڑاؤ فانوس نہ تھے بس سادگی اپنی پرکاری سمیت ضرور ایستادہ تھی۔ گھر کے مرد کی جھوٹی شان و شوکت کے بجائے بھیا کی سادہ دلی و سادہ گفتاری نے ان کا دل موہ لیا تھا اور سب سے بڑھ کر گدڑی میں لعل کی طرح جگمگاتی حسن آرا کی خوب صورتی اور حیا پر تو یوں مر مٹیں کہ ان کی طرف سے ہاں ہوئے بغیر ہاتھ کھول کر پیسے تھما کر ایک عاجزانہ مسکراہٹ سمیت بھیا' بھابی کو باور کرادیا کہ یہ میرے گھر کا ہیرا ہے۔ وہ تو محبّ عثمانی کو جانتے ہی تھے کہ ناک کی سیدھ میں اپنے کام اور گھر کا رخ کرنے والا یہ شخص کس قدر شریف ہے۔ اس لیے بھی وہ خاموش ہوگئے اور شادی کی تاریخ پکی ہوگئی۔

سادہ لوح نے سادگی کو ہی مقدم جانا بس دلی جذبات کی بھیا کیا خبر رکھتے کہ برسوں سے اپنے سینے سینچ سینچ کر پالنے والی ان کی بہن بنجر زمین پر پاؤں دھر چکی ہے۔ لمحاتی تعلق' جذباتی و دلی تعلق نہ بن سکا۔ وہ اماں اور بھائیوں کے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا' سیاسی' اسپورٹس' مہنگائی' لوڈ شیڈنگ ہر قسم کی باتیں انہی سے زیر بحث لاتا' اس کا بھی دل چاہتا کمرے میں آکر وہ اس سے بھی چھوٹی چھوٹی باتیں کرے' اس کا کمرا بھی نقرئی قہقہوں سے گونجے جیسے وہ اب تک بھابی اور بھیا کے کمرے سے آتی ہنسی کی آوازوں سے کانوں کو مسحور کیا کرتی تھی۔ اتنی سفید پوشی میں بھی دل محبت سے خالی نہیں تھے۔

شام کو کام سے واپسی پر بھیا ہاتھ میں کھانے پینے کو کچھ نہ کچھ ضرور لیے داخل ہوتے۔ آتے ہی بھابی کو اور اسے آواز دیتے' اسے برگر پسند تھے اور بھابی کو کباب پوری' تو باری باری دونوں کی خواہشیں وہ پوری کرتے۔ کبھی پھل اور کبھی آئس کریم' کتنی شدت سے وہ بھیا کا انتظار کیا کرتی تھی۔

بھابی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اپنے خوش مزاج شریک سفر کا شدت سے انتظار کیا کرتیں لیکن...... یہاں وہ کس کے لیے امیدوں اور چاہت کے دیپ روشن کرتی جس کی تشنگی ماں' بھائیوں کے پاس ہی مٹ جایا کرتی تھی اور کمرے میں آتے ہی وہ نیند کے پروانے پر دستخط کرکے لمبی تان لیا کرتا۔ ساری تھکن کا احساس صرف اسے ہی دلا کر چین کی نیند سو جاتا' اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

دل کی ناآسودگی بڑھتی ہی جارہی تھی کہ دو ننھے ہاتھوں نے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھا دیئے۔

پلکوں پر دمکتے ستارے مسکرا اٹھے' ننھا سیفی تنہائیوں کا مداوا بن گیا' وہ اپنے غم بھول بھال گئی۔ سارا دن گھر کے اور سیفی کے چھوٹے بڑے کاموں میں گزر جاتا' ہاں رات کو اس کا وقت بے وقت رونا محبّ صاحب کی سماعت پر بہت گراں گزرتا۔

"یار تھوڑی دیر باہر لے کر چلی جاؤ' ٹہلاؤ اسے' کچھ دو اسے' نیند پوری نہیں ہوتی تو پورا دن بوجھل گزرتا ہے۔" نیند کی کمی صرف محبّ صاحب کو تھی اسے کیا ضرورت تھی سونے کی' اولاد صرف حسن آراء کی جو تھی۔ وہ چپ چاپ لے کر نکل آتی' ایسے میں ساس بہت کام آئیں' اپنی بیماری کو پس پشت ڈال کر آگے بڑھ کر لے لیتیں۔

"تم تھوڑی دیر سو جاؤ' اسے میں بہلا لیتی ہوں۔"

"نہیں...... آپ آرام کریں' یہ بہل جائے گا تو میں بھی سو جاؤں گی۔" وہ انکار کرتی پھر بھی وہ بے چین رہتیں اس کی نیند سے بوجھل آنکھوں اور تھکے تھکے وجود کو دیکھ کر۔

چلو یہ بھی غنیمت تھا کہ اب وہ تنہا لامتناہی سوچوں میں گرفتار نہیں ہوا کرتی تھی۔ سیفی پھر مشعل کی آمد نے کام' کام اور بس کام میں مصروف کردیا۔ سارا دن کام اور تھکے ماندے جسم کو دیکھ کر ایک مرتبہ بھی محبّ صاحب کی بے حسی نہیں چونکی۔ کبھی بھولے سے بھی کہا نہیں۔

"کچھ دیر آرام کرلیا کرو۔" چاہے کتنی ہی دیر بعد وہ بیڈ روم میں آئے' گھنٹوں کچن میں گزار کر یا بچوں کی مصروفیت میں جان وار کر آتی' کبھی زبان پر اس کی کمی کا احساس لفظوں کی صورت میں ہونے ہی نہ دیا۔

جن جملوں کے لیے سدا کان ترس گئے تھے' محبّ عثمانی کی زندگی بے حسی میں گزری' مشکلات کو بانٹتے ہوئے لیکن وہ بھی کوئی آسائشات بھری زندگی گزار کر نہیں آئی تھی پر دل اور جذبات کو بھی مشکلات کی بھٹی میں جھونک نہیں دیا تھا۔

بھیا ان حالات میں بھابی کا کتنا خیال رکھتے تھے۔ انہیں خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے۔ اسی لیے بھابی بھی محبت کے خمیر میں گندھ گئی تھیں' یہاں تو بے حسی دیکھ دیکھ کر اس نے بھی خود کو پتھر کی مورت میں ڈھالنا شروع کردیا تھا۔

کبھی دل چاہتا تھا کہ دونوں بچوں کو لے کر کہیں دور بہت دنوں کے لیے چلی جائے کہ دونوں ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائیں۔ کچھ عرصے آرام کرتے' اپنے شکستہ وجود اور بوجھل دل و دماغ کو ہلکا ہونے کا کچھ موقع دے لیکن یہ سب کچھ ماں کے گھر ہی ممکن ہوسکتا تھا۔ بھیا' بھابی کے سر پر بوجھ بننا گوارا نہ تھا اب اور ویسے بھی سامنے گھر ہونے کی صورت میں کبھی چلی بھی جاتی تو دوسرے ٹائم دیور پہنچا ہوا ہوتا ہنستے کھیلتے دونوں بچوں کے ساتھ خوب چہکتا اور ساتھ مدعا بھی بیان کردیتا۔

"چلیے بھابی! میرے کچھ دوست آنے والے ہیں اور انہیں آپ ہی کے ہاتھ کی چائے چاہیے۔ اماں تو چائے کو کچھ اور ہی شکل دے دیتی ہیں۔" یا پھر "چلیں بھیا آنے والے ہیں مجھے بھی بہت زوروں کی بھوک لگی ہے' کھانا نکال دیں۔"

اس کی محبت اور چاؤ کے آگے یہ بھی نہیں پوچھ سکتی تھی کہ "اگر میرا میکا دور ہوتا تو تم کیا کرتے اور تمہارے بھیا کس طرح کھانا نکالتے؟" کیونکہ کھانے کے آگے تو انہیں اور کچھ نظر آتا نہیں' کام پر جاتے ہوئے سلیقے سے استری شدہ کپڑے چاہئیں' چمک دار جوتے اور موزے ہر وقت آنکھوں کے سامنے نظر آئیں اور کام سے واپسی پر سلیقے سے لگا ہوا کھانا...... اس کے بعد نیند آنے تک اماں سے باتوں کا سلسلہ......

اس کی حیثیت تو کچھ بھی نہیں تھی۔ بچے کس طرح پرورش پارہے ہیں اس پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی' جب کہ وہ خاموش ملازمہ کی سی زندگی گزار رہی تھی۔

اسے بھی کام کے پیسے مل جاتے تھے جو اس کی تھکن کے آگے ڈھال بن جاتے لیکن اسے تو صلے میں محبت توجہ غرض کہ تسلی کے دو بول بھی نہ مل سکے۔

"میرا دل کبھی کبھی چاہتا ہے کہ......؟" ایک روز دل کی بات روک نہ سکی' زبان تک لانے میں محبّ اس وقت اتفاق سے نیند کی آغوش میں جانے کے بجائے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔

"ہوں...... کیا دل چاہتا ہے؟" وہ بھی کچھ حیرانی سے متوجہ ہوئے۔

"کہ کہیں دور گھومنے پھرنے چلی جاؤں' اکتاہٹ سی ہونے لگتی ہے ایک ہی روٹین سے کاش کہ میرا میکا دور ہوتا۔"

جواباً اس نے یوں دیکھا جیسے اس نے کسی لطیفے کی پھلجھڑی چھوڑ دی ہو اور قہقہہ بھی چھوٹ پڑا۔ وہ قہقہہ جو کبھی اس کی ہنسی کے ٹائم بلند نہ ہوسکا اس کی مسکراہٹ کا شریک نہ بن سکا۔

"میکا دور کا کیا مطلب ہے تم ایسا کرو سال بھر کے لیے سامنے چلی جاؤ' میں تمہیں نہیں بلاؤں گا بلکہ جب دل چاہے ایک دو مہینوں کے لیے چلی جایا کرو' میں واقعی تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔" اللہ جانے وہ تمسخر اڑا رہا تھا یا اپنے دل کی بے حسی کی گواہی دے رہا تھا۔ وہ تو پھٹی آنکھوں سمیت اسے دیکھتی رہ گئی۔ واقعی اس کی ضرورت محبّ عثمانی کو نہیں تھی۔

"دیکھ کیا رہی ہو' یقین نہیں آرہا کیا؟ اچھا شاید گھر والوں کی طرف سے تمہیں مخل ہونے کا خطرہ ہے۔ میں انہیں بھی منع کردوں گا کہ تمہیں آرام کرنے دیا جائے اور کوئی تمہیں ڈسٹرب کرنے نہیں جائے گا۔" انداز میں واقعی تفاخر اور

سمعیہ خان

السلام علیکم! اس ناچیز کو سمعیہ خان کہتے ہیں۔ تعلیمی قابلیت تو میری بہت کم ہے اس لیے بتانے سے بھی شرم آتی ہے پر ایک سیکنڈ...... مجھے نکمی مت سمجھنا' بس اللہ پاک جس حال میں بھی رکھے ہمیں ہمیشہ راضی رہنا چاہیے' ہم تین بہن بھائی ہیں۔ دو بہنیں ایک بھائی' میرا نمبر دوسرا ہے۔ موسم بہار پسند ہے' کھانے میں سبزی کے علاوہ سب کچھ پسند ہے' پھل سب شوق سے کھاتی ہوں' چھوڑتی کچھ بھی نہیں۔ آنچل مائے فیورٹ میگزین بالکل اک دم صاف شفاف محبتوں سے پُر' فحش تحریروں سے پاک' تمام رائٹر بھی بہت پسند ہیں' میں سلام پیش کرتی ہوں۔ نازیہ کنول نازی' عشناء کوثر سردار بہت پسند ہیں' بہت پیاری پیاری فرینڈز ہیں میری۔ رابعہ' نائلہ' شبانہ' شیزانہ' مہرین' سلمٰی عارف' صدف' عائشہ' آمنہ' خدیجہ' ہاجرہ۔ میں نائلہ اور ہاجرہ جب مل بیٹھیں تو خوب شرارتیں کرتے ہیں' حساس بہت ہوں' سب سے بُری عادت کوئی کچھ کہہ دے تو اک سیکنڈ نہیں لگاتی رونے میں' خود ہی روٹھ جاتی ہوں خود ہی مان بھی جاتی ہوں اور اچھی عادت کسی کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتی فوراً آنکھیں بھر آتی ہیں۔ جھوٹے دھوکے باز بے وفا لوگوں سے سخت نفرت ہے۔ اب اجازت چاہتی ہوں' اللہ حافظ۔

سنجیدگی علی اعلان تھی۔

"واہ رے شریک حیات! پتا نہیں تھا کہ تمہیں شریک کی تو ضرورت نہیں تھی یہ تو بس خانہ پُری تھی کہ میں اس گھر کا فرد بنادی گئی اپنے کسی دشمن کو بھی میں تمہارے جیسے شریک سفر کو زندگی میں شامل ہونے کی بددعا نہیں دوں گی۔"

"کاش......! کہہ دیتا کہ تم چلی جاؤ گی تو میں کیسے جیوں گا؟ کاش! یہ الفاظ زبان سے ادا ہوجاتے کہ مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں جانا چاہتی ہو؟ کاش......! بول دیتا کہ تمہارے اور بچوں کے بنا اب میں ادھورا ہوں۔" یہ جملے تو خیر سماعت میں رس نہ گھول سکے اس کی ذات معتبر نہ ہو سکی ہاں یہ کاش ضرور دل کی گہرائیوں سے نکلی کہ کاش مجھے محب عثمانی جیسا ہم سفر نہ عطا کرتا۔ خوب صورت نہ ہوتا ایک خوب صورت دل کا مالک تو ہوتا جو اپنی محبت کا تاج میرے سر پہ سجاتا اور وہ اس سفید پوشی میں بھی کسی کے دل کی راجدھانی کی مالک ہوتی۔

آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر پھر سے چپکے سے نکل آئے تھے' سیفی' مشعل کے ساتھ ہی وہ بھی سو چکا تھا۔

❁......❁......❁

بہت سارے دن پَر لگا کر گزرنے لگے دل کی باقیات کو بھی اس نے تھپک تھپک کر سلانے کی کوشش کی تھی۔

اس بار بہار کی آمد نے بھیا کی پروموشن کی خوش خبری سنائی' ساتھ انہیں کمپنی کی طرف سے اچھا گھر بھی رہائش کے لیے مل گیا تو انہوں نے جانے کی تیاری پکڑلی۔ کراچی کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے کی انہوں نے ٹھان لی سمجھ نہیں آیا کہ اس خبر پر وہ اداس ہو کہ مسکرائے۔

دل کی عجیب کیفیت ہوگئی۔

"بھابی! آپ کتنی خوش دکھائی دے رہی ہیں۔" اس نے نم آنکھوں سمیت شاداں و فرحاں ماں جیسی بھابی کو ٹوکا جو دل جمعی کے ساتھ پیکنگ کررہی تھیں۔

"ہاں! خوش کیوں نہ ہوں گی تمہارے بھیا کی پروموشن ہوئی ہے ہمارے حالات بدلیں گے اور سب سے بڑھ کر ایک اور بات ہے' جس کی سمجھ تمہیں ابھی نہیں آئے گی' وہاں جاکر سیٹل ہونے دو پھر بتاؤں گی' تم رونا نہیں۔" اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"میکے کے نام پر آپ دونوں ہی میرا سب کچھ ہیں۔" ان کا ہاتھ تھام کر وہ سچ مچ رو پڑی' وہ بھی اتنی دور جارہے ہیں۔

"حسن آراء! اگر تمہاری شادی ہی اس علاقے میں ہوئی ہوتی جہاں ہم ابھی سیٹل ہونے جارہے ہیں تو تم کیا کرتیں' کیا میکا ختم ہوجاتا؟ پاگل...... ہم تو اس میکے کو مضبوط کرنے اتنی دور جارہے ہیں۔ ٹینشن مت لو سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

وہ واقعی ہی نہیں سمجھی تھی اور وہ ڈھیروں تسلیاں دیتیں چلی گئیں۔ اب دن رات کھڑکی سے وہ سامنے والے خالی گھر کو دیکھا کرتی تھی۔

اک ہوک سی دل میں اٹھی اسی دوران چھوٹے دیور کے لیے لڑکی تلاش کی جانے لگی' وہ دل سے آنے والی کے لیے دعا گو رہتی کہ منیب کے جذبات محب جیسے نہ ہوں' بنجر اور ویران۔

خیر منیب ویسے بھی ہنسنے ہنسانے والا لڑکا تھا اس کی طرف سے ایسی توقعات نہ تھیں' بھابی بھی سیٹل ہوگئیں کہ ایک روز بھیا کا فون آگیا' وہ دونوں اسے لینے آنے والے تھے۔

"بھیا...... میں...... کیسے آسکتی ہوں؟" وہ واقعی حیران ہوئی۔

"کیوں...... میں پابندی لگا کر آیا تھا کیا یا وہاں سے کسی قسم کی پابندی کا خدشہ ہے۔ منیب کی شادی تو نہیں ہورہی نا ابھی۔"

"نہیں بھیا! ابھی تو لڑکی تلاش کی جارہی ہے۔ اصل میں شادی کے دس سال اس نے ایسے یہاں سسرال میں گزارے کہ کہیں آنا جانا ہی نصیب نہ ہوا۔ بس شادی بیاہ یا کسی اور تقریب میں وقتی طور پر شرکت کرلی اور گھر واپس آگئے۔ کہیں کچھ مدت کے لیے جاکر رکنا نصیب ہی نہیں ہوا جس کی اسے سدا سے چاہ تھی۔ اپنے اندر کی وحشتوں سے تنگ آکر کبھی جو فرار چاہا تو وہ بھی نہ مل سکا' اب یوں اچانک دس سال بعد کہیں جاکر رکنے کا خیال ہی بہت انوکھا لگ رہا تھا۔

"پھر کیا مسئلہ ہے؟ محب کی طرف سے......"

"کاش کہ ایسا ہوتا......" دل سے ایک سرد آہ نکلی تھی۔ جس شخص نے پہلے ہی دن سخت اور کھردرے رشتے کی بنیاد رکھ دی تھی اس سے یہ امید رکھنا ہی بے کار تھا کہ اس کی غیر موجودگی اس کے لیے کوئی مسئلہ بنائے گی' اسے ویسے بھی رشتوں کی کمی ہی کیا تھی۔

"نہیں...... آپ لوگ آجائیں۔" اٹل ہو کر اس نے سیل رکھ دیا۔

رات محب کے آگے مسئلہ رکھا وہ ایسے ہی ہنسا جیسے اس نے کوئی شگوفہ چھوڑا ہو۔ اسے آج پہلی بار دل بھر آنے کے بجائے غصہ آگیا۔

"کیا ہوا...... بھابی بھیا دور چلے گئے ہیں تو مجھے بھی تو ملنے جانا چاہیے' قریب تھے تو جانے میں مزا بھی نہیں آتا تھا۔ کوئی ایکسائٹمنٹ ہی نہیں محسوس ہوتی تھی۔ بچے بھی اکثر کہتے تھے کہیں دور چلیں نا امی۔ سب بچے گھومنے پھرنے یا چھٹیاں منانے نانا' نانی کے ہاں یا کہیں دور جاتے ہیں۔ ہمارے تو لگتا ہے کوئی رشتہ دار ہی نہیں' اب جب ایسی پوزیشن درپیش آہی گئی ہے تو میں بچوں کو گھما ہی لاؤں۔" وہ سچ مچ بہت اکھڑی سی گئی' محب عثمانی دیکھتا رہ گیا اس کے تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ یہ اندر سے اتنی بھری ہوئی ہے۔

"میں کب منع کررہا ہوں تمہیں۔"

"تو پھر آپ کو ہنسی کیوں آئی؟" چہرہ لال بھبھوکا ہورہا تھا۔

"دس سال بعد تمہاری پہلی رخصتی پر' پہلی بار بھیا لینے کے لیے آرہے ہیں' خوب انجوائے کرنا ابھی تو خیر بچوں کی چھٹیاں ہیں ورنہ مشورہ دیتا مہینہ دو مہینہ کی چھٹیاں لے لو' نہ پہلے تمہارے کہیں آنے جانے پر پابندی لگائی ہے نہ اب لگاؤں گا۔"

"ہنہ...... پر کٹے ہوئے پہلے سے ہی تھے تو محترم کو خطرہ ہی کیا لاحق ہوتا۔" دل تو جل کر خاکستر ہوچکا تھا۔

"چھٹیاں نہیں بھی ہوتیں تو میں لے ہی جاتی۔ بچوں کا سال ضائع ہوتا تو ہوتا' کون سا ابھی یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں' دل کی حسرت تو مٹا لیتی اس گھر سے دور جاکر۔"

"تم سال بھر رہ لینا' ساری کمی پوری کرلینا' ساری خواہشیں مٹا لینا' بچوں کی پڑھائی کی فکر مت کرو سب ہی تعلیمی اخراجات کا نقصان میں اٹھالوں گا۔ تمہیں کبھی باور نہیں کراؤں گا۔" بے حد سنجیدگی سے اسے یقین دلا رہا تھا۔ ایک گہری دل پہ چھائی جارہی تھی' ان دونوں کے رشتے کی حد کیا یہیں تک تھی۔ اس رشتے کو ابھی تک "محبت" کا خوب صورت نام نہیں مل سکا تھا۔

"بے فکر رہیں' اتنی جلدی آؤں گی بھی نہیں۔" بے حد ٹوٹے دل کے ساتھ ذرا نڈھیلی ہوکر کہتی کروٹ بدل گئی۔

❁......❁......❁

بھابی بھیا کے ساتھ وہ چلی آئی۔ جہاں نفاست و نزاکت ہر ہر قدم پہ بکھری پڑی تھی' ان کا گورنمنٹ کی طرف سے ملا ہوا گھر بھی بے حد خوب صورت تھا' چار کمرے' چھوٹا سا پھولوں اور سبز پودوں سے سجا ہوا لان کچن' باتھ سب کچھ قابل ستائش تھا۔

"اچھا ہوا آپ لوگوں کو یہ خوش گوار تبدیلی تو نصیب ہوئی ورنہ ہم جیسوں کی زندگی تو جیسی شروع ہوتی ہے ویسی ہی ختم بھی ہوجاتی ہے۔ کوئی چارم' کوئی نیا اضافہ کچھ بھی نہیں' بس کھالو' پی لو اور سو جاؤ۔ جہاں پیدا ہوئے وہیں مر گئے۔" برسوں کی یاسیت کا ثبوت آج زبان بھی دینے لگی۔

"کیا ہوگیا ہے؟ یہ مرنے جینے کی باتیں ختم کرو' آج جلدی سے سو جاؤ' کل کہاں کہاں گھومنا پھرنا ہے یہ فیصلہ کریں گے۔" بھابی نے پیار سے گھرکا۔

دل کے ابر آلود موسم کو آنکھوں تک چھانے نہیں دیا' کتنے دنوں بعد اس نے لگتا تھا کہ آسمان دیکھا ہو۔ سفید پوشی انسان کی زندگی میں جمود طاری کردیتی ہے اس حقیقت کو بہت پہلے اس نے محسوس کرلیا تھا اور جب بے رنگ' بے کیف احساسات والے ہم سفر کا ساتھ نصیب ہوجائے تو امیدوں اور تمناؤں کو بھی گھن لگ جاتی ہے۔ کتنی بے فکری سے اپنے کام پر صبح محب عثمانی' بھیا بھابی سے مل کر روانہ ہوگیا تھا۔ کیا تھا کہ آج اسے روانہ ہوجانے دیتا تو کام پر روانہ ہوتا۔ کوئی جملہ بھی تو آنچل کے پلو سے نہیں باندھا تھا کہ "جلدی آجانا' رات کی باتیں تو مذاق تھیں تم سیریس مت لینا۔" وہ جی اٹھتی سارے سفر میں ایک معتبر سا احساس تو پاس رہتا کہ وہ بھی کسی کی محبتوں کے حصار میں ہے یا کسی کی چاہت بھری نگاہیں اس کا انتظار کررہی ہوں گی' یہ کچھ بھی تو زادِ راہ نہ تھا اس کے پاس۔

"ہاں......" ہدایت کا ایک جملہ جاتے جاتے اس کی سماعت سے ضرور ٹکرایا تھا۔

"بچوں کا خیال رکھنا۔" صبح سے رات تک بچوں کی ذمہ داریوں کو نمٹاتی ہوئی عورت سے یہ فقرہ کہنا بہت ضروری تھا۔ تمہارے احساسات بہت بنجر اور کھوکھلے ہیں محب عثمانی خشکی تو دوسرا ہم سفر ٹھہری ہے۔ تکیے میں کتنے ہی آنسو جذب

ہوگئے تھے۔ دس سالوں میں یہ پہلی رات تھی جب وہ اپنے گھر سے نکلی تھی۔ اس کے لیے یہ تبدیلی بے حد اہم تھی اور بے حد انوکھی بھی۔

سیفی اور مشعل تو بھیا کے دونوں بچوں کے ساتھ ایسے گھل مل گئے جیسے برسوں کے بچھڑے دوست ملے ہوں۔ بھابی نے بے حد گھمایا پھرایا' روز کہیں نہ کہیں آؤٹنگ کا پروگرام بن جاتا۔ کبھی بھیا ساتھ ہوتے کبھی نہیں' ساحل سمندر پر' شاپنگ مال میں' پارکوں میں' شادی شدہ جوڑوں کو اکٹھے بے فکری سے سرشاری میں نہاتے ہوئے دیکھتی تو محبّ بہت یاد آتا۔ حسرت ہی رہی تھی کبھی وہ دونوں بھی نکلتے' منیب نے تو آنے والے مستقبل کی ابھی سے پلاننگ شروع کردی تھی۔

"شادی کا پہلا سال تو صرف گھومنے پھرنے میں گزرے گا بھابی! آپ نے اور اماں نے کوئی روک ٹوک نہیں کرنا ہے۔" وہ مسکرائی۔

"اور دوسرا سال......؟"

"دوسرے سال وہ میٹھے میں ہاتھ ڈالے گی جسے ہانڈی چھوائی کہتے ہیں۔" وہ اور مسخرہ ہوتا۔

"اور تیسرے سال انڈا فرائی کرے گی' چوتھے سال چائے بنائے گی' پانچویں سال......" اسے مزید آگے کی گل افشانی کرتا دیکھ کر خجل ہوجاتا۔

"ارے میرے دیور! تمہاری ہر خوشی میں شریک رہوں گی میں' بے فکر رہو۔ خدا تمہارے نصیب کی خوشیوں کو دوگنا' تگنا کردے' ناتمام حسرتوں کے پھول کسی اور کی جھولی میں ہی کھلتے دیکھ کر خوش ہولوں گی۔" منیب کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر دعا دیتی تو وہ مست ہوکر گنگناتے ہوئے باہر نکل جاتا۔

کاش تھوڑی سی محبت میرے نام کی بھی ہوتی' محبّ کے دل میں' دل کو سادہ سلیٹ کی مانند لیے اس کی زندگی میں دس سال پہلے داخل ہوئی تھی کہ کسی کے دل کی بے قراریوں کی داستانیں رقم کرے گی اس پر پل پل گزرتے لمحوں سے محبت کشید کرے گی لیکن لوح دل سادہ کا سادہ ہی رہا۔ کسی کے جذبات بھری شوخیوں سے' احساسات کے تفاخر سے رنگین نہ ہوسکا تھا۔

کتنا وہ یاد آتا تھا لیکن شاید محبّ کو گمان نہ ہوگا کہ کوئی کیسے اس کے لیے بے قرار ہے۔

دس سالوں میں آنکھیں اس کے چہرے کی اتنی عادی ہوگئی تھیں کہ اب جو وہ نہیں نظر آرہا تھا دس دنوں سے تو دل کے کسی کونے میں ہوک سی اٹھ رہی تھی۔

"کتنی بے حسی سے کہہ دیا تھا اس نے کہ "سال بھر رہ جانا' میں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔"

اور ابھی تو صرف دس دن ہوئے تھے دل کو تھوڑا مضبوط کرنا چاہا' خود کو گھر کا۔

کیسے کہہ دوں کہ محبت صرف عورت کی میراث ہوتی ہے اگر یہی ہوتا تو منیب کی چاہت ایک آن دیکھی شریک حیات کے لیے کیا ہے؟ اس کے یہاں آنے کے ٹھیک تیرہویں دن اس کی سالگرہ کا دن تھا۔ اسے تو یاد بھی نہیں تھا' بھابی نے صبح یاد دلایا۔ وہ ان کی یادداشت پر خوش گوار حیرتوں میں گھر گئی۔

"آپ کو یاد ہے بھابی! آج کا دن......؟"

"کیوں پہلے کبھی یاد نہیں رکھا کیا؟" انہوں نے مصنوعی خفگی سے گھورا۔ یہ بات تو تھی وہ ہمیشہ گفٹ لیے اس کی سسرال پہنچتی تھیں' جہاں پر بھیا کا لایا ہوا کیک کٹتا اور سب شریک ہوجاتے' محبّ یوں حیرانی سے دیکھتا جیسے کوئی انوکھا کارنامہ دیکھ رہا ہو جب کہ بھابی بھیا کے خیال میں ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے بھی محروم ہوجائیں گے تو زندگی میں یاد رکھنے کو اور ایک دوسرے کی اہمیت کا احساس دلانے کے علاوہ اور کیا رہ جائے گا؟ جب کہ شادی کے بعد وہ اکثر بھابی کی سالگرہ کا دن بھول جایا کرتی' جس پر وہ بالکل بھی برا نہیں مانتی تھیں۔

"اس میں تمہارا نہیں تمہارے ماحول کی کرم فرمائیاں ہیں' جہاں انسان سے وابستہ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کی قدر نہیں کی جاتی' تم بالکل پریشان مت ہوا کرو۔" اس کا گال تھپتھپاتی بڑے رسان سے اسے سمجھاتیں۔

"کن سوچوں میں گم ہوگئیں؟" بھابی نے اس کی ایک زاویئے پر مرتکز نگاہوں کو دیکھ کر ٹوکا۔

"ہوں......کچھ نہیں۔"

"تمہارے بھیا شام کو کیک لائیں گے' اس کے بعد ہم رات کا کھانا باہر کھائیں گے اور تمہاری پسند کا گفٹ لے کر دیں گے۔"

"چھوڑیں نا بھابی!" اس بے پایاں محبت پر احساس تشکر سے آنکھیں بھیگ گئیں۔ "اب ہم اپنے بچوں کی خوشیاں منائیں گے، ہم لوگ اب بڑے ہوگئے ہیں۔" بھیگی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولی۔

"محبتوں کے آگے کچھ بھی بڑا نہیں ہوتا' سو اس سلسلے کو چلنے دو۔"

دل پر چھائے خوشی وغم کے موسم سمیت شام بھی آگئی' بھابی نے کمرا ڈیکوریٹ کیا تھا۔ چاروں بچوں کو نئے کپڑے پہنائے خود اسے خوب صورت سا گرین نیٹ کا سوٹ جس پر گرین ہی نگ جھلملا رہے تھے' پہننے کو دیا ساتھ نازک سے گرین نگوں والے بندے' وہ ہمیشہ کی طرح نازک اور اچھوتی لگ رہی تھی۔

"پتا ہے حُسن! میں اگر لڑکا ہوتی نا...... تو تم سے شادی کرتی۔" بھابی نے نظروں میں ہی اس کی بلائیں لیں' اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی......؟"

"میں بہت حُسن پرست ہوں' عملاً بھی اور مزاجاً بھی' افسوس کہ تمہارے ناقدرے میاں کو ہی تمہاری خوب صورتی کا احساس نہیں ہے۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی' آنکھیں ویران ہوگئیں۔

"تمہارے اندر کس چیز کی کمی ہے حُسن! قصور ہمارا بھی ہے کہ تم جیسے ہیرے کو پتھروں کے دیس روانہ کردیا' جہاں احساس نام کی کوئی شے ہی نہیں۔"

"جہاں ذات کا تفاخر سر چڑھ کر بولنے لگے نا بھابی وہاں کسی چیز کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ محبت صرف خوب صورت چہرے کی ہی محتاج نہیں' یہ تو ایک جذبات بھرے دل کی مرہونِ منت ہے' جسے خدا ودیعت کردے وہ عام شکل و صورت میں بھی گن تلاش کرلیتا ہے۔ انہیں یہی فخر بہت ہے کہ عورت ذات ان کی شخصیت میں دراڑ نہیں ڈال سکتی' اس لیے انہوں نے کبھی شاید مجھے آنکھ بھر کے دیکھا ہی نہیں۔"

آج پہلی مرتبہ دل کھول کر اس نے ان کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کا یہ محرک اسی کے لیے ایک روز سزا بن جائے گا۔ تم دیکھ لینا' بے نیازی کے بیچ بے نیازی ہی کانٹے پیدا کرے گی' چلو اٹھو بھیا آنے والے ہوں گے۔ تمہارا یہ ستا ہوا چہرہ دیکھیں گے تو مجھ سے ہی وجہ طلب کرنے بیٹھ جائیں گے۔" وہ حقیقتاً اس دن اسے اداس نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں اس لیے موڈ خوش گوار کرنے کی کوششوں میں لگ گئیں۔ ساتھ ان کے دل میں اس کے لیے صرف دعاؤں کے پھول کھل رہے تھے کہ ان کی یہ نازک سی نند زندگی کی حقیقی مسرتوں سے اب تک محروم رہی تھی' اسی لیے وہ اس کا دل بہلانے کے لیے ہمہ وقت تگ و دو میں لگی تھیں۔

بھیا مغرب کے بعد آتے تھے مگر اس وقت مغرب سے پہلے ہی ڈور بیل بجی وہ اٹھنے لگی تو بھابی کچن سے نکل آئیں۔

"تم بیٹھو تمہارے بھیا ہوں گے' آج چہیتی بہن کی سالگرہ ہے نا اس لیے جلدی آگئے ہوں گے۔ میں دروازہ کھولتی ہوں۔" دروازہ کھلتے ہی بھیا کی تو آواز نہیں آئی' لیکن ایک شناسا سی مردانہ آواز تھی' کچھ ہی دیر میں بھابی مسکراتے ہوئے اندر آرہی تھیں اور پیچھے...... اس کی نظریں جیسے بے یقینی کی کیفیت کا شکار ہوگئیں' کس وقت کی دعا کی قبولیت تھی اس کی آمد وہ سمجھ نہ سکی۔

دشمنِ جان مسکراتا اس کے سامنے کھڑا تھا' بچے جانے کہاں سے آکر اس سے لپٹ گئے تھے۔

"آ...... پ......" (ہنہہ بچوں سے ملنے کی تڑپ جاگ اٹھی ہوگی)۔

"کیوں...... یقین نہیں آرہا نا؟"

"(صحیح کہا آپ نے)" کھلتے دل سمیت سوچا کہاں آپ کا گھمنڈ کہاں یہ شیریں لب ولہجہ۔ وہ بچوں کو پیار کرنے میں لگا رہا' وہ کچن میں آگئی' دل عجیب ہی تال پہ دھڑک رہا تھا لیکن اتنی جلدی اس کے سامنے موم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"تم یہاں کیوں آگئیں' چلو کمرے میں' میں بچوں کو لے کر قریبی جنرل اسٹور جارہی ہوں' کچن کا کام تقریباً مکمل ہے' بچوں کو چپس اور چاکلیٹ وغیرہ دلانے' محبت کو جانے مت دینا۔" صاف لگ رہا تھا وہ ماحول اس کے لیے فری کرنا چاہ رہی ہیں۔

"اتنے رومانٹک نہیں ہیں وہ کہ آپ باہر جانے کے بہانے تلاش کررہی ہیں' بچوں کے لیے ہی آئے ہیں' آپ ابھی کو لے جانا چاہ رہی ہیں۔"

"ایسی بات نہیں' مجھے واقعی کچھ چیزیں لینی ہیں۔ ابھی فوراً آجاؤں گی چلو سیفی' شاہ زیب' مشعل۔" وہ آواز دیتی نکل گئیں۔ بچے بھی چیز کی لالچ میں ساتھ ہو لیے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اسے کمرے میں بٹھاتی اور خود بھی بیٹھتی۔ حیرت تو اس بات پر تھی کہ ان تیرہ دنوں میں اسے کسی کی بھی یاد آئی تو کیسے؟ اور اگر اس کی آمد یاد کا کمال نہیں تو پھر کیا تھا؟

"کیسی ہیں اماں...... منیب اور باقی سب لوگ؟" اس کی پُرشوق نگاہوں سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"ہوں...... سب ٹھیک ٹھاک ہیں وہ لوگ اتنا تمہیں یاد کررہے ہیں اور تم ہو کہ مزے سے یہاں سالگرہ منانے کی فل تیاری میں ہو۔" اتنا سجا سنورا وجود بھی اسے اس وقت خجالت میں مبتلا کرگیا۔

"کیوں' کوئی کام تھا مجھ سے؟" وہ اچانک ہی تلخ ہوگئی۔

"منیب کے لیے لڑکی دیکھنے جانا تھا کیا؟" دل زخمی کی تڑپ لہجے و جملے سے بھی چھلک پڑی۔

"پتا نہیں آپ لوگ یاد اور محبت جیسے انمول لفظوں کو اتنا سطحی کیوں کردیتے ہیں' بھئی ضرورت کیوں نہیں بولتے کوئی گردن پہ چھری تو نہیں پھیر دے گا' سچ بولنے سے۔" محبت پھٹی آنکھوں سمیت اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔

"اچھا ساری ضرورت تم ہی سے ہے کیا؟ تمہارے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا......" لفظ لفظ میں حیرت تھی۔ "کیا منیب کے لیے لڑکی تمہارے بغیر نہیں دیکھی جاسکے گی؟" وہ زخمی مسکراہٹ لیے مڑی' جیسے کہہ رہی ہو آگئے نا اپنی اصلیت پہ۔

"کیوں نہیں...... ایک خانہ پری کے لیے مقرر کردہ شخصیت کی حیثیت ہی کیا ہے۔"

"صحیح کہہ رہی ہو' منیب کی تو شادی بھی تمہارے بغیر ہوجائے گی لیکن...... یہ خانہ خالی رہ گیا تو زندگی کا ادھورا پن کون سمجھ سکے گا۔" کہیں اطراف سے کلیاں چٹکنے کی آواز آئی تھی' بحر حیرت میں غوطہ زن ہونے ہی جارہی تھی کہ دو مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں وجود آگیا۔ وہ پلٹی' محبت کے چہرے کا اطمینان اور آنکھوں میں رت جگے کی گواہی اسے بہت کچھ سمجھا رہی تھی کہ وہ اپنا آپ منوا چکی ہے۔

"بہت اکڑ کر تم سے کہہ دیا تھا کہ سال بھر رہ لینا۔ تمہیں نہیں بلاؤں گا' بات صرف اتنی سی ہے میری کیوٹ سی ہم سفر کہ تمہاری جدائی کے مزے سے واقف نہیں تھا' تمہاری دس سال کی رفاقت کا نشہ تمہاری تیرہ دن کی جدائی نے توڑ دیا۔" وہ بھری آنکھوں سمیت دیکھے جارہی تھی۔ "یہاں میں کسی

سے ملنے نہیں تمہیں لینے آیا ہوں۔"

"کیا......؟" اب تو مژگاں پہ ٹھہرے موتی پھسل ہی پڑے تھے حیرت و مسرت سے۔

"تمہاری خاموش محبت نے خود کو منوا لیا ہے، اماں اٹھتے بیٹھتے تمہیں یاد کرتی ہیں، اتنا کبھی انہوں نے اپنی بیٹیوں کو یاد نہیں کیا ہوگا، منیب تمہاری ہی آواز لگاتا آتا ہے اور تمہیں نہ پا کر چڑ کر باہر نکل جاتا ہے، محبت کی یہ قسم بالکل سچی نہیں حسن بہت نایاب ہے اور رہ گئی بات میرے دل کی، تو پہلی جدائی کی رات ہی پتا چل گیا کہ دل کی سلطنت مالکہ کے بغیر کتنی اداس اور سونی ہے۔" گمبھیر، خوب صورت لہجے کا اتار چڑھاؤ اسے کتنا معتبر کر گیا تھا۔

"یہ سچ ہے اگر تمہیں بھابی مجھ سے جدا نہیں کرتیں تو تمہاری قدر و قیمت کا مجھے کبھی احساس ہی نہ ہوتا۔ جس وقت میری زندگی میں تم نہیں آئی تھیں اس وقت کی بات کچھ اور تھی لیکن اب آ کر جدا ہو گی تو زندگی بے کار و بے معنی ہو گی۔"

وہ مضبوط مرد، کیسے قطرہ قطرہ اس کے آگے پگھل رہا تھا۔ خدا نے اس کے صبر کا کتنا بڑا انعام دیا، لوہے جیسے مرد کو روئی بنا کر ہاتھ میں تھما دیا۔ کتنی معتبر ہو رہی تھی ذات، ہر کام میں خدا کی کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ بھابی نے اسے جدا کر کے اس کی ذات کی اہمیت کا احساس دلایا تھا۔

"گھر تمہارے بغیر کھنڈر لگ رہا ہے، جو انتظام و انصرام تم نے خوش اسلوبی سے سنبھالا ہوا تھا اس میں حُسن نہیں رہا، اس گھر کے کونے کونے پر تمہارا سحر پھوٹا پڑا تھا، جو تم بن ڈسنے کو آ رہا ہے۔" یہ سارے جملے، سارے تعریفی اسناد اس کی ذات کی سہرا بندی، کیا آج کے لیے ہی سنبھال کر رکھے گئے تھے۔

"اس سے پہلے کہ سب آ جائیں مجھے جواب دے دو۔"

"کیسا جواب......؟" مسرت چہرے پہ گلال پھیلا گئی تھی۔ آج کا جنم دن اس کے لیے بہت خاص تھا۔

"چلو گی نا میرے ساتھ؟ کیک کاٹنے کے بعد سامان پیک کر لینا، گفٹ راستے سے خریدیں گے۔"

"آپ کو یاد تھا یہ دن......؟" پُرشوق لہجے پر اتنا ہی کہہ سکی۔

"ہاں...... بھابی بھیا ہر سال اس دن آ کر ذہن میں تاریخ فیڈ کر گئے تھے، بھئی اور جب تم نہیں تھیں تو ہر چیز یاد آ کر دل کو بے کل کر رہی تھی، تم سے وابستہ ہر شے کو یاد رکھنا اب میری ذمہ داری ہے۔" مان گئی تھی اس کے دل میں اب جو اس کے لیے قدر پیدا ہوئی ہے، وہ کوئی ختم نہیں کر سکے گا۔

"چلو سامان پیک کریں۔" کتنا اصرار تھا اور کتنی عجلت تھی اس کے لہجے میں کہ جیسے اب وہ اس کی قدر و قیمت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں...... پلیز ایسے نہیں۔" ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مجھے بھی اپنا وہ گھر بہت یاد آ رہا ہے جہاں میں نے دس سال ایسے گزارے کہ ایک رات کے لیے بھی گھر بدر نہیں ہوئی لیکن بھابی بھیا کی بے لوث و بے پایاں محبتوں کو اتنا ارزاں میں نہیں کروں گی، جو بہت مان سے مجھے یہاں لائے ہیں۔ میں اچانک اس طرح آپ کے ساتھ چلی جاؤں گی تو ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی، آپ کا میری محبت میں یہاں تک آ جانا وہ بھی اتنی جلدی شاید بھابی بھیا اسی دن کے انتظار میں تھے لیکن ان کی محبتوں کا کچھ حق مجھ پر بھی ہے، مجھے کچھ دن اور رہنے دیں پھر یہ لوگ مجھے چھوڑ آئیں گے، جس مان سے لائے ہیں اسی مان کے ساتھ۔ کچھ بھرم رہنے دیں ان کے احساسات کا۔"

"بات تمہاری درست ہے لیکن حُسن...... تم اندازہ نہیں لگا سکو گی، اس بات کا کہ میں اور میرے گھر کے مکین کس شدت سے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔" جذبات سے بوجھل جملوں کا سحر اس وقت ٹوٹا جب بھابی دھڑ دھڑ کرتی اندر آ گئیں۔ دونوں سٹپٹا کر رہ گئے۔

"میاں محبت عثمانی...... جائیں تھوڑے دن اور اس جدائی کا مزا چکھیں، بہت دیر سے دونوں کا ڈرامہ میں دیکھ رہی ہوں، اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا تو انٹری دے دی، اتنی جلدی اب میں اپنی نند کو چھوڑنے والی نہیں ہوں۔ واہ...... محبت کا احساس دس سال بعد ہوا تو اس کی سزا بھی کچھ بھگتیں۔"

"بھابی پلیز......" محبت نے سر کھجایا جب کہ وہ تو خجل ہو کر نو دو گیارہ ہو گئی تھی۔

آگے ان دونوں کے درمیان کیا مذاکرات ہوئے اس سے اسے کچھ غرض نہ تھی، وہ تو بس شکر گزار تھی ان انمول لمحات کی جس نے اس کی راہوں میں پھول ہی پھول بچھا دیے تھے۔

تیرے ہوتے ہوئے محفل میں جلاتے ہیں چراغ
لوگ کیا سادہ ہیں، سورج کو دکھاتے ہیں چراغ
اپنی محرومی کے احساس سے شرمندہ ہیں
خود نہیں رکھتے تو اوروں کے بجھاتے ہیں چراغ

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟

اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس نے بنی نوع انسان بنایا' مکمل تو اس دنیا میں کوئی انسان نہیں۔ خامی کی گنجائش تو ہر جگہ ہے اور میرے اندر بھی بہت خوبیاں اور خامیاں ہیں مگر میں جو بھی ہوں اپنی ذات سے مطمئن ہوں۔ میری فیملی میری شخصیت کو بنانے سنوارنے میں پیش پیش رہی ہے۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں اپنی فیملی کی مرہونِ منت ہوں' اپنی ذات پر اعتماد رکھتی ہوں اور ہر معاملے میں اصلاحی پہلو کو اولین اہمیت دیتی ہوں اور یہی سوچ میری اپنی شخصیت کے بارے میں بھی ہے۔

تعلیمی قابلیت؟

ماسٹر (ایم اے اردو' ایم اے اسپیشل ایجوکیشن اور ایم اے ہسٹری)

تحریری سفر کب شروع کیا؟

اس کی تفصیل میں بہت ڈیٹیل سے آنچل میں ہی "بہنوں کی عدالت" کے سلسلے میں لکھ چکی ہوں پھر بھی مختصر الفاظ میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ اسکول کی عمر سے ہی لکھنا شروع کیا اور بہت کچھ لکھا بھی' مگر پہلی کہانی دسمبر 2005ء آنچل میں ہی شائع ہوئی اور پھر تحریری سفر چل نکلا جو اب تک جاری ہے۔

موجودہ مصروفیات

موجودہ مصروفیات تو وہی ہیں جو انٹرویو میں لکھ چکی ہوں' نئی تازی مصروفیات یہ ہیں کہ اسٹوڈنٹ کے ایگزامز چل رہے ہیں تو ادھر مصروف ہوں' ساتھ میں گھر میں 6 اپریل 2013ء کو بھائی کی شادی ہے۔ 7 اپریل کو بہن مصباح کی برات ہے تو اسی سلسلے میں گھر میں شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں' میں کڑھائی کا کام بہت اچھا کر لیتی ہوں تو شادی کے سلسلے میں چند ایک سوٹ بنا رہی ہوں اس کے علاوہ پاکستانی پوائنٹ میری ایکسٹرا مصروفیات ہے۔ نیٹ کی دنیا میں یہ واحد فورم ہے' جس کو میں سرچ کرتی ہوں اتنی سخت معمولات کے باوجود جب بھی وقت ملتا ہے' میں نیٹ سے آج کل صرف صرف پاکستانی پوائنٹ کو ہی سرچ کرتی ہوں۔ یہ بہت اچھا فورم ہے اردو ناول اور لٹریچر پڑھنے والوں کے لیے یہ ایک بہت اچھی سائٹ ہے' اگر قارئین مجھ سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں تو مجھ سے پاکستانی پوائنٹ کے ذریعے کنٹیکٹ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد گھر کے کام اور بس یہی آج کل کی مصروفیات ہیں۔

مشاغل و شوق

مشاغل و شوق تو وہی ہیں بس لکھنا پڑھنا۔ اک نیا شوق آج کل پاکستانی پوائنٹ سے ناول اور کتابیں ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھنا ہے اور لکھنے پڑھنے کے علاوہ میرا ایکسٹرا اور کوئی مشغلہ نہیں ہے۔

خوبیاں و خامیاں

یہ تو خاصا مشکل سوال کر ڈالا بس ایک عام انسان ہوں' ہاں سمجھوتے والی فطرت کی مالک ہوں' لوگ کہتے ہیں کہ خاصی خوش اخلاق ہوں۔

خامیاں

خامیاں تو بہت ساری ہیں۔ کافی حساس ہوں' حد سے زیادہ جنونی بھی ہوں۔ معصوم بھی ہوں (کوئی بھی مجھے آرام سے پاگل بنا کر اپنا مطلب نکلوا سکتا ہے) اپنی ذات سے آخری حد تک بے پروا رہتی ہوں۔ سست' کاہل' سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ میں دیر رات تک جاگتی رہتی ہوں اور آج کل گھر میں رہتی ہوں تو صبح دیر سے اٹھتی ہوں (امی کہتی ہیں کہ جس دن تم نے وقت پہ سونا اور اٹھنا شروع کر دیا سمجھ لو کہ تم نے صحت بنانا شروع کر دینا ہے' یعنی موٹی ہو جاؤ گی)۔ خامیوں کی یہاں طویل لسٹ ہے اب کس کس کو پوائنٹ آؤٹ کروں۔ قارئین کے سامنے خوامخواہ شرمندگی اٹھانی پڑ جائے گی (ہاہاہاہا)۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ہیں

میرے ڈاکومنٹ کے مطابق میری تاریخ پیدائش 26 دسمبر ہے۔ مگر میں سالگرہ نہیں مناتی جیسے عام دن گزرتی ہوں یہ بھی گزر جاتا ہے۔ ہاں فرینڈز وش ضرور کرتی ہیں' کال کر کے' میسج سینڈ کر کے' میل کے ذریعے' اکثر کارڈز اور گفٹ دیتی ہیں۔ میرے اسٹوڈنٹ بھی وش کرتے ہیں اور اکثر گفٹ بھی دیتے ہیں۔ اس بار بھی سب نے وش کیا' فرینڈز کی طرف سے کارڈز بھی ملے۔ اس بار 26 دسمبر اس لیے بھی یادگار رہا کہ 25 کو اویس (احمد بھائی) پاکستان آیا تھا اور ایک اور اہم بات یہ کہ پاکستانی پوائنٹ کی طرف سے بھی مجھے بڑے اچھے انداز میں وش کیا گیا تھا۔ ایک بہت ہی اچھی اور نائس فرینڈ سدرہ شفیق نے مجھ سے پہلی بار موبائل پر بات کی تھی۔

گزشتہ قسط کا خلاصہ

ایاز جھگڑے کے بعد اپنے دوستوں سے ملتا ہے اور جھگڑے کی تفصیل بتاتے ہوئے شہوار سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے۔ ولید آفس میٹنگ سے واپس آتے ہوئے لیٹ ہو جاتا ہے' راستے میں اس کی گاڑی سے ایک گاڑی ٹکرا جاتی ہے جس میں موجود لڑکی کو وہ اسپتال لے جاتا ہے اور پھر اس کے ورثاء کو کال کر کے اسپتال آنے کی اطلاع دیتا ہے مگر دوسری جانب لڑکی کے الفاظ سن کے سخت کبیدہ خاطر ہو جاتا ہے۔ عبدالقیوم اسپتال میں ولید کو دیکھ کر تھوڑا چونک جاتے ہیں اور اس سے اس کے والد کی معلومات لے کے کچھ سوچتے ہیں۔ دوسری طرف انا ولید کے لیٹ ہو جانے پر اس کا انتظار کرتی ہے اور واپسی پر اس کی خون آلود شرٹ دیکھ کے رونا شروع کر دیتی ہے' ولید کے تسلی دینے پر وہ کافی حد تک خود کو سنبھالتے ہوئے اس کا ضروری ٹریٹمنٹ و بینڈیج کرتی ہے۔ شہوار ساری رات بخار کی حالت میں بے حواس رہتی ہے' صبح مصطفیٰ اسے اسلام آباد سے کال کرتا ہے تو وہ اپنا صبر کھو بیٹھتی ہے اور رو پڑتی ہے' جس پہ مصطفیٰ پریشان ہو کے جلد پہنچنے کا کہتا ہے' ساتھ ہی انسپکٹر شہناز کو فون کر کے معلومات حاصل کرنے کا آرڈر دیتا ہے۔

صبح ناشتے پہ ولید کی نوک جھونک سے انا کا موڈ یک دم بدل جاتا ہے پھر ولید کی آفر پر وہ اس کے ساتھ کچھ سوچتے ہوئے اسپتال جانے کی ہامی بھر لیتی ہے۔

اب آگے پڑھیے

سی گرین لباس اور تر و تازہ چہرہ لیے وہ کھلا ہوا گلاب ہی تو لگ رہی تھی۔ وہ نیچے آئی تو روشی راہداری میں ہی کھڑی ولید سے کسی بات پر بحث کر رہی تھی۔ ولید بھی بالکل ریڈی تھا۔ اس کی تیاری دیکھ کر تو وہ اور بھی جل بھن گئی۔

"آپ دونوں جا کہاں رہے ہیں۔ رات بھی آپ لیٹ آئے پھر صبح پھپھو سے جھوٹ بھی بولا کہ بارہ بجے آ گیا تھا۔ مجھے انا کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانا تھا مگر اب اسے کہاں لے جا رہے ہیں۔" وہ ان کے قریب آئی تو روشی کو الجھتے پایا۔

"ڈونٹ وری' ہم نزدیک ہی کام سے جا رہے ہیں۔ تم نے چلنا ہے تو ریڈی ہو جاؤ۔" وہ بہن کو بہلا رہا تھا۔

"مگر پتا بھی تو چلے کہ کام کیا ہے اور آپ کے ساتھ یہ کیوں جا رہی ہے؟" اس نے انا کو گھورا تو وہ سمٹ سی گئی۔

"اس کی بحث آج کی ڈیٹ میں ختم نہیں ہونے والی۔ میں گاڑی نکال رہا ہوں۔ تم فٹافٹ آ جاؤ۔" وہ بہن کے سوال پر غور کر کے گیراج کی طرف چلا گیا۔ اس کی گاڑی تو ورکشاپ میں تھی گھر والی گاڑی کی چابی اس نے ڈرائیور سے لے لی تھی۔

"تم یوں بج سنور کر کہاں چلیں؟" بھائی کا غصہ وہ اب انا پر نکال رہی تھی۔
"ہائے بجی سنوری کہاں ہوں۔ صرف سوٹ ہی تو بدلا ہے۔" پھر اسے گھورا۔
"یہ تو تمہارا بھائی ہی جانتا ہوگا کہ کہاں جارہے ہیں مجھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ایک کام ہے۔ ساتھ چلنا ہے میں ریڈی ہوگئی۔" اپنا نہایت قیمتی خوب صورت بیگ کندھے پر ڈالتے وہ مسکرائی۔
"ہاں اتنی ہی تو معصوم بی بی ہو نا تم انہوں نے ساتھ چلنے کو کہا اور محترمہ فوراً ریڈی ہوگئیں۔"
"مائنڈ اٹ میں تمہارے بھائی کے ساتھ کسی ڈیٹ پر نہیں جارہی اور نہ ہی ان کو بھگا کر لے جارہی ہوں۔" روشی کی تفتیش پر اسے گھورا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔
"ماشاء اللہ کیسی کیسی حسرتیں پال رکھی ہیں۔ خیر کسی دن ڈیٹ پر بھی چلی جاؤ گی۔ ارادے تو مجھے یہی لگ رہے ہیں اور جہاں تک بھگا کر لے جانے والی بات ہے تو تم تو نہیں مگر ان کی تیاری لگ رہی ہے کہ وہ تمہیں بھگا کر کہیں ضرور لے جارہے ہیں۔" اس کے معنی خیز اندازوں پر وہ ایک دم شرم سے سرخ پڑ گئی اور بیگ کھینچ کر اسے دے مارا۔
"بکومت مجھے واقعی کچھ نہیں پتا۔" اس نے صاف نظریں چرائیں۔ روشی نے بغور دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر دھیمی سی شرارتی مسکراہٹ تھی۔
"ایک بات تو بتاؤ رات ولی بھائی کب آئے تھے؟"
"ڈیڑھ بجے کے قریب۔" ولید گاڑی کا ہارن دے کر اسے متوجہ کررہا تھا وہ فوراً لپکی تو روشی نے فوراً اس کا راستا روکا۔
"مجھے دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔"
"مائی گاڈ ایسی شکی بہن میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ اپنے بھائی پر شک کررہی ہو شرم کرو۔" ولید نے جیسے ہارن پر ہی ہاتھ رکھ لیا تھا پورا صحن تیز آواز سے گونج اٹھا تھا۔
"نہیں بھائی اور تمہاری اس تیاری پر صبح صبح یہ کھلا ہوا گلاب بن کر میرے بھائی کے ساتھ کہیں جانا' دال میں واقعی کچھ کالا ہے۔"
"تمہاری طرح تمہارا بھائی بھی سڑیل اور بد دماغ ہے۔ تم دونوں بہن بھائیوں کی قریب کی نظر کمزور ہے۔ کاش میں کہیں لے ہی جاتی تمہارے بھائی کو مگر......!" ایک گہرا سانس کھینچتے اسے ایک طرف ہٹا کر وہ تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھی۔
روشی اسے فرنٹ سیٹ پر مسکراتی نگاہوں سے بیٹھتے ہوئے دیکھ کر کھل کر ہنس دی تھی۔
"واقعی دال میں کچھ کالا تو ہے......"
"کیا کہہ رہی تھی روشی؟" کچھ دور آنے کے بعد ولید نے اس سے پوچھا۔
"کچھ بھی نہیں آپ تو جان بچا کر آگئے تھے پیچھے وہ میرا دماغ کھا رہی تھی۔"
"ہاں خواتین یہی کام اچھے انداز میں کرلیتی ہیں اور آتا کیا ہے؟" اس کی چوٹ پر اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔
"اور مرد عورتوں کو انڈر اسٹیمیٹ کرلیتے ہیں۔" اس نے فوراً حساب برابر کیا۔ باقی رستا دونوں خاموش ہی رہے تھے۔ ولید نے ریڈ روز کا بکے لیا تو انا سرخ گلاب دیکھ کر پریشان ہوئی اور اس کے اندر عجیب عجیب سے احساسات پیدا ہوتے رہے اور وہ گم صم سی بیٹھی رہی۔
ولید نے ریسیپشن سے پتا کیا تو معلوم ہوا کہ مریضہ کو ایمرجنسی سے روم نمبر 5 میں منتقل کردیا گیا ہے۔ وہ دونوں روم کی طرف چلے آئے بکے ولید نے اسے تھما دیا تھا۔ دستک دینے کے بعد ولید نے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا تو انا کے اندر پکڑ دھکڑ سی شروع ہوتی محسوس ہوئی۔
"آؤ۔" اسے راہداری میں ہی رکتے دیکھ کر کہا تو وہ اس کے پیچھے روم میں داخل ہوگئی۔
"السلام علیکم۔" کرسی پر بیٹھی لڑکی نے چونک کر آنے والوں کو دیکھا۔

نگہت اسلم چوہدری

السلام علیکم! چاند کی طرح چمکتے' پھولوں کی طرح مہکتے' تاروں کی طرح جھلملاتے' ہوا کی طرح گنگناتے اور تتلیوں کی طرح چہچہاتے قارئین اور تمام آنچل اسٹاف کو میرا یعنی مابدولت نگہت اسلم چوہدری کا چاہتوں اور محبتوں بھرا اسلام قبول ہو۔ پہلی دفعہ شرکت کررہی ہوں' برداشت کرنا آپ کا فرض بنتا ہے تو جناب میں 12 دسمبر 1996ء کو سونا ویلی میں پیدا ہوئی بلکہ آپس کی بات ہے میری آمد سے پہلے میری ویلی چاندی کی تھی اور بعد میں سونے کی ہوگئی' ہاہاہاہا۔ اچھا اگر تعلیم کی بات کی جائے تو میں حال ہی میں ایف ایس سی سیکنڈ پارٹ میں پہنچی ہوں' اگر دوستوں کی بات کی جائے تو جی میری 23 دوستیں ہیں یعنی پوری کلاس ہی میری دوست ہے لیکن سدرہ اور سارہ کے ساتھ میں زیادہ کلوز ہوں اس کے علاوہ رفعت (میری بہن)' انعم (میری بھتیجی) اور نوشیلہ (میری بھانجی) بھی میری بہترین دوست ہیں۔ میرے اچھے اور پیارے دوست میرے بھیا اورنگ زیب اقبال (ایم بی بی ایس ڈاکٹر) ہیں۔ میرے بھیا بالکل دوسرے شاہد کپور ہیں' مجھے پینٹنگ کرنا بہت اچھا لگتا ہے اور ماشاء اللہ میں ایک اچھی پینٹر ہوں۔ بقول میری مما ایک یہی کام ہے جو میں ڈھنگ سے کرلیتی ہوں' مجھے پیاز سے بہت ڈر لگتا ہے۔ جس ہستی کے بغیر میرا جینا ناممکن ہے وہ میری مما جی ہیں (مما! میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں)۔ نازیہ کنول نازی اور عشناء جی پسندیدہ رائٹرز ہیں۔ مجھے ڈریسنگ میں اسکرٹ شرٹ پسند ہے۔ جیولری میں کنگن اور رِنگ پہننا پسند کرتی ہوں۔ پھولوں میں گلاب بہت پسند ہے' مجھے ساون کی بارشیں بہت پسند ہیں۔ میں اپنے آزاد کشمیر کے اونچے اونچے پہاڑوں' چیڑ کے درختوں' بل کھاتی ہوئی سڑکوں' بہتی ہوئی ندیوں اور ہرے ہرے کھیتوں سے جنون کی حد تک پیار کرتی ہوں۔ میں بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی ہوں' اگر خوبیوں خامیوں کی بات کی جائے تو بقول سدرہ اور سارہ (میری پیاری فرینڈز) میں بہت خود غرض ہوں اور بڑی جلدی انتقام لیتی ہوں' بقول میری ٹیچر میں بڑی کنجوس ہوں' میرے خیال میں بہت ہوگیا' اگر کوئی بھول ہوگئی تو اسے بھول سمجھ کر بھلا دیجیے گا' ارے بھلانا صرف بھول کو ہی بھول کرنے والوں کو مت بھلائیے گا۔ دعاؤں میں مجھ معصوم کو یاد رکھیے گا' اللہ حافظ اینڈ گڈ بائے۔

"وعلیکم السلام۔" ولید کو دیکھ کر عادلہ نے فوراً اٹھ کر استقبال کیا اور ولید کے ساتھ ایک نہایت نازک گلابوں کی مانند کھلی کھلی سی لڑکی کو دیکھ کر چونکی۔ انا نے خاموشی سے لڑکی کو بکے تھما دیا۔
"تھینکس...... آئیں پلیز بیٹھیں۔" یہ وی آئی پی روم تھا ایک طرف رکھے صوفوں کی طرف اشارہ کیا تو دونوں ساتھ ہی بیٹھ گئے۔
"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی سسٹر کی؟" لڑکی کا چہرہ سفید چادر میں چھپا ہوا تھا۔ انا نے ایک سرسری نگاہ ڈال کر پھر میزبان لڑکی کا جائزہ لیا۔ سادا شلوار قمیص میں بھی اس کا حسن ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ ولید کے سوال پر وہ مسکرا کر خود بھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔
"اب تو بہتر ہے ظاہر ہے شدید چوٹوں کی وجہ سے سارا وجود متاثر ہوا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کوئی اندرونی چوٹ نہیں آئی۔ نہ ہی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے۔ مگر ایکسیڈنٹ تو پھر ایکسیڈنٹ ہی ہوتا ہے نا۔ ڈاکٹرز کافی مطمئن ہیں۔"
"اللہ کا شکر ہے۔" ولید نے کہا۔
"مریضہ کو ہوش بھی آیا تھا کہ ابھی تک رات والی کنڈیشن میں ہی ہیں۔" ولید نے بستر پر لیٹے سفید چادر میں چھپے وجود کو دیکھا۔
"صبح ہوش آیا تھا چار پانچ منٹ کے لیے۔ ڈاکٹرز نے پھر ٹرینکولائزر کے حوالے کردیا۔ ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کہ ایک دو دن یہ اسی حالت میں رہے گی۔"
"او آئی سی ویسے آپ نے پتا لگایا کہ ایکسیڈنٹ کی اصل وجہ کیا تھی گاڑی میں فالٹ یا کوئی اور وجہ؟" انا مکمل طور پر خاموش تھی وہ خاموشی سے دونوں طرف کی مکالمہ بازی سن رہی تھی۔
"ڈیڈ نے جائے وقوعہ سے معاملے کی پڑتال کروائی ہے۔ گاڑی کی جو کنڈیشن ہے اس سے مکینک نے تو یہی بتایا ہے کہ اوور اسپیڈ ہونے کی وجہ سے کاشفہ کا گاڑی پر کنٹرول نہیں رہ سکا اور نتیجتاً وہ سامنے والی گاڑی سے ٹکرا کر حادثے کا

سبب بن گئی۔"

"آپ کے والدین نظر نہیں آرہے؟"

"ماما کی رو رو کر حالت خراب ہوگئی تھی اور ڈیڈ کی آج بہت اہم بزنس اپائنٹمنٹ تھی۔ وہ ماما کو گھر چھوڑ کر چند گھنٹوں کے لیے گئے ہیں۔"

"اور آپ کے باقی بہن بھائی؟"

"بھائی ہے ایک اسے ابھی تک ہم نے اطلاع ہی نہیں دی۔"

"کیا کسی اور کنٹری میں رہائش پزیر ہیں؟" ولید نے استفسار کیا تو وہ ہنس دی۔

"نہیں ہمارے ساتھ ہی رہتا ہے۔ کچھ موڈی ہے اور بے پروا بھی۔ گھر سے باہر ہو تو سیل آف کر دیتا ہے۔ رات جب مجھے اطلاع ملی تو اس کا نمبر بند تھا۔ وہ دوستوں کے ساتھ کسی ملنے گلنے میں بزی ہوگا۔" بے پروائی سے وہ کہہ رہی تھی اور ولید نے ایک عام سی نگاہ اپنے سامنے بیٹھی دل کش و حسین سی اس لڑکی کو دیکھا۔

اسے رات اس لڑکی کی گفتگو یاد آئی اور ساتھ ہی اس نے ایک عام سی نگاہ بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ شاید یہ ہائی سوسائٹی کے نام نہاد لوگوں کے لیے عام سی بات ہو مگر یہ سب اس جیسے حساس مرد کے لیے بہت زیادہ تھا۔ شاید یہ معاشرتی المیہ تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

"یہ آپ کی مسز ہیں؟" عادلہ نے ولید کے ساتھ مسلسل چپ چاپ بیٹھی انا کو دیکھ کر ولید سے پوچھا تو جہاں وہ ایک دم سٹپٹایا وہیں انا بھی خفت سے سرخ ہوگئی تھی۔

"کزن ہیں میری انا وقار احمد۔" اس نے شرمندہ ہوتے تعارف کروایا۔ عادلہ ایک پل کو چونکی پھر بجائے شرمندہ ہونے کے ہنس دی۔

"اف یو ڈونٹ مائنڈ مجھے تو آپ ایک کپل ہی لگ رہے ہیں۔" اس کی مسکراتی نگاہوں سے انا کا سارا اعتماد ریزہ ریزہ ہوگیا تھا۔

"خیر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" عادلہ کے اس برجستہ تبصرے پر خاصی سنجیدگی سے ولید نے کہا تو انا نے اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھی۔

"آہ......!" سفید چادر کے اندر سے ایک کراہ بلند ہوئی تو عادلہ فوراً اٹھ کر اس کی طرف چلی گئی۔ سفید چادر ہٹا کر اس نے دیکھا وہ آنکھیں بند کیے مسلسل کراہ رہی تھی۔ انا نے لڑکی کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور پھر اپنی جگہ گم صم رہ گئی۔ یہ لڑکی اپنی بہن سے بھی کئی گنا زیادہ حسین اور دل کش تھی۔ چہرے پر کئی خراشیں تھیں مگر اس کے باوجود آنکھیں بند کیے یہ چہرہ اپنے اندر بہت خوب صورتی لیے ہوئے تھا۔

"لگتا ہے ٹرینکولائزر کا اثر ختم ہو رہا ہے۔ میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔" اس نے فوراً انٹرکام تھام کر ڈاکٹرز کو اطلاع دی۔ ڈاکٹر فوراً آ گئے تھے۔ وہ مریضہ کا جائزہ لینے لگے تھے۔

"ولید چلیں؟" وہ ایک دم بے زاری سی ہونے لگی تو اس نے ولید کو کہا ولید نے اسے دیکھا۔ سنجیدہ چہرے کے تاثرات بڑے عجیب سے تھے۔

"یہ چابی لو تم گاڑی میں جا کر بیٹھو میں آتا ہوں۔" وہ سمجھا کہ کاشفہ کو سفید پٹیوں میں جکڑے دیکھ کر وہ پریشان ہو رہی ہے۔ گاڑی کی چابی اسے تھمائی تو وہ بغیر ایک لفظ کہے تیزی سے وہاں سے نکل آئی۔ ڈاکٹرز لڑکی کے زخموں کا معائنہ کرتے عادلہ سے بات چیت کر رہے تھے۔ دو منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھول کر ایک بلند قامت خوش شکل نوجوان داخل ہوا تھا۔

"ہائے عادلہ، مجھے تو کسی نے بتایا تک نہیں وہ تو میں ابھی گھر گیا تو مام نے بتایا تو فوراً ادھر بھاگا آیا ہوں۔" نوجوان آتے ہی شروع ہو چکا تھا۔ ولید نے نوجوان کو دیکھا یہ نوجوان آج کے ایلیٹ کلاس کے بگڑے ہوئے رئیس زادوں کے مکمل گیٹ اپ میں تھا۔ بے تکے سے حلیے میں وہ اسے خاصا ناگوار لگا۔

"تمہیں کوئی بتاتا بھی تو کیسے؟ ساری رات سے تمہارا موبائل آف مل رہا تھا۔" عادلہ نے بھائی کو غصے سے دیکھ کر پھر ڈاکٹرز سے بات چیت شروع کر دی۔ کچھ پل بعد ڈاکٹرز چلے گئے تو عادلہ نے ولید کو دیکھا۔

"یہ میرا بھائی ایاز ہے اور ایاز یہ ولید صاحب ہیں۔ یہی کاشی کو اسپتال لے کر آئے تھے۔" اس نے تعارف نبھایا تو ایاز نے فوراً سلام کے لیے ہاتھ بڑھایا جسے ولید نے بغیر کسی تاثر کے تھام لیا۔

"ارے آپ کی کزن کہاں گئی؟" وہ ڈاکٹرز کے ساتھ مصروف تھی سوا سے انا کے جانے کا پتا نہیں چلا۔

"وہ گاڑی میں چلی گئیں اور اب میں بھی چلتا ہوں۔" اس نے اٹھ کر کہا تو عادلہ نے اس کے دراز قامت مضبوط ڈیل ڈول کو دیکھا ایک دم اس کی نگاہوں میں ستائش سمٹ آئی۔

"کچھ دیر تو رکیے؟" اس نے اخلاق نبھایا۔

"نہیں، وہ گاڑی میں اکیلی ہیں انہیں کہیں کام کے لیے جانا ہے۔"

"اوہ۔"

"اوکے اللہ حافظ۔" وہ اب کی بار ایاز سے ہاتھ ملائے بغیر تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔ وہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کی طرف آیا تو انا شیشے چڑھائے گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آ کر اس نے کھڑکی کا شیشہ بجایا تو انا نے اپنے ہی کسی خیال سے چونک کر ولید کو دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر دروازے کا لاک کھول دیا۔

"کیا ہوا ہے؟ بڑے مفکروں والے انداز میں بیٹھی ہوئی ہو۔" ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی اسے مسلسل خاموش پا کر اس نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی۔" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا چند پل اسی طرح بیٹھے رہنے کے بعد کچھ یاد آیا تو اس کی طرف منہ کیا۔

"ولید آپ اسپتال سے بینڈیج ہی کروا لیتے بے شک زخم اتنے گہرے نہیں مگر زخموں کو کبھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے۔"

"فی الحال تو ڈاکٹر صاحبہ رات آپ کی کی گئی بینڈیج سے گزارا ہو رہا ہے۔ دوبارہ ضرورت پڑی تو کروالیں گے۔ ڈونٹ وری۔" ولید کی مسکراہٹ پر اس کا دل پھر ایک پل کو بوجھل ہوا تو وہ کھڑکی کی طرف منہ موڑ گئی۔ نجانے وہ ایسی کیوں ہو رہی تھی۔ پل میں تولہ پل میں ماشہ۔ اس لڑکی کو دیکھ کر اس کے اندر اس قدر اضطراب اور پریشانی کیوں ڈیرہ جما گئی تھی۔ وہ اپنی فیلنگز خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

صبح سے وہ اس قدر خوش تھی کہ حد نہیں اور اب انجانے خوف کی آہٹیں وہ اپنے دل کی دہلیز پر محسوس کر رہی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سب کچھ تیاگ کر کسی کونے میں جا بیٹھے اور دل کھول کر روئے کہ ہر طرف جل تھل ہو جائے، کوئی بھی کونا خشک نہ رہے۔ اپنی ہی سوچوں اور خیالات سے گھبرا کر اس نے سیٹ کی پشت سے اپنا سر ٹکا دیا۔ اس کے اس طرح گم صم ہونے پر ولید نے بہت حیرت و تعجب سے اسے دیکھا تھا۔ اس نے کچھ پوچھا نہیں تھا۔ مگر اس کے انداز پر متفکر ضرور ہو گیا تھا۔

❀......♥......❀
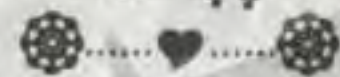
میٹنگ کے بعد انسپکٹر شہناز کی کال آ گئی تھی اور اس نے جو رپورٹ دی اسے سن کر وہ خاصی دیر تک غم و غصے کا شکار رہا۔ بہر حال کل جو کچھ بھی ہوا بہت برا ہوا تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا کہ شہوار جیسی نرم و نازک احساسات کی مالک حساس لڑکی کے اعصاب پر یہ چوٹ کیسی گہری لگی ہوگی۔

اس کا پھوٹ پھوٹ کر روتا سلگتا لہجہ...... ابھی تک دل پر بوجھ بنا ہوا تھا۔ وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ وہ کس کرب کا شکار ہو کر بیمار ہوئی ہوگی۔ کل صبح کا روشن تر و تازہ صبیح چہرہ اس کے دل و دماغ میں ابھی بھی روشن تھا۔ وہ اپنے تمام ضروری کام پس پشت ڈال کر ہوٹل سے اپنا سامان لے کر سیدھا ائرپورٹ آ گیا تھا۔

اپنے شہر آ کر وہ پہلے آفس آیا جہاں چند ضروری امور نمٹانے کے بعد وہ گھر آ گیا تھا۔ لائبہ بھابی اور ماں جی دونوں لان میں ہی بیٹھی مل گئی تھیں۔ وہ سیدھا انہی کی طرف چلا آیا۔

"السلام علیکم......!" مشترکہ سلام کیا تھا۔
"وعلیکم السلام۔" ماں جی سے جھک کر پیار لے کر کرسی پر ٹک گیا۔
"تم نے تو رات کو آنا تھا۔" ماں جی نے پوچھا تو وہ ہنس دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر لائبہ بھابی کی گود سے آفاق کو اٹھا لیا۔
"جی پروگرام تو یہی تھا مگر کام جلدی نمٹ گیا تو چلا آیا۔"
"آفس سے آ رہے ہو؟" آفاق کو اچھالتے دیکھ کر بھابی نے بھی پوچھا۔
"جی سیدھا وہیں چلا گیا تھا۔"
"عادلہ بھابی آ گئی ہیں کیا؟" آفاق کے رخسار چوم کر ماں کو دیکھا۔
"نہیں وہ چند دن رہنے کے لیے گئی ہے۔" انہوں نے تلخی سے جواب دیا۔
"آفاق ان کے بغیر رہ لیتا ہے آپ کو تنگ تو نہیں کرتا۔" کھلکھلا کر ہاتھ پیر مارتے اپنے معصوم پیارے بھتیجے کو دیکھتے اس نے لائبہ بھابی سے پوچھا۔ جو عادلہ بھابی کے ایسے ہر پروگرام میں بڑی خندہ پیشانی سے آفاق کو سنبھالتی تھیں۔
"تنگ تو نہیں کرتا۔ بالکل بھی نہیں' بلکہ عادلہ بھابی کے بجائے یہ میرے ساتھ زیادہ اٹیچ ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تو مصطفیٰ نے ایک گہری سانس خارج کی۔
"وہ تو بچہ پیدا کرنے پر ہی کب راضی تھی؟ اللہ کی طرف سے آس لگی تو اس نے ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ سب نے سمجھایا مگر وہ ضد کی پکی تھی پھر اس شرط پر راضی ہوئی کہ آفاق کو صرف پیدا کرے گی اس کے لیے ملازمہ رکھنا ہوگی جو اسے پالے گی۔ فیڈ تک تو اس نے کروایا نہیں۔ نجانے کیسی ماں ہے۔ لائبہ نے خوش ہو کر پیدا ہوتے ہی اسے اپنی آغوش میں لے لیا تھا ورنہ نجانے اس بچے کا کیا حال ہوتا؟ وہ بچوں کو پاؤں کی زنجیر کہتی ہے۔ آفاق کے بعد تو اس نے عباس سے صاف کہہ دیا کہ ایک ہی بیٹا کافی ہے مزید بچے وہ افورڈ نہیں کر سکتی۔" ماں جی نے تو دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔ مصطفیٰ نے جھک کر خوب صورت گل گوتھنے سے بچے کے سر پر بوسہ دیا۔
"بچے تو باغ کے پھول ہوتے ہیں' گھروں کی رونق' میرے بچے کی زندگی کو دیمک لگا دی اس عورت نے۔ اس کا دل ویران کر دیا۔" ماں جی کا لہجہ آزردہ ہوا تو مصطفیٰ کے دل کو تکلیف ہوئی۔
"تو عباس بھائی ایک فائنل اسٹیپ کیوں نہیں لے لیتے۔ جب ان کی ہر طرح کی خوبیاں سامنے آ گئی ہیں تو انہیں چھوڑ دیں پھر۔" مصطفیٰ نے جوش سے کہا تو ماں جی نے دہل کر اس کا چہرہ دیکھا۔
"نہ بیٹا نہ۔ ہماری بھی بیٹیاں ہیں۔ اللہ اسے ہدایت دے اپنے گھر اور گھر والے کی محبت اس کے دل میں پیدا کر دے' بھلا اس سے بڑھ کر ہمیں کیا چاہیے۔ میرا بیٹا بڑی محبت اور خواہش کے ساتھ اس عورت کو بیاہ کر لایا تھا۔" اس نے خاموشی سے سر جھٹکا۔ بھلا عباس بھائی کب تک ایسے تعلق کو یک طرفہ ڈور سے کھینچتے رہیں گے۔ اس کے اندر بڑی تلخ سی سوچ ابھری۔
"کھانا کھاؤ گے مصطفیٰ؟" بھابی کو آفاق تھما کر وہ اٹھا تو ماں جی نے پوچھا۔
"جب سب لنچ کریں گے تو مجھے بھی بلوا لیجیے گا میں ذرا چینج کر لوں۔" وہ جاتے جاتے ایک پل کو رکا۔ "شہوار کی طبیعت اب کیسی ہے؟ کہاں ہے وہ اس وقت؟"
"رات سے تو بہتر ہے مگر بخار ابھی بھی ہے صبح کچھ کم تھا مگر ختم نہیں ہوا۔" وہ سر ہلاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔
اپنے کمرے میں جانے سے پہلے وہ شہوار کے روم کی طرف آ گیا۔ دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو وہ بستر پر دراز سر تک کمبل اوڑھے دکھائی دی۔ شاید سو رہی تھی۔ وہ گہری سانس خارج کرتا دوبارہ دروازہ بند کرتے اپنے کمرے میں آ گیا۔ کھانا اس نے ماں جی اور بھابی کے ساتھ ہی کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھا رہا۔ پتا نہیں شہوار اٹھی کہ نہیں۔ رخشندہ ادھر کسی کام سے آئی تو روک لیا۔
"شہوار...... اٹھ گئی کیا؟"
"جی بی بی صاحبہ انہیں کھانا کھلا رہی ہیں۔"

آنچل کے نام

صبح کی پہلی کرن تیرے نام
ربّ کی حمد و ثناء کرتی
لبوں سے نکلنے والی ہر اک دعا تیرے نام
خوشبو میں بسا یہ کاغذ
اور کاغذ میں نقش ہر تحریر تیرے نام
موتیوں کی طرح چمکتے بارش کے قطرے
اور مسکراتی ہوئی ہر اک قوس قزح تیرے نام
گگن پر چمکتے تارے
تاروں کے درمیان چمکتا چاند تیرے نام
مجھے میرے آنچل سے عزیز نہیں کوئی
اسی لیے تو سب میں ہے معتبر یہ نام

صدیقہ خان...... باغ، آزاد کشمیر

"کون ماں جی؟" رخشندہ سر ہلا کر چلی گئی تو وہ بھی ٹی وی آف کرتا اس کے کمرے کی طرف چلا آیا۔ دستک دے کر اس نے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔
"السلام علیکم!" شہوار نے سر اٹھا کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا اور پھر جلدی سے سر جھکا لیا۔ صبح جذباتیت کا مظاہرہ کرتے اس نے کمزوری کا سامنا تو کر لیا تھا مگر اس کے بعد پچھتاتی رہی تھی کہ اب ضروری تو نہیں کہ اسے ہر بات بتائی جائے۔ ماں جی اس کے لیے دلیہ بنوا کر لائی تھیں جسے پر زور اصرار کے بعد وہ کھا رہی تھی۔ مصطفیٰ ایک طرف رکھی کرسی اٹھا کر بستر کے قریب رکھ کر بیٹھ گیا۔
"یہ تھوڑا سا اور کھا لو۔ صبح بھی صرف ایک سلائس کے علاوہ کچھ نہیں لیا تھا۔ رات بھی صرف چند چمچ سوپ کے لیے تھے۔ اس طرح تو کمزوری ہو جائے گی چلو شاباش یہ پورا پیالہ ختم کرو۔" ماں جی نے اسے چند نوالے لینے کے بعد ہاتھ روک کر بیٹھتے دیکھ کر ٹوکا۔
"پلیز بالکل نہیں کھایا جا رہا اس وقت' جب دل چاہا خود منگوا لوں گی ابھی نہیں پلیز۔" ماں جی کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ رک گیا۔
"اگر دلیہ کھانے کا دل نہیں چاہ رہا تو اپنی پسند کی کوئی بھی چیز بتا دو وہ بنوا لیتی ہوں۔ مگر پرہیزی چیز بنوا کر دوں گی اسپائسی نہیں۔" ٹرے میں باؤل رکھتے انہوں نے کہا تو اس نے ذرا سا مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔
"کچھ بھی مت بنوائیں۔ بخار کی وجہ سے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو گیا ہے۔ ایسے میں ہر چیز کا ایک ہی ٹیسٹ لگ رہا ہے۔" بیڈ کی کراؤن سے ٹیک لگاتے اس نے کہا تو مصطفیٰ نے بغور دیکھا۔ مگر گلابیاں چھلکاتا چھلکتا چہرہ اس وقت زرد ہوتا کملایا ہوا لگ رہا تھا۔
"اب طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" مصطفیٰ نے پوچھا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔
"بہت تنگ کرتی ہے یہ بیماری میں۔ تابندہ ٹھیک اس کی شکایت کرتی ہے کہ بیماری میں یہ کسی بچے کی طرح بن جاتی ہے۔ تمہارے بابا اور بھائی بھی پریشان ہو رہے ہیں کہ اسے بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا ہے کہ ایک دم اتنی بیمار ہوئی کہ بستر سے آ لگی۔" مہر النساء بیگم نے مصطفیٰ کے سامنے اظہار خیال کیا تو وہ مزید شرمندہ ہو گئی۔

”میں تو ایک دن میں ہی بوکھلا کر رہ گئی ہوں۔ کل سے سارا وقت اس کی پٹی سے لگی بیٹھی ہوں۔ ساری رات یہ بے ہوش کراہتی رہی ہے اور میری جان ہولتی رہی ہے۔ کل سے تابندہ کے کئی فون آگئے ہیں۔ بات نہیں کروا رہی کہ اس نے بخار میں کچھ الٹا سیدھا بول دیا تو وہ تنہا عورت وہاں روتی پریشان ہوتی رہے گی۔“ انہوں نے اب کے مصطفیٰ کو تفصیل سے بتایا۔

”ہاں میرے پاس بھی دوپہر میں کال آئی تھی پریشان ہو رہی تھیں کہ یہ محترمہ خود کہاں ہیں اور بات کیوں نہیں کر رہی ہیں۔ کوئی پریشانی والی بات تو نہیں۔“ مصطفیٰ نے بھی بتایا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

”ماں ہے نا‘ اولاد تکلیف میں ہو اور ماں کو کیسے سکھ ملے اتنی دور بیٹھی بھی محسوس کر رہی ہے۔“ مہر النساء بیگم فوراً متاثر ہوئی تھیں۔

”تم یہ دوا لے لو اب میں نیند کی گولی نکال رہی ہوں۔ بخار پہلے سے قدرے کم ہے۔ اللہ شفا دے۔ تمہیں مسلسل بستر پر پڑے دیکھ کر میرا دل ہول رہا ہے۔“ انہوں نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی دوائیوں میں سے اس کی میڈیسن نکالی تھی۔ پانی کا گلاس بھر کر اسے گولیاں تھما دیں۔ وہ خاموشی سے میڈیسن کھا گئی تھی۔

”اچھا مصطفیٰ! تم اس کے ساتھ کچھ دیر باتیں کرو سارا دن لیٹے لیٹے بھی بندہ بے زار ہو جاتا ہے۔ لائبہ بچے کے ساتھ گھر کے دیگر کام بھی دیکھتی ہے اور میں اکیلی اس کا کہاں تک جی بہلاؤں۔“ وہ ٹرے اٹھا کر کمرے سے نکل گئیں اور شہوار کی جان پر بن آئی تھی۔ مصطفیٰ اب پہلی فرصت میں اس سے یہی پوچھے گا وہ خاموشی سے نظریں جھکائے مصطفیٰ کے بولنے کی منتظر بس بستر کی چادر دیکھے جا رہی تھی۔

”بوا جی سے بات کر لو وہ پریشان ہو رہی ہیں۔ کہتی ہو تو ابھی کال ملا دیتا ہوں۔“ اس نے کہا بھی تو کیا اس نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو موبائل کی وائبریشن ہونے پر اس کی اسکرین کو گھور رہا تھا۔ شاید اس کا موبائل سائلنٹ پر تھا۔

”بواء جی کی مسلسل کال آ رہی ہے۔“ اس نے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا تو اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

”السلام علیکم!“ آن کرتے اس نے موبائل کان سے لگا لیا۔

”وعلیکم السلام! تابندہ بی اس کی آواز سن کر ایک دم نہال ہو گئی تھیں۔

”کل سے میں نے کئی کالز کی ہیں۔ کوئی یوں بھی ماں کے دل کو آزماتا ہے۔ غصہ ہے یا ناراضگی جو بھی ہے وہ سب ایک طرف مگر ماں ہوں تمہاری۔ کوئی اس طرح بھی ماں سے ناراض ہوتا ہے۔“ ان کی آواز میں نمی گھل گئی تھی اور وہ اپنی جگہ مجرم بن گئی تھی کہ ماں کو اتنی تکلیف دینے کا سبب بن رہی تھی۔

”میں ناراض نہیں ہوں۔“ اس نے دھیمے سے کہا۔ بخار نے ساری قوت ہی سلب کر لی تھی شاید ماں سے بات کرتے سانس الجھنے لگا۔

”تو پھر بات کیوں نہیں کر رہی تھی مجھ سے۔“

”میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی ہلکا سا بخار تھا اور جب بھی آپ کی کال آئی میں سو رہی ہوتی تھی مجھے پتا نہیں چلا۔“ اس نے کہا تو وہ فوراً پریشان ہو گئیں۔

”میرے اللہ‘ طبیعت خراب کیوں ہو گئی بخار کیوں ہوا؟“

”بس کیا بتاؤں‘ بخار وجہ بتا کر تھوڑی آتا ہے۔“ مصطفیٰ نے اس کے چہرے پر ایک پل کو چھا جانے والے تاثر کو دیکھا۔ عجب اضمحلال لیا ہوا انداز تھا۔

”مگر مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔ میں نے کتنی کالز کیں۔“

”سب آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ہلکا سا بخار تھا اب میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں بالکل فٹ فاٹ اے ون۔“ اپنے آپ کو ہشاش بشاش ظاہر کرنے کو وہ قدرے مسکرائی بھی تھی۔

”اللہ کرے۔“ ان کے لہجے میں کئی تفکرات تھے۔

”تم نے میرے ہاں کر دینے والی بات کا اتنا اثر لیا ہے۔ اسی لیے اپنی طبیعت خراب کر ڈالی؟“ وہ افسردہ لہجے میں

پوچھ رہی تھیں۔

”نہیں......!“

”مگر میں جانتی ہوں تم خوش نہیں ہو۔ مصطفیٰ میری خواہش ہے بیٹا‘ ایک ماں بھلا اپنی اولاد کے لیے غلط فیصلہ کیسے کر سکتی ہے۔ مصطفیٰ تمہارے لیے دنیا میں سب سے گھنی چھاؤں و مضبوط سہارا ثابت ہوگا۔“ شہوار نے خاموشی سے پلکیں اٹھا کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا وہ مکمل توجہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر فوراً پلکوں کی جھالر گرا لی۔ دل سینے کے اندر یوں شور مچانے لگا کہ جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

”ہم اس ٹاپک پر بعد میں بات کریں گے۔ میں خود کال کروں گی اب بار بار سب کو فون کر کر کے میری طرف سے پریشان مت ہوں میں ٹھیک ہوں اور اس بات کا میں نے قطعی اثر نہیں لیا بس ویسے ہی بخار ہو گیا ہے۔“

”تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ تم ابھی بھی ناراض ہو مجھ سے۔“ ان کی آواز رنجیدہ تھی۔

”نہیں امی! میں بھلا آپ سے ناراض ہو کر کہاں جاؤں گی آپ کے سوا میرا ہے کون۔ مانتا یا نہ مانتا وہ ایک طرف مگر آپ کی بات یا فیصلے کو رد کر سکتی ہوں ناراض نہیں ہو سکتی۔ فکر نہ کریں۔ بالکل مطمئن رہیں۔“ دھیمے لہجے میں آہستہ آہستہ بولتے اپنی سانس کو ہموار کرتی وہ بہ مشکل کہہ رہی تھی اور مصطفیٰ بڑے صبر و شکر سے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اور مصطفیٰ کے سامنے یہ سب کہنا اس کے لیے بڑا مشکل تھا۔

”اچھا میں خود کال کر لوں گی۔ رات کو اگر نہ کر سکی تو کل ہفتہ ہے گھر میں ہوں گی سارا دن۔ کسی بھی وقت کر لوں گی پریشان نہ ہوں۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ اوکے...... اللہ حافظ۔“ مصطفیٰ کی نظریں مسلسل اپنے چہرے پر جمے دیکھ کر اس نے جلدی جلدی بات سمیٹتے خدا حافظ کہا تھا۔ کال آف کر کے موبائل مصطفیٰ کی طرف بڑھایا۔

”شکریہ۔“ مصطفیٰ نے موبائل لے کر پاکٹ میں رکھ لیا۔

”بہت پریشان لگ رہی تھیں بوا جی۔“

”جی۔“ اپنے ہاتھوں کو آپس میں جکڑتے ہوئے اس نے کہا۔

”یہ ناراضگی والا کیا سلسلہ ہے؟“ بغور اس کی طرف دیکھتے اس نے پوچھا۔

”کوئی سلسلہ نہیں ویسے ہی بات ہو رہی تھی۔ آپ سنائیں آپ کب آئے؟ آپ نے تو شاید رات کو آنا تھا۔“ اس نے بات بدلنی چاہی۔ مصطفیٰ نے گہری سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

”ہاں پروگرام تو یہی تھا مگر صبح تم سے بات کرنے کے بعد میں نے تمام پروگرام کینسل کر دیا تھا۔ اب بتاؤ صبح ایسا شدید ری ایکشن پیش کرنے کی کوئی خاص وجہ؟“ شہوار خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے بڑی بری طرح کشمکش و پیچ میں پڑ گئی تھی۔ صبح جذباتیت کا اظہار تو کر دیا تھا‘ مگر اب اپنی زبان سے سب کہہ دینا دنیا جہاں کا مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔

”میں تم پر واضح کر دوں کہ میں اپنے تئیں تمام معلومات حاصل کر چکا ہوں کل کالج میں ایاز لوگوں کی وجہ سے جو بھی ہنگامہ ہوا وہ حرف بہ حرف میرے علم میں آ چکا ہے۔ میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے تم سے تمام تفصیل جان لینا ضروری سمجھتا ہوں۔“ شہوار نے حیرت سے اسے دیکھا‘ اس کے چہرے پر چھائی بے انتہا تمسخر کی کرختگی نما سنجیدگی دیکھ کر اس کا دل دھڑکا اس نے اپنے لرزتے ہاتھوں کو دیکھتے فوراً سر جھکا لیا۔

”آپ کو کیسے علم ہوا؟“

”تمہارے صبح والے ردعمل اور اس شدید ڈپریشن نما بیماری کا اندازہ ہونے کے بعد تمام صورت حال معلوم کروانا میرے لیے قطعی مشکل نہ تھا۔ ہاں تمام کارروائی سے باخبر ہونے کے لیے مجھے تھوڑی دیر کے لیے انتظار کی اذیت ضرور سہنا پڑی تھی۔“

”اب پلیز جلد از جلد تم بتا دو۔“ اس نے ٹوکا تو با دلِ ناخواستہ اسے تمام کارروائی اس کے گوش گزار کرنا پڑی۔ مصطفیٰ نے کوئی شدید ردعمل ظاہر کیے بغیر تحمل سے اس کی تمام گفتگو سنی بھی اور سب کچھ کہہ دینے کے بعد شہوار نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا وہ چہرے پر بغیر کوئی تاثر لائے محض خاموشی سے اس کی ساری بات سن کر اب غور و خوض کر رہا تھا۔

"ہوں ٹھیک ہے تم سناؤ ڈاکٹر کیا کہتا ہے تمہاری ڈپریشن نما بیماری کے بارے میں۔" ساری بات سننے کے بعد اس نے اس پر کوئی تبصرہ کیے بغیر موضوع بدل دیا تھا اور شہوار نے بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"میں ٹھیک ہوں اب صبح ڈاکٹر زبیری آئے تھے اب وہ بھی مطمئن ہیں۔" اس کے اس طرح نارمل ردعمل شو کرنے پر اس نے بھی سہولت سے جواب دے دیا تھا۔

"یہ جو ہاشم گروپ ہے یہ کس قسم کے لڑکے ہیں۔" کچھ توقف کے بعد مصطفیٰ نے پوچھا۔

"براہ راست تو کبھی واسطہ نہیں پڑا بظاہر اچھے ہیں۔ ہاں ہاشم خاصا اسٹرانگ بیک گراؤنڈ رکھتا ہے شاید میں زیادہ ڈیٹیل سے نہیں جانتی۔ کالج میں کبھی غنڈہ گردی تو نہیں کی مگر ان کا گروپ ایک مضبوط پوزیشن کا حامل ضرور ہے۔ دیگر تمام ایئرز کے طلباان سے خائف بھی رہتے ہیں مگر پرامن طبیعت کے مالک ہیں یہ لوگ۔ کوئی بھی مسئلہ ہو کسی بھی قسم کا فوری حل کرنے کے لیے پیش پیش رہتے ہیں یہ لوگ۔" اس نے سہولت سے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"ہوں...... اور ایاز وغیرہ کے ساتھ اس کا تعلق کیسا رہا ہے؟"

"پہلے بھی چند بار دونوں میں ہنگامہ ہو چکا ہے دراصل کبھی ہاتھا پائی کی نوبت نہیں آئی۔ ان لوگوں میں تو محض زبانی تلخ کلامی ہو جاتی تھی۔ ہاشم لوگ خصوصاً گرلز کو پروٹیکشن دیتے ہیں پہلے بھی ایاز لوگوں سے ان کا مسئلہ چند ایک بار کسی نہ کسی لڑکی کی ہی وجہ سے خراب ہوا تھا۔"

"تمہارا مطلب ہے اور بھی بہت سی لڑکیاں ہیں جو اس کی وجہ سے پریشان ہیں۔" وہ سر ہلاتے مزید کہنے لگی۔

"اس جیسے لڑکے جو اکیڈمک لحاظ سے زیرو ہوں جواب تک میڈیکل کالج میں بس باپ کے پیسے کی وجہ سے ٹکے ہوں وہ بھلا کالج کیوں آتے ہیں؟ ہاسٹل اور کالج میں تعلیمی کارکردگی کے معاملے میں زیرو ہونے کے باوجود وہ ابھی تک کالج میں کیوں اٹکا ہوا ہے صرف اس لیے کہ اس کے پاس ایسے بہت سے حربے ہیں جو ٹیچرز اور ڈاکٹر کو خوف زدہ کرنے کے لیے وہ استعمال کر لیتا ہے۔ کسی کی کوئی نہ کوئی مجبوری ڈھونڈ نکالتا ہے۔" وہ زہر بھرے لہجے میں بتا رہی تھی۔

"اوہ۔" مصطفیٰ نے ایاز کے ذکر پر اس کے چہرے پر چھائی نفرت کا بغور جائزہ لیا تھا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم آرام کرو اپنے ذہن پر بوجھ ڈالنے کی قطعی ضرورت نہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور میرا خیال ہے کمرے میں تنہا لیٹے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ماں جی اور بھابی کے پاس بیٹھو ذہن فریش ہوگا۔ بے تکی ڈپریشن زدہ سوچوں کو ذہن میں جگہ دینے کے بجائے تمہیں چاہیے کہ کمرے کی چار دیواری سے باہر نکل کر بیٹھو۔" شہوار نے خاموشی سے مصطفیٰ کو دیکھا۔

"تم اب چند دن قطعی کالج نہیں جا رہیں۔ میں اب اس معاملے کو خود ہینڈل کروں گا۔" وہ مسکرا کر کہتا کمرے سے نکل گیا اور شہوار خاموشی سے دروازے پر ایک نگاہ ڈال کر کراؤن سے ٹیک لگا کر گہری سانس لے کر رہ گئی۔

......☆☆☆......

وہ سو کر اٹھی تو طبیعت خاصی فریش اور بہتر تھی۔

چونکہ آج اتوار تھا تو آرام کا بھی خاصا وقت ملا تھا۔ اس کی طبیعت کی خرابی کے سبب ڈسٹرب تو پہلے بھی کسی نے نہ کیا تھا مگر مصطفیٰ سے دل کا بوجھ ہلکا کر لینے کا سبب تھا کہ وہ خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر خاصا بہتر محسوس کر رہی تھی۔ صبا اور عائشہ رات میں ہی آ گئی تھیں دوسرا اسنڈے ہونے کی وجہ سے گھر میں کافی رونق تھی۔ عادلہ تو تھیں نہیں اس لیے ہر کوئی انجوائے کر رہا تھا۔ وہ فریش ہو کر کمرے سے نکلی تو لاؤنج سے سب کے بولنے کی آوازیں سن کر ادھر ہی چلی آئی۔

رنگ پیراہن کا خوش بو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا عائشہ نے بڑی برجستگی سے شعر داغا تو وہ تمام لوگوں کو دیکھ کر ایک دم جھینپ سی گئی۔ لاؤنج میں مصطفیٰ اور انکل شاہ زیب کے علاوہ باقی بھی تھے۔ اسے یوں کھڑے دیکھ کر ماں جی مسکرا دی تھیں۔

"رک کیوں گئیں آؤ ادھر آ جاؤ۔" انہوں نے کہا تو وہ عائشہ کی شرارتی نگاہوں کو نظر انداز کرتے آگے بڑھ آئی۔ ماں جی کے ایک طرف صبا تھی تو انہوں نے دوسری طرف اسے اپنے پاس ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے تم آرام کر رہی تھیں میں نے سب کو منع کر دیا تھا کہ تمہیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔ ماشاء اللہ لباس بدلنے سے خاصی فریش لگ رہی ہو۔" انہوں نے اس کے سرخ لباس میں چہرے کی زردی کو بڑی محبت سے دیکھا

"جی بہت بہتر ہوں۔"

"ویسے یہ غبار کس سلسلے کا تھا؟" عائشہ نے کہا تو اس نے اسے دیکھا وہ اپنی بیٹی کو گود میں لیے قالین پر بیٹھی تھی۔

"بھلا بخار کا بھی کوئی سلسلہ ہوتا ہے؟" سجاد بھائی نے بہن کے الفاظ پکڑے۔

"کیوں نہیں ہر ایک چیز کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جیسا کہ شجرہ نسب۔" اس نے بے تکی ہانکی تو وہ ہنس دی۔

"ماں جی مصطفیٰ کہاں ہے؟" اچانک صبا کو خیال آیا۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے کوئی کام کر رہا ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی بھلا؟ ہم اتنی دور سے ان دونوں کے لیے آئی ہیں۔ ان محترمہ کو بھی آج کل میں ہی بیمار ہونا تھا اور وہ جناب ہیں کہ انہیں فرصت ہی نہیں کہ دو گھڑی بہنوں کے پاس ہی بیٹھ جائیں۔" عائشہ نے منہ بنا کر شکوہ کیا تو وہ چونک گئی۔ بھلا یہ احسان کس سلسلے میں فرمایا جا رہا ہے۔

"ماں جی نکاح کا پروگرام پھر کیا ہے؟ آپ نے فون کیا تو ایک پل بھی انتظار نہ ہوا فوراً سامان باندھا اور چلی آئیں مگر ادھر آ کر لگ رہا ہے کہ یہاں دور دور تک کوئی آثار ہی نہیں۔" شہوار نے قدرے حیرت سے سب کو دیکھا۔ اس کے سامنے پہلی بار باضابطہ طور پر اس سلسلے پر گفتگو کی جا رہی تھی۔ ورنہ تابندہ بی نے جس طرح سے اسے بتایا تھا کہ انہوں نے ہاں کہہ دی ہے تو اس کے بعد کسی نے بھی اس سے بات کرتے یا اشاروں کنایوں میں تذکرہ تک نہ کیا تھا۔

"یہ تو تمہارے والد ہی جانیں کیا پروگرام ہے انہوں نے ہی سب طے کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے اسی ہفتے میں کوئی پروگرام رکھ لیں۔" ایک میٹھی متبسم نگاہ شہوار کے حیران چہرے پر ڈالتے انہوں نے جواب دیا۔

"میں آپ کو صاف اور واضح کہہ دیتی ہوں یہ ہمارے گھر کی آخری خوشی ہے۔ ہر طرح کا ہلہ گلہ کریں گی ہم باقاعدہ ڈھولک رکھ کر گیت اور گانے گائیں گی۔" عائشہ جو خاصی بے پروا اور من موجی طبیعت کی مالک تھی اس نے فوراً دل کی خواہش بیان کی۔

"اپنے بابا سے اجازت لے لینا تم لوگ جانتی ہو نا کہ وہ مہندی مایوں ڈھولک وغیرہ کو قطعی اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر یہ تو سب غیر اسلامی رسمیں ہیں۔ ہاں ہلہ گلہ گھر کی چار دیواری تک ضرور کرنا۔ اس سے کون منع کر رہا ہے۔" صبا نے منہ بنایا۔

"لو جی یہ کیا بات ہوئی بھلا ایسے خاک مزہ آئے گا۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں امی جان جب باقی سب کی شادیوں پر یہ سب اہتمام نہیں کیے گئے تو اب بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی یہ محض ابھی نکاح کی تقریب ہوگی شادی بیاہ کی نہیں۔" عباس بھائی نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"ہائیں نہیں میں کیا کیا ارمان لے کر آئی ہوں۔ آپ کی شادی کے ساتھ ہی میری بھی شادی طے کر دی گئی تھی۔ ذرا بھی انجوائے نا کر سکی۔ سجاد اور صبا کی شادی کے موقع پر ننھی پری آ دھمکی تھی۔ اسپتال کے بستر سے اٹھ کر شادی اٹینڈ کی تھی۔ سوچا تھا کہ باقی ارمان مصطفیٰ کی شادی پر پورے کروں گی۔" عائشہ نے فوراً افسردہ شکل بنا ڈالی۔

"وہ تو تم اب بھی پورے کر سکتی ہو۔ گانے گانے کا اتنا ہی ارمان ہے تو اس ٹیبل کو ڈھولک بنا لو اور گانا شروع کرو۔" سجاد نے ایک چپت اس کے سر پر لگائی تو وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"ہاں میں تو ضرور بجاؤں اور گاؤں گی بھی۔"

"بلکہ ابھی بھی گا سکتی ہو دلہن صاحبہ تمہارے سامنے ہے شروع ہو جاؤ۔" لائبہ نے شہہ دی تو اس نے اپنی ننھی بسمہ کو فوراً سجاد کی گود میں دیا اور اپنے پیچھے پڑی تپائی کو فوراً گھسیٹ کر اپنے سامنے کر لیا۔

"لو دیکھو کوئی حال نہیں اس لڑکی کا۔ ذرا بھی نہیں لگ رہا کہ ایک بچی کی ماں ہے۔" اسے ہاتھوں سے ٹیبل بجاتے دیکھ کر مہر النساء بیگم بے اختیار ہنس دیں۔ صباء بھی ان کے پہلو سے اٹھ کر عائشہ کے پاس بیٹھ کر تالی بجانے لگی تھی۔

"بس ہاتھ ہی تھکاؤ گی یا پھر گانا بھی گاؤ گی۔" عباس بھائی نے بھی اسے چھیڑا تو وہ ہنس دی۔

"فکر نہیں کریں ابھی شروع کرتے ہیں۔" بھائی کو جواب دے کر ماں جی کی طرف ایک نگاہ ڈالتے اس نے اپنی شرارت سے بجی نگاہیں شہوار پر فٹ کردی تھیں۔

راجا کی آئے گی بارات رنگیلی ہوگی رات
مگن میں ناچوں گی ہو او مگن میں ناچوں گی

اس نے تان لگائی تھی۔

اور شہوار کے زرد چہرے پر ایک دم رنگوں کی برسات ہوگئی تھی۔ لائبہ بھی آفاق کو لیے عائشہ کے پاس آ بیٹھی تھی۔ صبا اور عائشہ دونوں تالیاں بجانے لگی تھیں۔

"محترمہ نکاح کی تقریب ہوگی بارات کی نہیں باقی ارمان ناچنے والے تب کے لیے ادھار رکھ لینا۔ ابھی تو صرف گانوں پر ہی اکتفا کرو۔" سجاد بھائی نے چھیڑا تو وہ گانا ادھورا چھوڑ کر ایک دم ہنس دی۔

"تو اور کیا' خوامخواہ کسی کے جذبات سے کھیلنے کی ضرورت بھی نہیں۔" عباس بھائی نے بھی ایک شریر نظر رنگوں سے سجے چہرے پر ڈالی تو وہ مزید پزل ہوگئی۔

"یا اللہ یہ کیا ہوگیا ہے ان سب لوگوں کو......" سچویشن ایسی ہوگئی تھی کہ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اٹھ کر چلی جائے یا بیٹھی رہے۔

"میری بیٹی کو تنگ کرنے کی ضرورت نہیں۔" مہر النساء بیگم نے ہنس کر اسے بازو کے حلقے میں لیا تو جانے کا پروگرام دھرا کا دھرا رہ گیا۔

"ارے ٹھہرو ایسے تو کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ دلہن صاحبہ حاضر ہیں اور دلہا صاحب غائب ان کو بھی پکڑ کر لاتی ہوں۔ پھر صحیح سے ان محترم کی درگت بنائیں گی۔" صبا کو ایک دم خیال آیا تو وہ اٹھ کر فوراً باہر بھاگی۔

گلیاں اچھی سجوانا ننھا بنا آوے گا
نور کے تنبو لگوانا ننھا بنا آوے گا

عائشہ نے ایک اور گیت شروع کیا۔

جائے کہو مورے بھولے سسر سے
جائے کہو مورے بھولے سسر سے
کلیاں اچھی جھڑوانا ننھا بنا آوے گا

اپنی شرارتی نظروں سے اسے مسلسل کنفیوژ کرتی وہ گا رہی تھی۔ جبھی صبا مصطفیٰ کا ہاتھ کھینچتی چلی آئی تھی۔ اسے دیکھ کر تو عائشہ کو مزید شرارت سوجھی۔ اس نے فوراً پٹری بدلی۔

کالا ڈوریا کنڈے نال اڑیائی اوے
چھوٹا دیورا بھابی نال لڑیائی اوے

مصطفیٰ کو پتا نہیں تھا کہ اندر کیا صورت حال ہے۔ وہ پل میں ہی ٹھٹک کر رک گیا تھا۔ لائبہ نے جھینپ کر ایک زور کا دھموکا عائشہ کے کندھے پر دے مارا۔

"یہ کیا بکواس ہے' اچھا بھلا گاتی تم پٹری سے اتر گئیں۔" سجاد کی نگاہوں کی شرارت کو نظر انداز کرتے اس نے احتجاج کیا مگر اس نے اس کا احتجاج ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیا۔

نہ لڑ دیورا تیری اور بلائیں وے

نہ لڑ سونہڑ یا تیری اک بھرجائی وے
کالا ڈوریا کنڈے نال اڑیائی اوے
چھوٹا دیورا بھابی نال لڑیائی اوے

"دیور ایک نہیں دو۔" سجاد بھائی نے تصحیح کی۔

"بھئی یہ کیا ہو رہا ہے؟" مصطفیٰ نے پوچھا تو سب کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"تمہارا ناطقہ بند کرنے کی پلاننگ ہو رہی ہے۔" سجاد بھائی نے اپنی بیگم کو دیکھ کر آنکھ دبائی تو وہ فوراً سر جھکا گئیں۔ اطراف میں ہنسی بکھر گئی۔

"ویسے یہ زیادتی ہے۔ مصطفیٰ کبھی کسی کے ساتھ نہیں لڑا۔" عباس بھائی نے دفاع کیا۔

"کچھ نہیں مزا آرہا ہے یار آؤ تم بھی انجوائے کرو۔" عباس بھائی نے کہا ساتھ ہی اس کو اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔ اور شہوار اس کی موجودگی پر ایک دم ہراساں سی ہوگئی۔

وے بول سانوں وے بول سانوں
نہ رو بس سانوں' نہ رولیس سانوں
وگدی اے راوی وچ' سٹا میں مہندیاں' سٹا میں فیریاں
تیرا ڈھولا بڑا سوہنا بھنوں پٹیاں کہندیاں

مصطفیٰ بیٹھ تو گیا تھا مگر جس طرح صبا' عائشہ کے ساتھ مل کر سب کی مسکراہٹوں پر جائز ناجائز سب کا استحصال کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ ایک دم سٹپٹا گیا۔ ایک دم گھبرا کر اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ ماں جی اور ان کے ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھا۔ ایک پل کو لگا کہ نظریں اس سرخ انگاروں کی طرح دہکتے مہکتے وجود پر جم سی گئی تھیں۔ وہ شرمائی لجائی جھینپتی بڑی دل کش و دل ربا لگی۔ اس کی نظریں اس کے وجود پر یوں گڑ گئیں جیسی مقناطیسیت کی کشش سے لوہا جم جاتا ہے۔

"یہ سب کیا ہے؟" اس نے گھبرا کر نظروں کا زاویہ بدلتے ان کو گھورا تو وہ تینوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"آپ کے نکاح کی تقریب کی خوشی میں گیت گائے جا رہے ہیں۔" لائبہ نے ہنس کر کہا تو اس نے چونک کر ماں جی اور پھر شہوار کو دیکھا وہ نظریں جھکائے بڑی کنفیوژ سی بیٹھی ہوئی تھی۔

"بابا جان ڈھولکی کے سخت خلاف ہیں۔ ہم نے سوچا کہ ہم ٹیبل بجا کر اپنے دل کے ارمان پورے کرلیں۔" عائشہ نے بھی لقمہ دیا۔

"بھئی یہ بڑی بے ضرر سی ہستیاں ہیں۔ گانے دو ان کے ارمان پورے ہوجائیں گے۔ ہمیں کیا۔" اس کی حیرت پر عباس بھائی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا۔ تو وہ جھینپ گیا۔ اس کے لیے یہ ساری صورت حال نئی اور دلچسپ تھی۔

"چلو وہ والا گانا شروع کرتے ہیں ہے بھی موقع و محل کا...... شہوار پر تو خوب ہی جچے گا۔" عائشہ نے ٹیبل بجاتے ہوئے کہا تو لائبہ کی دلچسپی بڑھی۔

"کون سا والا؟"

میری آنکھوں میں سمائی ایک لڑکی
میرے دل کو ہے بھائی ایک لڑکی
وہی تو میرا دل لے گئی
وہی تو میرا دل لے گئی

مصطفیٰ کی موجودگی میں عائشہ پر گویا شرارت ٹوٹ کر برسی تھی۔

"مصطفیٰ کا دل لے کر جاتی تو کوئی بات بھی نہیں تمہارا لے کر اس بے چاری نے کیا کرنا ہے؟" وہ تو سر سے پاؤں تک سرخی سے لال پڑ گئی تھی۔ اوپر سے سجاد بھائی کے شرارت سے بھرپور کمنٹس۔

"مائی گاڈ۔" مصطفیٰ نے بھی ہنس کر اپنی بہنوں اور پھر بے انتہا گھبرائی شرمائی اس دل ربا لڑکی کو دیکھا۔ وہ بغیر کسی کو دیکھے ماں جی کے بازو کے حصار میں لرزتی پلکوں کی جھالر لیے خاصی کنفیوژ لگ رہی تھی۔ وہ دلچسپی سے سارے ماحول کو انجوائے کرنے لگا۔

کالی کالی زلفوں میں راتوں کی ادائیں ہیں
ریشمی دوپٹے میں بہاروں کی گھٹائیں ہیں
رنگت ہے کرنوں جیسی رفتار ہے لہروں جیسی
وہی تو میرا دل لے گئی وہی تو میرا دل گئی

شہوار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کوئی منتر آئے اور وہ پل میں غائب ہو جائے۔
"زبردست۔" انہوں نے گانا مکمل کیا تو عباس اور سجاد نے تالیاں بجا کر داد دی۔
"اب ٹپے نہ گائے جائیں۔" صبا نے کہا تو عائشہ نے فوراً نفی میں گردن ہلا دی۔
"بھئی! مجھے تو کوئی ٹپے وپے نہیں آتے۔" تو صبا نے مدد طلب نظروں سے لائبہ کو دیکھا۔
"اور مجھے بھی صرف مشہور زمانہ صرف ایک ہی ٹپہ یاد ہے۔" لائبہ نے بھی انکار کیا۔
"چلو ایک ہی سہی گاؤ تو سہی۔"
چٹا ککڑ بنیرے تے
سرخ دوپٹے والیے منڈا عاشق تیرے تے
مصطفیٰ کی بار بار شہوار کی طرف اٹھنے والی نگاہوں کو لائبہ نے فوراً نوٹ کیا تھا۔ بڑی شرارت اور ذو معنیت تھی اس کے لہجے میں مصطفیٰ ایک دم ہنس دیا۔
"ہم نے تو کاسنی دوپٹے کا ذکر سنا ہوا ہے۔ یہ سرخ دوپٹا کہاں سے آ گیا؟" سجاد بھائی نے اپنی بیگم کو دیکھا۔
"جیسے بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی کے پیچھے پیچھے کلر ٹی وی آ گیا تھا۔" صبا کے جواب پر ایک زبردست قہقہہ پڑا تھا۔
"ویسے سوچنے کی بات ہے منڈا سرخ دوپٹے والی پر ہی عاشق کیوں ہوا۔ کسی نیلے ہرے پیلے والی پر کیوں نہ ہوا؟" شہوار کے سرخ دوپٹے کو دیکھتے عباس بھائی نے شرارت سے کہا تو عائشہ نے ہنسی دبائی۔
"ہو سکتا ہے نیلے ہرے پیلے والی کے اتنے لمبے گھنے بال نہ ہوں۔" شہوار ہق دق سی رہ گئی ایک دفعہ پھر زبردست قہقہہ پڑا تھا۔ یہ لوگ تو اس کا ریکارڈ لگانے کا پورا اہتمام کیے ہوئے تھیں۔
"میں نے تو سنا ہے جن کے لمبے گھنے بال ہوتے ہیں وہ جادو ٹونے میں بھی ماہر ہوتی ہیں۔" مصطفیٰ نے شرارت سے لقمہ دیا۔
"اسی لیے لگتا ہے جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔" لائبہ کی پھلجڑی نے مصطفیٰ کو برجستہ جواب سے نوازا تو وہ جھینپ گیا۔
"اب بس کرو...... زیادہ تنگ نہیں کرو۔" شہوار کی حالت قابل دید تھی۔ وہ تو آج بری پھنسی تھی۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق ان سب کی شرارتوں اور جملے بازی کا شکار ماں جی کو اس پر ترس آ گیا تھا۔ فوراً سب کو ٹوک دیا۔ شہوار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس صورت حال سے کیسے نکلے۔ اپنی بے بسی پر اس کی آنکھیں گیلی ہو گئیں تو اس نے بے اختیار سر جھکا لیا۔
"ماں جی! یہی تو موقع ہے بھلا اس کے بعد ان دونوں نے کہاں ہاتھ آنا ہے خصوصاً مصطفیٰ بھائی نے۔" عائشہ کی شرارت ابھی تک قائم تھی۔
"ابھی صرف رشتہ ہی طے ہوا ہے۔ پہلے نکاح کا دن تو طے کر لینے دو پھر کر لینا ان کو بھی تنگ...... چلو اب اٹھو کچن دیکھو ذرا۔" آنسو روکنے کی کوشش میں اس کا چہرہ ضبط سے سرخ انار کی مانند دہک رہا تھا۔ مہر النساء بیگم نے اس کا چہرہ دیکھا تو فوراً اسے اپنے ساتھ لگاتے انہیں ٹوکا۔
"دو دن یہ مسلسل بستر پر پڑی رہی ہے ابھی اس کی طبیعت ٹھیک سے سنبھلی نہیں۔ آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔" ان کے

انداز پر عائشہ نے منہ بنایا، مصطفیٰ نے بغور دیکھا۔
"اس کی طبیعت کا ہی تو علاج کر رہے تھے ہم۔" عائشہ نے کہا۔ شہوار نے خاموشی سے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر دیکھا مصطفیٰ بڑی توجہ سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی پلکیں ایک دم لرز گئیں اس نے فوراً نظروں کا رخ بدلا۔ دل ایک دم سینے کے اندر بُری طرح شور مچانے لگا تھا۔
"میرے سر میں درد ہو رہا ہے، میں کمرے میں جاؤں؟" آہستگی سے ماں جی کو کہہ کر ان کا بازو اپنے گرد سے ہٹاتے وہ اٹھ گئی تھی۔
"تم کہاں چلیں؟" صبا نے اسے اٹھتے دیکھ کر فوراً پوچھا۔
"کمرے میں..... آتی ہوں۔" اسے کہہ کر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی تھی، مصطفیٰ کی نگاہوں نے دروازے تک اس کا پیچھا کیا تھا اور پھر ایک گہرا سانس لیا۔
"ماں جی اس بار مجھے شہوار کچھ افسردہ افسردہ اور چپ چاپ سی لگ رہی ہے۔" عائشہ کے دل میں جو بات کھٹک رہی تھی اس نے فوراً کہہ دی، مصطفیٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"طبیعت جو خراب ہے اب بھلا ایسے عالم میں وہ قہقہے لگانے سے تو رہی۔"
"ویسے ماں جی! شہوار سے پوچھ کر ہی یہ رشتہ طے ہوا ہے نا؟" عائشہ کے اس سوال پر مصطفیٰ بھی چونکا (تو کیا شہوار نے اس سے کچھ کہہ دیا ہے؟)
"ظاہر ہے اس نے ہاں کہی ہے تو تابندہ نے مجھے مثبت جواب دیا ہے۔ یہ تابندہ کی ہی رائے تھی کہ بچوں نے زندگی گزارنی ہے اور بچوں کی مرضی اور رضامندی سے ہی یہ فیصلہ طے ہو۔"
"مصطفیٰ بھائی اور شہوار کا کپل ایک پرفیکٹ کپل ہے۔ میری تو برسوں کی آرزو پوری ہو رہی ہے، جیسے ہی آپ نے فون کر کے اطلاع دی کہ تابندہ بوا نے ہاں کہہ دی ہے تو پھر تو مجھ سے ایک پل بھی صبر نہ ہوا کہ میں وہاں رکوں۔" صبا نے اپنے دل کی بات کہی۔
"ویسے مصطفیٰ بھائی آپ سچ سچ بتائیں شہوار کی کس بات یا خوبی سے متاثر ہو کر آپ نے ہاں کہی ہے۔" عائشہ کی توپوں کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ کر وہ ٹپٹایا۔ اس نے مدد طلب نظروں سے سجاد کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔ جیسے کہہ رہا ہو خود ہی ان بلاؤں سے نپٹو۔
"میرا خیال ہے اس نے اس کے لمبے بالوں سے متاثر ہو کر ہاں کہی ہے۔ سنا نہیں تھا کہ لمبے بالوں والی جادو ٹونے میں ماہر ہوتی ہیں۔" لائبہ نے اسے چھیڑا تو وہ جھینپ گیا۔
"میں نے تو محض ماں جی کی خواہش اور خوشی ملحوظ خاطر رکھی ہے۔ کہیں نہ کہیں تو شادی ہونا ہی ہے نا جہاں ماں جی نے رضا مندی چاہی میں نے ہاں کر دی۔" اپنے آپ کو سنبھالتے اس نے آرام سے کہا تو عائشہ نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا۔
"مجھے یقین نہیں آ رہا۔"
"ذرا اپنے دل کو ٹچ کر کے بتائیں یہ سیاستدانوں والا بیان نہیں چاہیے مجھے۔" عائشہ کا انداز آج جان بخشی کرنے والا نہ تھا، وہ بُرا پھنسا تھا منہ بنا کر سجاد کو دیکھا تو اس کی شریر مسکراہٹ کے ساتھ برجستگی نے مزید کسر پوری کر دی تھی۔

"دل پہ قابو ہو تو ہم بھی سرِ محفل دیکھیں
وہ خمِ زلف ہے کیا؟ صورت زیبا کیا ہے؟"

"مائی گاڈ! ان کی طرح آپ کا دماغ بھی خراب ہو گیا ہے؟ یہ بھلا کیا بدتمیزی ہے؟" اس نے عباس بھائی کو کھلکھلا کر ہنستے دیکھ کر گھورا۔
"اس کو بدتمیزی نہیں برجستگی کہتے ہیں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔
"بات کو ٹالیں نہیں مصطفیٰ بھائی! سچ سچ بتائیں، کہاں تو محترم پانچ سال تک شادی کا نام سننے کو ہی تیار نہ تھے اور اب کہاں

فوراً رضامندی دیتے نکاح کی تیاریوں میں ہیں۔ سچ سچ بتائیں کہ یہ حوصلوں کے علم اتنے بلند کیسے ہوگئے ہیں؟" صبا نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"خدا کی پناہ مانگو لڑکیوں یہ ماں جی تمہارے سامنے بیٹھی ہیں میں نے تو ویسے ہی ہاں کی ہے جیسے باقی لوگ کرتے ہیں۔ دنیا سے انوکھا نرالا کام تو نہیں کردیا میں نے۔ اگر میری ہاں اتنی غیر یقینی ہے تو کوئی بات نہیں میں اپنی ہاں واپس لے لیتا ہوں۔"

"خبردار تم نے ایسا سوچا بھی تو؟ میرا بس چلے تو کل کی ہوتی آج ہی تمہاری شادی کردوں۔" ماں جی نے فوراً ہی اسے ٹوکا اس نے سنجیدہ سی صورت بنا کر عائشہ کو دیکھا۔

"ہوگئی تسلی اب؟"

"خیر اس طرح تو جان آپ کی پھر بھی نہیں چھوٹنے والی آپ کی طرف ایک جاندار قسم کی پارٹی ڈیو ہے۔ انتظام کر رکھیں ٹائم سلیکٹ کرلیں ہم سب کو کسی اچھے ہوٹل میں ڈنر کرانا ہے آپ نے۔" لائبہ نے فوراً موقع سے فائدہ اٹھایا۔ مصطفیٰ نے ایک بھرپور آہ بھری اور پھر تاسف سے سر ہلایا۔

"آپ لوگوں کا بھی کوئی قصور نہیں موقع سے فائدہ اٹھانا ہی عورت کی سرشت میں شامل ہے۔"

"یہ جذباتی حملے کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ٹریٹ تو آپ کو ہر حال میں دینا ہی ہوگی ہم ایسے تو نہیں ٹلیں گے۔"

"یہ واقعی ایسے نہیں ٹلیں گی ان کا بس چلے تو ساری جائیداد اپنے نام لکھوالیں ٹریٹ کے نام پر۔" عباس بھائی کی شگفتگی دیکھنے والی تھی۔

"کوئی بات نہیں تم لوگ دن وٹائم سلیکٹ کرلو۔" مصطفیٰ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا لڑکیوں نے خوش ہوکر نعرہ لگایا۔

"مصطفیٰ بھائی دی گریٹ۔" وہ ہنستا ہوا وہاں سے نکل آیا اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے راہداری میں ایک پل کو ٹھٹک کر رک گیا۔ کچھ پل پہلے کی بھیگی پلکیں ذہن میں ہلچل مچا گئیں۔ شہوار کے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ اس نے ذرا سا آگے بڑھ کر دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ آدھے سے زیادہ کھلتا چلا گیا۔ کمرے کا منظر سامنے تھا۔ شہوار اسٹڈی ٹیبل پر بازو کے اوپر چہرہ ٹکائے چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ پشت پر پھیلے کالے سیاہ بالوں کی گھنی آبشار نیچے تک پھیلی فرش تک بکھری ہوئی تھی۔

مصطفیٰ نے متوجہ کرنے کو انگلی کی مدد سے دروازہ بجایا تو اس نے ایک دم بازو سے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر گھبرا کر فوراً سیدھی ہوئی۔ بھیگی پلکوں اور آنکھوں کی سرخی سے صاف اندازہ ہورہا تھا کہ کچھ دیر قبل یہاں کیا شغل فرمایا جارہا تھا۔ اس نے فوراً دوپٹہ سر پر جماتے بالوں کو چھپانے کی کوشش کی۔

"تم رو رہی تھیں؟" اس کے سوال پر اس نے لب کاٹتے نفی میں سر ہلادیا۔ مصطفیٰ کچھ سوچتا اندر آکر کرسی پر بیٹھ گیا تو وہ ناسمجھی میں دیکھے گئی۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟"

"جی بہتر ہے۔" گھبرایا گھبرایا سا انداز تھا۔ وہ اس کی آمد سے مزید ڈسٹرب ہوگئی تھی۔

"بیٹھ جاؤ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" اسے اسی طرح کھڑے دیکھ کر مصطفیٰ کو کہنا پڑا تو وہ الجھتی ہوئی کرسی پر ٹک گئی۔

"جی......؟"

"میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تم اس رشتے پر خوش نہیں ہو۔" اس کے الفاظ پر وہ بُری طرح ٹھٹکی۔

"آپ سے یہ کس نے کہا؟" کچھ پل سنبھلنے کے بعد اس نے تیکھے پن سے پوچھا۔

"بعض اوقات کسی دوسرے انسان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی انسان کے اپنے احساسات اس قدر شارپ اور معاملہ فہم ہوجاتے ہیں کہ وہ مخالف کے رویوں اور انداز واطوار سے ہی اصل صورت حال کا اندازہ لگالیتا ہے۔" وہ بہت ہی ریلیکس موڈ میں کہتا اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔

"اگر میں کہوں کہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے تو......؟"

"تو بھی میں یہ کہوں گا کہ تم مجھے محض ٹال رہی ہو۔" اس نے برجستگی سے کہا تو وہ لب بھینچ گئی۔

"حویلی سے واپسی پر تابندہ بوا کے ساتھ تمہارا رویہ اور مسلسل رونے سے مجھے شک تو ہوا تھا مگر میں ٹال گیا کہ کوئی اور وجہ ہوگی مگر جس طرح تم ان کی کالز مسلسل نظر انداز کررہی تھیں اس سے تو مجھے یقین ہوگیا ہے کہ صورت حال سو فیصد یہی ہے۔" اب کے شہوار خاصی پریشان ہوگئی۔

"آپ سے امی نے کچھ کہا کیا؟" لہجہ ایک دم تلخ ہوا۔

"نہیں بوا جی نے نہیں کہا مگر جس طرح وہ تمہاری طرف سے متفکر اور پریشان ہورہی تھیں اس سے یہی اندازہ لگا پایا ہوں میں۔" وہ خاموشی سے بغیر تردید یا تصدیق کیے اپنے ہاتھوں کی مخروطی انگلیوں کے ناخنوں سے کھیلتی رہی۔

"کیا میرے اندازے درست ہیں؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

وہ اپنے احساسات وجذبات سے الجھتی رہی اس نے سوچا کہ مصطفیٰ نے اگر خود سے ہی بات شروع کی ہے تو ساری صورت حال اس پر واضح کردینے میں حرج ہی کیا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ شہوار نے گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ یہ خاصا ان فٹ سا فیصلہ ہے۔" اس نے آخر دل کی بات کہہ دی۔ جو بات کئی دنوں سے دل میں چھپی ہوئی تھی وہ آخر کار لبوں پر آ ہی گئی تھی۔ کہہ دینے کے بعد اس نے خوف زدہ نظروں سے مصطفیٰ کا ردعمل جانچا۔ وہ بالکل نارمل تھا۔

"نہیں مجھے قطعی نہیں لگا کہ یہ قطعی بے جوڑ تعلق ہے۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"کیوں؟" وہ چیخی۔

"میں قطعی اس فیصلے کے حق میں نہیں ہوں میں اس کو ایک ان سوٹ ایبل تعلق ہی سمجھتی ہوں۔ میں کسی بھی لحاظ سے خود کو آپ لوگوں کے مالی و نسبی معیار پر پورا اترتی محسوس نہیں کرتی ہم پناہ گزین ہیں ہماری اس حویلی میں جو حیثیت جو مقام ہے وہ مجھے ازبر ہے اور میں کسی قسم کی بھی غلط فہمیوں میں مبتلا نہیں ہوں اور نہ ہی خوش فہمیاں پالتی ہوں فیکٹ از فیکٹ۔" مصطفیٰ کے کچھ کہنے سے قبل ہی اس نے اپنے دل کی بھڑاس نکال دی اور وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ یعنی وہ یہ سب سوچ رہی تھی۔

"مائی گاڈ یہ تو سراسر احساس کمتری ہے۔" بوا جی کے منہ سے سب سن کر اسے برا نہیں لگا تھا مگر شہوار جیسی پڑھی لکھی سمجھ دار باشعور لڑکی کے منہ سے سن کر ایک دم اسے غصہ آگیا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم ایسے گھٹیا قسم کے احساس کمتری میں مبتلا ہو؟"

"یہ احساس کمتری نہیں خود شناسی ہے آپ یا کوئی بھی اس حقیقت سے انکاری نہیں ہوسکتا کہ آپ لوگوں کے ہی ٹکڑوں پر پل کر اس مقام تک پہنچنے والی ایک عام سی حقیر بے مایہ ہستی ہوں۔ میری ماں نے ساری زندگی آپ لوگوں کی پناہ میں گزاری کیا اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہیں؟" شہوار کی آنکھوں میں ایک عجیب سلگتی ہوئی کیفیت تھی۔ وہ حیرت زدہ رہ گیا وہ کس لہجے اور انداز میں مخاطب تھی۔

"تو تابندہ بوا بے جا خوف زدہ نہیں تھیں۔" اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ "بہت غلط انداز میں جج کررہی ہو تم ہماری محبتوں کو۔ پناہ گزین کا مطلب سمجھتی ہو؟" اس نے بہت غصے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

"جی بہت اچھا طرح۔"

"اگر واقعی پناہ گزین کا مطلب سمجھتی ہو تو یہ بھی اچھی طرح سمجھتی ہوگی تم کہ پناہ گزین کو کیا مقام اور رتبہ ملتا ہے؟ تابندہ بوا کو حویلی میں جو عزت اور مقام ملا ہے وہ کبھی نہ ملتا وہ ساری حویلی کی کرتا دھرتا ہیں اور تم اس مقام پر کیونکر پہنچ گئیں پناہ گزینوں کو اتنی سہولیات نہیں ملتیں محترمہ شہوار صاحبہ!"

"یہ بھی آپ لوگوں کا بڑا پن اور اعلیٰ ظرفی ہے مگر حقیقت تو یہی ہے نا کہ ہم اس خاندان کے خاندانی ملازموں میں بھی شمار نہیں ہوتے اگر ملازم سمجھا جاتا تو پھر یہ سہولیات نہ ہوتیں۔ آپ لوگ چاہیں تو یہ واپس بھی لے سکتے ہیں میرے لیے اپنے

ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہونا اور آسان ہو جائے گا۔" اس کے غصیلے لہجے پر اس نے بھی برہمی سے اظہار خیال کیا تھا۔
"مائی گاڈ۔" وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ یہ اس لڑکی کے الفاظ تھے یہ فیلنگز تھیں۔
"تم ایک پڑھی لکھی مہذب لڑکی ہو میں یقین نہیں کرسکتا کہ ایک مستقبل کی ڈاکٹر کی یہ سوچ یہ خیالات ہو سکتے ہیں؟" اس نے بڑے تاسف سے اسے دیکھا۔
"آپ یقین نہ کریں یہ آپ کا مسئلہ ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ کبھی مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگتے نہیں دیکھا' آپ ماشاءاللہ اعلیٰ حسب ونسب کے مالک ایک ذمہ دار پوسٹ پر فائز انسان ہیں' آپ کو لڑکیوں کی کمی تو نہیں' ایک سے ایک اعلیٰ خاندان' اونچے مالی حسب ونسب والی خاندانی لڑکی آپ کو پسند آ سکتی ہے' پھر ایک بے مایہ حقیری سی لڑکی کیوں؟ اور لڑکی بھی وہ جو آپ لوگوں کے ہی ٹکڑوں پر پل کر جوان ہوئی ہو' جس کا ضمیر اسے ساری عمر آپ لوگوں کے احسانات کے بدلے بولنے کی اجازت نہ دے۔ یقین جانیں میں ساری عمر آپ لوگوں کے احسانات کے بدلے سر اٹھا کر زندگی گزارنے کی ہمت کھو بیٹھوں گی اگر ایسا ہوا تو......" آخر میں اس کی آواز رندھ گئی تو مصطفیٰ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس سے بڑی اس کی ذات کی تذلیل اور ہتک اور کیا ہوگی کہ ایک لڑکی اس کے ساتھ سے انکاری تھی۔ اس نے تابندہ بوا کی گفتگو کے بعد سوچا تھا یہ لڑکی محض مفروضوں پر قائم غلط فہمیوں کا شکار ہے۔
عادلہ بھابی اور ایاز لوگوں کی وجہ سے پیدا ہونے والا احساس کمتری ہے' بس' مگر اس کی ذہنی اپروچ اس قدر خراب' خستہ حالت کا شکار ہو چکی تھی کہ وہ بے یقینی سے اس کے الفاظ سن رہا تھا۔ تو بوا جی ناحق پریشان نہ تھیں' یقیناً یہ سب الفاظ اس نے ان کے سامنے بھی استعمال کیے ہوں گے۔ مصطفیٰ کو بہت افسوس ہوا کہ اس نے اس کے سامنے یہ ٹاپک ہی کیوں چھیڑا؟
"تمہارا دماغ خراب ہے اور کچھ نہیں۔" وہ برہمی سے گویا ہوا۔
"میری باتوں یا خیالات کو پلیز آپ غلط معنوں میں مت لیجیے گا' اپنی روٹس کی تلاش تو ہر انسان کا حق ہے نا۔ میری امی آپ لوگوں کی دور کی رشتہ دار ہیں مگر مجھے آج تک اس تعلق کی وضاحت نہیں ملی کہ وہ آپ کے والدین کی کس سلسلے کی رشتہ دار ہیں۔ دور کا تعلق ہی سہی پر پتا تو چلے نا کہ اصل رشتے کی جڑ کیا ہے؟ اور میرے والد امی کے الفاظ میں کہ وہ ایک اونچے خاندان کے اعلیٰ سوچ اور کردار کے حامل انسان تھے تو یہ بات بھی مجھے مطمئن نہیں کرسکتی۔ لوگ مجھے میرے اصل حوالے سے نہیں جانتے بلکہ جو لوگوں کو نظر آتا ہے اس کو مانتے ہیں اور یہی حقیقت ہے کہ میں آپ لوگوں کے احسانات کا کبھی بدلہ نہیں چکا سکتی۔ بات ایک دو روز کی ہو تو ٹھیک بھی ہے' بات تو نسلوں تک جائے گی آپ کے پاس میرے اس سوال کا جواب ہے تو مجھے بھی مطمئن کریں کہ میں کون ہوں تاکہ دنیا کے سامنے میں بھی سر اٹھا کر جی سکوں؟" اس کے سوالیہ انداز پر وہ بھی ایک دم گڑبڑا گیا تھا۔ اس سارے سلسلے بلکہ تمام تر حقیقت سے تو وہ خود بھی بے خبر تھا۔
"امی کہہ رہی ہیں کہ میں جذباتی ہو رہی ہوں آپ کہتے ہیں کہ یہ احساسِ کمتری ہے۔ اگر یہ احساس کمتری ہے تو مجھے اس کا علاج بتائیں' مجھے اس گلٹ اس شرمندگی سے نکالیں کہ میں کیوں آپ لوگوں کے در پر پڑی ہوں۔" وہ ایک دم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو دی تھی یہ اس کی زندگی کا ایک نازک موڑ تھا۔ اس کے لیے ایک ایسا ناسور جو نہ اسے جینے دیتا تھا اور نہ ہی مرنے۔
"تجسس انسان کی فطرت کا حصہ ہے' میں بھی متجسس ہوں اگر میں ہوں تو کیوں ہوں؟ امی نے میری ولدیت کے خانے میں محمد سکندر علی لکھوا دیا' میرے اکیڈمک ریکارڈ میں ولدیت کے لیے محمد سکندر علی استعمال ہوتا ہے مگر المیہ ہے کہ مجھے آج تک اپنے باپ کے متعلق کسی ایک بات کا نہیں پتا۔ امی سے کچھ پوچھا تو ان کی طبیعت بگڑنے لگی' نتیجتاً میں نے پوچھنا چھوڑ دیا مگر میری ذات حصوں میں بٹ گئی ہے۔ عادلہ بھابی کی تضحیک بھری باتیں اور تذلیل مجھے جینے نہیں دیتی' آپ بتائیں آپ کب تک ایک بے نام ونشان لڑکی کو اپنائے رکھنے کا حوصلہ رکھیں گے۔" وہ حیران وششدر کھڑا تھا اس کے دل و ذہن میں ایسے ایسے طوفان بھی برپا ہو سکتے تھے وہ حیرت زدہ تھا۔
"دیکھو شہوار! میرے لیے یہ سب بے معنی باتیں ہیں' تمہارے اعلیٰ کردار واطوار نے میرا فیصلہ تمہارے حق میں کروایا ہے' بوا جی ایک سلجھی اور باکردار خاتون ہیں۔ حویلی کے لیے وہ ایک بیٹی کی حیثیت رکھتی ہیں' ان کا حویلی میں وہی مقام ہے' جو نانی کا

ہے' نہ ہم لوگوں نے ان کو پناہ گزین کا درجہ دیا اور نہ ہی ملازمین کا۔"
"تو بھی یہ فیصلہ میرے لیے بہت مشکل بلکہ ناقابل قبول ہے' آپ کو کوئی اعتراض نہیں مگر مجھے اعتراض ہے' میں لوگوں کی طنزیہ نظریں اور حقارت بھری باتیں نہیں سہہ سکتی۔ آپ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں پلیز۔" وہ ایک دم ملتجی ہوئی تھی۔
"شٹ اپ۔" اس کے انداز پر وہ ایک دم غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"میں اس ساری سوچ کو محض بچکانہ سوچ ہی کہہ سکتا ہوں' بوا جی نے تم سے اگر کچھ ڈسکس نہیں کیا تو بھی اس میں کوئی مصلحت ہی ہوگی۔ محض عادلہ اور دیگر لوگوں کی وجہ سے تم ایک اہم پروپوزل سے انکاری ہو رہی ہو حیرت ہو رہی ہے مجھے تمہاری عقل پر۔" غم وغصے اور تاسف سے اس کا برا حال تھا۔
"میں اب اندازہ کرسکتا ہوں کہ تابندہ بوا تمہاری ان احمقانہ باتوں کی وجہ سے کس قدر پریشان رہی ہوں گی۔" اس نے برہمی سے دیکھا تو وہ نظریں جھکا گئی۔
"یہ احمقانہ باتیں نہیں ہیں۔"
"ہاں بڑی عقل مندانہ گفتگو ہے نا یہ' جو عادلہ بھابی جیسے لوگوں کی وجہ سے سٹریس لے سکتی ہیں ان سے کسی بھی حماقت کی توقع کی جاسکتی ہے۔" صاف چوٹ کی تھی۔ وہ تڑپ اٹھی۔
"میں اس موضوع پر آپ کے پاس گفتگو کرنے نہیں آئی آپ خود آئے ہیں مائنڈ اٹ۔" غصے سے بھیگی پلکوں کو اٹھا کر باور کروایا۔
"اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ تم اس قدر حماقت کا ثبوت دو گی تو قطعی نہ آتا۔" وہ اس صاف واضح تضحیک پر چٹک ہی تو گئی تھی۔
"تو اب کھڑے کیا تماشا دیکھ رہے ہیں' جائیں یہاں سے پھر؟" اسے ایک دم غصے سے جواب دیتے دیکھ کر مصطفیٰ نے ایک پل کو سکون محسوس کیا۔
"خیر تماشا تو نہیں دیکھ رہا اور نہ ہی تماشا دیکھنے کی خواہش میں یہاں تک آیا تھا۔" بڑی سنجیدگی سے کہتے وہ ایک پل کو رکا۔
"بوا جی سے بھی تم نے یہی سب بکواس کی ہوگی تبھی وہ اس قدر پریشان تھیں۔ ایک بات ذہن نشین کر لو تمہاری عقل اگر گھاس چرنے گئی ہے تو دوسروں کی ضرور حاضر ہے' جن زریں خیالات کا اظہار تم نے میرے یا بوا جی کے سامنے کیا ہے' کسی تیسرے بندے کے سامنے کر کے اپنی ہنسی نہ اڑوا لینا' سب تمہارے خیالات سننے کے بعد یہی کہیں گے کہ تم احساسِ کمتری کا شکار ہو۔" کچھ لمحے قبل اس کے الفاظ پر اسے کسی قدر تکلیف ضرور ہوئی تھی مگر وہ اب خود کو پرسکون اور نارمل کر چکا تھا۔ آرام سے اس پر طنز کر رہا تھا' وہ سلگ اٹھی۔
"کسی پروپوزل پر اقرار یا انکار میرا شرعی حق ہے آپ مجھ پر طنز نہیں کر سکتے۔"
"تمہارے حق کو ضرور اہمیت دی جاتی اگر تم احمقانہ سوچ وخیالات کی مالک نہ ہوتیں۔" تابندہ بوا کی خاص تاکید تھی کہ وہ اس سلسلے میں اس سے بات کرنے میں محتاط رہے گا ورنہ اس کا دماغ درست کرنا قطعی مشکل امر نہ تھا۔ وہ ایک منٹ میں اسے سمجھا سکتا تھا۔
"اور ہاں اپنے دماغ سے فضول قسم کے خیالات کو نکال دو' تم کون ہو یا سکندر انکل کون ہیں؟ اس معاملے میں اگر بوا جی پر شک کرو گی تو میں اسے تمہاری کم فہمی اور کم عقلی ہی گردانوں گا' میں نے ایک دفعہ بابا جان سے اس سلسلے میں تفصیلی بات کی تھی انہوں نے بتایا تھا کہ وہ سکندر انکل کی فیملی کو جانتے ہیں شروع دنوں میں جب بوا جی حویلی آئی تھیں تو وہ معاملے کو سلجھانے ان کے رشتہ داروں کے پاس گئے تھے۔ تابندہ بوا نے حویلی کی پناہ چاہی تھی مگر وہ کسی بھی لحاظ سے بعد میں پیش آنے والے حالات کی وجہ سے دوبارہ سسرالی رشتہ داروں سے باقاعدہ رابطہ نہ رکھ پائی تھیں۔ تابندہ بوا نے خود بتایا تھا کہ وہ لوگ خاصے لالچی اور بدفطرت تھے ان کی اور تمہاری زندگی کو ان سے خطرہ لاحق تھا اس لیے انہوں نے کبھی پلٹ کر نہ دیکھا۔" مصطفیٰ کے الفاظ پر بھی وہ بے اثر چہرہ لیے کھڑی رہی' اس کے لیے نہ ہی یہ الفاظ نئے تھے اور نہ ہی یہ بہلاوے۔ پھر وہ بہلتی بھی تو کیسے؟ وہ بچپن سے

ہی اس قسم کی کہانیاں سنتی چلی آ رہی تھی مگر اس کے باوجود اس کا اندر مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ کہیں کچھ ہے ایسا جو مسنگ ہے اور وہ کیا مسنگ ہے یہی معمہ حل نہیں ہو پا رہا تھا' جس نے اسے الجھا دیا تھا۔

وہ اس پرپوزل سے متعلق اپنی ناپسندیدگی مصطفیٰ پر واضح کر چکی تھی اب مزید کچھ بھی کہنا اسے بے کار لگا تو وہ اپنی جگہ ہونٹوں کو کچلتے چپ چاپ کھڑی رہی۔ انداز گویا یوں تھا کہ وہ اب مزید کچھ بھی کہنے سننے کو تیار نہیں۔ مصطفیٰ نے اس کے بے لچک انداز کو دیکھا۔ سرخ لباس میں رونے سے چہرہ مزید سرخ دو آتشہ ہو گیا تھا۔ آنکھوں کی سرخی سوا تھی۔ مصطفیٰ نے ایک گہرا سانس لیا۔

"چلو اس ٹاپک پر پھر کسی دن تفصیلی گفتگو کروں گا' اس وقت ایک اہم کام دیکھنا ہے۔" مصطفیٰ کے الفاظ پر اس نے غصے سے دیکھا۔

"میں آپ پر تمام خیالات واضح کر چکی ہوں' مجھے آپ سے قطعی بھی اس ٹاپک پر کوئی بھی بات نہیں کرنی اب۔" اس کے غصیلے لب و لہجے پر مصطفیٰ نے بہت برہمی سے اسے دیکھا۔

اب تک وہ اس کے سامنے ایک سمجھ دار سلجھی ہوئی لڑکی کے روپ میں ہی آئی تھی۔ جس نے اس کے دل و ذہن میں ایک بھرپور تاثر چھوڑا تھا۔ وہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا مگر اب اس کا انداز اور یہ احمقانہ انکار اس کے اندر غم و غصے کی ایک تیز لہر ابھری۔ شہوار کا یہ قطعی نیا روپ تھا۔

"شٹ اپ۔" غصے سے اسے ٹوک کر اس نے اپنے اندر ایک دم اٹھنے والے اشتعال پر بمشکل قابو پاتے اپنے لب بھینچے۔

"میرا اس سلسلے میں کوئی تعلق نہیں' میں بوا جی کی پریشانی کی وجہ سے تم سے بات کرنے پر مجبور ضرور ہوا ہوں مگر تم نے جو بھی کہنا یا سننا ہے بوا جی یا بڑوں سے کہو' ان سے بات کرو' میرا خیال ہے وہی تمہارے دماغ کا صحیح اور درست علاج کر سکیں گے۔" غم و غصے سے کہتا وہ تیزی سے اس پر ایک تیز سلگتی نگاہ ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔ شہوار نے سخت اشتعال میں آ کر ایک دم دروازہ زور سے بند کیا۔ مصطفیٰ کی تیز سلگتی نگاہ روح میں گویا اتر گئی تھی۔ جی چاہا کہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر دے۔ وہ بے اختیار سسکتے ہوئے بستر پر گر کر بُری طرح رو دی تھی۔

❁……❁……❁

"آ گئیں آپ لوگ؟" وہ دونوں جیسے ہی اندر داخل ہوئیں صوفے پر دراز ایاز نے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں تمہارے ڈیڈ اسپتال گئے ہیں تو ہم آ گئیں۔" وہ دونوں سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔

"آج تم نے سارا دن اسپتال کا چکر نہیں لگایا؟" ایاز کو ٹی وی کی طرف متوجہ دیکھ کر عادلہ نے ٹوکا۔

"بس ٹائم ہی نہیں ملا۔"

"وہ بہن ہے تمہاری' جب بھی ہوش آیا اس نے تمہارا ہی پوچھا۔" مام نے کہا۔

"اُف! میں اسپتال کے ماحول سے سخت الرجک ہوں' پرسوں گیا تو تھا اب ہر وقت اس کے سرہانے سے لگ کر بیٹھنے سے تو رہا۔" اس نے جھنجلا کر چینل بدلا۔

"میڈیکل پڑھ رہے ہو اور اسپتال کے ماحول سے الرجک ہو…… حیرت ہے۔"

"میں نے میڈیکل کالج چھوڑ دیا ہے پرسوں سے۔" اس نے بے پروائی سے دھماکا کیا۔

"ہیں…… یہ کیا بکواس ہے؟" عادلہ نے زندگی میں کوئی اور کام سنجیدگی سے کیا ہو یا نہ کیا ہو مگر یہ اس کی خوبی تھی کہ وہ ایک ذہین اسٹوڈنٹ رہی تھی اور اس نے اپنی ایجوکیشن سنجیدگی سے مکمل کی تھی۔

"میرا موڈ بدل گیا ہے' مجھ سے نہیں یہ میڈیسن پڑھی جاتی۔"

"تو اب کیا کرو گے؟ چار سالوں سے تم ادھر لٹکے ہوئے تھے' کتنی مشکلوں سے تو تمہیں ایڈمیشن ملا تھا' ہر سال تمہارے ڈیڈ نے لاکھوں تمہارے اوپر لگائے ہیں اس کے باوجود تم کلیئر نہیں ہوتے تھے۔" مام کا بھی حیرت سے بُرا حال تھا۔

"اب میں نے کچھ بھی نہیں کرنا' پیسہ ہو تو ڈگریاں یوں مٹھی میں ہوتی ہیں۔ ڈونٹ وری……" اس نے چٹکی میں ان کی

تشویش اڑا دی تھی عادلہ نے سر تھام لیا۔

"ڈیڈ کو پتا لگا نا تو بہت غصے ہوں گے' پہلے ہی کاشفہ کی وجہ سے وہ پریشان ہیں۔"

"سو واٹ؟ میرا اب انٹرسٹ نہیں رہا اس فیلڈ میں تو کیا کروں؟" اس نے کندھے اچکائے۔

"تم سے تو دماغ کھپانا ہی فضول ہے' ایک وہ کاشی ہے نجانے کیا کیا کرتی پھرتی ہے' دیکھا اس کا انجام اس قدر سیریس حالت میں بستر پر پڑی ہوئی ہے۔" عادلہ کے الفاظ پر بھی اس نے توجہ نہ دی تھی۔

"تم جب کہ اب کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے تو پھر اپنے ڈیڈ کا بزنس جوائن کرلو۔" مام نے مشورہ دیا۔

"اوہ نو مام…… اب تو مزا آ رہا ہے فری ہو کر زندگی انجوائے کرنے کا۔ اکلوتا بیٹا ہوں ڈیڈ کا' ساری عمر یہی کام کرنا ہیں تو ابھی تو آزاد زندگی انجوائے کرنے دیں۔" عادلہ نے تاسف سے اسے دیکھا گویا کہہ رہی ہو کہ یہ لاعلاج ہے۔

"تمہارے سسرال میں سے کسی نے چکر نہیں لگایا اسپتال کا۔" مام کو اب عادلہ کا خیال آیا تو پوچھا۔

"میں نے اطلاع ہی نہیں کی' خوامخواہ سب دوڑے آتے اور پھر سو باتیں سننا پڑتیں۔"

"تمہیں کیوں وہ لوگ باتیں سناتے؟" ایاز نے پوچھا۔

"تمہیں نہیں پتا ان کے گھر کا ماحول' کتنا دقیانوسی اینڈ کنزرویٹو ہے' یوں رات گئے اکیلی لڑکی ذات کا گاڑی لے کر باہر گھومنا ان لوگوں کے نزدیک بڑی بے حیائی ہے۔ میں تو چلو ان کے طریقہ کار پر عمل نہیں کرتی مگر باقی سب خواتین ڈرائیور اور گھر کے کسی مرد کے بغیر باہر قدم نہیں رکھتیں۔" منہ بنا کر عادلہ نے وضاحت دی۔

"غریب فیملی۔" ایاز نے تمسخر اڑایا پھر اچانک خیال آنے پر وہ اٹھ بیٹھا۔

"مام! مجھے آپ لوگوں سے ایک ضروری بات کرنا ہے۔" کچھ سوچتے اس نے کہا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اندر جاتی عادلہ ٹھٹکی۔

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے آرام سے بم پھوڑا۔

"کیا……؟" وہ دونوں حیران ہوئیں عادلہ واپس پلٹ آئی۔

"میں شہوار سکندر سے شادی کرنا چاہتا ہوں عادلہ!" اس نے اب کی بار صرف عادلہ کو دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ بے اختیار صوفے پر ٹک گئی تھی۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا؟ جانتے ہو کس کا نام لے رہے ہو' مجھے اس لڑکی سے حد سے زیادہ نفرت ہے اور اس دو ٹکے کی لڑکی کو میں بھابی کے طور پر قبول کرلوں' ناممکن۔" اس نے نخوت و نفرت سے سر جھٹکا۔

"تو میں کون سا اسے ساری عمر دم چھلے کے طور پر لٹکائے رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ لڑکی میرے لیے ایک چیلنج ہے اب ہر حال میں اس سے شادی کر کے اس کا غرور توڑنا ہے' بڑی بنتی ہے طرم خان' مجھے ہر حال میں اس کو حاصل کرنا ہے بس۔" اس کا لفظ لفظ زہر میں بجھا ہوا تھا' مام حیران ہوئیں۔

"تمہیں کون سا لڑکیوں کی کمی ہے' اپنے سرکل میں ایک چھوڑ دس تیار ہیں' وہ لڑکی جس کا نہ کوئی آگے نہ پیچھے' میں اسے بہو نہیں بنانے والی۔" فوراً انکار ہوا تھا۔

"اوہ مام! جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں' آپ کو نہیں پتا وہ لڑکی کیا ہے؟ اب تو میرے لیے وہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ میں اس کا حسن مٹی میں رولنا چاہتا ہوں' غرور توڑنا چاہتا ہوں' میرا بس چلے تو میں اسے تنکا تنکا کر کے بکھیر دوں۔ اگر وہ دو ٹکے کی لڑکی ریٹائرڈ آئی جی شاہ زیب علی اور موجودہ ایس پی مصطفیٰ کی پناہ میں نہ ہوتی تو کب کا اسے اٹھوا لیا ہوتا مگر اب میں اسے شادی کے نام پر حاصل کروں گا۔" وہ نخوت سے کہہ رہا تھا اور عادلہ حیرانی سے اسے دیکھے گئی۔

"یہ کیا معاملہ ہے بھلا؟"

"بتاؤں گا آرام سے سکون سے؟ شادی تو میں بھی اپنی ہی کلاس کی کسی لڑکی سے بڑی دھوم دھام سے کروں گا بس انتقام لینا ہے اس سے۔"

"مگر اب کوئی فائدہ نہیں' اس کا رشتہ مصطفیٰ سے طے کر دیا گیا ہے۔" عادلہ کچھ کچھ معاملہ سمجھ گئی تھی اس نے اپنے آپ کو

پرسکون کرتے کہا تو اس نے سر جھٹکا۔
"سو واٹ؟ مام آپ عادلہ کے ساتھ کل ہی ان لوگوں کے ہاں جائیں میرا پروپوزل لے کر۔"
"اگر انہوں نے انکار کردیا تو؟" مام نے پوچھا۔
"تو پھر میں وہ کروں گا جو یہ لوگ بھی دیکھتے رہ جائیں گے۔" ٹی وی آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"تم جاؤ گی عادلہ کہ نہیں۔" عادلہ نے منہ بنالیا۔
"اب اس دو ٹکے کی لڑکی کے لیے میں اپنی بے عزتی کرواؤں؟ میں ان لوگوں کو اچھی طرح جانتی ہوں وہ لوگ ہاں نہیں کریں گے۔"
"تو وہ لوگ اچھی طرح مجھے بھی نہیں جانتے کہ میں کیا کروں گا۔ میرے لیے ایسی راہ چلتی لڑکیوں کا حصول قطعی مشکل نہیں۔ عزت کے ساتھ رشتہ بنا رہا ہوں یہ ضرور باور کروادینا ان کو۔" وہ انتہائی غرور بھرے لہجے میں کہہ کر وہاں سے چل دیا۔
"یہ سب کیا ہے؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی۔" مام نے عادلہ کو دیکھا۔
"ڈونٹ وری آپ کو پتا تو ہے کہ اسے اپنے تھرل سوجھتے رہتے ہیں۔ چند دن کا خمار ہے اتر جائے گا۔"
"مگر وہ تو کہہ گیا ہے کہ کل ہم ان کے گھر جائیں۔"
"ہاں تو چلے جائیں گے ایسی لڑکیوں کی اوقات اچھی طرح ازبر ہے گھر میں مصطفیٰ کو پھنسا رہی ہے اور کالج میں اوروں کو۔ میں بھی چاہتی ہوں کہ اس خاندان کے سامنے اس لڑکی کی اصلیت واضح کروں اچھا موقع ہے مصطفیٰ نے کاشفہ کے لیے انکار کیا تھا ابھی تک مجھے وہ ذلت نہیں بھولی۔ میں بدلہ لے کر رہوں گی آپ بھی ریڈی رہیے گا چلیں گے۔ ایاز کون سا رئیل میں اس سے شادی کر رہا ہے محض چیلنج کے طور پر قبول کر رہا ہے نا ہم بھی اس ڈرامے میں اپنا اپنا کردار ادا کر لیتے ہیں کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ طنز و حقارت سے ہنس کر کھڑی ہوگئی۔
"اس لڑکی کی اصلیت سب کے سامنے لانے کا اس سے بہتر اور معقول موقع کوئی اور نہیں ملے گا۔ مام چلیں گے مزا آئے گا۔" وہ ہنس کر مطمئن انداز میں مام سے کہتی اپنے کمرے کی طرف چل دی تھی۔

❁.......❁.......❁
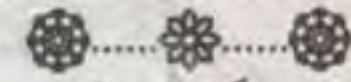
بڑی کسلمندی کے ساتھ وہ بستر سے اتری اور باتھ لے کر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خاصی بیزاریت سے تیار ہو رہی تھی تبھی اس کا موبائل بجنا شروع ہوگیا۔ اس نے برش ڈریسنگ پر رکھ کر موبائل اٹھایا۔ شہوار کی کال دیکھ کر اس کو لگا کہ جیسے اطراف میں خوش گوار ہوا کا جھونکا بکھر گیا ہو۔ پرسوں اور کل کا دن اس نے بڑی بیزاریت سے گزارا تھا۔
"السلام علیکم!" شہوار کی خوش گوار آواز اس کے اعصاب کو لطیف سا احساس بخش گئی تھی۔
"کیسی ہو؟"
"وعلیکم السلام! بالکل ٹھیک ٹھاک تم سناؤ؟"
"میں بھی ٹھیک ہوں کیا کر رہی ہو؟" شہوار نے پوچھا۔
"کالج کی تیاری اور تم؟"
"میں نہیں جارہی۔" اس نے بیزاری سے کہا تو وہ چونکی۔
"ہائے...... کیوں؟ طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی ابھی تک یا ایاز کی وجہ سے نہیں جارہی۔"
"بس ویسے ہی آنٹی کا کہنا ہے کہ میں اچھی طرح آرام کرلوں ورنہ کالج جا کر پھر طبیعت خراب کرلوں گی اسی لیے۔"
"اوہ......" اس کے نہ جانے کا سن کر اس کے اعصاب پر اوس سی پڑی۔
"ہوسکتا ہے میں ایک دو دن مزید نہ جاسکوں تم لیکچرز اور نوٹس لے لینا میں تم سے لے لوں گی۔" اس نے اپنی منصوبہ بندی سے آگاہ کیا تو وہ چونکی۔
"اس طرح کالج سے غیر حاضر رہ کر ایاز لوگوں کو تو اور شہہ ملے گی کہ تم ڈر گئی ہو ان سے۔"

"ہاں انا! میں واقعی ڈر گئی ہوں اس شخص کے تیوروں اور حرکتوں سے میں خوف زدہ ہوگئی ہوں اب نجانے مزید کیا ہو؟ یہی سوچ کر ہی میرے دل کی دھڑکن بند ہونے لگتی ہے۔ خود کو سنبھالنے اور سمجھانے میں کچھ وقت تو لگے گا نا۔" اس نے بھیگے لہجے میں اپنا خوف بیان کیا تو انا کے دل پر چوٹ سی لگی۔
"کچھ نہیں ہوگا اب چیئرمین صاحب تک معاملہ پہنچا ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا وہ آمنہ اور ہاشم یقیناً اب اس شخص کو کالج میں نہیں گھسنے دیں گے۔" اس نے حوصلہ دیا۔
"اسی بات کا تو خوف ہے مجھے چیئرمین صاحب انکل کے دوست ہیں اور ان کو نہیں پتا کہ میرا ان سے کوئی تعلق بھی ہے۔ اگر بات انکل تک پہنچ گئی تو معاملہ بہت خراب ہوجائے گا۔"
"اچھا ہوگا اس طرح انکل تمہاری پروٹیکشن کا بھرپور بندوبست کرلیں گے میرا تو مشورہ ہے کہ تم اپنے اس پولیس آفیسر مصطفیٰ کو سب صورت حال بتادو وہ یقیناً کوئی بہتر حل ہی نکال لے گا۔" انا نے مشورہ دیا تو وہ چپ ہوگئی۔
"اچھا دیکھوں گی۔"
"تم سناؤ روشی کیسی ہے؟ آنٹی اور بھابی کو تم دونوں بہت اچھی لگی تھیں خصوصاً روشی کی آنٹی بہت تعریفیں کرتی رہیں کہ بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔ اتنا عرصہ امریکہ میں گزارنے کے باوجود مشرقی پن قائم ہے اس کا۔" اس نے غیر محسوس انداز میں بات بدل دی تا کہ انا کو ذرا بھی فیل نہ ہو وہ ہنس دی۔
"یہ تو ہے۔"
"ہم نے اگلے ماہ شادی کی ڈیٹ فکس کرلی ہے کل اور پرسوں کا سارا دن بہت بزی گزرا شاپنگ کرتے ہوئے۔ تمہیں پتا ہے رات کو میں نے ماما سے زبردستی کہہ کر ڈھولک منگوالی تھی رات کو خوب محفل جمی بہت مزا آیا۔" ایک دم یاد آنے پر انا کی آنکھوں میں خوش نما سے رنگ اتر آئے تھے مگر اگلے ہی پل ان رنگوں میں سرد پن سا اتر آیا جیسے ساری محبت بجھ گئی ہو۔
"تم ضرور آنا شادی میں آنٹی بھابی سبھی کو انوائٹ کروں گی۔" اس نے اپنا ذہن بٹایا۔
"کیوں نہیں ضرور آؤں گی۔"
"انا مجھے کالج کی تمام صورت حال سے ضرور آگاہ کرنا میرے نہ جانے پر ایاز لوگوں کا کیا ری ایکشن ہے ضرور بتانا۔" دھیمے لہجے میں اس نے تاکید کی تو اس نے سر ہلادیا۔
"میں کالج جا کر تمہیں کال کروں گی ڈونٹ وری۔" چند مزید باتوں کے بعد اس نے کال بند کردی۔
شہوار کے بغیر کالج جانے کو دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر مجبوراً تیار ہوئی۔ اپنا بیگ اور تمام چیزیں سمیٹ کر ڈائننگ ہال میں آئی تو وہاں سبھی ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔ ولید کو دیکھ کر وہ رکی اور پھر اسے نظر انداز کرتے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کل کا سارا دن یہ شخص گھر پر نہیں تھا اور رات کو بھی نجانے کب لوٹا تھا۔ اس کے دل و دماغ پر رہ رہ کر اسپتال کے کمرے میں لیٹا سفید پٹیوں میں جکڑا انتہائی خوب صورت و دلکش وجود آ کر ہلچل مچاتا رہا تھا۔ اسے تو بس یہی بات اذیت دے رہی تھی کہ یہ شخص اس حسین و جمیل لڑکی کو اسپتال لے کر گیا تھا۔ اس کی شرٹ اس لڑکی کے خون سے رنگین تھی۔ ساری رات اس کی بے چینی و اضطراب میں گزری تھی اور اب بھی ولید ضیاء احمد پر نگاہ پڑتے ہی اسے اپنا آپ ایک ان دیکھی آگ میں جلتا محسوس ہو رہا تھا۔
صغراں نے اس کے سامنے لا کر ناشتہ رکھا تو اس نے بے دلی سے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگالیا۔ گلاس خالی کر کے اپنی چیزیں سمیٹ کر وہ اٹھی تو صوفی بیگم نے اسے ناقدانہ نگاہوں سے دیکھا۔
"ناشتا تو ڈھنگ سے کرلو۔" انہوں نے ٹوکا۔
"بس کرلیا۔" ولید نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ عجیب بیزار انداز تھا وہ اپنی چیزیں لے کر وہاں سے نکل گئی تھی۔
"اسے کیا ہوا؟" اس نے روشی کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیے۔
"موڈ نہیں ہو رہا ہوگا ناشتہ کرنے کا۔" روشی کے جواب پر وہ بھی نیپکین سے ہاتھ صاف کرتا وہاں سے نکل آیا۔ اس کی گاڑی ابھی تک ورکشاپ میں تھی اور دو دن سے وہ گھر والی گاڑی استعمال کر رہا تھا جب کہ بابا والی گاڑی گھر کے لیے استعمال ہو رہی

تھی۔ وہ اپنا بیگ لے کر پورچ میں آیا تو انا اندر سے نکل آئی۔ گاڑی میں ڈرائیور کی جگہ ولید کو دیکھ کر وہ رکی تو ولید نے گاڑی پاتھ وے پر لا کر روک دی۔

"آپ کی گاڑی ابھی تک ورکشاپ سے واپس نہیں آئی؟" قریب آ کر اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"آج آجائے گی تم بیٹھو میں ڈراپ کردوں گا۔" فرنٹ ڈور کھولتے اسے کہا تو وہ ایک عجیب سی نگاہ اس پر ڈالتے فرنٹ سیٹ پر ٹک گئی۔

"موڈ کیوں آف ہے؟" اسے انا کا انداز بڑا عجیب سا لگا۔

"آپ سے مطلب؟" جواب اس سے بھی زیادہ عجیب تھا وہ حقیقتاً ٹھٹکا۔

"خیریت؟" وہ انا کے پل پل بدلتے موڈ پر بڑا حیران ہوتا تھا۔ عجیب سی موڈی لڑکی تھی بغیر جواب دیئے وہ باہر بدستور دیکھے جارہی تھی۔

دس سالوں میں کس قدر چینجز آئی تھیں اس کے اندر۔ اسے اپنے موڈز کے تابع رہنے والی خاصی نخریلی اور موڈی لڑکی لگ رہی تھی۔ ایک پل میں اپنی اپنی سی اور اگلے پل ہی ٹوٹلی غیر قطعی اجنبی۔

"محترمہ کس بات پر ناراضگی کا اظہار فرمایا جارہا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"آپ رات بارہ بجے تک کہاں تھے میں نے پوچھا نہیں نا؟" ایک دم سنجیدگی سے ولید کو دیکھتے اس نے تیزی سے کہا۔

"اس لیے آپ بھی میری ذات میں انٹرفیئر مت کیا کریں تو بہتر ہے۔" ولید اب کے حقیقت میں حیران رہ گیا تھا۔ انا کا انداز اور تیور خاصے جارحانہ تھے۔ جذبات میں سلگتا ہوا سا احساس تھا وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا جس کے تیور نا قابلِ فہم تھے۔ اس کے دیکھنے پر وہ اپنی گود میں رکھے بیگ کے اسٹریپ سے کھیلنے لگی۔

"اس بیویوں والی باز پرس کی کوئی وجہ؟" اب پزل ہونے کی باری انا کی تھی۔ وہ ولید کے الفاظ پر خاصی جز بز ہوئی' گھبرا کر اسے دیکھا وہ سنجیدگی سے سامنے دیکھ کر ڈرائیو کررہا تھا۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" اس نے ناگواری سے کہا۔

"یہ بکواس نہیں' جس طرح کا تمہارا برتاؤ ہے نا اسی کے مطابق جواب تھا۔" اب کے ولید نے اس کی طرف دیکھتے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا تو وہ فوراً پلکیں جھکا گئی۔ اس شخص کی آنکھوں میں بے پناہ حدت تھی کہ وہ تاب نظارہ نہ لاسکی۔

"ایسے سوال کرنا آنے جانے کی ٹائمنگ یاد رکھنا' یہ تو بیویوں کا ہی کام ہوتا ہے نا۔" اس نے جتایا۔

"مائی گاڈ! دماغ خراب ہے آپ کا' بس بات نہیں کریں آپ مجھ سے۔" ایک دم صورت حال سمجھتے سوال کی وضاحت جان کر وہ بالکل ہی آؤٹ ہوگئی تھی۔ ولید کے انداز ے نے اندر ہی اندر سلگا کر رکھ دیا تھا۔

"میں نے تو محض خراب موڈ کی وجہ پوچھی تھی' پھر تو تم نے کھینچ مارا تھا' ڈائریکٹ اٹیک۔"

"میرا موڈ قطعی خراب نہیں ہے' بس میرا دل آپ سے بات کرنے کو نہیں کررہا۔" اب کے تندہی سے کہا تو وہ ہنس دیا' کیسا بچکانہ انداز تھا' بچوں والا۔

"دل کیوں نہیں چاہ رہا بھلا؟" انا نے سر اٹھا کر اس کے چہرے پر کھلنے والی مسکراہٹ دیکھی' یہ مسکراتا شخص اس کے دل کی دنیا زیرو زبر کر گیا تھا۔ اسے اپنا دل اپنی ہتھیلیوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔ کتنی خوب صورت ہیں اس شخص کی آنکھیں اور مسکراہٹ۔

"پتا نہیں۔" وہ ایک دم یاسیت کی زد میں آ گئی۔ اس نے ہونٹ کچل لیے' اندر ایک مجروح سی کیفیت پیدا ہوئی تو سیٹ سے ٹیک لگا کر سیدھی ہوگئی۔ دل چاہا کہ اس شخص کو دیکھتی رہے اور بس دیکھتی ہی رہے۔

"آپ دوبارہ اسپتال گئے؟ کیسی طبیعت ہے اب اس لڑکی کی؟" خود سے ہار کر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہوں' کل بھی دو دفعہ گیا تھا اور جمعہ کو تمہارے ساتھ گیا تھا' اب تو خاصی بہتر ہے مگر جب بھی چکر لگا وہ نیم غنودگی میں تھی' براہِ راست ملاقات نہیں ہوئی۔"

"بہت پیاری اور خوب صورت لڑکی ہے نا؟" ولید کے چہرے کو دیکھتے اس نے کہا وہ ہنس دیا۔

"ہوگی' میں نے غور سے نہیں دیکھا۔" انا کو لگا اس کے اعصاب ایک دم چٹخنے لگے ہوں۔ تن من ایک دم جھلس اٹھا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں' لڑکی کو ایکسیڈنٹ کے بعد آپ ہی اسپتال لے کر گئے تھے نا۔ اس رات ڈیڑھ بجے واپسی ہوئی تھی' اس کے بعد بھی چکر لگائے ہیں' کل رات بھی بارہ بجے واپس آئے اور کہہ رہے ہیں کہ میں نے غور سے نہیں دیکھا۔" اس کے لہجے میں نجانے کیا تھا کہ ولید نے چونک کر اسے دیکھا۔ ایک سلگتا ہوا رقیبانہ سا احساس تھا اس کی آنکھوں میں اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا وہ سر جھکا گئی۔

"لگتا ہے خاصی ماڈ اور ایلیٹ فیملی سے تعلق ہے ان کا۔" اس نے کہا پر ولید خاموش ہی رہا اور ولید کی خاموشی انا وقار علی کو اپنی روح پر ایک دم اترنے والا بوجھ لگنے لگی۔ اس کا دل کٹ کٹ کر گرنے لگا۔ اس کا دل چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے اور خوب روئے۔

"ولی......" کچھ پل بعد بڑے ضبط سے پکارا' ولید نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ سر جھکائے ہوئے تھی۔

"ہوں۔"

"آپ کے زخم کیسے ہیں اب؟ میرا مطلب ہے دوبارہ بینڈیج کروائی؟" کچھ جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں' کل اور پرسوں دونوں بار کروائی تھی' اب بہتر ہیں۔"

"کیا گاڑی کا زیادہ ہی نقصان ہوگیا ہے' جو ابھی تک گیراج سے نہیں آئی۔" اس نے مزید پوچھا۔

"آجائے گی آج' جاتے ہوئے وہاں سے ہو کر ہی جاؤں گا۔ ایک بات کہوں انا؟" کچھ توقف کے بعد اس نے انا کو دیکھا' وہ چونک گئی۔

"جی کہیں۔" وہ کانشیس ہو کر بیٹھ گئی تھی کہ نجانے کیا کہہ دے۔

"ایک دم تمہارا موڈ بدلتا ہے' دل چاہا تو بات کرلی ورنہ ناراض' بڑا بچکانہ برتاؤ ہوجاتا ہے' بعض اوقات تمہارا اور میں الجھ جاتا ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی بات ہے جو تمہیں الجھا رہی ہے۔ پریشان کررہی ہے' پچھلے دنوں تمہارا رویہ اور اب اس وقت کا رویہ مجھے الجھا گیا ہے۔ ہم کزنز ہیں اچھے دوست بن سکتے ہیں' ایسا کیا پرابلم ہے جو تمہیں ایک دم ڈسٹرب کردیتا ہے اگر اعتماد کرتی ہو تو پلیز ڈسکس کرو۔" انا نے ایک گہرا سانس لیا۔ ولید نے گردن گھما کر بات کرتے کرتے اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں کی مقناطیسیت نے انا کے اوپر بڑے دلکش انداز میں اثر کیا۔

"مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے' میں قطعی پریشان نہیں ہوں۔" ہاتھوں کو مسلتے دھیمے سے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں آپ کو خوامخواہ وہم ہوگیا ہے۔" اس نے ٹالا تو ولید نے بڑی خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"وہم نہیں بلکہ سو فیصد یقین ہے۔"

"پلیز ولی! ایسی کوئی بات نہیں' بس شروع سے ہی موڈی ہوں۔"

"دس سال پہلے تک تو تم موڈی نہ تھیں۔" اس نے طنز کیا تو وہ ہنس دی۔

"انسان کو بدلتے ایک پل لگتا ہے' دس سال پہلے میں بالکل بچی تھی' میری ترجیحات اور ضروریات قطعی مختلف تھیں' تب کھانے پینے' کھیلنے کودنے سے ہی فرصت نہ تھی کہ مجھے دنیا کو دیکھنے پرکھنے کا سلیقہ کیونکر آتا؟ پاکستان آنے کے بعد بہت وقت بدلا' دس سالوں میں کئی ماہ دن گھنٹے منٹ اور سیکنڈ آتے ہیں' موڈز کا کیا ہے؟ وہ کب بدل جائے؟" ولید نے سنجیدگی سے اس کے خوب صورت' گلاب کی طرح تروتازہ مہکتے' کھلے کھلے سے چہرے کو دیکھا' کچھ دیر قبل والی کیفیت نہ تھی مگر اس کی آنکھوں میں اک عجیب سا ناقابلِ فہم سا احساس ضرور تھا جو ہمیشہ کی طرح اب ڈسٹرب کررہا تھا۔

"موڈی تو میں شروع سے ہی تھی' بس پہلے آپ نے کبھی مجھ کو غور سے پڑھا ہی کب تھا۔" ولید نے بغور دیکھا۔ وہ مسکرا رہی تھی' بہت پیاری دلکش مسکراہٹ تھی اس کی۔

"چلو اب پڑھنا چاہتا ہوں نا' اب کیوں کترا رہی ہو؟ پڑھنے دو پھر مجھے۔" ولید کا انداز بہت سنجیدہ تھا' انا کی مسکراہٹ ایک

دم کمٹی۔ بغور اسے دیکھا وہ سامنے دیکھتے کہہ رہا تھا۔
"مجھ کو پڑھ کر بھلا کیا حاصل ہوگا آپ کو خوامخواہ وقت کا زیاں۔"
"کچھ بھی حاصل نہ ہو کم از کم تمہارے بدلتے موڈز کی وجہ تو پتا چل ہی جائیں گی۔"
"لاحاصل۔" وہ مسکرا کر کہہ کر باہر دیکھنے لگی۔
"یہ تو بعد کی بات ہے کہ کچھ حاصل ہوگا کہ نہیں' سرورق دیکھ کر کتاب کے نفسِ مضمون کا اندازہ لگانے کا بھلا کیا فائدہ' اصل ادراک تو کتاب پڑھ کر ہی حاصل ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا رقم ہے؟"
"اُف ولی! آپ بھی نا؟ اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے میرے اندر۔" وہ جھنجلا کر بولی۔
"خیر خوب صورت دلکش کتاب کے اندر کچھ نہ کچھ تو ہوگا ہی نا۔" وہ ہنس دی۔ بڑی معطر اور تر و تازہ سی ہنسی تھی۔
"آپ کو چاہیے تھا کہ بزنس کی بجائے لاء پڑھتے' جرح آپ بہت اچھی کر لیتے ہیں۔" کالج آتے دیکھ کر وہ کچھ پُرسکون ہو کر مستعد بیٹھ گئی تھی۔
"اور تم بہت اچھی طرح بات کو پلٹنے کا ہنر جانتی ہو' خیر تمہارے ان بدلتے موڈز کی وجہ بھی ہم کسی نہ کسی دن معلوم کر ہی لیں گے' آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔" کالج کے گیٹ کے سامنے گاڑی روکتے اسے دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا تو انا کھلکھلا کر ہنس دی۔
صبح اس کا موڈ کتنا خراب تھا مگر اب ولید کی اپنے لیے فکرمندی اپنی ذات کے لیے الجھتا دیکھ کر وہ اندر تک شانت ہوگئی تھی یعنی وہ اس سے بے خبر نہیں تھا۔ اس کی پروا تھی اسے بھی۔ یوں لگا دہکتی آگ پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے ہوں گویا۔ یوں جیسے کسی نے دل کی بے قراری پر ہولے سے ہاتھ رکھ دیا ہو۔ سارا اضطراب' فکرمندی و بے قراری ایک دم ختم ہوگئی تھی جیسے۔

اس نے تپتی ہوئی پیشانی پہ جب ہاتھ رکھا
روح تک اتر گئی تاثیر مسیحائی کی

اس نے آنکھوں میں بے پناہ اشتیاق اور والہانہ پن لیے اسے دیکھا تھا۔ اس شخص کے لیے وہ خود کو برف کی طرح پگھلتا محسوس کرتی تھی۔ یوں جیسے تن من دھن پریم کے مندر میں وارے بیٹھی ہو۔ اک سانس کی ڈوری اٹکی ہے اب اس کی بھینٹ چڑھاؤں گی۔ کتابیں سمیٹ کر وہ آہستگی سے گاڑی سے اتر آئی تھی۔
ولید کے ذرا سے التفات سے اسے اپنا آپ ہواؤں میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ جذبوں میں ایک دم سبک خرامی چھا گئی تھی۔ ولید نے اسے گیٹ سے اندر غائب ہوتے دیکھ کر آہستگی سے گاڑی آگے بڑھالی تھی۔

❀......❀......❀
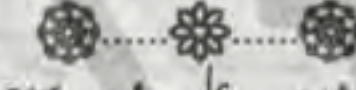
میڈیکل کالج کے سامنے گاڑی روک کر مصطفیٰ شاہزیب علی نے اس وسیع و عریض عمارت کو دیکھا۔ چیئرمین صاحب کے پاس وزیٹنگ کارڈ بھجوایا تو اگلے ہی لمحے انہوں نے بلوا لیا تھا۔
"السلام علیکم!" پولیس آفیسر کے روپ میں مصطفیٰ شاہزیب علی کو دیکھ کر وہ چونکے تھے۔
"وعلیکم السلام!" ایک دم اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کا والہانہ انداز میں خیر مقدم کیا تھا۔
"کیسے ہو بیٹا!" مصطفیٰ مسکرا دیا تھا۔
"فائن۔"
"اور شاہزیب علی کیسا ہے؟ بھابی' بچے' باقی لوگ؟" کافی عرصے سے ان لوگوں کی ملاقات نہ ہوئی تھی اب بڑے پُرسکون انداز میں وہ سب کا حال احوال دریافت کر رہے تھے۔
"سب ٹھیک ٹھاک ہیں' بابا اکثر آپ کو یاد کرتے ہیں۔"
"مجھے آپ سے ایک ضروری کام تھا اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔" رسمی باتوں کے بعد مصطفیٰ نے اپنی آمد کا مقصد واضح کیا' وہ چونک گئے مصطفیٰ کا انداز سنجیدہ تھا۔

"خیریت؟"
"جی۔" مصطفیٰ مسکرا دیا۔
"اسی میڈیکل کالج کے فورتھ ائیر میں میری ایک کزن پڑھ رہی ہیں' اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔" چیئرمین صاحب سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔
"ہو سکتا ہے آپ اسے جانتے بھی ہوں' میڈیکل فورتھ ائیر کی طالبہ ہیں شہوار سکندر علی نام ہے ان کا۔" اب کے وہ قدرے چونک کر متوجہ ہوئے۔
دو دن پہلے کا واقعہ اس قدر غیر اہم بھی نہ تھا کہ وہ اس قدر جلدی بھول بھی جاتے۔ ایک لڑکی کی وجہ سے کالج کے دو گروپ کا آپس میں تصادم ہوا تھا۔ معاملہ سنگین تھا کیونکہ اگر ایک گروپ کی شہرت بدنام زمانہ تھی تو دوسرا گروپ بھی خاصی مضبوط بیک گراؤنڈ رکھتا تھا۔ عام واقعہ ہوتا تو ٹیچرز اور وہ خود کبھی توجہ نہ دیتے مگر وجہ یہ تھی کہ ہاشم کا خاندان ایک مضبوط سیاسی پس منظر کا حامل تھا اور ان لوگوں سے ان کے ذاتی مراسم بھی تھے۔ اس لیے وہ ذاتی طور پر اس معاملے میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گئے تھے اور معاملے کو اپنے طور پر حل کرنا چاہتے تھے۔
"شہوار سکندر علی! دو دن پہلے کالج کے دو گروپس ایاز اور ہاشم کے لوگوں کا جھگڑا ہوا تھا' یہ جھگڑا کسی طالبہ کی وجہ سے ہوا تھا کیا یہ وہی بچی تو نہیں؟" وہ پوچھ رہے تھے۔
"جی۔" مصطفیٰ نے سر ہلا دیا۔
"اوہ۔" انہیں حقیقتاً تاسف ہوا۔
"مجھے قطعی معلوم نہ تھا کہ یہ بچی تم لوگوں کی رشتہ دار ہے۔"
"انکل! دو دن پہلے اس کالج کی چار دیواری میں جو بھی حرکت ہوئی' میں اس کو اخلاق سوز حرکت ہی کہوں گا' ایسے لڑکوں کو اگر کالجز پناہ دینے لگیں تو پھر شرفاء لوگ کہاں اپنے بچوں کو ایسی درسگاہوں میں آنے دیں گے؟ یہ تو سراسر دھاندلی اور اخلاق سے عاری حرکات ہیں کہ ایک کمزور بے بس لڑکی عرصہ دراز سے ایک آوارہ' بدمعاش ٹائپ لڑکے کی مسلسل دھمکیاں اور حرکات برداشت کر رہی ہے اور کسی کو احساس تک نہیں اگر دو دن پہلے یہ واقعہ نہ ہوتا تو کب کسی کو پتا چلتا کہ ایک شریف باکردار لڑکی کیونکر اپنے کیریئر کو تباہ کر گئی ہے؟" مصطفیٰ کا انداز بظاہر دھیما ہی تھا مگر اس میں شعلوں کی سی لپک تھی۔
"انکل! ایک آوارہ انسان بھری کینٹین کے سامنے ایک باکردار وجود کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے اس کا رستہ روکے اور گالی گلوچ کرے' اس سے بڑی انسانیت کی تذلیل کیا ہوگی کہ کوئی اس لڑکے کی بدمعاشی کے خوف سے اٹھ کر اس لڑکی کا ساتھ دے' مجبوراً اسے خود ہی اپنا تحفظ کرنا پڑے۔ ہاشم گروپ درمیان میں کودے بھی تو اس وقت جب اس شخص کی بدتمیزی کی انتہا ہوگئی تھی اور شہوار نے اسے کتاب کھینچ ماری تھی۔" مصطفیٰ کا انداز بہت برہم تھا مگر اس کے باوجود برداشت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تھا۔
"یہ مسئلہ اسی وقت میرے علم میں لایا گیا تھا' اس کے بعد میں نے کالج کے تمام ٹیچرز اور میڈیکل اسٹاف سے اس سلسلے میں میٹنگ بھی ارینج کی تھی۔ میں نے اس بچی سے بھی ملنے بات کرنے کو بلوایا تھا مگر اس کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ گھر چلی گئی تھی۔ جب تک معاملہ ہمارے علم میں نہ تھا ہمیں کچھ پتا نہ تھا اور جب صورت حال سامنے آئی ہم نے فوراً پرابلم کو فیس کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ معاملہ نہ بگڑے۔" چیئرمین صاحب نے صفائی پیش کی تو اس نے نفی سے سر جھٹکا۔
"انکل اس واقعہ کی وجہ سے شہوار کی طبیعت کس قدر بگڑی آپ اندازہ نہیں لگا سکتے' کئی گھنٹے اس نے مسلسل بے ہوشی اور خوف میں گزار دیئے' گزشتہ دنوں وہ جس طرح ذہنی اسٹریس اور اذیت کا شکار رہی ہے' اس واقعہ کو لے کر اس کی حالت کس قدر خراب ہوئی ہوگی۔ دو دن وہ کالج نہ آ سکی تھی اور نہ ہی آج آئی ہے۔ انکل مجھے اس مسئلے کا مکمل اور پراپر سولوشن چاہیے۔ میں چاہتا تو اس معاملے کو اپنی ذاتی بے ہاف پر ہی حل کر سکتا ہوں وہ لڑکا اس قدر لوز کریکٹر اور مختلف کرائمز میں ملوث ہے کہ اس پر کوئی بھی کیس بنوا کر جیل میں بھجوا سکتا ہوں نہ مجھے اس کے باپ کی دولت کی پروا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کے تعلقات کی۔ مگر

میں ہر کام ٹھرو پراپر چینل کرنے کا عادی ہوں۔ میں مجرم کے گرد شکنجہ کسنے سے پہلے پوری اور مکمل تیاری کا قائل ہوں۔ آپ بتائیں اس سلسلے کے فوری حل کے لیے کیا کیا اقدامات کرسکتے ہیں۔"

"ہمارے لیے اسے کالج سے نکال دینا قطعی مشکل امر نہیں ہے مگر ٹیچرز اور دیگر اسٹاف کی رپورٹ کے مطابق اس کا باپ ہائی لیول پر اپروچ رکھتا ہے۔ وہ ابھی تک اپنے بے حد خراب اکیڈمک ریکارڈ کے باوجود کالج میں ٹکا ہوا ہے تو صرف اپنے باپ کی دولت اور اثر ورسوخ کی وجہ سے اگر اس لڑکے کو کالج سے نکال بھی دیا جائے تو بھی اس بچی پر ملبہ گرسکتا ہے، ہمیں تمام ممکنات کا جائزہ لے کر ہی کوئی حتمی قدم اٹھانا ہوگا بیٹا!"

"یہاں صرف ایک لڑکی کی عزت کا سوال نہیں اور بھی بہت سی لڑکیاں ہیں جو اس بدکردار شخص کی بدکرداری کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔" مصطفیٰ نے برہمی سے کہا۔

"ڈونٹ وری بیٹا! وہ بچی شاہزیب کی رشتہ دار ہی نہیں میری اپنی بچی ہی سمجھو میں ذاتی طور پر اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہوں اور میری پوری کوشش ہوگی کہ اس لڑکے کو اب مزید اس کالج میں نہ ٹکنے دیا جائے۔ ہاشم گروپ نے جو بھی معلومات اس کے متعلق فراہم کی ہیں ایسے کردار کا حامل شخص وہ بھی میڈیکل شعبے میں ہونا یہ تو سراسر انسانیت کی توہین ہوئی نا۔" انہوں نے کہا۔

"جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوجاتا، میں شہوار کو کالج نہیں آنے دوں گا۔ انکل براہِ مہربانی کوشش کیجیے گا کہ یہ مسئلہ جلد از جلد حل ہوجائے، میں نہیں چاہتا کہ اس کی تعلیم متاثر ہو وہ ایک ذہین اور محنتی طالبہ ہے۔ جس طرح کے حالات اسے درپیش ہیں ایسے حالات سے متاثر ہوکر بہت سی لڑکیاں اپنا کیریئر ختم کرلیتی ہیں، میڈیکل فیلڈ میں آنا اور ایجوکیشن مکمل کرنا اس کا جوش تھا اگر میرے علم میں اس کا یہ مسئلہ آیا ہے تو میں یہ مسئلہ مکمل طور پر حل کرنا چاہتا ہوں۔" گھڑی دیکھتے وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے اور بھی ایک اہم ضروری کام تھا۔

"آپ بے فکر رہیں بیٹا! میں پوری غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے اپنی مکمل کوشش کروں گا کہ معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہوجائے۔"

"شکریہ انکل!" وہ مسکرا کر بولا۔

"ایک اور فیور بھی چاہیے۔" ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے مزید کیا۔

"کیسی فیور؟"

"بابا اس قصے سے قطعی لاعلم ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ہماری فیملی کے کسی بھی شخص کو اس قصے کا علم ہو آپ سمجھ رہے ہیں نا کہ میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں۔" وہ مسکرا دیئے۔

"ڈونٹ وری! میں اب اس مسئلے کو ذاتی بی ہاف پر حل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"شکریہ انکل! او کے اللہ حافظ۔" چیئرمین صاحب سے ملنے کے بعد وہ خاصا ریلیکس ہوا تھا۔ دل میں ایک اطمینان سا پھیلا تھا کہ اب یقیناً کالج آنے پر شہوار کسی بھی قسم کے خوف وغیرہ سے تو محفوظ رہے گی نا۔ اس نے ان پر اعتماد کرتے اگر ساری صورت حال بتائی تھی تو وہ بھی اسے قطعی مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ تو اس کی اپنی عزت وغیرت کے لیے ایک تازیانہ تھا وہ اس سلسلے میں جو بھی اقدامات اٹھانا چاہتا تھا قطعی جذباتیت کا شکار ہوئے بغیر حتمی اقدام کرنا چاہتا تھا۔

❀......❀......❀

عادلہ بھابی اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ بظاہر عادلہ بھابی اور ان کی والدہ کا رویہ نارمل ہی تھا۔ اب نجانے عادلہ رہنے آئی تھیں یا یہ بھی ان کا ایک ہنگامی دورہ تھا جو وہ اکثر میکے کے طویل قیام کے دوران شوہر کی خیر خبر رکھنے کے لیے لگاتی رہتی تھیں۔ شہوار سلام دعا کے بعد ان کے سامنے نہیں گئی تھی، کیا پتا کب ان دونوں ماں بیٹی کی زبان کیا اُگل دے؟

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

ہمیشہ حلقۂ نا مہرباں میں رہتے ہیں
جو حق پہ ہوتے ہیں وہ امتحاں میں رہتے ہیں
حسد کی آگ سے کس کس کا گھر جلاؤ گے
کہ اہلِ عشق تو سارے جہاں میں رہتے ہیں

اپنا تعارف خود کروانا میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا سیاستدانوں کے لیے اپنی نیک نیتی ثابت کرنا' اس لیے وہ تمام باتیں جن پر اپنے منہ میاں مٹھو کا محاورا بولا جائے انہیں شامل نہ کرتے ہوئے یہ کہ نام سے تو آپ لوگ واقف ہیں ہی، پھول پودوں رنگوں اور خوشبوؤں سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے روحانیت اور کتابیں پڑھنے کا شوق ابو کی طرف سے وراثت میں ملا جسے میں بخوبی سنبھالے ہوئے ہوں۔ ماسٹرز تک حیدر آباد میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی شہر گجرات سے 2002ء میں تب شادی ہوئی جب اس بات کا بھی اندازہ نہیں تھا کہ اپنی ہی شادی پر ڈھول بجانے' گانا گانے اور اچھل کود کرنے سے امی جی کے سامنے پیشی کے بعد تادیبی کاروائی کا سامنا ہوسکتا ہے۔ شادی کے فوراً بعد وارث شاہ' میاں محمد بخش اور منیر نیازی کی سرزمین چھوڑ کر رومیو جیولٹ' ورجل اور دانتے کے دیس آ پہنچی اور اب ماشاء اللہ دو انتہائی شرارتی، مگر ذہین بچوں کی ماما جانی ہوں۔ گھر میں نازیہ باجی کے شوق کے باعث آنچل اور دوسرے میگزین بچپن ہی سے دیکھے مگر لکھنے کا آغاز 2004ء میں ہوا پہلی ہی تحریر سے ملنے والی پزیرائی نے اب تک ہاتھ میں قلم تھما رکھا ہے شاعری کی ایک کتاب ''سیاہ راتوں کے چاند'' مارکیٹ میں آچکی ہے جب کہ نثر اور دوسرے موضوعات پر کام جاری ہے وہ تمام لوگ جو ہمیشہ مجھے کتاب چھپوانے کا مشورہ دیتے ہیں تو بتاتی چلوں کہ صرف ٹائم کی کمی کی وجہ سے اب تک ایسا ممکن نہیں ہوسکا مگر اب ان شاء اللہ اس طرف ضرور دھیان دوں گی۔ میری تحریروں کی بہترین نقاد خود میری بہنیں ہیں (جی ہاں چراغ تلے اندھیرا اسی کو کہتے ہیں) جو کسی ایوارڈ' شیلڈ یا افتخار عارف کے تعریفی کلمات کی بھی پروا کیے بغیر وہ کھرا کھرا تبصرہ کرتی ہیں کہ بندہ بیسٹ لکھنے پر مجبور ہو ہی جاتا ہے' آج تک جو بھی لکھا اس میں نورین کا تعاون قابلِ تحسین ہے' موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں طاہر بھائی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے ہمیشہ ہر لحاظ سے میری رہنمائی کی اور آج جب آنچل اپنی عمر کے شباب پر ہے تو میری طرف سے بہت مبارک باد۔ دعا ہے کہ جس طرح محنت سے آنچل کے تمام اراکین اسے دن رات بہتر سے بہترین کرنے کی جستجو میں ہیں تو خدا ادارے کو ہمیشہ بے مثال ترقی سے نوازے کہ محنت کرنے والوں کا ساتھ خود ربّ کی ذات دیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ جاتے جاتے فرحت آپا کے حوالے سے ایک مختصری بات......

دوستو! کوئی بھی رائٹر اس وقت تک مقبول نہیں ہوسکتا جب تک کہ ایڈیٹر کی طرف سے اس کے کام کو چھاپا نہ جائے۔ قارئین میں مقبول ہونا نہ ہونا سیکنڈ سٹیج ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فرحت آپا نے بہت سی رائٹرز کو پہچان دی ہے اس لیے میں تمام ریڈرز سے عموماً اور رائٹرز سے خصوصاً درخواست کروں گی کہ اپنی تحریر آنچل میں ارسال کرنے کے ساتھ ہی کم از کم تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر فرحت آپا کی طرف بھی روانہ کر کے یہ ثابت کردیجئے کہ ہم انہیں بھولے نہیں ہیں۔ کیا خیال ہے اسی لمحے ابتدا کی جائے؟

وہ کوئی بہت خوب صورت لڑکی نہیں تھی' لمبے گھنے بال تھے نہ سرو سا قد' رنگت بھی اس قدر گوری نہیں تھی کہ دیکھتے ہی آنکھیں چندھیانے لگیں۔ اس پر موجودہ فیشن کو یکسر نظر انداز کرکے پہنے گئے کپڑے...... یعنی اس میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا کہ پہلی نظر میں دیکھ کر بندہ مبہوت ہوجائے لیکن نہیں کچھ تو ایسا ضرور تھا جس نے مجھے یعنی نشوان صدیقی کو ایڑیوں کے بل گھوم کر اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہنے پر مجبور کردیا۔ بالکل اسی طرح جیسے یونیورسٹی کے پوائنٹ کے پاس کھڑے آوارہ لڑکے آتی جاتی لڑکیوں کو دیکھا کرتے ہیں۔

''آوارہ......؟ نہیں میں اپنی ذات کے لیے شاید بہت غلط لفظ استعمال کرکے مثال دے رہا ہوں' یونیورسٹی میں لڑکیاں جسے دیکھ دیکھ کر آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے یقیناً ٹھنڈی آہیں بھرا کرتی ہیں۔ خاندان کی تمام چچیاں' پھوپیاں اور آنٹی وغیرہ بہانے بہانے سے اپنی بیٹیوں کو جس کے ساتھ ملانے اور پھر ہمیشہ کے لیے ساتھ جڑ جانے کی خواہش میں ساتھ لیے پھرتی ہیں' اس کے لیے لفظ آوارہ کہنا اس صورت میں درست معلوم نہیں ہوتا کہ دسترس میں ہونے کے باوجود ان سب لڑکیوں سے فری ہونا تو دور میں نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہیں دیکھا تھا اور اب دیکھا تو ایسا کہ آنکھیں پھاڑے بس دیکھتا ہی رہ گیا اور تبھی میرے دل نے اس کے متعلق تمام معلومات حاصل کرنے کی خواہش کی تھی لیکن کیسے؟ آخر میرے نقطہ نظر کا معاملہ تھا۔ یار دوستوں سے کہتا تو وہ میرا مذاق اڑاتے اور میں کسی بھی صورت ان کے سامنے یہ محسوس نہیں کروانا چاہتا تھا کہ میں ایک عام سی لڑکی کو دیکھ کر ایک دم ایسے چونک سا گیا ہوں کہ اپنی کیفیت خود میرے لیے اجنبی معلوم ہو رہی ہے اور پھر ایک حیران کن بات یہ بھی ہے کہ میں نے اسے آج تک یونیورسٹی میں دیکھا بھی نہیں تھا' فرسٹ سمسٹر نزدیک ہونے کی وجہ سے یقیناً یہ اس کا فرسٹ ڈے تو ہونے سے رہا یعنی وہ بھی تو میرے ہی آس پاس لیکن شاید نظر آج آئی ہے۔

کچھ بھی ہو اور کیسے بھی ہو مجھے اس کے بارے میں معلومات تو حاصل کرنا ہی ہیں۔

❀......❀......❀

فرسٹ سمسٹر نزدیک ہونے کے باوجود محض ابا کی خوشی کی خاطر میں نے اپنے ہونہار اسٹوڈنٹس کی التجائیں تک نظر انداز کردیں۔ جانتی ہوں کہ وہ سب مجھ سے بہت زیادہ مانوس ہوچکے تھے اور سب سے بڑھ کر جس طرح کا دوستانہ ماحول میری کلاس میں موجود اسٹوڈنٹس اور میرے درمیان نظر آتا' اس کی بھی مثالیں دیا کرتے یوں بھی اسٹوڈنٹس کے سامنے خود کو خوامخواہ افلاطون ظاہر کرنے والے اساتذہ مجھے کبھی بھی پسند نہیں رہے تھے۔

مجھے یاد ہے آج سے چند سال پہلے جب میں خود اسٹوڈنٹ تھی تو ساتھی طلبہ اس ٹیچر سے جان بوجھ کر زیادہ سوالات کرتے جو خود کو اس مضمون کا ''بانی'' تصور کررہا ہوتا بلکہ بعض اوقات تو اس کے برعکس ہمارے سر قاسمی جن کے نام سے آج بھی چہرے پر مسکراہٹ آجاتی ہے' اتنے خوب صورت اور ہلکے پھلکے انداز میں طالب علموں کو شامل گفتگو رکھتے ہوئے پڑھاتے کہ جس دن ان کی کلاس نہ ہوتی سبھی ایک دوسرے سے بوریت کا اظہار کرتے نظر آتے۔

چلو خیر کوئی بات نہیں' ابا کی خوشی میرے لیے بہت اہم ہے یوں بھی اماں تو دنیا میں رہیں نہیں تو ان کے بعد کیا ہوتا اگر ابا بھی مجھے محض اماں کی اولاد سمجھتے ہوئے دھتکار دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ گوکہ سبیقہ اور خرم میرے سگے بہن بھائی نہیں لیکن اس کے باوجود مجھے ان سب سے بہت پیار ملا ہے' ابا بھی ان سے زیادہ مجھے اہمیت دیتے ہیں تو پھر میں بھی ان سب کی محبت کا حق ادا کرکے رہوں گی۔

❀......❀......❀

آج میرا یونیورسٹی میں پہلا دن تھا گوکہ اب تو سمسٹر بھی نزدیک آن پہنچا ہے لیکن اب پہلا دن ہونے کی وجہ صرف داخلے کا نہ ہونا تھا۔ مارکس مطلوبہ معیار کے مطابق آئے تھے نہ ہی سفارش تگڑی تھی۔ ایسے میں داخلہ بھلا کیسے مل جاتا لیکن سلام ہو ابا کو کہ جانے کیسے اور کس کو دے دلا کر آخر آج مجھے یونیورسٹی بھیج ہی دیا۔

مجھے تو خیر یونیورسٹی جانا ہی تھا لیکن میری وجہ سے آیکیت کی بھی قسمت سنور گئی۔ اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا کہ وہ اور اتنی بڑی یونیورسٹی میں پڑھائے گی لیکن ابا بھی ناں ہر معاملے میں اس کا خیال رکھتے ہیں

ہونہہ! اب روز اس کے ساتھ ہی آنا جانا پڑے گا۔

یہ سارے مسئلے مسائل ایک طرف لیکن سچ کہوں تو واؤ...... کیا دنیا ہے یونیورسٹی کی مجھے تو لگ رہا تھا کہ وہ یونیورسٹی نہیں کوئی الگ ہی جہان ہے' جہاں ہر چہرے پر مسکراہٹ و بے فکری ہے اور فضا میں صرف اور صرف خوشبو...... لیکن میرے تھرڈ کلاس پرفیوم نے تو جیسے وہاں پر کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا حالانکہ گھر سے نکلتے وقت اتنا زیادہ اسپرے کیا تھا بلکہ بس سے اترنے کے بعد بھی آنیکت سے نظر بچا کر پھر سے اسپرے کیا تھا لیکن مجال ہے جو اپنے آپ سے خوشبوؤں کے لپٹے اٹھتے محسوس ہوئے ہوں۔

کل آنیکت سے کہوں گی **DIOR** پرفیوم لا کر دے تاکہ جس جگہ سے بھی گزروں وہ در و بام دیر تک مہکتے رہیں' واؤ کتنا مزا آئے گا ناں!

❁......❁......❁

رشوت دو یا نہ دو ہمارے ملک میں ہر کام مشکل اور نخرے سے ہی ہوتا ہے لیکن جب رشوت لینے والا نخرے دکھائے تو دل چاہتا ہے کہ اس کا سر ہی پھاڑ دیا جائے' لیکن چلو چاہے پچاس ہزار روپے دینا پڑے ہیں لیکن میری لاڈلی بیٹی سبیقہ کا ایڈمیشن تو اس کی من پسند یونیورسٹی میں ہو گیا ناں۔ اسی یونیورسٹی میں جہاں قابلیت کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اسے کلاس فیلوز کے طنز اور مذاق برداشت کرنے پڑے تھے۔ آج صبح اس کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر میں کتنا خوش تھا' یہ بیان کرنے کے لیے نہ تو میرے ذہن میں لکھاریوں جیسے الفاظ ہیں اور نہ ہی میرے قلم میں صحافیوں سی طاقت لیکن ہاں آنیکت کا چہرہ آج دوسرے دنوں کی نسبت بے حد بجھا ہوا معلوم ہوا مگر کوئی بات نہیں بلکہ اسے تو میرا احسان ماننا چاہیے کہ سوتیلا باپ ہونے کے باوجود اسے شہر کی بہترین یونیورسٹی میں ٹرانسفر کروا دیا ہے' جہاں اس کے ساتھی جانے کے لیے پتا نہیں کتنے سال لگائیں گے مگر ان سب سالوں کو میں نے محض ایک دن میں سموتے ہوئے اسے سب سے اونچے مقام پر لا کھڑا کیا ہے' جس کی بنیادی وجہ صرف اور صرف سبیقہ کی دیکھ بھال ہی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ دنیا بہت چالاک اور عیار ہے' اسی لیے میں اپنی پھول سی معصوم سبیقہ کو اکیلے انسانوں کے جنگل میں نہیں بھیجنا چاہتا تھا کیونکہ باپ ہونے کے ناتے مجھے معلوم ہے کہ سبیقہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لیتی ہے' ایسے میں آنیکت کا یونیورسٹی میں اس کے قریب ہونا نہایت ضروری تھا تاکہ اس کی تمام سرگرمیاں ہماری نظر میں رہیں اور جہاں تک تعلق ہے سبیقہ کے حوالے سے دیئے گئے پچاس ہزار روپوں کا' تو وہ پورے کرنے کے لیے تو ظاہر ہے آنیکت کو ہی ٹیوشن پڑھانی ہوں گی' آخر وہ کس درد کی دوا ہے۔ لیکن ابھی اسے کہوں گا نہیں' کچھ روز یونیورسٹی میں اپنی ذہانت کی دھاک تو بٹھا لے تبھی تو اسٹوڈنٹس مہنگے داموں ٹیوشن پڑھنا چاہیں گے۔

❁......❁......❁

پھوپو کے اکلوتے بیٹے سرمد کی شادی بھی انہی دنوں ہونا تھی جب کہ میں ایک دن کے لیے بھی یونیورسٹی سے غیر حاضر نہیں ہونا چاہتا۔ وجہ ظاہر ہے میری پڑھائی تو ہرگز نہیں ہو سکتی لیکن ہاں' تجسس ہے تو اس کتابی چہرے کے بارے میں جاننے کا کہ آخر وہ کون سے ڈیپارٹمنٹ کون سی کلاس میں ہے کہاں سے آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

امی کو اب کون سمجھائے کہ میں جب تک اس گتھی کو سلجھا نہیں لوں گا' مجھے چین نہیں آئے گا مگر وہ بھی آخر ماں ہیں ناں اور معاملہ ان کے ساتھ بھی اکلوتی اولاد کا ہے' جبھی وہ چاہتی ہیں کہ میں نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ شادی میں جاؤں بلکہ مختلف لڑکیوں کو اپنی ہونے والی لائف پارٹنر کی نظر سے دیکھتے ہوئے جو من کو بھا جائے اس کے بارے میں انہیں صرف اشارہ کر کے بتا دوں' باقی سارا کام سنبھالنا ان کی ذمہ داری۔

البتہ میں جانتا ہوں کہ مجھے وہاں نظر آنے والی کسی لڑکی میں اس قدر خود اعتمادی نظر نہیں آ سکتی باوجود اس کے کہ نہ تو کوئی بہت نفیس اور مہنگی پوشاک کا سہارا ہو کیونکہ عام طور پر لڑکیاں خوب صورت لباس میں خود کو بہت پُراعتماد محسوس کرتی ہیں۔ خیر کچھ بھی ہو امی کو تو میں منا ہی لوں گا اور سرمد! اسے بھلا اپنی شادی کی خوشی میں کسی سے ناراض ہونا کہاں یاد ہوگا اور جب تک یاد آئے گا تب تک میں اسے منا بھی چکوں گا۔

ویسے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی کہ صرف ایک دن نظر آنے کے بعد اب تک وہ دوبارہ نظر کیوں نہیں آئی' کتنی تھا

کلاسوں میں تو خود میں بہانے بہانے سے جھانک چکا ہوں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میں اسے سو لوگوں کے درمیان بھی پہچان لینے کی صلاحیت رکھتا ہوں لیکن وہ سامنے بھی تو آئے تب ناں۔

❁......❁......❁

پرانے اسٹوڈنٹس کے فون اور میسجز کبھی کبھار بس یونہی کمزور سا کرنے لگتے ہیں لیکن ظاہر ہے مجھے گھر والوں کی خوشی کو ہی مقدم رکھنا ہے۔

جب سے یونیورسٹی جوائن کی ہے ابھی تک تو صرف آفس میں ہی محدود ہوں' زبور صاحب اپنے کام میں کسی کی بھی مداخلت برداشت نہیں کرتے اور شاید وہ میرے آنے پر خوش بھی نہیں ہیں۔ اسی لیے آج تک انہوں نے مجھے آفس سے نکلنے ہی نہیں دیا۔ ایسے ایسے کام میرے منتظر ہوتے ہیں کہ سر اٹھانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔

ان کی ناراضی اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ عموماً نئے آنے والے استاد کو سابقہ استاد اپنے ساتھ کمرا جماعت میں لے جا کر اس کے سامنے چند لیکچرز دیتا ہے تاکہ آنے والے استاد کو طالب علموں کی ذہنی سطح اور کلاس کے لیول کا اندازہ ہو پائے۔ میں نے تو ہمیشہ ایسا ہی دیکھا ہے اور خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ آنے والا ٹیچر کم عمر بھی ہو لیکن زبور صاحب نے میرے ساتھ شاید ایسا کوئی تعاون نہ کرنے کا سوچ رکھا ہے' جبھی تو مجھے کلاس میں صرف اسی دن جا کر پہلا لیکچر ڈلیور کرنا ہے جب زبور صاحب کا یونیورسٹی سے الوداع ہونے کے بعد پہلا دن ہو تب تک مجھے آفس کی ہر چیز سے واقفیت ہو جائے گی تو اچھا ہے بعد میں پرابلم نہیں ہوگی۔

❁......❁......❁

شکر ہے کہ خرم کے میٹرک کے پرچے ختم ہوئے' میری تو بس سانس اٹکی ہوئی تھی اس کے ساتھ' کبھی پیپر کا قبل از وقت علم حاصل کرنا' تو کبھی کمرا امتحان میں ڈیوٹی دینے والے ٹیچر کا نام پتا معلوم کر کے سفارش لگوانا...... اُف! پیپر تو خرم کے تھے لیکن میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے تو کوئی فکر ہی نہیں تھی اور ہوتی بھی کیوں؟ فکر کرنے کے لیے آنیکت جو ہے۔

ویسے کبھی کبھار سوچتا ہوں کہ بھلا ہو اس وقت کا جب آنیکت کو پڑھا لکھا دیا' نہ صرف یہ کہ اس کی وجہ سے خرم اور سبیقہ کی ٹیوشن نہیں لگوانی پڑی بلکہ گھر کی آمدن بھی ڈبل ہو گئی ہے یا پھر یوں کہوں کہ بھلا ہو اس کی ماں کا جس نے میری ہزار ہا مخالفت کے باوجود بھی میری منتیں کیں' واسطے دیئے اور آنیکت کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لیے لوگوں کے نہ صرف کپڑے تک سیئے بلکہ بیماری کے ایام میں وصیت بھی کر گئی کہ اس کے مرنے کی صورت میں آنیکت کے سگے باپ کی دو طلائی انگوٹھیاں بینک سے نکلوا کر ایک ایک پائی اس کی تعلیم پر خرچ کی جائے۔

اس کی ماں تھی تو تیز یا شاید وہ میرے رویے سے بھانپ چکی تھی کہ آنیکت کے ساتھ میرا سلوک ہمیشہ امتیازی ہوتا ہے' جبھی جانے کب اور کیسے اس کی پرنسپل کو اپنی وصیت بمعہ دستخط اور تمام تر بینک کی تفصیلات دے آئی تھی اور پرنسپل مہا تیز' یقیناً مجھے اس بات کی خبر نہ لگنے دیتی اگر ابھی کچھ ماہ پہلے مجھے ایک جاننے والے کے توسط سے یہ سب معلوم نہ ہوتا' یہ عورتیں ہوتی ہی چالاک اور مکار ہیں' دل میں ہزار ہا طوفان لیے چہرے پر یوں سمندر سا سکوت طاری کیے رکھتی ہیں کہ مجال ہے بندے کو بھنک بھی پڑ جائے کہ ذہن میں کیا کیا لاوے ابل رہے ہیں۔

مگر جو کچھ بھی ہوا لاعلمی میں وہ اپنی بیٹی کی زندگی سنوارتے سنوارتے میری زندگی بنا گئی ہے۔ آنیکت واقعی ایک سونے کی چڑیا ہی تو ہے' جس کے صرف پَر ہلنے سے سونے کی جھنکار سنائی دینے لگتی ہے اور اس سونے کی چڑیا کو مجھے بڑی احتیاط سے اس طرح اڑنا سکھانا ہے کہ پَر بھی کٹے ہوں اور پنجرہ بھی میرے ہاتھ میں رہے اور اس کے بعد وہ اس پنجرے میں چاہے تو سارا وقت اڑے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

❁......❁......❁

یہ کیا کہ ایک طور سے گزرے تمام عمر
جی چاہتا ہے اب کوئی تیرے سوا بھی ہو

میں کوئی بہت دل پھینک لڑکی تو نہیں ہوں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ کسی بھی خوب صورت لڑکے کو دیکھ کر اس سے دوستی کرنے کی خواہش ضرور ابھرتی ہے' سمانہ کہتی ہے کہ میری عادت بالکل لڑکوں والی ہے کیونکہ اس نے آج تک نہ تو کسی لڑکی کو یہ کہتے سنا ہے اور نہ ہی اس طرح کی لڑکی دیکھی ہے

اور وہ سچ ہی کہتی ہے آخر بچپن کی دوست جو ٹھہری' میرے ہر قسم کے ہنگامہ خیز عشق کا احوال اسے مکمل جزئیات کے ساتھ اب تک یاد ہے اور جب بھی کبھی وہ پاس بیٹھی ہوئی ہو گاؤں کی عورتوں کی طرح طعنے دینا ہرگز نہیں بھولتی اور میں بس مسکرا کر اس کے کھرے کھرے سچ سنتی رہتی ہوں۔

انہی سچائیوں میں سے یہ بھی ایک کھرا سچ ہے کہ آج تک صنفِ مخالف نے میری طرف متوجہ ہونا مناسب ہی نہیں سمجھا حالانکہ قبول صورت ہونے کے ساتھ ساتھ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ایک ماڈرن لڑکی ہوں لیکن اس کے باوجود کسی نہ کسی طرح سب کو میں نے خود ہی اپنی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کیا اور جب انہیں میری باتوں میں سکون اور میرے خوابوں میں راحت محسوس ہونے لگی تب تک میری نظر کسی اور پر ٹھہر چکی ہوتی۔ مانا کہ میں دل پھینک ضرور ہوں لیکن بدکردار نہیں' یعنی میں آج تک کسی سے کہیں' بھی ملنے نہیں گئی کہ میری یا ابا کی عزت پر حرف آتا اور آپس کی بات ہے کہ شاید ایسا ہو بھی چکا ہوتا لیکن اس آمیکت کی وجہ سے چاہنے کے باوجود بھی کبھی اپنے خوابوں کے وقتی شہزادے سے ملنے نہ جاسکی' خدا جانے کیسا رعب ہے اس کی شخصیت میں کہ اس کے سامنے کوئی بھی غلط کام کرتے ہوئے حکمتِ عملی کا مضبوط ہونا نہایت ضروری ہوتا۔

آج سے چند سال پہلے تک اپنے معاملات پر میں دل ہی دل میں اسے خوب گالیاں دیا کرتی تھی کہ جو خوامخواہ زبردستی کی بہن ہونے کے فرائض نبھانے پر تلی ہوئی ہے لیکن اب سوچتی ہوں کہ آمیکت کی وجہ سے جانے میں کتنی خوف ناک اور شاید عبرت انگیز گھڑیوں سے بچ گئی۔

تب اٹھتے بیٹھتے میری دعاؤں کا محور و مرکز صرف اور صرف کسی سے ملنا ہوا کرتا تھا' مگر آمیکت زبردستی مجھے اور خرم کو بٹھا کر پڑھاتی رہتی۔ اسی نے ایک مرتبہ دعائے نور کی کسی آیت کا حوالہ دے کر مجھے کہا تھا کہ "بعض اوقات انسان اپنے لیے شر کو خیر کی طرح مانگا کرتا ہے" یقیناً اسے مجھ پر شک ہو گیا ہوگا لیکن اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا' نہ ہی تب اور نہ ہی اب۔

اور یہاں تو ویسے بھی سب ہی اتنے کول ہیں' خیر میں بھی اب وہ پہلے والی سبیقہ نہیں ہوں کہ جسے دیکھا بس دل

ھاجرہ کنول

السلام علیکم! آنچل کے تمام اسٹاف اور قارئین کو میرا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام قبول ہو۔ میرا نام ہاجرہ کنول ہے' میرا نک نیم طابش ہے جو بہت کم بولا جاتا ہے۔ میں بھائیوں سے بڑی اور اکلوتی بہن ہوں۔ ماشاء اللہ سے تین بھائی ہیں' میں سیالکوٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں فروری کی آٹھ تاریخ کو پیدا ہوئی' والدین سے بہت پیار ہے' بھائیوں میں سب سے چھوٹے بھائی جو کہ تین سال کے ہیں ان سے بہت پیار ہے' ہماری فیملی بہت بڑی ہے سات چاچو اور پانچ آنٹی یعنی کہ پوری کرکٹ ٹیم ہے اور آگے ان کے بچے جو کہ میرے کزنز ہوئے۔ بہت ہی ذہین ہیں میں نے میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کیا ہے اور آگے ایف اے کی تعلیم جاری ہے' غصہ بہت کم آتا ہے' نظر انداز کردیتی ہوں' خوش رہنے کی عادت ہے۔ خوب صورتی اور تعلیم بہت متاثر کرتی ہے' مغرور اور خود پسند لوگوں سے نفرت ہے' تنہائی پسند ہوں' قناعت پسند ہوں' جو کھانے میں مل جائے کھا لیتی ہوں' امی جو لا کردیں پہن لیتی ہوں۔ جیولری میں کچھ بھی پسند نہیں' ساڑھی پسند ہے مگر کبھی پہنی نہیں۔ قرآن حفظ کرنے اور ترجمے سے پڑھنے کا شوق ہے' اس لیے گھر میں ہی شروع کیا ہوا ہے۔ پنجگانہ نماز ادا کرتی ہوں' چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے' اعتبار بہت جلدی کرلیتی ہوں' دوست بہت کم ہیں' شمع سندس اور طیبہ سعدیہ اور کزنز میں آمنہ جس سے ہر بات شیئر کرتی ہوں (شکریہ آمنہ جو برداشت کرتی ہو)۔ ہم سید خاندان سے ہیں' پردہ بہت زیادہ ہے اور مجھے بہت پسند ہے' ہاتھ میں ڈائجسٹ کانوں میں ہیڈفون' راحت فتح علی خان اور ہمیش کی فین ہوں ان کا میوزک بہت شوق سے سنتی ہوں' کہانیاں (آنچل سے) غزلیں' شعر بہت پسند ہیں' کسی کو دکھ میں دیکھ کر دکھی ہو جاتی ہوں' دل سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے' جو بیمار ہیں انہیں شفا عطا فرمائے آمین۔ سندس کو سلام! آخر میں سب مسلمانوں کے ڈھیروں دعائیں' اسٹاف اور قارئین کا ڈھیروں ڈھیر شکریہ' اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش و خرم رکھے آمین ثم آمین۔

دے بیٹھی اب تو کسی ایسے بندے سے ہی دوستی کروں گی جو مالی لحاظ پر بھی کم از کم اتنا تو مستحکم ہو کہ شادی سے پہلے اور بعد میں میرے نخرے بھی اٹھا سکے۔ ہاں! یونیورسٹی میں قدم رکھتے ہی میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ فائنل ایگزیمز کے ساتھ ہی میری شادی بھی طے ہو جانی چاہیے۔

لیکن ارے ہاں یاد آیا میں نے تو آمیکت کو پرفیوم کا کہنا تھا ویسے بھی آج کل میں اس کے ہاتھ کمیٹی آنے والی ہے بہتر ہے پہلے سے جا کر کہہ دوں ورنہ پھر خرم کا بچہ لاڈ دکھا کر اس سے پیسے بٹور لے گا۔

❁......❁......❁

ایک تو یہ دوست بھی کچھ عجیب ہی مخلوق ہوتے ہیں خوامخواہ ہر وقت آنکھوں کی جگہ ایکسرے مشین فٹ کر کے دیکھتے ہیں' خصوصاً تب جب بندہ کسی لڑکی سے بات کر رہا ہو۔ دو منٹ کا صبر اس مخلوق کے لیے ناممکنات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی وقت دوران گفتگو ہی بجائے اس کے کہ سامنے کھڑی لڑکی کو جا لینے دیا جائے اس کے سامنے ہی نہ صرف آنکھوں کے اشارے شروع کردیتے ہیں بلکہ کہنیوں کی مار بھی اسی وقت دی جاتی ہے' لاکھ آنکھیں دکھاؤ لیکن ڈھیٹ بچوں کی طرح عین مہمانوں کے سامنے آنکھوں کی زبان سے ناواقفیت ظاہر کرتے ہوئے اسی عمل میں ملوث رہتے ہیں جس سے انہیں ہزار بار منع کیا جا چکا ہو اور کچھ تو وہ لڑکی بھی ذرا چیکو ٹائپ کی تھی اب اسے کوئی یہ سمجھائے کہ بی بی اگر سمسٹر کے نزدیک یونیورسٹی آنا گوارا کر ہی لیا تھا تو فرداً فرداً ہر ایک سے ایک ہی بات پوچھنے کا مطلب؟ کیا کسی ایک کی بات پر اعتبار نہیں جو ہر ایک سے تصدیق کرواتی پھر رہی ہو۔ ویسے ان سب باتوں سے ہٹ کر اگر دیکھا جائے تو اس کا انٹرسٹ کلاس سے زیادہ کلاس فیلوز کے بارے میں جاننے میں تھا۔

کلاس اور ٹیکنکس کے متعلق ہماری دی جانے والی معلومات کے دوران اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھر رہے تھے۔ وہی ایک دوسرے کو دکھانے کے لیے بھی کہنیوں اور آنکھوں کا استعمال کر رہے تھے کیونکہ حق دوستی ادا کرتے ہوئے کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دوست کی آنکھوں سے یہ تاثرات قضا ہوں۔ آخر کینٹین جا کر پھر گپ بازی بھی تو کرنا تھی ناں۔ ان سب باتوں کے دوران مجھے خیال آیا تھا کہ اس لڑکی یعنی سبیقہ کو بھی میں نے پہلے دن اپنی کلاس میں تب ہی دیکھا تھا جب اس حسین تصور کو انسانی روپ میں ڈھلتے میں نے بالکل اپنے سامنے سے گزرتے دیکھا تھا۔ فاصلہ اتنا ہی تھا کہ میں کھلے آسمان تلے کھڑا تھا اور وہ بالکل میرے سامنے والی راہداری سے گزر کر جانے کہاں چلی گئی۔

مگر اس کی شخصیت کا پہلا تاثر' اعتماد سے اٹھی گردن اور قدموں کی پُر وقار چال میرے ذہن و دل پر کچھ اس طرح نقش ہوئی کہ بس ایک بار دیکھا ہے اور پھر سے دیکھنے کی تمنا لیے روز اسی راہداری کو تکتا ہوں جہاں سے وہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔

❁......❁......❁

کہتے ہیں ناں کہ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ اور ہے' بالکل اسی بات کو سوچتے ہوئے بے اختیار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ حسین قول یاد آ رہا ہے "جس میں وہ خدا کو پہچاننے کا ذریعہ اپنے ارادوں کے ٹوٹنے کو بتاتے ہیں۔" واقعی عظیم لوگوں کی عظیم باتیں! میں آج جب کشور آپا سے اپنی کمیٹی وصول کر رہی تھی تب ذہن میں ارادے کچھ اور تھے مگر اب جب روپے اسی ٹیبل کے دائیں طرف کے درمیانے دراز میں رکھے ہیں تو دماغ میں خیالات ذرا اور قسم کے ہیں۔

دراصل پچھلے کالج میں بھی اپنے پہننے' اوڑھنے کا کبھی کوئی خاص خیال نہیں رکھا تھا اور تنخواہ ہمیشہ یہ گھی کے اور گھی والے کے' کرتے پتا نہیں کب آتی اور کہاں جاتی' کبھی سمجھ نہیں آئی تھی مگر اب یونیورسٹی میں اپنا وقت گزارنے کے بعد میں نے سوچا تھا کہ زیادہ نہ سہی لیکن چار پانچ جوڑے تو اس دفعہ ضرور ڈھنگ کے بنوا ہی لوں گی اور پھر انہی کے ساتھ پورا سال نہ سہی چھ مہینے تو بخوبی گزر جائیں گے اور اسی نیت سے کشور آپا سے کمیٹی لینے کے بعد پہلے تو میں نے سوچا کہ انہی کے ساتھ جا کر کپڑے خرید بھی لاؤں' ویسے بھی وہ مہینے بھر کا سودا سلف لینے جا ہی رہی تھیں مگر پھر میں نے سوچا کہ سبیقہ کو ساتھ لے کر جاؤں گی تاکہ ایک اچھا سا جوڑا وہ بھی لے لے' آخر میری چھوٹی بہن ہے خوش ہو جائے گی۔

لیکن...... وہ تو شاید کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھی' جبھی

اب سے کچھ دیر پہلے میرے کمرے میں آ کر وہ پرفیوم لینے کی خواہش کا اظہار کر چکی ہے اور پرفیوم بھی کون سا DIOR۔ میں نے اسے اپنے تئیں سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ BOSS, ARMANI, DIOR یا اس جیسے دوسرے پرفیوم ہماری کلاس کے لوگوں کے لیے نہیں ہوتے بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمارے اکنامکس کے پروفیسر صاحب کہا کرتے تھے کہ اتنی دیرپا خوشبوئیں تو ایجاد ہی سیاستدانوں کے لیے ہوئی ہیں تاکہ وہ اپنے حلقہ کے غریب عوام میں جس قدر بھی گھل مل جائیں ان کے محنت کے پسینے کی بو ان امیر زادوں کے کپڑوں میں نہ گھس سکے۔

مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ سبیقہ شروع سے ہی نہایت ضدی ہے اور جب تک اس کے سامنے خرید کر یہ پرفیوم رکھ نہ دیا جائے اس کا منہ بنا ہی رہے گا اور میری پیاری بہنا کا منہ کسی ایسی خواہش کی تکمیل کے لیے بنے جو پوری کرنا میرے اختیار میں بھی ہو تو بھلا میں کیسے گوارا کروں گی اس کا ناراض ہونا۔

اگر حساب کروں تو سیدھی بات ہے کہ مجھے ملنے والی کمیٹی پندرہ ہزار کی ہے اور سبیقہ کا مطلوبہ پرفیوم بھی کم از کم بارہ ہزار تک آئے گا۔ یا ہوسکتا ہے پندرہ تک لیکن خیر بارہ سے کم تو کسی صورت بھی نہیں ہے اور بچنے والے تین ہزار سے میں کوئی اس طرح کا سوٹ تو لینے سے رہی جیسا میں سوچ رہی تھی تو...... تو...... ہاں خیال آیا میرے پاس سفید شلوار دوپٹہ تو ہے ہی اس لیے میں کچھ شرٹ پیسز لے آؤں گی جو سفید شلوار کے ساتھ پہنی جاسکیں گی' اسی طرح میرے پاس سیاہ شلوار اور دوپٹہ بھی مکمل طور پر نئے رکھے ہیں تو بس مسئلہ حل' سفید اور سیاہ کے ساتھ تو ہر رنگ اپنی نئی شناخت سے ابھرتا ہے تو کچھ شرٹ پیسز لے کر ان کے ساتھ پہن لیا کروں گی اور پھر خرم بھی میٹرک کرنے کے بعد آج کل فارغ ہے' میرا خیال ہے اس کا رزلٹ آنے تک اسے بھی کسی اکیڈمی وغیرہ میں ڈال دینا چاہیے کیونکہ میں خالی ذہن کو شیطان کا کارخانہ سمجھنے کی حامی ہوں اور پھر آج کل کی نسل میں نئے نئے نوجوانی کی حد کو چھوتے بچے' برائیاں جن کی طرف مقناطیسی کشش کی طرح لپکتی ہیں' انہیں تو کبھی بھی اور کسی بھی صورت فراغت کے ساتھ یہاں وہاں گھومنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے بلکہ میرا خیال ہے کہ شرٹ پیسز بھی رہنے دوں پہلے کسی جگہ خرم کا ایڈمیشن ہوجائے پھر اگر پیسے بچے تو ٹھیک ورنہ اگلی تنخواہ میں سہی۔

❁......❁......❁

بھئی واہ یونیورسٹی کے بارے میں جیسا سنا تھا اسے اس سے بھی بڑھ کر پایا' سبھی کتنی فرینکنس سے بات چیت کرتے ہیں ناں...... خود میں نے کلاس کے جتنے لڑکوں سے اب تک بات کی سبھی نے اس طرح کا رسپانس دیا جیسے پتا نہیں کب سے جانتے ہیں' اجنبیت' تکلف یا بیگانگی جیسی کوئی چیز تو تھی ہی نہیں کسی میں' لیکن نشوان صدیقی...... ہاں اس میں ضرور کچھ ATTITUDE نظر آرہا تھا اور آنا بھی چاہیے تھا کیونکہ بندہ جب ہینڈسم ہو' ہاتھ میں مہنگا سا موبائل لیے' ڈیزائنر ڈریس میں ملبوس ہو تو ATTITUDE تو آ ہی جاتا ہے ناں سو نیور مائنڈ۔

ویسے بھی مجھے لڑکیوں کے پیچھے بھاگتے لڑکے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے۔ مرد کو مرد ہی لگنا چاہیے کوئی پالتو جانور نہیں۔ اسی لیے میں نے سوچ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل یہی نشوان صدیقی جو آج میری بات سننے میں اکتاہٹ کا شکار معلوم ہو رہا تھا پھر مجھ سے بات نہ ہونے کی صورت میں ساری دنیا میں اکتایا اکتایا اور بولایا بولایا پھرا کرے گا۔

❁......❁......❁

اگر میں عورتوں کی اکثریت کو چالاک' مکار یا گھنی کہتا ہوں تو اس میں آخر غلط کیا ہے؟ اب آمیکت کی ماں کی مثال ہی میرے سامنے ہے' پہلے تو عشق و عاشقی کے زور پر اس کے باپ سے نکاح کرلیا اور وہ بھی اس طرح کہ وہ تو خالی ہاتھ رہ گیا' گھر سے نکال دیا گیا' ماں باپ' رشتہ داروں نے قطع تعلق کرلیا مگر اس کے سارے رشتے قائم و دائم رہے اور حیرت کی بات کہ ملنے جلنے والے پھر بھی اس کی اور اس کے میکے والوں کی عزت کرتے رہے اور مرتے دم تک کسی نے اس کے متعلق کوئی لفظ منہ سے نہ نکالا۔ کبھی تو وہ کہتی تھی کہ یہ کوئی دو طرفہ عشق نہیں بلکہ صرف آمیکت کے باپ کی طرف سے پسندیدگی تھی جو اسے دیوانگی کی حد تک لے جا کر اس انتہائی قدم کی طرف لے گئی کہ سب کے سمجھانے کے باوجود وہ تمام عیش و آرام کو ٹھوکر مار کر آ گیا۔

اس کے باپ کے رشتے داروں کا خیال تھا کہ آمیکت کی ماں اور گھر والے محض ان کی دولت پر نظر رکھے ہوئے ہیں مگر اس کے خالی ہاتھ رہ جانے کے باوجود دونوں میں مثالی محبت قائم رہی اور محبت کی انتہا یہ ٹھہری کہ اس کے مرنے اور مجھ سے شادی کے بعد بھی اس چالاک عورت نے مجھے کبھی اس کی جائیداد وغیرہ کے متعلق نہیں بتایا۔

لیکن خیر میں بھی یہ سب کچھ حاصل کرکے رہوں گا' آخر آمیکت کو بھی تو باپ کے حصے میں سے کچھ ملنا چاہیے کہ نہیں۔ اگر آمیکت کو میرا خیال نہیں تو مجھے تو اس کا خیال کرتے ہوئے جائیداد سنبھالنی ہی پڑے گی ناں مجبوراً......

اور ایک ہمارے رشتہ دار ہیں ہونہہ...... ایک سے بڑھ کر ایک لالچی اور خود غرض۔ بھلا بتاؤ ابا جان نے وراثت میں صرف ایک گھر چھوڑا وہ بھی چار کمروں کا اور ہم ٹھہرے پانچ بھائی دو بہنیں۔ اب بہنوں نے خدا جانے کس طرح دل پر پتھر رکھ کر جائیداد سے دستبرداری کا اعلان کیا مگر اب پانچوں بھائی اس چار کمرے کے گھر میں سے حصہ لینے کی خاطر عدالت میں جا کر جوتیاں گھسا رہے ہیں۔

حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چھوٹا بھائی ہونے کے ناتے سب اپنا اپنا حصہ مجھے دے دیتے کہ آخر ابا جان میرے پاس ہی تو تھے آخری دنوں میں اور اس گھر میں رہتا بھی میں ہی ہوں۔ یا چلو اگر ہمارے ابا جان ہی میں عقل کی کمی نہ ہوتی تو مرنے سے پہلے میرے نام کر جاتے لیکن وہ...... مر گئے ہیں اللہ بخشے' کہنا تو نہیں چاہیے مگر ایک نمبر کے عیار اور شاطر انسان تھے اور کچھ نہیں تو ان دوائیوں کا ہی حساب ذہن میں رکھتے جو میں ان کے لیے محلے کے ڈاکٹر نما کمپاؤنڈر سے سبھی شاپر بھر بھر کر لاتا تھا۔

مگر نہیں جناب انہیں تو اپنے بھلکوپن میں میرے تمام احسانات میں سے کوئی ایک بھی یاد نہ رہا (رہتا تو گھر میرے نام کر جاتے)۔

ہاں تو ٹھیک ہے ناں' میرے ساتھ جو جیسا کرے گا' ویسا ہی بھرے گا' مجھے عدالتوں میں گھسیٹنے کی جو مشقت دے گئے ہیں تو پھر مجھ سے بھی اپنی برسی وغیرہ کی امید نہ رکھیں۔ ہیں ناں دوسرے ان کے چار ڈرامے باز بیٹے' جو ہر سال برسی پر بڑے والے کے گھر جمع ہو کر اگربتیوں کی خوشبو میں سب محلے والوں کے ساتھ مل جل کر قرآن پاک پڑھتے ہیں اور یقیناً پھر بہنوں کے ساتھ مل کر میرے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہوں گے۔

❁......❁......❁

آج پروفیسر زبور کا ہماری کلاس میں لاسٹ لیکچر تھا۔ چلو اچھا ہی ہوا کہ وہ اب کلاس میں نہیں آئیں گے کیونکہ نہ تو وہ کسی کی سنتے ہیں اور نہ کسی کو کلاس میں بات کرنے کا حق دیتے ہیں بلکہ اکثر تو ایسا لگتا ہے کہ ابھی ابھی آفس میں بیٹھ کر پورا لیکچر یاد کرکے آئے ہیں اور اسی ڈر سے وائٹ بورڈ تک استعمال نہیں کرتے کہ کہیں رٹا رٹایا سبق ذہن سے ادھر اُدھر نہ ہوجائے۔

ظاہری طور پر تو تمام اسٹوڈنٹس انہیں کھڑے ہوکر مختلف انداز میں خراج تحسین پیش کررہے تھے مگر دل سے شکر ہے جیسی بلند ہوتی صداؤں سے بھی واقف تھے۔

لیکن یہ سبیقہ تو شاید نرا ہی ڈرامہ ہے' دو دن ہوئے نہیں ان کے پاس پڑھتے ہوئے اور باقاعدہ پیپر پر ان کے لیے الوداعی کلمات اور نیک خواہشات لکھ کر ڈائس تک انہیں نہ صرف دینے گئی بلکہ ہاتھ میں پکڑی ڈائری پر آٹو گراف دینے کی خواہش کا اظہار بھی کر ڈالا' کلاس میں موجود سب اسٹوڈنٹس حیرت سے اس کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے۔

آٹو گراف لینے پر اعتراض کسی کو نہ ہوتا اگر وہ کافی عرصہ ان کے پاس پڑھ چکی ہوتی تو استاد اور شاگرد کے درمیان ایک قدرتی مانوسیت کا رشتہ استوار ہوتا بلکہ ان کے پاس شروع سے پڑھنے والے اسٹوڈنٹس بھی سبیقہ کے اس عمل پر حیران اور کینٹین جانے کے انتظار میں تھے تاکہ دل ہلکا کیا جاسکے۔

یہی وجہ تھی کہ اس کے واپس جانے پر سب نے اسے مڑ کر دیکھنا اپنا فرض خیال کیا اور پھر مسکراتے لبوں سے پروفیسر زبور کی جانب متوجہ ہوئے جو سبیقہ کی اس غیر متوقع پزیرائی پر جھینپے کھڑے تھے۔

❁......❁......❁

کل سے میری پریکٹیکل لائف کے ایک نئے باب کا آغاز ہونے جارہا ہے۔ زبور صاحب اپنا آخری لیکچر دے کر اور اسٹاف سے الوداعی پارٹی لے کر جاچکے ہیں۔ ابھی کل کے لیکچر ہی کی تیاری کرکے بیٹھی ہوں۔ سبیقہ کا خیال ہے کہ یونیورسٹی میں کسی کو بھی یہ پتا نہ چلے کہ میں اس کی بہن ہوں' اس لیے کہ وہ نہیں چاہتی کہ مجھ پر کبھی کسی بھی

معاملے میں اس کی فیور کرنے کا الزام آئے اور میری پروفیشنل لائف میں کسی طرح کا کوئی پرابلم کری ایٹ ہو۔ انہی باتوں سے تو میرے دل میں اس کی محبت اور زیادہ بڑھنے لگتی ہے اور اسی وجہ سے اس کا پسندیدہ پرفیوم خریدنے پر لحہ بھر کے لیے بھی میرے دل نے کوئی احتجاج نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کی طرح ایک خوشی محسوس کی۔

مختلف لوگوں سے پوچھنے اور معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے خرم کو کالج کے ایڈمیشن اور میٹرک کا رزلٹ آنے تک انگلش لینگویج کورس کروانے کا سوچا ہے یوں بھی آج کل ڈگری کون دیکھتا ہے سب سے پہلے تو بول چال نوٹ کی جاتی ہے اس لیے میں چاہتی ہوں کہ ان چند ماہ میں خوامخواہ ادھر اُدھر گھومنے کے بجائے روز دو گھنٹے اکیڈمی میں کلاس لے کر انگلش زبان کو اس قدر سیکھ جائے کہ ایک تو کالج میں تمام مضامین اس کی مٹھی میں رہیں گے اور دوسرا ٹیچرز پر اس کے اوائل روز کا بہترین تاثر بھی قائم ہو پائے گا۔

خیال تو یہی تھا کہ میں خود پہلے دن خرم کے ساتھ جاتی مگر اس کا کہنا ہے کہ اپنے دوستوں وغیرہ کے سامنے اسے اچھا نہیں لگے گا میرا ساتھ جانا۔ اس لیے میں نے اسے فیس کے پیسے دے دیئے ہیں تاکہ ابا کے ساتھ چلا جائے۔ یہ لڑکے بھی ناں ذرا سا قد کیا نکالتے ہیں بہنوں کے ساتھ اپنے یار دوستوں کے سامنے جانے سے گریز کرنے لگتے ہیں۔ جیتا رہے، خرم کا اس طرح کہنا مجھے اس بات کا احساس دلا گیا ہے کہ میرا بھائی اب ماشاء اللہ جوان ہو گیا ہے، اس کی دو ماہ کی فیس کے پیسے نکالنے کے بعد بمشکل دو شرٹ پیسز کے پیسے بچے تھے، جو خریدنے کے بعد حسب معمول میں نے ابا کو دکھائے۔

❁.....❁.....❁

وہی ہوا جس کا مجھے یقین تھا۔ آج صبح آئینے نے مجھے اس بات کا تو یقین دلا دیا تھا کہ میں بہت پیاری لگ رہی ہوں، اس پر میرا من بھاتا پرفیوم اپنی سحر انگیز خوشبو کے ساتھ پورا دن میرا ساتھ دیتا رہا اور...... اور جب میں پروفیسر زبور کے پاس ڈائس پر گئی تو جس طرح تمام کلاس فیلوز مسکراتے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے ان کے انداز سے وہ حسرت بخوبی محسوس کی جا سکتی تھی جو ان کے دل میں یقیناً میرے لیے جاگ رہی ہو گی اور یہی نہیں بلکہ میں واپس سیٹ پر جانے کے لیے جان بوجھ کر ذرا سست روی سے چلی تاکہ میرے وجود سے اٹھتی خوشبو سے سب مسحور ہو جائیں اور یہی ہوا بھی۔ خوشبو کے تعاقب میں سب کی گردنیں میرے تعاقب میں مڑی رہیں تاوقتیکہ میں بیٹھ نہ گئی اور اس سب میں میرے لیے سب سے زیادہ خوشی کی بات تھی۔ نشوان صدیقی کا یوں سورج مکھی کا پھول بنے گھوم جانا۔

یعنی پہلا مرحلہ تو طے ہوا......

یہی نشوان صدیقی اس دن مجھ سے بات کرتے ہوئے اکتایا ہوا تھا مگر آج اس کی آنکھوں میں بھی مسکراہٹ تھی...... واؤ، سو کول۔

ایک تو ابا نے میرے ساتھ اس آمیکت کا دم چھلا لگا کر پتا نہیں کس عمل کا بدلہ لیا ہے، ہونہہ اچھا تھا اسی دو کنال کے کالج میں پڑی رہتی خوامخواہ اس یونیورسٹی میں ٹرانسفر کروا دیا، میں تو سوچتی ہوں اگر کسی کو پتا چلے کہ یہ میری بہن ہے (سوتیلی سگی کون پوچھتا ہے) تو مجھے کتنی شرمندگی ہو گی۔

نہ تو اس کا حلیہ اس قابل ہے کہ میں اپنی بہن کہہ کر اس کا تعارف کرواؤں اور نہ ہی اور کوئی خاص بات، اسی لیے میں نے اسے منع کر دیا تھا کہ اپنے کسی بھی عمل سے یہ ظاہر نہ ہونے دے کہ ہم دونوں میں کوئی رشتے داری ہے۔

❁.....❁.....❁

سگی اولاد سگی ہی ہوتی ہے اور سوتیلی سوتیلی۔ اس میں حقیقتاً کوئی شک نہیں اور یہ بات میں اپنے حالیہ تجربے سے لکھ رہا ہوں یعنی اپنے لیے تو آمیکت ہزاروں خرچ کر کے کپڑے لے آئی اور لا کر مجھے دکھا بھی رہی ہے لیکن ایک پل کے لیے اس نے یہ نہ سوچا کہ میرے لیے بھی کپڑوں کے دو چار جوڑے خرید لیتی۔

پتا بھی ہے کہ عدالت کے چکر لگانے پڑتے ہیں پھر دفتر اور دفتر چھوڑو ویسے بھی تو باہر کتنے ہی لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے مگر نہیں جی سوتیلا پن ضرور اپنا آپ دکھا کر ہی رہتا ہے، اس بچے کا منہ بند کرنے کے لیے کچھ روپے دے دیئے ہیں کہ جاؤ ابا کے ساتھ اکیڈمی میں جا کر داخلہ لے لینا۔

ہاں بھئی اب تو اعلیٰ یونیورسٹی میں جانے کے بعد خود کو مہارانی سمجھ رہی ہو گی ناں آمیکت بھی اور میرے پاس اتنی فرصت کہاں کہ خرم کے ساتھ اکیڈمی کے چکر لگاؤں اور پھر اب وہ بچہ تھوڑی ہے کہ اس کا داخلہ کروانے جاؤں، پیسے اس کے پاس ہیں جیسے دوسرے یار دوست جائیں گے داخلہ فارم بھرنے وہ بھی چلا جائے۔

❁.....❁.....❁

جب سورج ڈوبے سانجھ بھے
اور پھیل رہا اندھیارا ہو
کسی ساز کی لے پر چھنن چھنن
اک گیت کا مکھڑا جاگا ہو
ہو چاروں گوٹ سگندھ بسی
جوں جنگل پہنا گجرا ہو
اک گوٹ روپہلے تاروں کی
اور بیچ سنہرا چندا ہو
اس سندر ہشیل
شانت سے
ہاں بولو...... بولو پھر کیا ہو
ہو جس کا ملنا ناممکن
وہ مل جائے تو کیسا ہو

مجھے تو آج اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا، کیا دعائیں اس طرح بھی قبول ہوتی ہیں؟ صحرا میں چلتی بادِ نسیم کے نرم گداز احساس کی مانند یا تپتی جلتی پیاسی زمین پر پڑنے والی پہلی پہلی پھوار کی طرح۔

آج میں بہت خوش ہوں اسی طرح جیسے برسوں کا پردیسی بنا اطلاع کے ایک دم گھر کی ڈور بیل بجائے بغیر ہی اندر آ کر بس آپ کے سامنے آ کھڑا ہو تو دل کی حالت بھلا کیا ہو گی اور ایسی صورت میں جب کہ آپ اس پردیسی کے آنے کی اٹھتے بیٹھتے دعائیں مانگا کرتے ہوں، میرے ساتھ بالکل وہی معاملہ ہوا ہے آج......

پروفیسر زبور گو کہ جا چکے تھے اور کوئی بھی اتنا پڑھا کو واقع نہیں ہوا تھا کہ اپنے تعلیمی مستقبل کا خیال کرتے ہوئے نئے آنے والے پروفیسر کے بارے میں معلومات حاصل کرتا، بس اسی لیے ہم سب "جو آئے گا دیکھا جائے گا" کہتے ہوئے پیریڈ اسٹارٹ ہونے پر بھی اپنی باتوں میں ہی مگن تھے۔ کوئی اپنی سیٹ پر مکمل طور پر پیچھے کی جانب گھومے بیٹھا تھا تو کوئی سیٹ پر پاؤں رکھے کتابوں کی جگہ خود تشریف فرما تھا۔ کچھ لڑکے اور لڑکیاں دونوں انگوٹھوں کی مدد سے بجلی کی رفتار کو مات دینے کا عہد کیے تیزی سے موبائل کی ننھی سی اسکرین پر اپنے دل کے وقتی جذبات کے اظہار کے لیے لفظوں کے پہاڑ بنا دینے پر تلے ہوئے تھے تو کچھ ماڈرن پڑھاکو کورس بک کے بجائے موبائل پر فیس بک کھولے کتابی چہرے پڑھنے میں مصروف تھے۔

ایسے میں کلاس ڈور پر ہوتی مسلسل مگر زوردار ٹک ٹک نے سب کو سیدھا بیٹھ کر اس جانب متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا جہاں کوئی اور نہیں وہی سادگی کا پیکر موجود تھی جس کی تلاش میں تقریباً ہر کلاس کی لڑکیاں دیکھ چکا تھا اور آج وہ خود ہماری کلاس کے باہر موجود تھی۔

اس کی شخصیت میں جانے کیسا وقار تھا کہ سبھی پل بھر میں مکمل نظم و ضبط کے ساتھ بیٹھنے پر مجبور ہو گئے اسی دوران وہ مکمل اعتماد کے ساتھ ڈائس پر آئی ہاتھ میں پکڑے نوٹس ڈائس پر رکھنے کے بعد دونوں ہاتھ ان پر رکھے اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے ایک طائرانہ نظر پوری کلاس میں ڈالی۔

گو کہ ہم سب ہی اسے ایک اسٹوڈنٹ سمجھے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود پوری کلاس کو یوں سانپ سونگھا ہوا تھا کہ کسی کو یہ پوچھنے کا خیال بھی نہیں آیا کہ آخر وہ کون ہے اور ہماری کلاس میں آئی کیوں ہے؟ بعض اوقات سینئرز کو شرارت سوجھتی تو وہ خود کو پروفیسر ظاہر کیا کرتے تھے مگر یہ شروع کے دنوں کی بات تھی۔

ابھی ذہن انہی دھاگوں کو سلجھانے میں لگا تھا کہ کلاس کے سناٹے میں اس کی خوب صورت آواز ابھری۔

"آمیکت......!"

ہاں اپنا فرسٹ انٹروڈکشن دیتے ہوئے سب سے پہلے اس نے اپنا نام بتایا تھا اور یہ بھی کہ اب وہ پروفیسر زبور کی جگہ ہمیں پڑھایا کرے گی۔ اس بات پر سبھی خوش تھے، ظاہر ہے جب ٹیچر ایسا ہو تو پڑھنے والے تو خوامخواہ ٹیوشن بھی پڑھانے کی ضد کرنے لگتے ہیں۔

وائٹ بورڈ پر تیزی سے چلتا مارکر مختلف دلائل اور حوالوں کے ساتھ تیار کیا گیا لیکچر اور پھر بات کرتے کرتے یونہی ایک دم کسی بھی اسٹوڈنٹ کو مخاطب کر کے اس سے رواں لیکچر کے متعلق سوال کرتے ہوئے اب

تک کے بیان کو مختصر کر کے چند جملوں میں دوسرے کلاس فیلوز کو سمجھانے کا کہہ کر ایک طرف تو اس نے پوری کلاس کو مکمل طور پر چوکنا ہو کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا تھا تو دوسری طرف بھی اس کے طریقہ تدریس کو سراہ رہے تھے اور سب کے منہ سے اس کی تعریفیں پتا نہیں کیوں مجھے اپنی ہی تعریف معلوم ہو رہی تھی۔

❁......❁......❁

جہاں جہاں ہے میری دشمنی سبب میں ہوں
جہاں جہاں ہے میرا احترام تم سے ہے

آج میرا پہلا لیکچر تھا اور میں نے امی کو بہت یاد کیا' بہت کمی محسوس ہوئی ان کی کیونکہ مجھے یاد ہے کہ امی بچپن سے ہی مجھے ایک اچھی استاد کے روپ میں دیکھنے کی خواہش مند تھیں اور آج میں جو کچھ بھی ہوں خدائے عزوجل کی رحمت و مدد کے بعد صرف اور صرف امی کی دعاؤں اور پھر ابا کی پُرخلوص کوششوں سے ہوں۔

نئی کلاس اچھی تو ہے لیکن اسٹوڈنٹس عمر میں پچھلے اسٹوڈنٹس سے بھی بڑے ہیں اور دیکھنے میں تو اسٹوڈنٹ لگتے بھی نہیں' ماشاءاللہ۔ لیکن میرے ساتھ آج فرسٹ لیکچر میں بھی نے بہت اچھا رسپانس دیا اور کم عمر ہونے کی وجہ سے خوامخواہ بدتمیزی وغیرہ جیسا کوئی رویہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ سبیقہ کو تمام اسٹوڈنٹس کے بیچ دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی اور اس کی موجودگی کا احساس میرے لیے انرجی کا باعث بنتا رہا۔ بالکل اسی طرح جیسے اسٹیج پر (اسکول کے زمانے میں) پرفارم کرتے ہوئے میں سب کے درمیان بیٹھی امی کی موجودگی کا احساس خود پر یوں طاری کرتی کہ پھر اس انرجی کے سامنے کوئز ہوتا یا تقریری مقابلہ' جیت میرے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہوتی۔

آج سبیقہ کی موجودگی میں میں نے اپنے اندر وہی انرجی محسوس کی تھی۔ خرم نے اکیڈمی جانا شروع کر دیا ہے ابا چونکہ شام کو فارغ ہوتے ہیں اس لیے شام کی شفٹ منتخب کی گئی ہے' اس طرح ابا ہی اسے ساتھ لاتے اور لے جاتے ہیں۔

❁......❁......❁
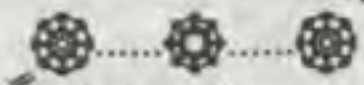
آخر آج آنیکت ہماری کلاس میں آ ہی گئی' ہونہہ کتنی اولڈ ڈیٹڈ سی لگ رہی تھی اس کی پرسنلٹی...... لیکن ہے بڑی تیز ہر اسٹوڈنٹ سے فرداً فرداً اس کا مختصر تعارف معلوم کر کے دراصل ان کی حیثیت کا اندازہ لگا رہی تھی۔ لیکچر کے لیے تیاری تو خیر اس نے کی ہوئی تھی مگر مجھے تو کوئی خاص متاثر کن نہیں لگا اور پھر جانے بار بار مجھے کیوں دیکھ رہی تھی یقیناً صرف یہ باور کرانے کے لیے کہ دیکھو سبیقہ عمروں میں معمولی فرق کے باوجود میں یہاں اور تم وہاں بیٹھی ہو۔

خدا خدا کر کے اس کا پیریڈ ختم ہوا' مجھے اندازہ نہیں تھا کہ صرف ایک ہی پیریڈ لینے کے بعد سب اس کے پڑھانے کے طریقے کو مثالی قرار دینے لگیں گے...... پاگل کہیں کے۔

❁......❁......❁

آنیکت کا یونیورسٹی میں پہلا لیکچر بھی ہوا اور آج ہی رشتہ آنے کی بھی خوش خبری ملی۔ ظاہر ہے سبیقہ کے لیے ہی کل وہ لوگ شام کو سبیقہ کو دیکھنے آ رہے ہیں۔ خرم نے اکیڈمی جانا شروع کر دیا ہے' میرا خیال ہے تین گھنٹے روز شام کو جاتا ہے اور دوست کے ساتھ ہی واپس آ جاتا ہے۔ میرے پاس کہاں اتنا ٹائم ہے' میں نے تو آج تک اس کی اکیڈمی کا بیرونی گیٹ تک نہیں دیکھا اب اگر میں زمین جائیداد کے پیچھے خوار ہو رہا ہوں تو وہ بھی تو اسی کو ملے گی ناں۔

❁......❁......❁

امی کا خیال ہے کہ یونیورسٹی لائف کے دوران ہی میری منگنی ہو جانی چاہیے تاکہ امتحانات سے فارغ ہوتے ہی وہ میرے سر پر سہرا سجانے کا اپنا دیرینہ خواب پورا ہوتا دیکھ سکیں۔ ویسے بھی اپنا کاروبار ہونے کی وجہ سے شادی کے لیے جاب ملنے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے تک کا انتظار کرنے جیسا کوئی سین تو ہے نہیں۔ اسی لیے آج کل وہ بہانے بہانے سے میری منگنی اور پھر شادی کا ذکر لے بیٹھتی ہیں۔

لیکن انہیں کیا پتا کہ لڑکی تو میں پسند کر بھی چکا ہوں بس اسے اپنے جذبات سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے بعد ہی میں انہیں اپنی پسند کے بارے میں بھی بتا پاؤں گا کیونکہ مجھے سبیقہ جیسی چیپکو لڑکیوں سے تو سخت نفرت ہے ہی' پتا نہیں کیوں بہانے بہانے سے کبھی کینٹین میں اور کبھی یونہی ہم یار دوستوں کے درمیان گپیں مارتے وقت آ جاتی ہے۔

اب بندہ اس سے پوچھے کہ بی بی تمہاری اپنی کوئی دوست نہیں ہے جو یوں لفٹ مانگنے کے لیے پیچھے پیچھے پھرتے ہوئے کبھی اپنا پین ہمارے پاس بھول جاتی ہو تو کبھی سن گلاسز......

اور چلو مان لیا کہ تمہاری کوئی دوست نہیں تو محترمہ اپنی دوستیں بناؤ کیونکہ یہ حرکتیں لڑکیوں کو بالکل زیب نہیں دیتیں اور پھر اور کوئی نہیں تو میں تو کہتا ہوں اپنی عزت خود کروانا آنیکت سے سیکھیں' جسے دیکھتے ہی لڑکے بھی باعزت طریقے سے بی ہیو کرنے لگتے ہیں اور میرے دل میں سبیقہ کی بھرپور ناپسندیدگی کی ایک بنیادی وجہ اس کا اکثر اوقات آنیکت کے خلاف بولنا اور اس کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس پر تنقید کرنا ہے جو یقیناً میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔

❁......❁......❁

ابا آج کل پریشان ہیں اور میں جانتی ہوں اس پریشانی کا سبب سبیقہ کے رشتے کے لیے آنے والوں کا اس کے بجائے مجھے بہو بنانے کی خواہش کا اظہار کرنا ہے۔ خود مجھے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا اور نہ ہی میں ایسا کچھ چاہتی ہوں' اسی لیے میں نے ابا اور سبیقہ کو سمجھایا بھی ہے کہ وہ لوگ پریشان نہ ہوں کیونکہ ان کی مرضی کے بغیر ایسا کچھ نہیں ہوگا' ویسے خود میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ پہلے سبیقہ اور خرم کا مستقبل محفوظ ہو جائے' میری تو خیر ہے۔

میں تو خود آج کل بہت ڈسٹرب رہنے لگی ہوں۔ پروفیسر ہارون کا یوں بہانے بہانے سے میرے آفس کے چکر لگانا' میرے لیے شدید بے چینی کا باعث بن رہا ہے۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ میں ان سے خوف زدہ ہوں لیکن میں جانتی ہوں کہ ان کی اس طرح کی حرکتوں سے میری عزت پر حرف آ سکتا ہے کسی ایک زبان پر بھی اس طرح کی کوئی بات آ گئی تو اسے زبان زدِ عام ہونے سے بھلا کون روک سکتا ہے۔

اس کے علاوہ نشوان صدیقی جس کے دیکھنے کے انداز سے میں اکثر کلاس میں کھٹک سی جاتی ہوں' ذہین طالب علم ہے لیکن اس کے باوجود میں اکثر کلاس میں اس سے مختلف طرح کے سوال کر کے یہ یقین دہانی کرانے کی کوشش کرتی ہوں کہ کہیں وہ خیالوں کی دنیا میں کچھ سوچ تو نہیں رہا ہے مگر ایک بات تو طے ہے کہ پروفیسر ہارون اور نشوان کے دیکھنے کا انداز مکمل طور پر متضاد ہے۔

اور کچھ متضاد تو شاید خود میرے احساسات بھی ہیں کہ آج جب نشوان یونیورسٹی نہیں آیا تو کلاس میں اس کی کمی محسوس ہوئی حالانکہ دوسرے کسی اسٹوڈنٹ کی کمی اس طرح محسوس نہیں ہوئی مگر ہاں اسی طرح کے احساسات تمام ذہین طالب علموں کی غیر حاضری پر ہوتے ہیں اور میری پریشانی کی سب سے بڑی وجہ یونیورسٹی میں سبیقہ کے متعلق گردش کرتی ہوئی رائے ہے' جس سے میں بالکل بھی خوش نہیں ہوں۔

پتا نہیں کیوں آج کسی دوست کی کمی محسوس ہو رہی ہے' اس سیاہ مخملیں ڈائری کے علاوہ کوئی ایسا دوست' جس کے ساتھ میں اپنی تمام فیلنگز شیئر کرتی' اپنے دل کا بوجھ اس کے سامنے ہلکا کر کے ریلیکس ہو جاتی۔

اداس دل کی اداس باتیں
سمجھنے والا کوئی تو ہوتا
کہ جس کی باتوں سے دل سنبھلتا
کہ جس کی سنگت میں دل بہلتا
کہ جس کی ہلکی سی اک جھلک بھی
میرے دکھوں کو سمیٹ لیتی
فلک سے خوشیاں انڈیل دیتی
یا اس کی ہلکی سی مسکراہٹ
میری تھکن کو اتار دیتی
یا پھر چمکتی وہ آنکھیں اس کی
میرے جہاں کا نصاب ہوتیں
میرے دکھوں کی کتاب ہوتیں
جو مجھ کو چاہتا جو مجھ کو پڑھتا
گزرتے لمحوں کی سختیوں میں
کوئی تو مزاج شناس ہوتا

❁......❁......❁

آج کل تو ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی رشتہ لے کر آ رہا ہے اور یہ آنیکت جان بوجھ کر ان کے سامنے جا بیٹھتی ہے اور خدا جانے کیسی باتیں کرتی ہے کہ وہ لوگ بعض اوقات تو مجھے دیکھنے سے پہلے ہی اس کا رشتہ مانگ لیتے ہیں۔

ایکٹنگ تو کرتی ہے پریشانی کی لیکن میں جانتی ہوں کہ

دل میں تو لڈو ہی پھوٹتے ہوں گے اپنی ویلیو اور ڈیمانڈ دیکھ کر لیکن مجھے پروا نہیں کیونکہ میری منزل نشوان ہے مگر اب تو بہانے بہانے سے یہ آئیکت بھی کلاس میں اس سے سوال جواب کرنے لگی ہے' ہونہہ اگر یہ اس کے ساتھ کوئی چکر چلانا چاہتی ہے تو نہیں...... میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔

* * *

واقعی یہ سچ ہے کہ آج کل دنیا میں لالچ مکمل طور پر لوگوں کے ذہن پر اپنے پَر پھیلا چکی ہے یعنی رشتہ لے کر لوگ آتے ہیں سبیقہ کا اور پسند آئیکت کو کر جاتے ہیں' صرف اور صرف اس کی جاب کی وجہ سے لیکن میں بھی کوئی پاگل نہیں ہوں کہ سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو یونہی کسی کے حوالے کردوں' ابھی تو اس کے حصے میں آنے والی جائیداد کی ہی پیشیاں بھگت رہا ہوں پھر اس گھر کے حصے کرنے کا معاملہ بھی خیر سے عدالت میں ہے۔ سبیقہ کی شادی اور خرم کے اعلیٰ عہدے پر پہنچنے کے بعد ہی آئیکت کے بارے میں کچھ سوچا جاسکتا ہے۔

ادھر ہارون بے صبرا ہوا جارہا ہے' بھئی آئیکت کا ٹرانسفر کروانے کے عوض صرف یہی کہا تھا ناں کہ تمہاری آئیکت کے ساتھ شادی کردوں گا مگر کوئی اسٹامپ پیپر تھوڑی لکھ دیا تھا میں نے اور ٹھیک ہے اسے اپنی طرف متوجہ کرلو اور پھر ساتھ گھومو پھرو جہاں چاہے اور جب چاہے ساتھ لے جاؤ' اکٹھے وقت گزارو مگر شادی ابھی نہیں ہوسکتی آخر ہم نے بھی تو ابھی زندگی کے ہاتھ سے اپنا حق لینا ہے۔

* * *

پچھلے دنوں یونیورسٹی سے چھٹی کرکے سارا دن امی ابو کے ساتھ گزارنا بڑا فائدہ مند رہا اور وہ یوں کہ شام کو جب میں نے امی کے سامنے آئیکت کی بات کی تو انہوں نے میری امید کے عین مطابق رضامندی بھی دے دی۔

ہاں مگر آئیکت کی عمر کے متعلق ان کے خدشات ضرور تھے اور ان کا خیال تھا کہ میں اسٹوڈنٹ اور وہ میری استاد...... جانے عمر میں مجھ سے کتنی بڑی ہوگی مگر میرے یہ بتانے پر کہ وہ جاب تو کر ہی رہی ہے مگر پڑھ پرائیوٹ رہی ہے تو انہوں نے آئیکت کے گھر رشتہ لے جانے اور اسے دیکھنے کی منظوری بھی دے دی۔

مجھے واقعی اپنے پیرنٹس پر فخر ہے' جنہوں نے اپنا حسب نسب یا انا جیسی چیز کا ایک دفعہ بھی اظہار نہ کرتے ہوئے میری پسند کو بہر حال مقدم سمجھا۔ اب اگلا مرحلہ یعنی آئیکت تک اپنی پسندیدگی پہنچانا باقی ہے۔

* * *

آج صبح کا آغاز شدید الجھن سے ہوا۔ سبیقہ اور خرم ابھی سو رہے تھے میں ذرا جلدی جاگ گئی تھی کیونکہ رات بھی ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی اور کچھ اس لیے بھی کہ کل رات کو کچن صاف نہیں کرپائی تھی تو سوچا اب آنکھ کھل ہی گئی ہے تو اٹھ جاؤں کیونکہ یونیورسٹی جانے سے پہلے گھر کی صفائی ستھرائی کرکے جانا تو میرا معمول ہے ہی' بس یہ ذرا کچن کا اضافی کام تھا سوچا نبٹالوں۔

مگر ابا برآمدے میں کھڑے فون پر کسی سے بات کررہے تھے۔ اس وقت اتنی صبح بھلا وہ کس سے اور کیا بات کررہے ہیں اور خدانخواستہ کوئی مسئلہ تو نہیں' دل میں اللہ خیر کرے کا ورد کرتی میں ان کے پاس پہنچی ہی تھی کہ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی گھبراہٹ میں فون بند کردیا۔

''آئیکت کی جائیداد......'' یہ ہی الفاظ تھے بس جو مجھے سمجھ آئے مگر ابا کی اس قدر بوکھلاہٹ سمجھ نہیں آئی' بھلا میری کون سی جائیداد ہے میرے لیے تو میری سب سے بڑی جائیداد ابا' سبیقہ اور خرم کا پیار ہی ہے خیر...... خرم کو کچھ کتابیں خریدنا تھیں سو اپنے ماہانہ جیب خرچ میں سے کچھ پیسے اسے دیئے (کہ تنخواہ تو پوری ابا کے پاس ہی ہوتی ہے اور میں بخوشی انہیں دیتی ہوں جس میں سے وہ مجھے الگ بندھا جیب خرچ دے دیا کرتے ہیں ویسے بھی میرا ماننا ہے کہ مہینہ بھر کی آمدن گھر کے بزرگ کے ہاتھ میں دینے سے برکت ہوتی ہے)۔

یونیورسٹی پہنچی آفس کا لاک کھول کر اندر داخل ہوتے ہی قدموں سے کوئی چیز ٹکرائی مگر اس وقت میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ وہ ایک بلاشبہ اعلیٰ انتخاب کیا گیا' خوب صورت سا کارڈ تھا جس کے اندر کی عبارت نے حقیقتاً مجھے چونکا دیا تھا۔

''خواب اور خوشبو
دونوں ہی آزاد رو ہیں
دونوں قید نہیں ہوسکتے
میرے خواب
تمہاری خوشبو......

ایک اسٹوڈنٹ نہیں بلکہ دوست کی حیثیت سے آپ سے ملنا اور کچھ بات کرنا چاہتا ہوں' آپ مائنڈ تو نہیں کریں گی؟''

نشوان صدیقی

انگریزی میں تحریر کردہ اس سوالیہ عبارت نے خود میرے ذہن میں کئی سوال پیدا کردیئے ہیں' اس کی نظروں کا ارتکاز اب سمجھ آنے لگا ہے مگر جو کچھ وہ سوچ رہا ہے ایسا ممکن نہیں' باوجود اس کے کہ مجھے اس میں کوئی خامی نظر نہیں آتی مگر پھر بھی اپنے اوپر موجود کچھ ذمہ داریوں سے میں بخوبی واقف ہوں۔

ابھی کارڈ میرے ہاتھ میں ہی تھا کہ پروفیسر ہارون بغیر دستک دیئے میرے آفس میں چلے آئے' میں نے کارڈ فوراً سامنے رکھی کتاب میں رکھا اور حسب معمول انتہائی رکھائی سے (اپنی عادت کے برعکس) ان کے آنے کا مقصد پوچھا تو وہ خیر سے ''بس یونہی'' کہہ کر میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ یہ شخص میرے لیے کس قدر ذہنی اذیت کا باعث بن رہا ہے اس کا اندازہ کوئی نہیں لگاسکتا مگر سوچتی ہوں کسی سے بھی شکایت کرنے سے پہلے ابا کو اس بارے میں باخبر کرکے ان کا مشورہ لینا بہتر ہوگا۔

* * *

آج نشوان بہت بے چین سا لگ رہا تھا مگر کیوں؟ بھلا اسے کیا بے چینی ہوسکتی ہے۔ میں نے پوچھا بھی مگر اس نے کچھ بتایا نہیں اور پھر اس کے دوست کے ساتھ دوستی کرکے میں اس کے گروپ میں تو شامل ہو ہی گئی ہوں' اسی طرح اس کی زندگی میں بھی شامل ہوجاؤں گی۔ ابا بتارہے تھے کہ چند ہی مہینوں میں آئیکت کے حصے کی جائیداد کا فیصلہ بھی یقیناً ہمارے حق میں ہونے والا ہے تو ظاہر ہے پھر تو کوئی اسٹیٹس ایشو بھی نہیں رہ جائے گا جس کی بنیاد پر کسی کو بھی اس رشتے پر اعتراض ہو۔

* * *

سوچتا ہوں کہیں آئیکت کو شک تو نہیں ہوگیا کہ میں اس گھر کے ساتھ ساتھ اس کے حصے کی جائیداد کی حوالگی کا کیس بھی لڑ رہا ہوں اور اس کی طرف سے پاور آف اٹارنی بھی ظاہر کرکے بس آج کل میں اس جائیداد کا مالک بننے والا ہوں چلو اگر شک ہو بھی جائے تو میں جواب دے لوں گا اسے مگر اس وکیل کو میں نے اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ آئندہ بے وقت فون نہ کیا کرے۔

آئیکت آج کل ہارون کے رویئے سے بے زار ہے مگر سمجھ نہیں آتا کہ اس لڑکی میں پرانی روح کیوں سرایت کی ہوئی ہے ورنہ اسے تو چاہیے کہ ہارون کے ساتھ گھوم پھر کر اپنی مرضی کے تحفے تحائف وصول کرے اور پھر میں ہوں ناں اگر وہ شادی کا کہے گا تو ممکن حد تک اس میں تاخیر میں پیدا کرتا رہوں گا اور اگر اس نے پھر بھی جان نہ چھوڑی تو اس سے ڈیمانڈز ہی اتنی کروں گا کہ وہ خود ہی بھاگ جائے۔

دبے لفظوں میں سمجھایا تو ہے اسے اب دیکھو......

* * *

آئیکت بلاشبہ ایک اچھی استاد تو ہے مگر بہترین اداکارہ ہرگز نہیں ہے۔ آج وہ کلاس میں یہ ظاہر کرنے کی ناکام اداکاری کرتی رہی کہ اسے میرے کارڈ کے بارے میں کوئی علم نہیں اور نہ ہی اس نے وہ کارڈ پڑھا ہے۔

مگر وہ نہیں جانتی کہ کارڈ اس کے آفس کے بند دروازے کے نیچے سے اندر کھسکانے کے بعد میں اس کے آفس کے عین سامنے موجود رہا تھا مگر یقینی طور پر وہ اس بات سے بے خبر تھی۔ جبھی دروازہ بند کیے بغیر ہی کارڈ کھول کر پڑھنے لگی تھی' اس کی پشت اپنی جانب دیکھ کر میں اس کے چہرے کے تاثرات تو نہیں دیکھ پایا مگر ہاں یہ سکون ہے کہ کم از کم میرے دل کی بات اس تک پہنچ گئی ہے۔

عین اسی وقت پروفیسر ہارون کا آئیکت کے آفس میں جانا مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ میرا کارڈ پڑھنے کے دوران مداخلت کا باعث بنے بلکہ ان کا کچھ حق جتانے جیسا انداز مجھے زہر لگا تھا اور اس پر جب آئیکت اپنی کرسی کی طرف بڑھی تو اس کے چہرے پر موجود ناگواری اور شدید ناپسندیدگی مجھے بہت کچھ سمجھا رہی ہے لیکن اگر کبھی میرا شک حقیقت میں بدلا تو میں آئیکت پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔

آج کے دن کی ایک خاص بات یہ بھی تھی جو مجھے معلوم ہوئی کہ سبیقہ اور آئیکت دونوں بہنیں ہیں۔ دونوں کے انتہائی متضاد ہونے پر تو حیرت ہے ہی مگر سبیقہ کا اپنی بہن کے اس قدر خلاف بولنا اور سب کے سامنے ایسی باتیں کرنا

جس سے اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہونا قابل سمجھ ہے مگر جو بھی ہے اب آئیکت کی بہن ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ تعلقات تو خوش گوار رکھنے ہی پڑیں گے تاکہ مستقبل میں اسے کوئی شکایت نہ ہو آئیکت کی خاطر یہ بھی سہی۔

اک اجنبی سے ہاتھ ملانے کے واسطے
محفل میں سب سے ہاتھ ملانا پڑا مجھے

❁......❁......❁
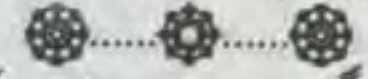
مجھے ابا سے ہرگز اس جواب یا مشورے کی امید نہیں تھی، پتا نہیں کیوں اور کیا سوچ کر انہوں نے پروفیسر ہارون سے دوستی کر لینے کا کہا۔ ان سے بات کر لینے کے بعد سوچا تو تھا کہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور میں پُرسکون...... لیکن ہوا اس کے برعکس اور نتیجتاً اس وقت میں بہت زیادہ ڈیپریس ہوں اور کس سے کہوں، کس سے مشورہ مانگوں، سوچتی ہوں تو کوئی نام ایسا ذہن میں نہیں آتا لیکن عجیب اتفاق ہے ناں کہ یہی کچھ سوچتے سوچتے جب اچانک میرا ہاتھ میز پر رکھی کتابوں سے ٹکرایا تو ایک کتاب میں رکھا وہی کارڈ زمین پر گر کر کھلا تو سامنے ہی نشوان صدیقی لکھا بخوبی نظر آ رہا تھا۔

❁......❁......❁

اور آخر وہی ہوا جس کی مجھے امید تھی، نشوان کا رویہ ایک دم بہت دوستانہ ہو گیا ہے اور یہ تو ہونا ہی تھا مجھ جیسی لڑکی کو بھلا کوئی کتنی دیر نظر انداز کر سکتا ہے۔ کچھ عرصہ گزرے پھر اسے کہوں گی اپنی ماں کو ہمارے گھر رشتے کے لیے بھیجے اور اس کے تیور بتا رہے ہیں کہ اس پر میرا جادو چل چکا ہے اس لیے انکار تو ہرگز نہیں کرے گا۔

❁......❁......❁

خرم زیادہ تر وقت اپنے دوستوں کے ساتھ پڑھائی میں گزارنے لگا ہے، اکیڈمی میں ٹیسٹ جو ہونے والے ہیں اس لیے اس قدر دل لگا کر پڑھ رہا ہے کہ نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا، چلو اللہ اسے اس کی محنت میں کامیاب کرے۔

سبیقہ نے کہا کہ آئندہ گھر میں کوئی بھی اس کا رشتہ دیکھنے کے لیے نہ آئے کیونکہ وہ یونیورسٹی میں ہی کسی کو پسند کرتی ہے اور بہت جلد اس کی ماں رشتہ لے کر آئے گی۔

اچھا ہی ہوا کہ اس نے اپنا بر ڈھونڈ لیا یقیناً کوئی کھاتے پیتے لوگ ہی ہوں گے اور پھر ماں تو اس کی ہے نہیں جو اس کے رشتے ڈھونڈتی اور اگر ہوتی بھی تو یقیناً پہلے آئیکت کا ہی ڈھونڈتی خیر اب اس کا نصیب اچھا ہو ویسے میری بیٹی ہے ہوشیار، اپنی باتوں سے کسی کا بھی دل مٹھی میں کرنا خوب جانتی ہے اور رہی بات جیب مٹھی میں کرنے کی تو وہ میں سکھا دوں گا اور عیش ہی عیش کرے گی میری لاڈلی۔

❁......❁......❁

آئیکت نے اب تک میری کسی بات کا جواب نہیں دیا ہے لیکن اب میرا خیال ہے کہ ان ڈائریکٹ طریقے چھوڑ کر مجھے براہِ راست اس سے بات کرنا ہوگی۔

دل کی بات تو بتانا ضروری ہے کیونکہ اب یہ احساسات میں اس کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔

❁......❁......❁
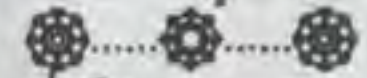
آپ برہم ہی سہی بات تو کریں ہم سے
کچھ نہ کہنے سے محبت کا گماں ہوتا ہے

نشوان کی طرف سے آفس میں موجود ایک اور کارڈ میرے سامنے ہے، میرا خیال ہے صرف نظر انداز کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ مجھے اس سے بات کرنی چاہیے تاکہ اسے ٹھیک طریقے اور مناسب لفظوں میں سمجھا سکوں۔

اس کے علاوہ پروفیسر ہارون کے خلاف میں نے ڈین کو شکایت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، آج کل تو وہ چھٹی پر ہیں، ان کے واپس آتے ہی میں ان سے ملوں گی۔

سبیقہ جہاں آج کل خوش رہنے لگی ہے وہیں خرم کے رویے میں کچھ تبدیلی محسوس کر رہی ہوں۔ پتا نہیں اکیڈمی میں کوئی پرابلم چل رہی ہے یا دوستوں میں...... وقت نکال کر میں خود اس کی اکیڈمی جاؤں گی، یوں تو ابا لاتے اور لے جاتے وقت اس کے ساتھ جاتے ہی ہیں لیکن نہیں، میں خود ایک بار جا کر اپنی تسلی کروں گی۔

❁......❁......❁

اس وقت میرا دماغ پھٹنے کے قریب ہے یعنی نشوان جسے میں اپنی محبت میں گرفتار دیکھنے لگی تھی آج پتا چلا کہ وہ تو آئیکت کی دقیانوسیت (جسے وہ سادگی کہتا ہے) پر مرتا ہے اور شاید یہ سب مجھے کچھ پتا نہ چلتا اگر یونیورسٹی واپسی پر میں نے اپنی کتابیں اس کے کمرے کے دروازے کے عین ساتھ لگے میز پر نہ رکھی ہوتیں اور اس کے بعد جب میں وہی کتابیں لینے اس کے کمرے میں گئی اور اس جگہ موجود نہ پا کر جیسے ہی میز کے دراز کھولے تو ایک خوب صورت سے بڑے لفافے کو دیکھ کر چونک گئی۔

مگر مجھے کیا پتا تھا کہ یہ تو صرف ایک جھلک ہے اور پوری پکچر تو ابھی باقی ہے، اس لفافے کے اندر تو جیسے نشوان کے روزمرہ کی بنیاد پر دیئے گئے کارڈز کی ایک دنیا آباد تھی۔ میں نے ایک ایک کر کے وہ تمام کارڈز کھول کر دیکھے اور پڑھے۔

"ہونہہ......! اپنے دل کی بات کہنے کے لیے اشعار کا سہارا کتنی خوب صورتی سے لیا ہے نشوان نے اور اتفاق سے آج ہی میں نے اسے کوئی شعر سنانے کا کہا تو صاف جواب دے دیا لیکن اس آئیکت کو تو میں وہ سبق سکھاؤں گی کہ ساری عمر یاد رکھے گی، اسے اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ میرا ہی خیال کرتی۔"

"نمک پلید...... جس تھالی میں کھا رہی ہے اسی میں چھید۔ اس نے پل بھر کے لیے نہیں سوچا لیکن میں نے بہت اچھی طرح سوچ لیا ہے اور اسی لیے اب میں یہ عشق و عاشقی کے پروانے ابا کو دکھانے لے جا رہی ہوں کیونکہ موقع اچھا ہے، وہ محترمہ تو اس وقت خدا جانے کہاں اپنی سادگی کا جادو چلا رہی ہوگی۔ مکار کہیں کی۔"

❁......❁......❁

پڑھے لکھے لوگوں کے منہ سے سنا یہ جملہ کہ "تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے" خود میری زندگی میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ میں بس آنکھیں پھاڑے اور منہ کھولے وقت کے اس وار کو دیکھے ہی جا رہا ہوں۔

کئی برسوں پہلے جب میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ آئیکت کی ماں کو ضیغم جنون کی حد تک چاہنے لگا ہے اور غالب امکان ہے کہ وہ تمام عیش و عشرت پر لات مارتے ہوئے اسے اپنا بھی لے تو دل کی حالت بڑی عجیب سی ہوئی تھی، اپنی بے قدری پر بے بسی اور لاچارگی کا احساس تو ہوا ہی تھا مگر ایک شدید قسم کے حسد نے میری راتوں کی نیند اور دن کا سکون بھی چھین لیا تھا کیونکہ پڑوسی اور پھر نزدیکی رشتے دار ہونے کی وجہ سے میں تو اس پر اپنا حق سمجھے بیٹھا تھا۔ یہ ٹھیک تھا کہ میں اس کی ماں کے مقابلے میں نہایت کم پڑھا لکھا تھا، بے روزگار تھا مگر تھا تو اس کا رشتہ دار اور پھر اسے پسند بھی کرتا تھا۔ یار دوست میرے سامنے اس کی بات کرتے ہوئے بھابی کا لفظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن میرا رشتہ بھجوانے کے باوجود مجھ پر ضیغم کو فوقیت دی گئی اور ان دونوں کی شادی کر کے مجھے قطعی نظر انداز کر دیا گیا۔

لیکن نہیں...... تب ایسا ہوا ہوگا آج میں وہی کہانی اپنی سبیقہ کے ساتھ دہرانے نہیں دوں گا۔ میرے تو ابا جان خیر سے کچھ زیادہ ہی سیدھے انسان تھے اس لیے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا لیکن سبیقہ کا باپ میں ہوں جو ضد میں آ کر اور صرف اور صرف یار دوستوں کے طعنوں کی وجہ سے آئیکت کے باپ کو رستے سے ہٹا کر نہ صرف اس کی ماں سے شادی کر سکتا ہے بلکہ تمام جائیداد کا دعوے دار بھی بن سکتا ہے اور میں اپنی بیٹی کو اس کی پسند، اس کی چاہت یوں دلاؤں گا کہ نشوان کی طرف سے اپنی محبت کو قبولیت کی سند دینے کے لیے آئیکت کی طرف ارسال کردہ ان محبت بھرے الفاظ کا کوئی جواز باقی نہیں رہے گا۔

❁......❁......❁

میں اگر سبیقہ سے اب اچھی طرح بات کرتا ہوں تو صرف اس لیے کہ وہ آئیکت کی بہن ہے ورنہ اس جیسی لڑکیوں کے ساتھ بندہ ریزرو ہی رہے تو ٹھیک رہتا ہے خوامخواہ کبھی واک کی فرمائش تو کبھی شعر سنانے کی۔

اب بھلا میں کیوں اس کے سامنے اپنے الفاظ ضائع کروں جسے میں حقیقتاً ناپسند کرتا ہوں، اُف عجیب قسم کی لڑکی ہے۔

❁......❁......❁

زندگی نجانے کیسی کروٹ لینے کو ہے آج کل تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا، میں خرم کی بتائی گئی اکیڈمی گئی تھی مگر وہاں نہ تو اس کا ایڈمیشن ریکارڈ ہے اور ظاہر ہے پھر روز کی حاضری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو پھر ابا روز خرم کو کہاں سے لاتے اور لے جاتے ہیں اور اگر وہ اکیڈمی ہی جاتا ہے تو کون سی اور اس نے مجھے کچھ عرصہ پہلے اس اکیڈمی میں اپنا داخلہ ہونے اور باقاعدہ جانے کا کیوں بتایا؟

دماغ شدید الجھن کا شکار ہے اس پر پروفیسر ہارون نے آج نیا انکشاف کیا ہے کہ چند دنوں پہلے ابا نے اس سے دو لاکھ روپے لیے ہیں اور بدلے میں وہ میری شادی ان کے ساتھ کرنے والے ہیں اس لیے اب چند دن وہ میرے آفس میں نہیں آئیں گے، تاکہ رسم کے دن ہی ایک دوسرے سے ملاقات ہو۔

"اوہ میرے خدا! یہ سب کیا ہو رہا ہے ابا میرے ساتھ کبھی بھی ایسا کریں گے یہ بات تو خیر میں یکسر ماننے سے ہی انکار کرتی ہوں لیکن پروفیسر ہارون کا اس قدر واہیات الزام اور وہ بھی ابا پر...... میں ابا سے ضرور بات کروں گی تاکہ اسے سبق سکھایا جاسکے۔"

اس پر نشوان کی بولتی آنکھیں...... جلد ہی اسے بھی آفس میں بلا کر بات کرتی ہوں یوں بھی وہ ایک شریف اور سلجھا ہوا انسان ہے۔ جس کا ساتھ کسی بھی لڑکی کے لیے فخر اور اطمینان قلب کا باعث بن سکتا ہے۔ پہلے میں اس کی بات سنوں گی اور پھر اپنی ذمہ داریوں اور گھر کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی پرابلم سمجھاؤں گی تو یقینی طور پر وہ مان بھی جائے گا یا ہوسکتا ہے کہ وہ میری فیملی پوزیشن کے بارے میں جانتے ہوئے خود ہی پیچھے ہٹ جائے' امکان تو یہ بھی ہے کہ اس کی میرے لیے محبت اور دیوانگی محض وقتی ہو اور اب تک میری طرف سے کوئی بھی ردعمل ظاہر نہ کرنے پر وہ کسی اور جانب متوجہ ہوچکا ہو اور کارڈز کا سلسلہ محض عادتاً یا مجھے آزمانے کا ہی ہو۔

بہت کچھ ہوسکتا ہے لیکن پھر بھی دل کے ایک کونے میں چھپی یہ خواہش بھی ضرور ہے کہ کاش ایسا کچھ نہ ہو۔

❁......❁......❁
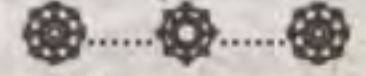
نشوان پر صرف اور صرف میرا حق ہے اور اپنا حق لینے کے لیے میں کوئی بھی طریقہ اختیار کرسکتی ہوں۔ ابا نے پہلے ہی پروفیسر ہارون کو آمیکت کے پیچھے لگا رکھا ہے۔ وہ مجھے اپنی سالی سمجھتے ہوئے اگر تحفے تحائف دیتے رہتے ہیں تو اس میں ان کا کوئی احسان مجھ پر نہیں ہے' البتہ احسان تو اب میں کروں گی ان پر' ان کی ہونے والی بیوی یعنی مسز آمیکت ہارون کے نام آنے والے محبت بھرے کارڈز ان تک پہنچا کر...... ہاں بھئی سالی ہونے کے ناتے ان کے گھر میں چوری کی نیت سے داخل ہونے والے کے نقب لگاتے ہی انہیں خبر تو کرنا ہی ہے ناں تاکہ بعد میں وہ یہ نہ کہیں کہ آخر بتانا تو تھا ناں میرے دو لاکھ روپوں اور تحائف کا حق تو ادا ہوجاتا۔

"ہونہہ......! بساط تو اب بچھے گی۔"

❁......❁......❁

خرم کئی دنوں سے گھر سے غائب ہے شاید پکنک وغیرہ پر گیا ہوگا دوستوں کے ساتھ پیسے تو ویسے بھی آمیکت سے لیے ہوں گے اس نے خیر مجھے کیا جوان اولاد ہے اپنی زندگی انجوائے کرے۔ میں اپنے ابا جان کی طرح کا باپ ہوں بالکل پسند نہیں کرتا جو ہم لڑکوں کو بھی مغرب کی اذان کے بعد باہر جانے سے منع کرتے تھے' جو بازار کی چیزیں صرف اس لیے ناپسند کرتے تھے کہ کھلی ہونے کی وجہ سے اکثر فقراء' مساکین اور مسافروں کی نظریں اس پر پڑتیں جو بعض اوقات استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے خریدنے سے تو ظاہر ہے کہ محروم ہوتے مگر نگاہوں میں خواہش اور حسرت ضرور ہوتی اور ابا جان کا کہنا تھا کہ جس کھانے پر ایسی نظریں پڑیں ان پر سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

خیر خرم کو تو پسند ہی باہر کا کھانا ہے اور میں اس پر کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں کرنا چاہتا' آمیکت مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتی تھی' لاکھ نظر انداز کرنے کی کوشش کی مگر آج آن ہی دھمکی اور پھر لے بیٹھی وہی ہارون کی گھسی پٹی باتیں۔

میں نے اسے سمجھایا کہ آج نہ سہی کل کو اس کی شادی تو کرنی ہی ہے اس لیے میں نے ہارون کا رشتہ منظور کیا ہے' ویسے بھی رشتے ملنا آج کل کے دور میں کوئی آسان بات نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو ہارون کل کو شادی کرنے سے مکر جائے۔ بس اس بات کی سیکورٹی کے لیے دو لاکھ روپے لیے تھے جو ظاہر ہے شادی ہوتے ہی لوٹا بھی دوں گا۔

بجائے اس کے کہ وہ اس بات پر میری احسان مند ہوتی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بس گھورتی ہی رہی اور میں تو اسی وقت کمرے سے باہر نکل جاتا اگر میری الماری میں ہارون سے وصول کیے گئے دو لاکھ روپے نہ رکھے ہوتے۔

ہاں بھئی آنکھوں سے تو نشوان صدیقی کے سپنے دیکھ رکھے ہوں گے ناں' ہارون کیسے جچے اب ان نظروں میں لیکن شاید آمیکت نہیں جانتی کہ جس چیز کو سیقہ اپنے لیے منتخب کرچکی ہو اسے دیکھنے تو کیا میں سوچنے کی اجازت بھی کسی کو نہیں دے سکتا۔

❁......❁......❁
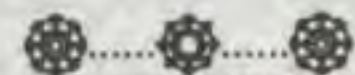
خوشی اور غم ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں' آج مجھے وہ خوشی ملی ہے جس کے لیے میں نے دن رات انتظار کیا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ آمیکت کو میرے جذبوں کی سچائی محسوس ہوئی اور اس نے مجھے اپنے آفس بلایا ہے۔

اتنی بڑی خوشی کا میرے دل میں شاید دیر تک ٹھہرنا نہیں لکھا گیا تھا جبھی اس خوشی پر وہ دکھ بُری طرح غالب آگیا ہے جو مجھے اس ڈائری کے پڑھنے کے بعد ہوا جو آج سیقہ غصے میں جاتے ہوئے بھول گئی تھی۔ میں نے بھی غیر اخلاقی طور پر اسے کھول کر اگر پڑھا بھی تو صرف اس نیت سے کہ ہوسکتا ہے اندر کہیں آمیکت کا فون نمبر لکھا ہو لیکن وہاں جو کچھ لکھا دیکھا' اس نے مجھے نہایت رنج میں مبتلا کردیا ہے۔

سیقہ کے اپنی بہن سے متعلق یہ سب خیالات جان کر بہت دکھ ہوا۔ اس نے تو بچپن میں سنی گئی کہانیوں کی سوتیلی بہن بننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس ڈائری سے تو یہی ثابت ہو رہا ہے کہ آمیکت کے ساتھ گھر میں کوئی بھی مخلص نہیں ہے اور وہ پروفیسر ہارون کا قصہ...... اوہ میرے خدا! اس معصوم اور سادہ فطرت لڑکی کے ساتھ یہ خود غرض اور مطلبی لوگ کیسا سلوک کر رہے ہیں۔ مجھے آمیکت کو یہ سب بتانا ہی ہوگا۔ اپنے جذبات' احساسات پھر سہی لیکن یہ آمیکت کی زندگی کا معاملہ ہے۔

اسی لیے میں نے سوچا کہ آج چپ چاپ کچھ بھی کہے بغیر محض یہ ڈائری اسے دے آؤں گا۔ میرے منہ سے اپنے ابا یا سیقہ کے متعلق یہ سب سن کر ہوسکتا ہے اسے یقین نہ آئے اور اگر وہ یقین کر بھی لے تو شاید ان سب حقیقتوں سے پردہ اٹھنے کے بعد میرے سامنے اسے شرمندگی محسوس ہو اور میں اس کا سر کبھی بھی جھکا ہوا دیکھنا نہیں چاہتا کہ وہ تو ہمیشہ سر اٹھا کر چلتی ہوئی ہی اچھی لگتی ہے۔

❁......❁......❁
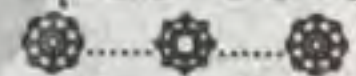
سب کچھ بدل کر رہ گیا ہے۔ تمام رشتے جو میری کُل کائنات تھے۔ آہ...... اب کچھ بھی باقی نہیں رہ گیا' آج میرے بلانے پر نشوان آفس میں آیا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا پروفیسر ہارون بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ ان کی آمد محسوس کرتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ڈائری میز پر رکھتے ہی اسے اٹھا کر سائیڈ پر رکھنے کا اشارہ کیا۔ پروفیسر ہارون اس کی پشت کی طرف ہونے کی وجہ سے اس کا اشارہ اور میرا ڈائری کو اٹھا کر اپنی کتابوں میں رکھنا دیکھ نہیں پائے تھے۔

سانحہ گستاخانہ فلم

اس سانحے پر دل خون کے آنسو روتا ہے اے ہادی برحق' واللیل کی زلفوں والے

ہم ماریں گے ہم مریں گے تیرے نام پر آنچ نہ آنے دیں' یٰسین کی صورت والے

جنگلی ہیں بد خوئی ہے جبلت ان کی تو شق القمر' تو حبیب خدا' اے ختم نبوت والے

ہے ان کے بخت میں غیظ و غضب اے کامل صفات' نورِ خدا' فرقان کی سیرت والے

بدنصیب خواہش مند ہیں آتشِ دوزخ کے اے عالم رحمت' یتیموں کے شاہ صبر و استقامت والے

حالات کی ماری' بے بس ہے امت مسلمہ کر نظرِ کرم محبوب خدا' معراج پر جانے والے

ہمیں توفیق دے ماضی کی شجاعت و دلیری کی اے وصف رحیم' رحمٰن و مزمل' ورع کی خوبیوں والے

نا آیا کوئی تجھ سا ازل سے ابد تک اے خاتم الرسل' دل کے اجالے' پنج تن کے گھرانے والے

ہے کیسے سامنا اپنے اعمالوں کا آج ہم گناہ گار ہیں تو ہے عظیم تر' اے امت کی بخشش مانگنے والے

ہوئی لاچار و پسپا امت مسلمہ بھول کر دین کو اے خلفائے رفیق' چاند کے رخسار' طٰہٰ کے حُسن والے

کر عنایت ہمیں رنگ عشق اپنا اے حسنِ چمن' گلزار دھنک' سبز گنبد والے

دے عزت و عظمت مسلمان کو دنیا و آخر میں درِ خدا پر کر اک یہ دعا' اے ساقی کوثر پلانے والے

عاصمہ مجید...... سمندری

نشوان کے جانے کے بعد انہوں نے نہایت غصے میں گھر آکر سب حساب بے باق کرنے کی دھمکی دی ہے کیونکہ ڈین کے سامنے شکایت ہونے پر جس طرح ان کی سرزنش ہوئی تھی وہ یونیورسٹی میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے جس میں ان کی ACR خراب ہو۔

میرا خیال تھا کہ نشوان نے اس ڈائری میں کوئی پیغام لکھا ہوگا مگر میرا یہ خیال ذہن نے لمحہ بھر سے بھی پہلے اس

لیے ریجکٹ کردیا کیونکہ یہ ڈائری تو سبیقہ کی ہے، جو ہر وقت اس کی پاس رہتی تھی یہاں تک کہ یونیورسٹی جاتے ہوئے بھی وہ اسے ساتھ ہی لے جاتی تھی۔ عجیب ذہنی کشمکش کے ساتھ جب میں نے وہ ڈائری کھولی تو کتنی ہی حقیقتیں خود پر سے پردہ ہٹانے کو بے تاب دکھائی دیں۔ میں تو سبیقہ کو اپنی بہنوں کی طرح چاہتی رہی اس کی ایک ایک ضرورت کا خیال رکھا' لاڈ ہی کی وجہ سے انتہائی تھکاوٹ کے باوجود کبھی اسے اٹھ کر پانی کا گلاس تک پینے نہیں دیا اور وہ......

آج نشوان کی طرف سے دیا گیا وہ کارڈ اور اس میں لکھے اس کے خوب صورت الفاظ بالکل سچ معلوم ہو رہے تھے۔

اے میرے کچھ نہ سوچنے والے
اپنے بارے میں کچھ تو سوچا کر
کون بانٹے گا دکھ تیرے محسن
دوستوں سے بھی چھپ کر رویا کر

تو کیا اسے میرے تمام حالات کا پہلے سے علم تھا؟ اور ابا...... میں نے تو انہیں اپنے حقیقی باپ کی جگہ دی تھی' کاش وہ ایسا نہ کرتے' سبیقہ کو اتنا پیار دینے کے ساتھ ساتھ خرم پر بھی نظر رکھتے تو وہ بے جا لاڈ پیار اور ان کی بے پروائی کی وجہ سے آج یوں نشے کا عادی نہ بنا ہوتا۔ جس کے پاس مال ختم ہونے کے بعد اس کے دوستوں نے ایک بار پھر گھر بھیجا ہے تاکہ پیسے لا سکے۔

ویسے بھی جب اولاد کے پاؤں میں ماں باپ کا جوتا پورا آنے لگے اصل امتحان والدین کا تبھی سے شروع ہو جاتا ہے اور شاید ابا اس امتحان میں بری طرح فیل ہو گئے۔

❁......❁......❁

آخر جو ابا جان چاہتے تھے وہی ہوا' مجھے سڑک پر لا کر اب ان کی روح کو بھی چین مل گیا ہوگا لیکن میں تو کہتا ہوں کہ انہیں اللہ ہی پوچھے کہ بھلا اچھا خاصا سب اپنے گھروں میں رہ رہے تھے اور اب اس گھر کے بھی عدالت کے حکم کے مطابق حصے برابر کیے جائیں گے اور یا پھر گھر بیچ کر رقم تمام بھائیوں میں تقسیم کی جائے گی۔ میں تو عدالت اس نیت سے کیس لے کر گیا تھا کہ پورا گھر میرے نام ہو جائے گا لیکن کیا خبر تھی کہ آدھی کو چھوڑ ساری لینے کی کوشش میں آدھی سے بھی محروم ہو جاؤں گا اور جس بیٹے کے لیے تمام جائیداد سمیٹنے کی کوشش کرتا رہا وہ کم بخت میری ہی الماری سے پیسے چرا کر نشہ کرتا رہا یہاں تک کہ ہارون سے لیے گئے دو لاکھ بھی کب اور کہاں گئے مجھے پتا ہی نہیں چلا۔

لیکن کوئی بات نہیں دو ایک دن میں ضیغم کی ساری جائیداد آمیکت کے نام لگنے والی ہے اس سے خرم کا علاج بھی کروالوں گا اور کاروبار بھی کروں گا' رہی بات آمیکت کی تو سبیقہ کی طرف سے دکھائے گئے کارڈز سے اب تک تو ہارون بری طرح تلملا ہی چکا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی گھر آیا تھا مگر میں نے جان بوجھ کر باہر تالا ڈال دیا۔

"بس ذرا جائیداد ہاتھ آ جائے پھر وہ جانے اور آمیکت میری بلا سے۔"

سبیقہ نے یونیورسٹی جانا بھی تقریباً چھوڑ دیا ہے' نشوان نے سب کے سامنے جو اس کی بے عزتی کی ہے اس کا تو بدلہ میں نشوان سے ضرور لوں گا اور سبیقہ کی شادی ایسے مال دار گھرانے میں کروں گا کہ وہ سب کچھ بھول جائے گی اور یہی ڈاکٹر جو اس کے رویے کی وجہ کسی قسم کی نفسیاتی بیماری کو قرار دیتے ہیں۔ اس غلط تشخیص پر اپنے ڈاکٹر ہونے پر خود ہی ماتم کرتے پھریں گے۔

❁......❁......❁

گزرتا ہوا وقت یعنی عہد حاضر میرے لیے کسی خواب سے کم نہیں ہے کہ واقعی جن لوگوں کو اپنا سمجھا وہ برسوں ساتھ رہنے کے بعد اجنبی نکلے اور جو اجنبی تھا اب اس سے بڑھ کر دنیا میں بھلا کون اپنا ہوگا۔

آج میں نشوان کے ساتھ ابا کے گھر گئی تھی۔ جہاں پہلے ہمارے دلوں کی بستی آباد تھی اب وہاں اداسی اور ویرانی نے پاؤں پسارے میرا استقبال کیا۔ یہی وہ گھر تھا جہاں شدید تھکان کے بعد اندر داخل ہوتے ہی اپنا آپ پرسکون لگنے لگتا تھا۔ ایک تحفظ کا احساس تھا یہاں کیونکہ تب یہ مکان ہمارا گھر ہوا کرتا تھا۔ اس کے در و دیوار میں زندگی بستی تھی اور گھر کی ایک ایک چیز میں اپنائیت کا احساس تھا مگر آج ایسا کچھ بھی باقی نہیں بچا' ظاہر ہے جب لوگ ہی نہیں رہے تو پھر ان کے ساتھ جڑی یادیں اچھی کیا اور بری کیا۔

مجھے اس وقت بھی اچھی طرح یاد ہے جب میرے حصے کی جائیداد جو میرے ابو کے توسط سے مجھے ملنا تھی وہ میرے نام ہو چکی تھی اور یہ خوش خبری وکیل کے منہ سے ابا

کے فون پر سنی بھی میں نے ہی تھی کہ اتفاق سے وہ اس وقت واش روم میں تھے اور جب میں نے یہ خوش خبری جو میرے لیے تو انتہائی حیرت کا باعث تھی' ابا کو سنائی تو وہ جیسے سناٹے میں آ گئے اور کچھ کہنے کے قابل نہیں رہے تھے پروفیسر ہارون اپنے دوستوں اور مولانا صاحب کے ساتھ ہمارے گھر میں آن موجود ہوئے اور نکاح کے لیے ابا کو ڈرانے دھمکانے لگے جس پر ابا نے میرے کمرے میں آ کر حقیقتاً اپنا سر میرے پاؤں پر رکھ دیا' مجھ سے چند کاغذات پر دستخط کرنے کو کہا۔

ان کی منت سماجت دیکھ کر شاید میرا دل پگھل جاتا اور میں کوئی ایسا فیصلہ کر لیتی کہ جس کے باعث ہمیشہ کے لیے میری زندگی عذاب بنا دی جاتی مگر یقیناً میری ماں کی دعاؤں نے مجھے جس طرح بچایا وہ خود میرے لیے انتہائی حیرت کا باعث ہے۔

سوچتی ہوں اگر اس روز خرم اپنے دوستوں کے ساتھ نشے کا چسکا پورا کرنے کے بعد گھر میں داخل ہوتے ہوئے پروفیسر ہارون اور اس کے آدمیوں کے ساتھ نہ الجھتا' ابا اس شور و غل کی آواز سن کر خرم کی جانب نہ لپکتے تو یقیناً وہ تو زندہ ہوتے مگر میں پروفیسر ہارون کے ساتھ شاید زندہ لاش بن کر زندگی کی سانسیں پوری کر رہی ہوتی کیونکہ کٹھن ترین حالات میں بھی خودکشی تھی میری چوائس نہ بنتی۔

خرم کو ڈرانے دھمکانے کے لیے ہاتھ میں پکڑی لوہے کی راڈ بیچ بچاؤ کرواتے ابا کے سر پر ایسی لگی کہ بہتے ہوئے خون کی دہشت کے آگے نہ تو پروفیسر ہارون کھڑے رہ پائے نہ ان کے آدمی...... حیرت انگیز طور پر اگر وہاں کوئی موجود تھا تو نشوان جو پتا نہیں کیسے پولیس کے ساتھ وہاں پہنچا۔ پروفیسر ہارون تو پولیس کے ساتھ اپنے دوستوں کی ہمراہی میں پولیس اسٹیشن پہنچ گئے مگر ابا...... آہ! انہیں تو اسپتال تک جانے کی مہلت نہ ملی۔

ابا کو اس حالت میں دیکھ کر سبیقہ کا ذہن بری طرح متاثر ہوا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ روتی عین موقع پر بھی ابا کے سر سے بہتے خون کو اپنی ہتھیلیوں پر مہندی کی طرح سجائے بیٹھی مسکراتی رہی۔

کل سے اس مکان پر برائے فروخت کا بورڈ لگ جائے گا اس لیے آج مجھے وہاں سے اپنا کوئی بھی اثاثہ اٹھا لینے کے لیے بلایا گیا تھا مگر وہاں سے لانے کے لیے میرے پاس سوائے اس لفافے کے اور کچھ بھی نہیں تھا جس میں نشوان کے بھیجے گئے وہ کارڈز تھے جو پروفیسر ہارون مجھے ثبوت کے طور پر یہ دکھانے کو لائے تھے کہ وہ ہمارے تعلق کو جانتے ہیں۔

ابا کی وہ ڈائری جس کی وجہ سے مجھے واپسی میں دیر بھی ہوئی' میں نے سب کچھ پڑھنے اور جاننے کے بعد بوجھل دل کے ساتھ نشوان سے گاڑی روکنے کا کہہ کر نہر کے بہتے پانی میں اچھال دی کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ ان کی نیت یا ماضی میں کیے گئے ان کے کسی بھی عملِ بد کا کوئی ان کے دنیا سے جانے کے بعد ذکر بھی کرے یا کسی اور کو علم بھی ہو۔

دنیا میں ہوتے تو معاملہ شاید مختلف ہوتا۔ مگر اب میں سب کو معاف کر چکی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ بھی ان سب کے قصداً یا سہواً سرزد ہوئے تمام گناہ صغیر و کبیرہ معاف فرمائے آمین۔

اس سب کے باوجود میں اپنی پوری کوشش کروں گی کہ سبیقہ جلد از جلد نفسیاتی امراض کے اسپتال سے صحت یاب قرار پا کر ہمارے ساتھ رہے۔

خرم کہاں اور کس حال میں ہے؟ میں نہیں جانتی لیکن ہاں مجھے نشوان کی باتوں پر بھروسہ ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد از جلد خرم کو ڈھونڈ کر ایک نارمل انسان بنانے میں بھرپور کردار ادا کرے گا۔

نشوان جیسا شریکِ زندگی ملنے پر میں خدا کی انتہائی شکر گزار ہوں' ایسا بے غرض' بے لوث اور صرف محبت کرنے والا انسان جس نے اس بات پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتے ہوئے میرا ساتھ دیا ہے کہ خرم کے نشہ چھوڑ کر نارمل انسان بنتے ہی میں اپنی وہ تمام جائیداد جو ابا نے عدالتوں میں جوتے گھسا گھسا کر حاصل کی تھی' اس کے (خرم کے) نام کر دوں۔

نشوان کی والدہ میں بلامبالغہ مجھے اپنی ماں کا عکس نظر آتا ہے اور نشوان وہی تو اب میرا سب کچھ ہے۔

تیرے نزدیک آ کر سوچتی ہوں
میں زندہ تھی کہ اب زندہ ہوئی ہوں

❁......❁......❁

میرا یقین ہے کہ خدا سے مانگتے ہوئے ہمیشہ اپنی

اوقات بھول کر محض اس کا اختیار ذہن میں رکھتے ہوئے دعا مانگی جائے کہ ہماری سوچ' اوقات' خیال اور ارادہ ایک مخصوص حد تک جاکر رک جاتے ہیں مگر اس کا اختیار اس کی رحمت کی طرح لامحدود ہے اور اس کی رحمت خلق سے اس کے پیار کی مانند بے حساب ہے اسی لیے جب بھی مانگو اس کی سخاوت اور رحمت یاد رکھتے ہوئے اپنے گناہ' کوتاہیوں اور لغزشوں کو یکسر بھلا دو اور پھر اس کی عطاؤں کا شکر اس کثرت سے کرو کہ وہ ہماری خطاؤں پر حاوی ہوجائے' غالب آجائے۔

میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا جس لڑکی کے بارے میں جاننے کے لیے میں کئی دن بلامقصد یوں ہی یونیورسٹی کی عمارت میں چکر کاٹتا رہا تھا' آج وہ میری شریک حیات کے طور پر میرے ساتھ ہوگی۔ میں نے تو محض دعا کی تھی شدت' خلوص اور سچائی کے ساتھ اور اس کی رحمت ہے کہ ان لفظوں کو قبولیت کی سند ملی۔

پروفیسر ہارون کے اس دن کے خطرناک تیور دیکھنے کے بعد میں نے اپنے ڈرائیور کو ان کی مستقل نگرانی کرنے کا اسی لیے کہا تھا کہ انہیں کسی بھی انتہائی قدم سے روکا جاسکے مگر اس روز جب ڈرائیور کے بتانے پر میں پولیس کے ہمراہ آنیکت کے گھر پہنچا تب تک ابا اس دنیا سے جاچکے تھے مگر پولیس نے ہارون اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے جانے نہ دیا۔

سنا ہے کہ ایک آدمی اپنے باپ کی بیماری کی وجہ سے تنگ آ کر اسے کندھوں پر اٹھائے جب جنگل میں پھینکنے کے ارادے سے گیا تو باپ نے بڑی لاچاری سے ایک جگہ اپنے بیٹے کو رکتے دیکھ کر کہا کہ "بیٹا یہاں نہیں دو قدم آگے پھینکنا کیونکہ یہاں میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔"

یہ واقعہ مجھے اس وقت بڑی شدت سے یاد آیا جب قبرستان میں ہی بیٹھ کر نشے کا سگریٹ پیتے خرم نے جنازہ پڑھنے سے صرف یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں ابھی فارغ نہیں ہوں' تم لوگ جنازہ پڑھو میں دیکھتا ہوں اور جنازہ بھی کس کا؟ اس کے اپنے باپ کا جو اس کے لیے جائیداد اکٹھی کرتے کرتے دنیا چھوڑ گیا۔

خیر میں نے آنیکت کی خوشی کے لیے خرم کی گمشدگی کا اشتہار اخبار میں دے رکھا ہے اور ان شاءاللہ اسے زندگی کی طرف لانے میں پوری کوشش بھی کروں گا تاکہ وہ معاشرے کا اچھا انسان بن سکے۔

ہفتے میں ایک دو بار ہم سبیقہ سے ملنے اسپتال بھی جاتے ہیں' ڈاکٹرز پُرامید ہیں۔ نفسیاتی طور پر مسائل سے دوچار سبیقہ غیر متوقع طور پر اپنے والد کی موت اور پھر بہتا ہوا خون دیکھ کر جس کیفیت کا شکار ہے جلد ہی اس سے باہر آجائے گی۔

آنیکت اس وقت میری زندگی بن کر میرے سامنے ہے آج گھر سے میرے کارڈز لانے کے بعد اب وہ ان سب کو اپنی وارڈروب کی اندرونی سائیڈ پر ترتیب وار لگا رہی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے ایک ایسی لڑکی کا انتخاب کیا ہے جس کا ہر عمل محبت سے شروع ہوتا ہے نتیجتاً جزا میں وہ محبت ہی کی حق دار ٹھہرتی ہے۔ میری استاد تو وہ تھی ہی مگر اب مجھے اس سے انسانوں سے ان کے رویوں سے قطع نظر محبت کرنا بھی سیکھنا ہے کہ ایک دوسرے کو دینے کے لیے محبت سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا۔

محبت کی ہزار شکلیں
محبتیں اس کے نام سے بھی
محبتیں اس کے کام سے بھی
محبتیں شفقتوں کی صورت
محبتوں میں پیام دل کا
محبتوں میں نظام دل کا
محبتوں کی فضا محبت
عمل محبت' جزا محبت
ہر ایک دل کی صدا محبت
خودی محبت' خدا محبت
محبتیں پُربہار لمحے
محبتیں یادگار لمحے
محبتیں جن میں دل ہو شامل
محبتیں ہی زندگی کا حاصل
محبتوں کی ہزار شکلیں
محبتیں یہ ہمارا تحفہ

(ناموں کے معنی۔ آنیکت:۔ سیپ۔ نشوان:۔ کامیابی)

آنچل

حمیرا علی

سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر

بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی
چمک اُٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر ترے رُخ پہ بکھر گئی ہوگی

"آپ سے کس نے کہا ہے آنچل آپی کہ آپ میں لکھنے کے جراثیم موجود ہیں۔"

"مجھے کون کہے گا' میں نے ہمیشہ خود ہی اپنی صلاحیتوں کو پہچانا ہے۔ کہتے ہیں ناں ہیرے کی پرکھ جوہری کو ہی ہوتی ہے اور میرے پاس وہ زیرک نگاہ ہے جو کسی بھی ہیرے کو پہچان سکتی ہے۔" مقدس کی حیرت کو مسرت سے تعبیر کرتی آنچل عکرمہ شاہ محض چند دن کی دلہن اپنی تعریف میں رطب اللسان تھی اور مقدس سمیت وہ چاروں لڑکیاں حیران و پریشان......

"اتنی اچانک کیا آپ پر الہام ہوا ہے کہ نا صرف جوہری کی نظر آپ کے پاس ہے بلکہ ہیرے کو تراشنے والے ہاتھ بھی آپ کے ہی پاس ہیں جو آپ کسی عظیم مصنفہ کی طرح انتہائی شدومد سے افسانہ لکھنے میں مگن ہیں۔ کل تک تو آپ آنچل کی دیوانی تھیں مگر صرف آنچل پڑھنے بلکہ حفظ کرنے کی حد تک مگر محض ایک دن میں ایسا کیا ہوا جو آپ نے لکھنا شروع کردیا۔" مقدس کو آنچل کی صلاحیتوں پر شک نہیں تھا مگر ہیرے کو پہچاننے والے جوہری کی نظر بھی تو کمزور ہوسکتی ہے' بس اسی خدشے کے پیش نظر وہ اتنی تفتیش کررہی تھی۔

"کیوں بھئی اچانک الہام کیوں ہوگا مجھے' میں تو پیدائشی ایک بہترین مصنفہ ہوں بس کبھی تم لوگوں کو بتایا نہیں۔" وہ سر جھکائے لکھنے میں مصروف تھی۔ تیزی سے چلتے قلم کے ہمراہ ان چاروں کی آنکھیں بھی پارے کی طرح متحرک تھیں' کبھی وہ چاروں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتیں اور کبھی آنچل محترمہ کے جھکے سر اور برق رفتاری سے کاغذ پہ سیاہی بکھیرتے قلم کو جسے وہ بے دردی سے اور شاید بغیر سوچے سمجھے سیاہ کررہی تھی' کم از کم ان چاروں کا تو یہی خیال تھا۔

"اچانک ہی ہے' ابھی تمہاری شادی کو چند دن ہی ہوئے ہیں' سجنے سنورنے اور گھومنے پھرنے کے بجائے تم لکھنے کا شغل فرما رہی ہو۔ ادھر عکرمہ بھائی بے چارے تمہارے انتظار میں جلے پاؤں کی بلی او سوری! بلے کی طرح ادھر سے اُدھر چکراتے پھر رہے ہیں' کیوں ان پر ظلم کررہی ہو کچھ تو رحم کرو ان پر۔"

"بس بن گئیں ناں نند' اپنے بھائی پر بڑا ترس آرہا ہے اور خود اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ تمہاری اور میری شادی ساتھ ہی ہوئی ہے اور تم خود بے چارے ثاقب بھائی کو داغ مفارقت دے کر کتنی شاداں و فرحاں نظر آرہی ہو۔" وہ اب بھی لکھنے میں مگن تھی۔

"کیا...... داغ مفارقت......" فریحہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔

"آنچل! میں تمہیں ماردوں گی' یہاں زندہ سلامت کھڑی ہوں اور تم کیا اول فول بول رہی ہو۔" اسے متوجہ نہ دیکھ کر فریحہ نے اس کے ہاتھ کے نیچے سے فائل کھینچ کر اپنے قبضے میں لے لی۔

"ہاں تو ایسا غلط بھی کیا کہا ہے آنچل نے' تم ثاقب بھائی کی جدائی میں پل پل مرتی ہو یہ خود تمہارے الفاظ ہیں اور وہاں ثاقب بھائی بھی بقول تمہارے جب تم یہاں آجاتی ہو تو آہیں بھر رہے ہوتے ہیں تم دونوں کی حالتِ زار کے پیش نظر یہ ایسا کوئی غلط بھی نہیں ہے۔" عروہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی' دو دلوں

بھی سچ کہنے کی عادی تھی خواہ سچ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ ہو۔

"بائی داوے آنچل تم لکھ کس ٹاپک پر رہی ہو؟" زندگی نے فائل فریحہ کے قبضے سے بازیاب کرائی تھی اب وہ خود فائل کی اچھی طرح جانچ پڑتال کررہی تھی۔

"مت پوچھو ایک بے حد مظلوم لڑکی کی دکھی داستان ہے جس کا شوہر نہایت شکی مزاج ہے۔ بال کی کھال نکالنے کا عادی' بے حد کٹھور' سنگ دل' بے رحم' بدگمان' ظالم' انتہائی درجے کا سفاک' تنگ مزاجی' بددماغی اور بداخلاقی اس کی اضافی خوبیاں ہیں مگر صورت سے انتہائی معصوم اور شریف نظر آتا ہے۔" اسٹڈی روم کے دروازے میں ایستادہ وجود کو سرسری سا دیکھ کر آنچل نے اسٹارٹ لیا اور جب تک وہ پلٹ نہیں گیا اس کی زبان کو بریک نہیں لگا۔

"اچھا......" وہ چاروں خاصی دل برداشتہ نظر آرہی تھیں ان کے چڑیا جیسے دل اس قدر ظالم شوہر کے ذکر سے ہی سہم گئے تھے۔

"افسانہ لکھ لو تو ہمیں بھی پڑھنے کے لیے دینا۔" مری مری آواز میں عروہ نے ہی کچھ کہنے کی ہمت کی۔

"افسانہ تو کب کا مکمل ہوچکا ہے' بس اسے پوسٹ کرنا ہے۔ اچھا اب میری فائل تو دو۔" زندگی کے ہاتھوں سے فائل لے کر وہ اسٹڈی روم سے نکل گئی اور وہ چاروں دیر تک اس کے دل دہلا دینے والے افسانے پر تبادلۂ خیال کرتی رہیں۔

❀......❀......❀

"تم نے کس کی اجازت سے لکھنا شروع کیا ہے؟" آنچل ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی مگر عکرمہ کے سنجیدہ لب ولہجے نے اس کے چودہ طبق روشن کردیئے۔

"کیا مطلب؟" حسب سابق وہ فوراً گھبرا گئی' اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس طرح ری ایکٹ کرے گا حالانکہ افسانہ پوسٹ کرنے سے قبل اس کا عکرمہ سے اجازت لینے کا ارادہ تھا۔

"مطلب...... ہوں تو تم ساری دنیا کو یہ بتانا چاہتی ہو کہ میں ایک شکی' بال کی کھال نکالنے والا' بے حد کٹھور' سنگ دل' بے رحم انسان ہوں اور اتنا ہی نہیں بلکہ تنگ مزاجی' بددماغی اور بداخلاقی میری اضافی خوبیاں ہیں۔ صرف شکل سے معصوم اور شریف نظر آتا ہوں میں' ورنہ تم پر تو میں نے ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے ہیں۔ ہے ناں' اپنی یہی دکھی داستان تم دنیا کو بتانا چاہتی ہو۔" وہ یکسر بدلا ہوا نظر آرہا تھا۔ آنچل نے پہلی بار اس کا یہ روپ دیکھا تھا وہ دونوں ایک ہی گھر میں پلے بڑھے تھے' وہ اس کا فرسٹ کزن تھا۔ اس نے ہمیشہ عکرمہ کا مہربان روپ دیکھا اور اب اس کا لب ولہجہ آنچل کے لیے بالکل نیا اور ہراساں کردینے والا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے پھیل گئیں' دکھ اور آنسوؤں سے یکدم لبریز ہوگئی تھیں۔

"بس بہت ہوا آئندہ میں کاغذ اور قلم تمہارے ہاتھ میں نہ دیکھوں۔ پہلے ڈائجسٹ پڑھ کر وقت اور پیسہ دونوں گنواتی تھیں اب لکھ کر گنواؤ گی۔ پہلے اپنی تو تربیت کرلو پھر معاشرے کی کرنا' سوائے رونے کے تمہیں آتا ہی کیا ہے۔ اپنی طرح دکھی اور روتی دھوتی لڑکی کی کہانی لکھ کر بہت نام کمالو گی یا پھر اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں کی داستان لکھنے کا ارادہ ہے تمہارا......" وہ کسی قسم کا لحاظ کیے بغیر آنچل کو بے دریغ سنا رہا تھا اور وہ ضبط کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ کر اسے سن رہی تھی' وہ اتنا سنگ دل' بے رحم اور بددماغ ہوگا یہ واقعی اسے نہیں پتا تھا۔

❀......❀......❀

"ہماری آنچل کی شیر خوار مصنفہ صاحبہ کا سارا جوش وخروش لگتا ہے صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔" زندگی کا دل جلانے والا تبصرہ سن کر وہ پلکیں جھپک کر رہ گئی۔

"تم نے افسانہ تو مکمل کرلیا تھا پھر پوسٹ کیوں نہیں کیا۔" عروہ کا سوال اسے مزید دکھی کرگیا۔

"میرا افسانہ نگاری کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" وہ حتی المقدور اپنی دلگرفتگی چھپانے کی کوشش کررہی تھی۔

"مجھے تو پہلے ہی پتا تھا آنچل آپی! آنچل ڈائجسٹ کی شیر خوار مصنفہ کا درجہ نہیں پاسکیں گی۔ محض خوار مصنفہ کا درجہ البتہ ضرور پالیں گی اگر یہ اپنے لکھے ہوئے افسانے پوسٹ کرانے کے لیے پوسٹ آفس کے چکر لگائیں مگر صد شکر آنچل آپی! آپ کو پہلے ہی عقل آگئی۔" مقدس محض اسے بولنے کے لیے اکسا رہی تھی مگر وہ کان بند کیے "جھیل کنارہ کنکر" میں مستغرق نظر آنے کی کوشش کررہی تھی۔ ظالم میکال بھی اسے کچھ کچھ عکرمہ شاہ سے ملتا جلتا لگ رہا تھا۔

"خیر اپنی آنچل کے شاندار خطوط تو آئینہ میں تواتر سے نظر آتے ہیں۔ ویسے تو اپنی شہلا جی ہر ایک پہ مہربان رہتی ہیں مگر اس میں خود بھی تھوڑا بہت ٹیلنٹ ہے اگر لکھے گی تو بھی ضرور کامیاب ہوگی۔" زندگی کے الفاظ پر اس کے لیے ضبط کرنا مشکل ہوگیا تھا وہ خود کو پوری طرح ڈائجسٹ میں گم ظاہر کررہی تھی۔

"ہاں واقعی اپنے آنچل ڈائجسٹ کا آنچل بے حد وسیع ہے

اس کے سائے تلے اپنی آنچل کو بھی ضرور جگہ مل جائے گی۔" عروہ چند ماہ پرانے آنچل ڈائجسٹ کی ورق گردانی کررہی تھی۔ فارغ اوقات میں وہ یونہی پرانے رسالوں کی ورق گردانی کرنے کی عادی تھی۔

"اور ہاں آنچل کے آنچل تلے تو جگہ مل جائے گی مگر عکرمہ سے اجازت نہیں ملے گی پھر فائدہ وہ تو پتا نہیں کیا سوچ کر بیٹھے ہیں۔ اس ٹاپک پر بات تک نہیں کرتے۔" وہ دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی' ابھی تک اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ عکرمہ شاہ نے اسے لکھنے سے منع کردیا ہے اور نہ ہی اس کا یہ بات کسی کو بتانے کا ارادہ تھا۔ شادی کے بعد ابتدائی دنوں میں وہ کسی بات کو ایشو نہیں بنانا چاہتی تھی بلکہ بعد میں بھی اس کا ایسا کوئی بھی کام کرنے کا ارادہ نہیں تھا' جس سے ان کے باہمی رشتے میں ہلکی سی بھی دراڑ پڑتی۔

❀......❀......❀

"پتا نہیں کون باہمت خواتین اور لڑکیاں قلم اٹھاتی ہیں' میں تو آئینہ میں شرکت کرتے ہوئے ڈرتی ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں باقاعدہ آنچل کی مصنفات میں شامل ہونے کے لیے لکھنا شروع کروں' وہ بھی میں۔ ناں بابا میرے لیے تو یہ انتہائی مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر لکھنا' گھر والوں کو شکایت کا کوئی موقع دیئے بغیر لکھتے رہنا اور اتنا اچھا لکھنا کہ لوگ آپ کے گرویدہ ہوجائیں' ایسا عمیرہ احمد' رفعت سراج' آسیہ رزاقی' عشناء کوثر سردار' نازیہ کنول نازی' فرحت اشتیاق' عفت سحر طاہر' اقراء صغیر احمد' نگہت عبداللہ' نمرہ احمد اور سمیرا شریف طور جیسی مصنفات کے لیے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔" وہ آنچل کی ہم عمر لڑکی ہی تھی جو اس کی طرح ہی نان اسٹاپ بول رہی تھی مگر کچھ عرصے سے آنچل چپ چپ رہنے لگی تھی' اس وقت بھی وہ بک اسٹال پر کھڑی اس پیاری سی لڑکی کے خیالات سے مستفید ہورہی تھی۔ جو اپنے ساتھ کھڑے لڑکے سے باتیں کرنے میں مصروف تھی' شاپ کیپر کچھ اور کسٹمرز میں مصروف تھا اور وہ بھی ان کی ہی طرح شاپ کیپر کے فارغ ہونے کا انتظار کررہی تھی۔ اس کے ہمراہ کھڑا عکرمہ جیسے ماحول اور اردگرد سے بالکل بے نیاز سا اپنے موبائل میں مصروف نظر آرہا تھا۔ وہ ایک بار اس کی جانب دیکھ کر دوبارہ اس لڑکی کی جانب متوجہ ہوگئی۔ جو اب باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کہہ رہی تھی۔

"جناب مجھے تو معاف ہی رکھیں آپ کا اور گھر کا خیال رکھ لوں' یہی بہت ہے میرے لیے۔"

"پلیز غزل! سوچو تو اس بارے میں بے شک وقت نکالنا آسان نہیں ہوتا مگر تم لکھ سکتی ہو' تم میں ٹیلنٹ ہے۔ میں تو بہت قدر کرتا ہوں ان لوگوں کی جو معاشرے میں بہتری کے لیے کوشاں ہیں اور خصوصاً ان خواتین کی جو اپنی مصروفیات کے باوجود اپنا حصہ اس کار خیر میں ڈال رہی ہیں۔" وہ شخص مسلسل اس غزل نامی لڑکی کو سمجھانے اور لکھنے کے لیے راضی کرنے کی کوشش کررہا تھا' کس قدر عظیم خیالات تھے اس کے اور عکرمہ کے خیالات' وہ اس سے بدگمان نہیں تھی مگر ناراض ضرور تھی۔

"اپریل کا آنچل آگیا؟" شاپ کیپر جونہی ان کی جانب آیا آنچل نے فوراً پوچھا۔

"جی میڈم! آج ہی آیا ہے۔" نیا نکور آنچل ہمیشہ کی طرح اس کی آنکھوں میں روشنی بھر گیا۔ اس نے ہاتھ میں لیتے ہی حسب عادت بے صبری سے کھولا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے آرام سے گھر جاکر پڑھ لینا۔" عکرمہ کا ٹوکنا اسے پزل کرگیا۔

"جی بہتر......" دل نہ چاہتے ہوئے بھی اسے رسالہ پرس میں ڈالنا پڑا۔ گھر آتے ہی وہ سب سے سلام دعا کرکے سیدھی کمرے میں چلی آئی' اب وہ تھی اور آنچل مگر اس سے پہلے کہ وہ ڈائجسٹ کھولتی موبائل بجنا شروع ہوگیا' اسکرین پر جگمگاتے فریحہ کالنگ کے الفاظ دیکھ کر اسے کال ریسیو کرنا پڑی۔

"السلام علیکم! کیسے یاد کیا؟" وہ سرورق پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔

"آنچل! تم نے اس ماہ کا آنچل ڈائجسٹ دیکھا' تمہارا افسانہ شائع ہوا ہے' وہ بھی سالگرہ اسپیشل میں۔ واہ بھئی تم نے تو پہلی مرتبہ میں ہی میدان مار لیا۔ عکرمہ بھائی تو کہہ رہے تھے کہ افسانہ شائع ہوجائے گا مگر ہم لوگوں کو ہی شک تھا تھوڑا بہت۔" فریحہ انکشاف کررہی تھی۔

"ویسے تم نے جھوٹ کہا تھا یہ کسی مظلوم لڑکی کی دکھی داستان پر مبنی افسانہ تو نہیں تھا۔" فریحہ یقیناً افسانہ پڑھ چکی تھی۔

"مگر عکرمہ نے تو مجھے لکھنے سے منع کردیا تھا' وہ تو خفا ہوئے تھے کہ میں نے ان کی اجازت کے بغیر کیوں لکھنا شروع کیا۔" وہ اب تک بے یقین تھی۔

"بے وقوف وہ بالکل بھی خفا نہیں تھے' وہ تو تمہیں تنگ

کررہے تھے تم بھی تو شارق زمان، صارم سردار سبکتگین حیدر لغاری، معارج سمعان، فوزان صدیقی، سبز رتوں کی جھلمل کے عدی، دشتِ آرزو کے ذوالنون، محبت دل پہ دستک ہے کے نوفل اور معید، تیری الفت میں صنم کے شاویز، میرا ہم سفر کوئی اور ہے کا عون عباس جعفری، سمیرا شریف طور کے ناول کا ہیرو شاہ زر جہانزیب اور......"

"پلیز فریحہ! ان سب کو میں اچھی طرح جانتی ہوں، تم آخر کیا کہنا چاہتی ہو؟" اسے مجبوراً فریحہ کو ٹوکنا پڑا۔

"ہاں تو تم بھی تو انہیں اپنے پسندیدہ ہیروز کا نام لے لے کر تنگ کرتی ہو انہوں نے بھی بدلہ لے لیا۔" فریحہ عکرمہ کی فیور کررہی تھی وہ خاموش ہی رہی۔

"بہر حال جو بھی ہوا افسانہ زبردست لکھا ہے تم نے۔" فریحہ کی داد پر اس نے ہاتھ میں موجود آنچل کو محبت پاش نظروں سے دیکھا۔ پہلی ہی بار میں اس کا افسانہ منتخب ہوگیا تھا وہ بے انتہا خوش تھی۔

"اچھا میں پہلے اپنا افسانہ دیکھ لوں پھر تم سے بات کرتی ہوں۔" اس نے مسکراتے لہجے میں کہہ کر کال منقطع کی اور جونہی سر اٹھایا سامنے عکرمہ شاہ ہونٹوں میں مسکراہٹ دبائے چلا آیا۔ وہ کب کمرے میں آیا اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔

"کیسا لگا سرپرائز؟" وہ اسے بے وقوف بنا کر اس کا خون جلا کر خود خوش نظر آرہا تھا۔

"یہ سرپرائز تھا؟" وہ مصنوعی غصے کا مظاہرہ کرنے سے خود کو روک نہیں پائی اگرچہ دل بلیوں اچھل رہا تھا۔

"جی ہاں یہ سرپرائز تھا۔" دروازے کے پیچھے سے عروہ، زندگی اور مقدس برآمد ہوئیں۔

"تم سب بھی اس سازش میں شامل تھیں، شرم آنی چاہیے تم سب کو۔" وہ اب ان تینوں کی کلاس لے رہی تھی۔

"ہوں اگر تم ان سب کے سامنے اپنے اتنے اچھے شوہر کی بدخوئی کرسکتی ہو تو یہ سب میرے ساتھ مل کر تمہارے خلاف سازش نہیں کرسکتیں۔" وہ رتی برابر شرمندہ نہیں تھا۔

"جی نہیں اس روز میں صرف آپ کو تنگ کررہی تھی آپ کی بدخوئی نہیں کررہی تھی کیونکہ میں نے آپ کو اسٹڈی روم کے دروازے میں کھڑا دیکھ لیا تھا۔" الٹا آنچل پزل ہوگئی تھی اس کی شرارتی نظروں کی وجہ سے۔

"اچھا چلو مان لیا۔" وہ ان تینوں کی موجودگی میں بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"تم لوگوں سے تو میں بعد میں پوچھوں گی۔" وہ زندگی، عروہ اور مقدس کو دھمکی دے کر ڈائجسٹ کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"ناں جی ناں اتنی آسانی سے نہیں پڑھنے دیں گے ہم تمہیں سالگرہ اسپیشل...... چلو پہلے ہمیں ٹریٹ دو اور ڈبل ٹریٹ چاہیے ہمیں آنچل کی سالگرہ کی خوشی میں اور تمہارا افسانہ شائع ہونے کی خوشی میں الگ۔" عروہ نے فوراً آنچل ڈائجسٹ اس کے ساتھ سے جھپٹ لیا۔

"اچھا نہ دے دوں گی ڈبل ٹریٹ مگر پہلے مجھے آنچل تو پڑھنے دو۔" اس کی بے تابی قابلِ دید تھی۔

"جی نہیں، پہلے ہم تینوں پڑھیں گی تمہارا افسانہ پھر تمہیں آنچل ملے گا۔ جاؤ بچہ اتنی دیر میں ہمارے لیے زبردست ضیافت کا اہتمام کرو۔" زندگی کا انداز شاہانہ تھا۔ وہ تینوں اس کے بیڈ پر براجمان تھیں اور لمبی نشست کا ارادہ تھا۔ عکرمہ ہونٹوں میں مسکراہٹ دبائے آنچل کی بے بسی ملاحظہ کررہا تھا اور آخر اسے ہی آنچل پر ترس آیا۔

"تم تینوں میری بیگم کو پریشان نہ کرو آنچل کی سالگرہ اور میری بیگم آنچل کا افسانہ شائع ہونے کی خوشی میں ٹریٹ بلکہ ڈبل ٹریٹ میری طرف سے پکی۔" وہ انہیں خوش خبری سنا کر کمرے سے نکل گیا۔

"عکرمہ بھائی زندہ باد۔" وہ تینوں اس کی فراخ دلی پہ یک زبان ہوکر چلائیں۔

"اب چلو مجھے بھی بیٹھنے دو۔ ٹریٹ تو عکرمہ دیں گے مجھے کسی ضیافت کا اہتمام و انتظام نہیں کرنا۔" آنچل بیڈ پر ان تینوں کے درمیان زبردستی اپنی جگہ بنا کر بیٹھ گئی۔

"کاش فریحہ آپی بھی ہوتیں۔" مقدس کو دفعتاً شدت سے فریحہ کی کمی محسوس ہوئی۔

"جناب وہ پہلے ہی آنچل ڈائجسٹ کا مطالعہ کرچکی ہیں میرا افسانہ بھی پڑھ لیا ہے اس نے۔ اب چلو وقت نہیں ضائع کرو۔" آنچل نے بے صبری سے سالگرہ نمبر کھولا وہ چاروں اپنی پسندیدہ مصنفین کی تحاریر سے لطف اندوز ہونا شروع ہوچکی تھیں۔ وہ آنچل کے ہمراہ سفر کررہی تھیں اور یہ سفر طویل تر ہونے والا تھا ان شاءاللہ۔

وہ خواب تھا بکھر گیا' خیال تھا ملا نہیں
مگر دل کو کیا ہوا' یہ کیوں بجھا پتا نہیں
ہر ایک دن اداس دن' تمام شب اداسیاں
کسی سے کیا بچھڑ گئے کہ جیسے کچھ بچا نہیں

آنچل اسٹاف' ڈیئر قارئین اور میری قابلِ احترام ساتھی مصنفین' السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ! دعا ہے اللہ پاک آپ سب پہ ہمارے پیارے ملک پر اور خاص طور پر کراچی پر ہمیشہ مہربان رہے اور امن و سلامتی اور تحفظ جیسی دولت سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین۔

اپنی شخصیت کے بارے میں آپ کی رائے؟

پہلا ہی سوال اتنا سخت اور کڑا تھا کہ میں مشکل میں پڑ گئی ہوں۔ اپنے بارے میں یہی کہوں گی با مروت بھی ہوں' غصہ بھی بہت شدید آتا ہے' زیادتی برداشت نہیں کر سکتی' ناانصافی نہیں دیکھ سکتی۔

تعلیمی قابلیت؟

صرف ایف اے کیا ہے' قرآن پاک کو ترجمہ سے پڑھا ہے' یہی اصل اور بہترین علم ہے' جس کی بدولت اللہ نے میری زندگی بدل دی۔

تحریری سفر کب شروع کیا؟

تحریری سفر کا آغاز تو کم عمری میں ہو گیا تھا۔ یہ 2000ء کی بات ہے جب پہلی مرتبہ اک نظم کہی تھی پھر 2002ء کی بات ہے جب اگست میں پہلا ناول لکھا۔ وہ تحریر شاید آج بھی میرے پاس پڑی ہو' جسے پڑھ کر میں خود بھی اب ہنستی ہوں مگر پہلے میں پڑھ کر روتی تھی کہ میں کبھی اچھا نہیں لکھ سکتی۔ باقاعدہ چھپنے کا آغاز آنچل سے ہوا دو حصوں کا ناول تھا "بس اک بجن ہرجائی" جو کہ جون 2007ء میں شائع ہوا اور میری توقع اور امیدوں سے کہیں زیادہ پزیرائی اور پسندیدگی حاصل کر گیا۔ یہ کرم تھا اللہ کا' میں نے تعلیم کو خیر باد کہہ کر لکھنے کی جانب توجہ کر لی تھی۔ آنچل سے ہونے والا آغاز آگے بڑھا اور شعاع' کرن' خواتین' حنا' دوشیزہ وغیرہ کی جانب عازم سفر ہوا اور الحمد للہ جاری ہے۔

موجودہ مصروفیات

میری مصروفیات جب سے ناولز چھپنے شروع ہوئے ہیں صرف لکھنا پڑھنا ہی ہے۔ میں اپنی پسندیدہ رائٹرز کو پڑھتی ہوں یا لکھتی ہوں۔ میں اک ناول کو دو سے تین مرتبہ لازمی لکھتی ہوں۔ یہ ساری میری تحریریں ناپختہ ذہن کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں' جنہیں میں اب نئے سرے سے نوک پلک سنوار کر اور کچھ تبدیلیاں کر کے لکھتی ہوں۔ میں نے حنا کے سلسلے وار ناول "میرے ساحر سے کہو" کو تین بار" اور "تم آخری جزیرہ ہو" کو دو بار لکھا ہے۔ میں اب آنچل میں چھپنے والے ناول "مجھے ہے حکم اذاں" کو تیسری بار لکھ رہی ہوں' وجہ اپنی تحریر کو مزید نکھار مزید دلکشی دینا ہے۔ میری آئیڈیلز رائٹر وہ ہیں جن کا معیار پہ سمجھوتہ نہیں' میں بھی ویسا ہی شاندار کام کرنا چاہتی ہوں' یہ اللہ کی ہی مدد ہے کہ میں آج اس مقام پہ ہوں۔

مشاغل و شوق

یہ تو میں بتا ہی چکی ہوں کیا مشاغل ہیں' ہاں شوق مجھے اچھا بننے کا ہے' جو پورا ہی نہیں ہو رہا' ہاہاہا۔ شوق بدلتے رہتے ہیں ویسے امی کے پاس بیٹھنے کا بھی شوق ہے جو ہمیشہ کا ہے' مجھے ان سے بہت محبت ہے' میں ان کو نظروں کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں' اللہ پاک میرے بابا اور امی کو صحت تندرستی اور دراز با عمل عمر نصیب فرمائے آمین۔

پسند ناپسند

مجھے سچ بولنا سچ سننا پسند ہے' مجھے ماحول اور فضا میں صفائی اچھی لگتی ہے۔ سلیقہ پسند ہے' محبت پسند ہے' مجھے انڈین موویز' انڈین ڈرامے بالکل پسند نہیں۔ پاکستانی ڈرامے اچھے لگتے ہیں مگر اچھی کہانی اور پسندیدہ اداکاروں کے ساتھ۔ دوست بنانا پسند ہے مگر مجھے مخلص دوست' بہت کم ملے' یہی قلق ہے۔

خوبیاں' خامیاں

پھر مشکل سوال خوبیاں...... بہت کم ہیں' سچ بولتی ہوں' مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتی مذاق کرنا ہی نہیں آتا شاید طبیعت کی سنجیدگی کی وجہ سے یہ حس ہی نہیں۔ دین کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق ہے تھوڑی سی' یہ بھی اللہ کی مہربانی اور اللہ کی توفیق ہے۔ خامیاں مجھ میں بہت ہیں' بے پرواہ ہوں' معاملہ فہم نہیں ہوں' احمق ہوں بالکل' ہر شے پہ نگاہ بے حد سرسری ہے۔ آسانی سے کسی سے بھی دھوکہ کھا جاتی ہوں۔ جب لکھتی ہوں تو اپنا بالکل خیال نہیں رکھتی حتیٰ کہ کھانے کے وقت پہ کھانا بھی نہیں کھاتی' اسی وجہ سے امی کی شدید ناراضی سہنی پڑتی ہے کہ وہ میرے اس جنون کو جو لکھنے کے متعلق ہے بالکل پسند نہیں کرتی ہیں۔

سالگرہ کا دن کیسے مناتی ہیں

آپ یقین کریں کہ آج تک ایک بھی سالگرہ نہیں منائی' بچپن میں امی بابا نے کبھی اس کا اہتمام نہیں کیا۔ یہ غیر شرعی رسم ہے' ہمارا گھرانہ کسی حد تک روایت پسند ہے جب بچپن گزرا تو لڑکپن میں یہ شوق یہ لگن ضرور تھی مگر امی کی خفگی کے خیال نے یہ قدم اٹھانے کی جرأت نہیں دی اب باشعور ہونے کے بعد یہ کام اگر نہیں کیا تو وجہ اللہ کی ناراضی ہی ہے۔ آنچل سے مجھے بہت محبت ہے میں شکر گزار ہوں اپنے رب کی کہ اس نے میری یہ دیرینہ خواہش پوری کی اور میرا یہ ناول آنچل کی ہی زینت بنایا ہے۔ آنچل کو اللہ پاک لمبی زندگی دے' یہ یونہی پھلتا پھولتا اور ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے آمین۔

گزشتہ قسط کا خلاصہ

یہ کہانی نندنی گریوال سے شروع ہوتی ہے' جس کا تعلق دو مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد سے ہے' باپ کرسچن جب کہ ماں ہندو ہے۔ نندنی اپنی ماں کے ساتھ انڈیا میں جب کہ اس کا بھائی باپ کے ساتھ امریکا میں مقیم ہے۔ برسوں قبل نندنی امریکا میں کسی ایشین مرد سے ملتی ہے' جس کی شخصیت کا سحر اس قدر طاری ہو جاتا ہے کہ وہ ہر جگہ اسے پاگلوں کی طرح تلاش کرتی رہتی ہے۔ دیو نندنی کی ماں سریتا دیوی کے دوسرے شوہر کا بیٹا نندنی کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے' سریتا دیوی نندنی کو دیو سے شادی کرنے کے لیے مجبور کرتی ہیں' جس پر نندنی دل برداشتہ ہو کر اپنی جان لینے کی کوشش کرتی ہے۔ کہانی کا دوسرا اہم کردار عباس حیدر' جس کی نسبت بچپن سے ہی اپنے چچا کی بیٹی لاریب سے طے ہے' اپنی خاندانی روایات کی پاسداری نہ کرتے ہوئے شوبز جوائن کر لیتا ہے' جس پر سارا خاندان اس سے قطع تعلقی اختیار کر لیتا ہے' عباس کے جانے کا سب سے زیادہ اثر لاریب پر ہوتا ہے وہ اندر سے ٹوٹ جاتی ہے' دوسری طرف عباس عریشہ سے شادی کرتا ہے' ان کی شادی کی خبر سن کے لاریب شدید صدمے سے دوچار ہوتی ہے اور حویلی کے خاص ملازم سکندر جو گھر کے ایک فرد کی طرح ہے' اسے شادی کے لیے خود پروپوز کرتی ہے' سکندر لاریب کو چپکے چپکے دل میں پسند کرتا ہے اور لاریب کی ذہنی حالت و صدمے کے آگے ہار مانتے ہوئے اس سے کورٹ میرج کر لیتا ہے۔ لاریب عباس کو اپنی اور سکندر کی شادی کی خبر فون پر سناتی ہے' جس پر وہ حسد کرنے کے بجائے مبارکباد دیتا ہے' جب ہی لاریب کو شدت سے اپنی غلطی اور سکندر کی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے' جس پر وہ اپنی جان لینے کی کوشش کرتی ہے۔ کہانی کا تیسرا اہم کردار شرجیل جس کا تعلق جوائنٹ فیملی سے ہے' خاندان میں اسے بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اس کی چچازاد علینہ جو واجبی شخصیت کی مالک ہے' شرجیل کو دل ہی دل میں پسند کرنے لگتی ہے' مگر شرجیل پہلے سے ہی ایمان کو پسند کرتا ہے' جس کی نسبت پہلے سے ہی وقاص سے طے ہے' لاریب خوش قسمتی سے بچ جاتی ہے جب کہ سکندر اس کے انتہائی قدم پر ششدر رہ جاتا ہے۔ لاریب کے گھر آنے کے بعد سکندر اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہے' مگر وہ اس کی شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں اور ایمان کے سامنے ہی اس پر بگڑ پڑتی ہے۔

اب آگے پڑھیے

"کیوں آتے ہو بار بار میرے سامنے؟ بتاؤ کیا مقصد ہے تمہارا؟ اگر تم مجھے یہ باور کرانا چاہتے ہو تو یاد رکھو میں ہاری ہوں نہ ہاروں گی' تم میری جوتی کی نوک پر تھے اور رہو گے مجھے؟" وہ دھان پان سی لڑکی شدت غیظ میں آ کر کچھ اس طرح آپے سے باہر ہوئی کہ سکندر جیسے اونچے قد کے آدمی کی حیثیت گویا اس کے سامنے پلاسٹک کے گڈے سے بڑھ کر

نہیں رہ گئی تھی۔ امامہ اور ایمان کی حیرت و غیر یقینی پر بدحواسی غالب آئی اور دونوں افتاں وخیزاں اٹھ کر گرتی پڑتی ان کی جانب بھاگی تھیں۔

"لاریب...... لاریب چھوڑو اسے۔ پاگل ہوگئی ہو۔ چھوڑو۔" ایمان نے بامشکل اس کے ہاتھوں سے سکندر کا گریبان چھڑوایا۔ اس کوشش میں وہ جیسے ہلکان ہوگئی تھی۔ خود لاریب کی حالت بھی بہتر نہ تھی۔ دھونکنی کی مانند چلتی سانسیں اور اتھل پتھل دھڑکنیں آنسوؤں سے دھندلائی آنکھیں جن کی حدتیں اور سرخیاں بے پناہ تھیں۔

"اسے یہاں سے نکال دیں بجو ورنہ میں اسے شوٹ کردوں گی یا خود کو...... اسے یہاں سے بھیج دیں۔" وہ اب زور زور سے رو رہی تھی۔ ایمان کو اس پر طیش کے ساتھ رحم بھی آیا۔

"سکندر پلیز تم جاؤ۔" ایمان نے کچھ الجھے اور شرمندہ سے انداز میں سکندر سے نظریں چرا کر کہا۔ سکندر جو سختی سے ہونٹ بھینچے بالکل خاموش کھڑا تھا یونہی لب بستہ پلٹ گیا۔ ایمان نے بستر پر گر کر زاروقطار روتی ہوئی لاریب کو متاسفانہ نظروں سے دیکھا تھا۔ امامہ اسے سنبھالنے میں مشغول تھی۔ ایمان کچھ دیر اسے تکتی رہی پھر وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔ لاریب کا شدید ترین رویہ اب اسے کھٹکا چکا تھا۔ وہ ہرٹ عباس کی وجہ سے تھی مگر اس کا اشتعال سکندر سہہ رہا تھا۔ کیوں؟ اگر وہ یہ کہہ کر دل کو ڈھارس بھی دے لیتی کہ پانی بہہ کر ڈھلان کی سمت ہی جاتا ہے تب بھی سکندر کا خائف انداز اسے مشکوک بنانے لگتا تھا۔ کیا سکندر بھی اس معاملے میں انوالو تھا؟ وہ جتنا سوچتی اسی قدر الجھ رہی تھی۔

"باجو آپ بجو کو سنبھالیں نا یہ روئے جارہی ہیں۔" امامہ گھبرا کر اس کے پاس آئی۔ ایمان نے چونک کر اسے دیکھا پھر ٹھنڈا سانس بھرا۔

"رونے سے نصیب اگر بدلا کرتے تو دنیا میں شاید کوئی بھی نامراد نہ ہوتا۔ کچھ وقت لگے گا اسے بھی اس حقیقت کو سمجھنے میں۔" اس نے رنجیدگی و تاسف سے کہا اور اٹھ کر لاریب تک آ گئی۔

"عباس حیدر کی زیادتی معاف کرنے کے لائق نہیں ہے لاریب اور میں نے سوچ لیا ہے کہ میں اپنے طور اس کا بدلہ ضرور لوں گی۔"

"کیا کریں گی آپ؟ کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔" وہ چیخ پڑی۔

"یہ آنے والا وقت بتائے گا میں کیا کروں گی لیکن پلیز لاریب تم خود کو سنبھالو۔ تمہیں بہت اسٹرانگ بننا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔"

"میں بہت ٹوٹ گئی ہوں باجو!" وہ پھر سے سسکیاں بھرنے لگی۔ ایمان نے بڑھ کر اسے خود سے لپٹا لیا۔ لاریب تو جیسے سہارے کی منتظر تھی بے ساختہ پھر سے بلک اٹھی۔

"آج ایک ہی بار سارے آنسو بہالو لاریب۔ میں دوبارہ تمہیں کبھی عباس کے لیے روتے نہ دیکھوں۔" وہ نرمی و آہستگی سے اس کا سر تھپکتے ہوئے بولی۔

(اس شخص نے تو میری ساری زندگی کو آنسو بنادیا ہے باجو! آپ کو کیا بتلاؤں میں کیا کر بیٹھی ہوں۔ عباس نے ایسی شکست سے دوچار کیا ہے کہ خود سے نگاہیں ملاتے بھی شرم آتی ہے) وہ اس کے کاندھے سے لگی ہچکیاں بھرتی رہی۔

❁......❁......❁

"کیا سوچا تم نے اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں؟" دیو کے منع کرنے کے باوجود بھی سریتا دیوی اگر نندنی کے پاس آ کر اشتعال میں یہ سوال کررہی تھیں تو اس کا مطلب یہی تھا اس انکشاف نے جو آگ ان کے من میں بھڑکائی تھی اس کی تپش کم نہیں ہوئی بلکہ انہیں وہ بڑھ کر الاؤ میں تبدیل ہوتی محسوس ہورہی تھی۔ نندنی نے ایک نظر ان کے تنے ہوئے نقوش والے سخت چہرے کو دیکھا جس پر کسی قسم کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی اور بھینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ سر جھکا لیا۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے؟" اس کی خاموشی نے گویا صحیح معنوں میں انہیں آگ لگادی تھی جبھی وہ بھڑک کر بولی تھیں۔

"جب آپ سب کچھ جان چکی ہیں تو پھر مجھ سے یہ سب جاننے کا مقصد؟" نندنی کی خاموشی ٹوٹی۔ اس کا لہجہ گہری کاٹ لیے طنز آمیز تھا۔ سریتا دیوی کو جیسے سر پر لگی تھی۔

"تم بہت بدتمیز ہوگئی ہو۔ بالکل اپنے ضدی اور اجڈ پتا پر گئی ہو۔" وہ پھنکار کر بولیں۔ نندنی نے تیوری چڑھا کر انہیں دیکھا۔

"آپ کو میرے ڈیڈ سے اتنی ہی نفرت تھی تو پھر ان کا کوئی حوالہ اپنے ساتھ کیوں چپکا لیا تھا۔ خوامخواہ خود بھی جلا کرتی ہیں اور مجھے بھی اذیت کا شکار کر رکھا ہے۔ اپنی کوکھ سے جنم دی گئی اولاد سے بڑھ کر آپ کو اپنے شوہر یعنی سوتن کے بیٹے سے محبت ہے۔ میں تو ایک بے کار فضول شے سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتی نا آپ کے نزدیک۔"

"بکواس مت کرو۔ تم بہت بولنے لگی ہو۔"

"یہ تلخ سچ ہے جسے برداشت کرنا شاید آپ کے بس کی بات نہیں؟" وہ جواباً چلائی تو سریتا دیوی کا غیظ اور بڑھا کہ کسی طرح بھی وہ خود کو اس پر ہاتھ اٹھانے سے باز نہ رکھ پائیں۔

"تمہاری یہ سرکشی و بدتمیزی از خود چغلی کھا رہی ہے کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس کی شہہ پر تم یہ بیہودگی کے مظاہرے کررہی ہو۔" نندنی کو ان سے اس انتہائی ردعمل کی توقع نہیں تھی۔ اس کے نازک گال پر ان کی پانچوں انگلیوں کے نشان ثبت ہوگئے تھے وہ گال پر ہاتھ رکھے ایک سکتے کی حالت میں تھی کہ ان کے الفاظ کی سنگینی نے گویا اسے بھک سے اڑا کے رکھ دیا۔ اتنی بدگمانی اور شک۔ نندنی کو لگا کہ وہ بیٹھے بیٹھے گڑھ گئی ہے۔

"میں آپ سے ڈرتی نہیں ہوں کہ جھوٹ بولتی پھروں اور سنیں مجھے افسوس ہے کہ آپ کا اندازہ غلط ہے کاش وہ مجھے ملا ہوتا اور میں اس کی شہہ پر یہ سارا کچھ کررہی ہوتی۔ اسی کی وجہ سے میں یہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوتی تب آپ کی یہ نام نہاد عزت داؤ پر لگتی تو آپ کو پتا چلتا سچ اور جھوٹ میں کیا فرق ہوتا ہے۔" رنج سکتے اور دکھ کی کیفیت سے نجات ملی تو وہ ایک دم ہسٹریک ہو کر چلانے لگی۔

"میں اس کی نوبت آنے سے قبل ہی تمہارا اپنے ہاتھوں سے خاتمہ کردوں گی سمجھیں تم؟" سریتا دیوی نے اس کی بے حجابی اور بغاوت کو دیکھتے ہوئے غضب سے بھر کر اسے زور کا دھکا دیا۔ ان کا لہجہ اتنا سنگین اور سفاک تھا کہ کچھ لمحوں کو نندنی کو اپنا وجود سن ہوتا محسوس ہوا۔

"کیا کریں گی آپ؟ مار ڈالیں گی مجھے؟ میں آپ کو اس زحمت کا موقع نہیں دوں گی۔ میں خود یہ کام کرسکتی ہوں۔" وہ غرائی۔ اسے ساری زندگی کا غصہ جیسے انہی لمحوں میں آ گیا تھا۔ اس سے قبل کہ سریتا دیوی کچھ سمجھتیں کچھ کرپاتیں وہ اٹھ کر اندھا دھند بھاگی اور ٹیرس کا دروازہ کھول کر بالکنی میں چلی آئی۔ سریتا دیوی کچھ بدحواس ہو کر اس کے پیچھے لپکیں مگر جب تک وہ ٹیرس کے دروازے پر پہنچیں نندنی بالکونی کی چھت سے خود کو نیچے گرا چکی تھی۔ سریتا دیوی نے خود کو خوف اور غیر یقینی سے فضا میں معلق محسوس کیا۔ وہ گویا شاکڈ کھڑی لمحوں میں بدل جانے والی صورت حال میں اپنا نقصان سمجھنے کی کوشش کررہی تھیں۔ معاً یہ سکتہ ٹوٹا اور وہ سراسیمہ ہو کر آگے بڑھیں بالکونی کی ریلنگ پر لرزتے ہاتھ جما کر انہوں نے نیچے جھانکا اور پختہ فرش پر نندنی کا خون میں تیزی سے نہاتا ساکن وجود دیکھ کر وہ بے اختیار چیختی چلی گئی تھیں۔

❁......❁......❁

فلک تک چل ساتھ میرے فلک تک چل ساتھ چل!
یہ بادل کی چادر پر تاروں کے آنچل میں
چھپ جائیں ہم پل دو پل!
فلک تک چل ساتھ میرے فلک تک چل ساتھ چل!

عباس حیدر نے گنگناتے ہوئے اسے دیکھا پھر ایک دم ہنس پڑا۔

"چلو گی نا!" عریشہ جھینپ گئی۔ اس کی نگاہیں ایسی ہی تھیں شوخ متبسم اور بے باک!

"ہمارا ساتھ جنموں کا ہے عباس! آپ کی محبتیں میرا سب سے قیمتی سرمایہ ہے کہاں رہ پاؤں گی ان کے بغیر۔" اس نے پوری سچائی سے اعتراف کیا تو عباس جیسے شانت ہونے لگا۔

"تمہیں پتا ہے عریشہ میں نے ہنی مون کے لیے کہاں جانے کا سوچا ہے؟" اس کے لہجے میں اتنا اشتیاق تھا کہ عریشہ کو دلچسپی ظاہر کرنا پڑی۔

"کہاں آپ بتائیں؟"

"پاکستان کے شمالی علاقہ جات۔ رئیلی عریشہ پاکستان میں اتنی خوب صورتی ہے کہ میں الفاظ میں بیان کرہی نہیں سکتا۔ قدرت نے بہت فراخی سے ہمیں ہر شے سے نوازا ہے۔ میں نے یورپ میں بھی وقت گزارا ہے ان لوگوں نے بلاشبہ بہت ترقی کی ہے مگر نیچرل بیوٹی کی بات ہی الگ ہے۔ میری ایک فلم کی مکمل شوٹ سوات اور کشمیر میں ہوئی ہے۔ تب مجھے اندازہ ہوا تھا اور میں نے تب ہی سوچا تھا میں شادی کے بعد وہیں جاؤں گا۔ عالم جب اتنا رومان پرور علاقہ ہے کہ وہاں تو انسان کا جی بے ساختہ اپنی من پسند ساتھی کی قربت کے لیے مچل جائے بس ہم وہیں جائیں گے۔"

"او کے ڈن! مگر اس وقت تو ہمیں ڈنر کے لیے جانا ہے یاد ہے آپ کو کہ بھول گئے ہیں؟" وہ ناز سے اٹھلا کر بولی تو عباس نے نرم لودیتی نگاہوں سے جی بھر کے اسے دیکھا تھا۔

"کیسے بھول سکتا ہوں جانِ عباس!" دھیما مخمور سرگوشیانہ انداز اور نگاہوں کا والہانہ پن سب کچھ اس کے لیے تو تھا۔ وہ مغرور ہونے لگی۔

"تم تیار ہو جاؤ اور سنو وہ میرون ساڑھی پہننا تمہیں پتا ہے نا مجھے کتنی پسند ہے؟" عباس نے اٹھتے ہوئے بالخصوص تاکید کی تو عریشہ نے منہ بنالیا تھا۔

"عباس شادی کے اس ایک ہفتے کے بعد آپ چار مرتبہ مجھے یہ ساڑھی پہنا چکے ہیں۔"

"یار وہ پسند جو ہے مجھے۔" عباس نے پیار سے کہا وہ ناز سے مسکرائی پھر نخوت سے بولی۔

"مگر میں اکتا گئی ہوں اب مزید نہیں پہن سکتی اور یہ جو اتنے ڈھیر کپڑوں کے جمع کیے ہیں وہ کب پہنوں گی؟" اس کی بات پر عباس نے فدویانہ انداز میں اسے دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی کمر کے گرد حائل کر دیا۔

"اس میں خفا ہونے والی کیا بات ہے جو تمہارا دل چاہے وہ پہن لو۔" عریشہ نے سر ہلایا اور ڈریسنگ روم میں چلی آئی، مگر جب وہ تیار ہو کر باہر نکلی تو اسی میرون ساڑھی میں ملبوس تھی۔ عباس نے خود پر پرفیوم اسپرے کرتے لحہ بھر کو نگاہ اٹھائی اور اگلے لمحے اس کے چہرے کے تاثرات میں یکا یک خوشگواریت لہرائی۔ تحیر آمیز مسرت اور شوق کے عالم میں وہ والہانہ انداز میں اس کی جانب لپکا۔

"عریشہ اگر میں کہوں کہ تم سے بھی بڑھ کر خوب صورت تمہاری ادائیں ہیں تو یہ غلط نہیں ہوگا یار۔" اس کی نظروں میں اتنی چمک اتنا بھرپور تاثر تھا کہ عریشہ کی پلکیں بے ساختہ حیا آمیز انداز میں لرز کر جھک گئیں۔

"مجھے بھی آپ سے بڑھ کر آپ کی خواہش عزیز ہے۔" اس کا متبسم لہجہ شوخی و شرارت کی کھنک سے لبریز تھا۔ عباس زور سے ہنسا اور پھر اسے شانوں سے تھام کر اپنے مقابل کرتے ہوئے اس پر جھکا۔

"کیا خیال ہے ڈنر کینسل نہ کر دیں؟" اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی عباس نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔ عریشہ کی بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ میں شرم کا غلبہ چھانے لگا۔

"پلیز عباس یہ ڈنر بہت اہم ہے، امی نے بلوایا ہے، ہمیں ویٹ کر رہی ہوں گی۔" اس کی جسارتوں پر بے اوسان ہوتی وہ لجاجت سے بولی۔ عباس نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

"او کے فائن چلو۔" عباس اسے چھوڑ کر فاصلے پر ہوا تب عریشہ کی جان میں جان آئی۔ عریشہ کی فیملی میں اس کی والدہ ہی تھیں والد کی حیثیت ایک بے کار پرزے کی سی تھی۔ اس وقت سے خاص طور پر وہ ہر معاملے سے الگ ہو گئے تھے جب عریشہ کی منگنی ان کے بھتیجے سے توڑی تھی ظاہری سی بات تھی وہ عباس کو اتنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ڈنر کے دوران عباس عریشہ کی امی سے رسمی سی بات چیت کرتا رہا تھا۔ عریشہ کے برعکس عباس کو عریشہ کی امی کے انداز و اطوار اکثر ناگواری کا احساس بخشتے تھے مگر عباس کو عریشہ سے مقصد تھا جبھی عباس کا رویہ ان سے ہمیشہ لیا دیا رہا تھا۔ اس وقت بھی وہ کھانے کے بعد زیادہ رکنے پر آمادہ نہیں تھا اور عریشہ کو لے کر نکل آیا۔

"آئس کریم کھاؤ گی عریشہ؟" وہ اپنی پسند کی کیسٹ منتخب کر کے کیسٹ پلیئر آن کر رہی تھی جب اس نے عباس کی آواز سنی۔

"نیکی اور وہ بھی پوچھ پوچھ۔" جواباً وہ خوشدلی سے چہکی۔ عباس نے گاڑی آئسکریم پارلر کے سامنے پارک کی۔ اس کے ہمراہ وہ اندر آیا تو اندر اپنی اپنی فیملیز کے ہمراہ بیٹھے لوگوں کی نگاہیں ان کی سمت اٹھ گئی تھیں۔ ان نگاہوں میں شوق وارفتگی ستائش سبھی کچھ تھا مگر دوسری جانب عباس جیسے بے نیاز تھا اور عادی بھی جبھی وہ بے پروائی سے عریشہ کے ہمراہ خالی ٹیبل تک آیا اور ویٹر کو اسٹرابری اور فالودہ آئسکریم آرڈر کر دیا تھا۔

"سر پلیز آٹو گراف!"

"سر میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں۔ آپ نے مووبز میں کام کرنا کیوں چھوڑ دیا؟"

"سر پلیز آپ پھر سے شوبز جوائن کر لیں نا۔" اگلے چند لمحوں کے اندر کچھ نوجوان طرحدار قسم کی لڑکیوں اور لڑکوں کے گروپ نے عباس کو گھیرے میں لے لیا۔ عباس جز بز ہونے لگا جبکہ عریشہ کے ماتھے پر واضح ناگواری چھا گئی۔

"آئی ایم ساری عریشہ! مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس قسم کی صورت حال بھی پیش آسکتی ہے۔" ان لڑکے لڑکیوں سے جان چھڑا کر عباس عریشہ کی طرف متوجہ ہوا گویا اس کا موڈ بحال کرنا چاہا۔

"کیوں آپ کو اپنی مقبولیت پر شک تھا یا اپنی سحر انگیز شخصیت کے چارم پر؟" عریشہ کا لہجہ تند تھا اس کے موڈ کی طرح عباس بے ساختہ ہنس پڑا۔

"کسی پر نہیں مجھے بس تمہارے سوا سب بھولا ہوا ہے آج کل۔" وہ بہت خاص لہجے میں گویا ہوا نگاہوں میں سچائیاں رقم تھیں مگر عریشہ متاثر ہونے کے موڈ میں نہیں تھی، جبھی اس کی بات پر سر جھٹک دیا۔

"جبھی آپ نے مجھے اچھے سے یاد رکھا نا انہیں آٹو گراف دیتے ہوئے۔" وہ گہرے طنز سے بولی، عباس کی یہ لحہ بھر کی بھی ہٹی توجہ اس سے برداشت نہ ہوئی تھی وہ اس کے معاملے میں اتنی ہی پازیسو تھی۔

"میں تم سے غافل تو نہیں ہوا تھا عریشہ! مگر یہ بھی تو سوچو کتنا آکورڈ لگتا اگر میں ان لوگوں کو اگنور کر دیتا۔" وہ بہت تحمل سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"آپ کچھ بھی انوکھا تو نہ کرتے عباس! سارے مشہور لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔" وہ تنک کر بولی۔ عباس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو اس کا مطلب وہ صحیح کرتے ہیں۔ عریشہ پلیز ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ می۔"

"انہیں مجھے گھر چلنا ہے۔" عریشہ نے بدمزاجی اور نخوت کی انتہا کر دی۔

"آئسکریم تو کھا لو یار۔"

"اب میرا دل نہیں کر رہا ہے بس اٹھیں۔" وہ بگڑ کر بولی۔ عباس کو نا چاہتے ہوئے بھی اٹھنا پڑا۔

❁......❁......❁

اس کا پورا وجود گویا کوئلوں کی دہکتی بھٹی میں تبدیل ہو گیا تھا۔ جو ہر چیخ پر نئی اذیت سے روشناس ہوتا تھا۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد سے واپس نہیں آیا تھا۔ دل کی بے کلی ان دنوں ایسی تھی کہ اس سے نجات کے لیے وہ ذکر اللہ کی کثرت کرنے لگا تھا۔ عشا کی نماز سے فراغت پانے تک گاؤں کی گلیاں حسب سابق سونی ہو گئی تھیں۔ اس کے گمان تک میں یہ بات نہیں تھی وہ گھر پہنچے گا تو لاریب وہاں اس کی منتظر ہوگی۔ ثانیہ اسے بیٹھک میں بٹھا کر اس کے لیے شربت لینے چلی آئی تھی اور جب ٹرے اٹھائے ثانیہ نے ڈیوڑھی میں قدم رکھا اسی پل سکندر بھی آ پہنچا تھا۔ اپنے دھیان میں وہ بیرونی دروازہ بند کر کے پلٹا تو ثانیہ کو دیکھ کر چونکا۔

"خیریت؟ کوئی آیا ہے کیا؟"

"ہاں لاریب بی بی آئی ہیں تم سے ملنے۔ کہہ رہی تھیں ان کی آمد کا کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے۔" ثانیہ کا انداز سرگوشیانہ تھا۔ سکندر ٹھٹک گیا۔

"حیران ہو گئے نا۔ میں بھی بہت حیران ہوئی تھی انہیں دیکھ کر۔ سچ پوچھو تو انہیں یہاں دیکھ کر میرے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔ سمجھ ہی نا آئی تھی کیسے بات کروں کہاں بٹھاؤں۔"

"اکیلی آئی ہیں؟" سکندر نے خود کو سنبھال کر پوچھا۔

"بالکل اکیلی ہیں، شاید تم سے کچھ ضروری کام ہے۔" ثانیہ کے لہجے میں سادگی تھی مگر سکندر اندر سے ڈسٹرب ہو گیا تھا۔ لاریب کی آمد بے وجہ نہیں تھی۔ اس نے اشارے سے ثانیہ کو اندر جانے کا کہا۔

"سکندر نہیں آیا......؟" ثانیہ کے اندر جاتے ہی سکندر نے وہیں کھڑے لاریب کی مدھم مگر جھنجلائی ہوئی آواز سنی تو قدم بڑھا دیئے۔

"آ گیا ہے جی بس......" اسے جواب دیتی ثانیہ سکندر کو دیکھ کر خود بخود چپ ہو گئی۔ سکندر نے ایک نگاہ لاریب کے چہرے کو دیکھا جو اسے دیکھتے ہی عجلت میں اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم میرے ساتھ چلو۔"

"جی کہاں؟" وہ بوکھلایا اس غیر متوقع مطالبے پر۔

"تم چلو میں بتاتی ہوں۔" لاریب نے اسے گھورتے ہوئے برہمی سے کہا اور قدم بیرونی دروازے کی جانب بڑھا دیئے۔ سکندر کو طوعاً و کرہاً اس کے پیچھے قدم بڑھانے پڑے۔

"کب تک آ جاؤ گے سکندر......؟"

"میں اسے ہمیشہ کے لیے ساتھ نہیں لے جا رہی بے فکر رہو۔" سکندر کی بجائے لاریب نے بگڑ کے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ ثانیہ دبک گئی جبکہ سکندر نے ہونٹوں کو باہم بھینچ لیا تھا۔

"وہ نکاح نامہ کہاں ہے، میری حماقت اور شکست کی سب سے بڑی نشانی!" سکندر کے ساتھ نسبتاً تاریک اور سنسان جگہ پر آ کر ٹھہرتے ہوئے لاریب نے پھنکارنے کے انداز میں پوچھا تو سکندر اس کی احتیاط پسندی اور مصلحت پر قائل ہو کے رہ گیا تھا۔

"سکندر تم بولتے کیوں نہیں ہو؟" اس کی خاموشی نے لاریب کو بھڑکا دیا' سکندر نے سرخ مگر جلتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"جسٹ شٹ اپ سکندر۔ تم یہ سوچو کیا تمہاری اوقات اتنی ہے کہ یہ سوال مجھ سے کرسکو؟" شدید غصے کی لہر نے اس کا دماغ دہکا دیا۔ سکندر نے دیکھا اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں۔

"مجھے اپنی حیثیت اور اوقات بہت اچھی طرح ازبر ہے۔" وہ بھاری لہجے میں بولا تو لاریب گہرے طنز سے ہنس پڑی۔

"اچھا اگر پتا تھی تو تم نے مجھے اس وقت کیوں نہ بتلائی۔ میں تو حواسوں میں نہیں تھی تم نے موقع سے فائدہ اٹھانے کی ٹھان لی۔ ویل......"

"میں نے آپ کو بتانا چاہا تھا مگر......"

"مگر کیا ہاں مگر کیا؟ میں مر جاتی تمہارے انکار سے؟ مرنے دیتے' یہ ذلت تو نہ سہتی۔" وہ ایکا ایکی پھٹ پڑی۔ سکندر کو اس کے الفاظ سے بڑھ کر اس کے لہجے کی تضحیک حقارت اور تمسخر نے اذیت بخشی تھی۔ وہ ہونٹ بھینچے کھڑا ضبط آزماتا رہا۔

"مجھے وہ پیپرز چاہئیں ابھی اور اسی وقت۔" لاریب اپنے تنفس پر قابو پائے بغیر بولی۔

"وہ میرے پاس نہیں ہیں گھر پر ہیں۔ آپ میرے ساتھ گھر چلیں میں......"

"تم صبح آتے ہوئے انہیں لے آنا میں خود لے لوں گی تم سے۔" لاریب نے ایک دم لہجہ ڈھیلا کرلیا۔ سکندر کا مسکین قسم کا انداز' جھکا ہوا سر' گریزاں نگاہیں' فرمانبردار قسم کا لہجہ' کچھ بھی تو تبدیل نہیں ہوا تھا۔ وہ شاید خوفزدہ ہوگئی تھی مگر خود کو تسلی دے رہی تھی۔

"جی بہتر۔" سکندر نے اسے تابعداری سے جواب دیا پھر جیسے کچھ ہچکچا کر بولا۔

"آپ اکیلی آئی تھیں؟" لاریب جو واپسی کے ارادے سے پلٹ رہی تھی اس سوال پر چونکی۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ سوال در سوال' شاید سکندر کی بات کا جواب دینا اس کے نزدیک اہم نہیں تھا۔

"رات بہت ہوگئی ہے' میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔" لاریب کے چہرے پر کاٹ دار مسکراہٹ بکھری۔

"مگر اس کا کیا ہو کہ مجھے تمہاری یہ عارضی رفاقت بھی گوارا نہیں' اسی قدر ناقابل برداشت ہو تم میرے لیے۔" لٹھ مار سا انداز اپنے اندر سراسر تذلیل کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ سکندر ساکن رہ گیا۔ وہ پلٹ کر دور ہوتی گئی۔ سکندر واپس لوٹا تو ہزاروں خدشات اس کے ہمراہ تھے۔

"کیا کام تھا لاریب بی بی کو تم سے؟ کہاں لے گئی تھیں وہ تمہیں؟" ثانیہ اس کی منتظر تھی۔ اسے سامنے پاتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کردی۔ وہ سب سوالوں کو نظر انداز کرتا اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ نگاہیں اس جگہ پر ساکن ہوگئیں جہاں اس نے لاریب کو بیٹھے دیکھا تھا۔ بیٹھک کی فضا میں اس کے ملبوس کی دلفریب مہک ابھی تک باقی تھی۔ سکندر کی آنکھیں جانے کس احساس کے ہمراہ جل اٹھیں۔

"تو کھانا بھی کھائے گا کہ نہیں سکندرے؟" ثانیہ پھر اس کے سر پہ آ چڑھی تھی۔ اس نے شام کو کھانے سے انکار کردیا تھا کہ عشاء کے بعد کھاؤں گا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے ثانیہ مجھے سونے دو پلیز۔" وہ بےزاری سے کہتا کروٹ بدل گیا۔ ثانیہ اپنا سا منہ لے کر چلی گئی۔

"کیا کریں گی وہ نکاح نامہ لے کر؟ محض ثبوت ختم کرنا مقصد ہے یا کچھ اور...... اگر انہوں نے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کردیا؟" آخری سوچ ایسا خدشہ ثابت ہوئی جس نے صرف نیند نہیں اڑائی تھی' جسم وجان میں بےچینیاں بھر کے وحشتوں کے صحرا میں لا پٹخا۔ وہ ساری رات اس نے سگریٹ پھونکتے اور صحن میں ٹہل کر سرد ہواؤں کا مقابلہ کرتے گزاری۔ صبح وہ اتنا نڈھال تھا کہ بستر پر گرتے ہی خود سے بھی غافل ہوگیا۔ بابا اسے نماز کے لیے جگانے آئے تو اس کا بدن انگارے کی طرح دہکتا محسوس کرکے پریشان ہوگئے اس کی طبیعت نہ سنبھلنے کی صورت میں اطلاع حویلی تک پہنچانا پڑی تھی۔ بابا سائیں خود اس کی خبر گیری کو آئے اور ڈاکٹر کو بھی فون کرکے چیک اپ کرایا۔ ڈاکٹر نے بخار کی وجہ ذہنی اضطراب بتائی تھی۔ دوا علاج کے باوجود اگلے دو دن تک وہ بستر سے نہیں اٹھ سکا تھا۔

"ایسا کیا کہہ گئی ہیں لاریب بی بی تم سے سکندرے کہ تم یوں چاروں شانے چت ہوگئے ہو؟" ثانیہ کے دل میں یہ بات کسی پھانس کی طرح اٹکی ہوئی تھی۔ سکندر اس بیماری اور نقاہت کے باوجود ٹھٹک کر رہ گیا۔

"یہ بات تم نے کیسے سوچی؟ آئندہ تمہارے منہ سے نہ سنوں۔" وہ کسی طرح بھی خود کو اسے ڈانٹنے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔

"پھر تم مجھے بتادو وہ کیوں آئی تھیں؟" ثانیہ بھی غصے میں آگئی' سکندر کو ضبط کرنا محال ہونے لگا۔

"بھئی انہوں نے مجھے کچھ نوٹس فوٹو کاپی کرنے دیئے تھے۔ ان کے ایگزیم ہو رہے ہیں نا ضروری چاہئے تھے تو لینے آگئیں۔ اس میں اتنا کریدنے والی کیا بات ہے؟" وہ جھنجلا کر بولا۔

"وہ شاہ زادی ہیں حویلی کی سکندرے' ڈھیروں نوکر ہیں ان کی خدمت کو تمہارا شمار بھی انہی میں ہوتا ہے' وہ ایک فون بھی کرتی تو تمہیں جانا پڑتا۔" ثانیہ کی باتوں نے سکندر کو سن کرکے رکھ دیا۔ اذیت اور چبھن کا احساس ایسا تھا کہ اس نے کرب سے گزرتے ہوئے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔ یہ حالات کس ڈگر پر چل پڑے تھے کہ اسے اس کی کم حیثیتی طعنے کی صورت یاد کرائی جانے لگی تھی۔ کیا یہ کوئی سزا ہے؟ کیا واقعی اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا؟ یا لاریب نے تب اس کے لیے فرار کے راستے مسدود کردیئے تھے۔ قسمت کی اس ستم ظریفی پر اس کا جی چاہا کہ وہ جی بھر کے آنسو بہائے مگر وہ روتا کیسے یہ ممکن نا تھا۔

"تم مجھ پر شک کررہی ہو ثانی یا لاریب بی بی پہ......؟ ہم دونوں کی حیثیت اور مقام روز روشن کی طرح تم پر اچھی طرح عیاں ہیں پھر تمہاری اس قسم کی باتوں کا مقصد؟" سکندر خاصی دیر خاموشی کے بعد گویا ہوا تھا۔ ثانیہ کچھ کچھ شرمندہ نظر آنے لگی۔

"سکندرے میری بات کا برا مت مان! دیکھ میں نہ تجھ پر شک کررہی ہوں نہ لاریب بی بی پر' زمین آسمان کا ملاپ بھی بھلا کبھی ممکن ہوا' مگر سکندرے مجھے بہت ڈر لگتا ہے حالات اور قسمت کے پھیر سے...... میں تمہیں کھونے سے ڈرتی ہوں' تمہیں کیا پتا سکندرے تم کتنے سوہنڑے ہو۔ عباس صاحب کے بعد آس پاس کے علاقوں میں تیرے جیسا گھبرو اور کوئی جوان نہیں ہے' لڑکیاں بالیاں صبح شام تیری راہ دیکھتی ہیں تو اسی پنڈ کی کتنی آنکھوں کا خواب ہے تو کیا جانے؟" ثانیہ نے پہلی مرتبہ کھل کر اس کے سامنے اپنی پسندیدگی ظاہر کی تھی اور خدشات رکھے تھے۔ وہ سمجھتی تھی سکندر پر سب سے زیادہ اس کا حق ہے۔ یہی سوچ کر آج اس نے سکندر پر اپنی حیثیت واضح کی تھی مگر سکندر تو جیسے سناٹوں کی زد پہ آگیا تھا۔ اس نے ثانیہ کی ساری بات بھی بھلا کہاں سنی تھی وہ تو اسی ایک فقرے میں اٹک گیا تھا۔

"زمین آسمان کا ملاپ بھی بھلا کبھی ممکن ہوا ہے؟" اسے لگا تھا کسی نے اچانک اسے برزخ میں دھکیل دیا ہو۔ ہوتا ہے نہ کبھی ایسا بھی' ایک ایسی بات جس کی حقیقت بہت اچھی طرح سے ہم پر آشکار ہوتی ہے' ہم اس سے بخوبی واقف ہوتے ہیں...... مگر اس کے باوجود کسی کے منہ سے سن کر خود کو ریزہ ریزہ ہوتا بکھرتا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم اپنی ذات میں خود سے آنکھیں چرائے ہوتے ہیں بلکہ کہنے والے کو اپنے الفاظ کی سنگینی کا احساس نہیں ہوتا۔ سکندر بھی اسی طرح بکھر گیا تھا۔ بلاشبہ لاریب اور اس کی حیثیت میں بہت واضح فرق تھا مگر ثانیہ کے الفاظ نے اسے ناقابل برداشت حد تک کرب سے دوچار کردیا تھا۔ وہ خود وہاں سے جاچکی تھی مگر سکندر اسی کرب اسی اذیت سے نبرد آزما ہوتا رہا تھا۔

❁......❁......❁

"میں نے آپ سے کہا تھا مام ہاتھ ڈھیلا رکھیں۔ کیا' کیا تھا آپ نے کہ اس نے اتنا شدید ری ایکشن دیا؟ ذرا سوچیں اگر اسے کچھ ہو جاتا؟" آج پورے ایک ہفتے بعد دیو نے ان سے بات کی بھی تھی تو کٹہرے میں کھڑا کرکے۔ وہ اتنا سعادت مند بیٹا ثابت ہوا تھا کہ سریتا دیوی کو صحیح معنوں میں جان کی یاد بھلادی تھی۔ مگر آج وہ بےحد خفا تھا۔ کیا وہ سندلی سے اتنی محبت کرتا تھا؟ انہوں نے حیران ہوکر سوچا اور شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم بھی مجھے قصور وار سمجھ رہے ہو دیو؟"

"بات یہ نہیں ہے مام! پلیز ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ می! اگر وہ ایک بات کو پسند نہیں کرتی تو اس کا مطلب ہمیں وہ بات نہیں کرنی چاہیے۔ مام میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں' وہ بھی سندلی کے لیے۔ مجھے اس کی خوشی عزیز ہے۔"

"چاہے وہ خوشی تم نہیں کوئی اور ہو؟" انہوں نے خراب موڈ کے ساتھ استفسار کیا۔ دیو کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا کر معدوم ہو گیا۔

"میں نے کہا نا مام مجھے نندنی کی خوشی عزیز ہے۔"

"یہ کیسی محبت ہے تمہاری دیو کہ تم اسے یکسر انجان آدمی کو سونپنے پر آمادہ ہو۔"

"یہ نندنی کی خواہش ہے ماما!" وہ آہستگی سے بولا لہجہ افسردہ اور ٹوٹا ہوا تھا۔ انہیں اس پر بے تحاشا ترس آیا۔

"ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ میری مثال سامنے ہے۔ جارج نے کتنے دکھ دیئے مجھے اور بالآخر......"

"نندنی کی قسمت آپ جیسی ہو ضروری نہیں۔" دیو نے ان کی بات قطع کی۔ وہ ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھنے لگیں۔

"ہمیں کیا پتا وہ کون ہے کیسا ہے؟"

"ہمیں وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ جو ہوگا بھلا ہوگا۔" دیو نے رسانیت کا مظاہرہ کیا اس کے بھاری لہجے میں ٹھہراؤ تھا۔

"دیو تم اسے سر چڑھا رہے ہو۔ تم نے دیکھا وہ مجھ سے زیادہ اس مسلی ڈاکٹر کو اہمیت دے رہی ہے۔ مجھ سے بات نہیں کرتی، مگر اس سے چپکی رہتی ہے۔" سریتا دیوی کے لہجے میں نفرت تھی، کسی زہریلی ناگن کی سی پھنکار۔

"یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے مام ریلیکس۔ وہ اسے اپنا دوست سمجھتی ہے۔ دیٹ سیک!"

"وہ عورت مسلمان ہے اور مسلمان ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔" سریتا دیوی نے جیسے اسے باور کرایا۔ دیو آہستگی سے مسکرا دیا۔

"مام وہ ایک مسیحا بھی ہے۔ نازک سی عورت ہے۔ بے ضرر سی آئی تھینک، وہ نندنی کو اس لیے اہمیت دے رہی ہے کہ نندنی مینٹلی اپ سیٹ ہے اور اس کے زیر علاج بھی۔"

"تم بہت سادہ ہو دیو۔ مجھے حیرت ہوتی ہے تم ایک آرمی آفیسر ہو کر بھی ہر کسی کے معاملے میں اتنے سوفٹ اور سینسیٹو کیوں ہو؟" سریتا دیوی اب صحیح معنوں میں جھنجلا گئی تھیں۔ دیو نے ایک گہرا سانس بھرا۔

"میں ایک انسان بھی ہوں مام سینے میں ایک دل بھی رکھتا ہوں، بلکہ اگر میں کہوں کہ اس آرمی کی وجہ سے میں ایسا ہو گیا ہوں تو کچھ ایسا غلط نہیں ہوگا۔" دیو کی غیر معمولی سنجیدگی اور رسان لہجہ سریتا دیوی کو پہلے حیران پھر پریشان کرنے لگا۔

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" انہوں نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔ دیو کے ہونٹوں پر زہر خند پھیل گیا۔

"آپ بھی آرمی آفیسر کی مسز ہیں۔ کچھ نہ کچھ تو جانتی ہیں۔ مام کیا ضروری ہے جو انڈین ہو اور فوج میں ہو وہ جانور ہی ہو وحشی اور بے حس ہو۔ اگر ایسا ہے بھی تو میں ایسا نہیں ہوں۔ میں نے کشمیر میں اسی لیے اپنی پوسٹنگ رکوالی کہ مجھ سے بربریت ظلم اور سفاکی کے مظاہرے نہیں سرزد ہو سکتے تھے میں اپنے ان سورما ساتھیوں کا ساتھ دینا تو دور کی بات وہ سب دیکھ کر برداشت بھی نہیں کر سکتا۔"

"لیو دس دیو پلیز!" سریتا دیوی نے ناگواریت سے اس کی بات قطع کر دی۔ دیو کے چہرے پر عجیب سی کیفیت پھیل گئی۔

"کیا میرے اس موضوع کو چھوڑ دینے سے حقیقت بدل جائے گی مام! ہمارا نام ظلم و جبر کی لسٹ سے خارج ہو جائے گا؟" وہ کسی قدر تاسف سے سوال پر سوال کرنے لگا۔

"تم انڈین ہو دیو؟ مجھے تو آج شک ہونے لگا ہے معذرت کے ساتھ۔" سریتا دیوی نے گویا اسے ملامت کی تھی۔ وہ آہستگی سے ہنس دیا، ایسی ہنسی جو دکھ اور تاسف کے احساس سے نم تھی۔

"کاش میں اپنی ذات کے ساتھ لگا یہ حوالہ مٹا سکتا۔"

"تو پھر تم آرمی چھوڑ دو۔"

"اس سے کیا ہوگا؟ حقیقت بدل جائے گی؟" وہ بے حد تلخ ہوا۔ سریتا دیوی کا دماغ بھٹنے لگا۔

"دیو تم مجھے پاگل کر دو گے، مجھے نہیں پتا تھا تمہارے اندر اتنا زہر بھرا ہوا ہے۔" انہوں نے قہر بار انداز میں کہا۔ دیو ہونٹ بھینچے انہیں دیکھتا رہا۔

"پلیز مام! آپ آئندہ کبھی بھی نندنی کو میرے حوالے سے فورس نہیں کریں گی اوکے۔" اپنی بات مکمل کرکے وہ وہاں سے چلا گیا۔ سریتا دیوی ابھی تک سر جھٹک رہی تھیں۔

❁ .... ❁ .... ❁

سکندر کا بخار تو اتر گیا تھا، مگر نقاہت بہت زیادہ تھی آج صبح بھی بابا سائیں اس کی عیادت کو آئے تھے اور اسے مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا۔ اس کی جگہ بابا حویلی جاتے تھے آج

اس کی طبیعت بہتر تھی تو اماں بھی بہت دنوں بعد گھر سے نکلیں۔ زلیخا کی بہو کے ہاں شادی کے بیس سال بعد بچے کی پیدائش ہوئی تھی۔ اماں اسے مبارک باد دینے گئی ہوئی تھیں۔ سکندر اپنے لحاف میں دبکا ہوا تھا کچھ غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ جب ثانیہ نے اندر آکر اسے پکارا۔ تیسری آواز پر وہ خفیف سا ہنکارا ابھر سکا۔

"باہر ویڑے میں بڑی چنگی دھوپ نکلی ہے کہو تو وہاں بستر لگا دوں کچھ دیر دھوپ میں لیٹ جاؤ۔" ثانیہ کی کچھ ادھوری سی بات اس کے پلے پڑ سکی اس نے محض سر کو نفی میں جنبش دینے پر اکتفا کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے تیری مرضی! یہ بتا کچھ کھائے گا؟ دلیہ بنا دوں کہ یخنی گرم کر لاؤں؟"

"اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے کیا؟" اندر داخل ہوتی ایمان نے یہ سوال کیا۔ ثانیہ چونک کر پلٹی اور حسب سابق انہیں دیکھ کر بدحواسی و گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی۔

"بی بی صاحبہ آپ؟ جی آیاں نوں جی۔ بیٹھیں بیٹھیں۔" بوکھلا کر کہتی وہ بستر کی چادر درست کرنے لگی۔ پھر موڑھے اٹھانے کو بھاگی۔ خود سکندر بھی حیران حیران سا اٹھ بیٹھا۔ ایمان اور امامہ کے ساتھ خفا خفا سی کھنچی کھنچی سی وہ بھی تھی۔ سکندر کا دل دھڑکنیں منتشر کر بیٹھا!

"ہمارے کام بہت بھاری لگے تھے سکندر جو بستر سنبھال کر بیٹھ گئے ہو؟" ایمان کے چہرے پر بہت نرم سی مسکان تھی۔ سکندر بوکھلا گیا۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بی بی صاحب!"

"مذاق کر رہی ہوں پگلے گھبرا کیوں جاتے ہو؟" ایمان کی مسکراہٹ ہنسی میں تبدیل ہو گئی۔ سکندر خفیف سا ہو گیا۔ تبھی مستعد اور الرٹ سی ثانیہ دونوں ہاتھوں میں دو موڑھے اٹھائے اندر آئی۔

"بیٹھیے بی بی صاحبہ تشریف رکھیے۔" ایمان تو سکندر کی چارپائی کے ایک کونے پر ہی ٹک گئی تھی۔ امامہ اور لاریب کھڑی تھیں امامہ نے موڑھا قبول کر لیا جبکہ لاریب بیٹھنے کے موڈ میں نہیں لگتی تھی۔ اس کی پرتپش نگاہیں سکندر کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔

"آپ نے کیوں زحمت کی بی بی صاحب! میں اب ٹھیک تھا خود خدمت میں حاضر ہو جاتا۔" سکندر تکیہ کمر پر ٹکا کر اب نیم دراز تھا۔ لاریب نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ بڑھی ہوئی شیو اس کے سانولے چہرے کی سیاہی کو بڑھا رہی تھی اسے وہ اور بھی برا لگا عام دنوں سے کہیں بڑھ کر یہ صرف اس کی نفرت تھی ورنہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ بہت ساری لڑکیاں اس کے ڈارک کمپلیکشن کی وجہ سے ہی اس پر جان دیتی تھیں۔

"ارے بابا اتنے کانشس مت ہو۔ ہم بھی تمہارے جیسے عام سے انسان ہیں۔" ایمان نے نرمی و آہستگی سے کہا تو لاریب کے اندر دہکتی آگ یکلخت بھڑک اٹھی۔

"ملازموں کے ساتھ نرم اور بہتر سلوک کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ملازم خود کو مالک کے مقابل سمجھنے لگیں، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو غلطی کر رہے ہوتے ہیں۔" اس کے اندر کی آگ اس کے لہجے سے ہی نہیں آنکھوں سے بھی برس رہی تھی۔ سکندر کا چہرہ ایک دم پھیکا پڑ گیا جبکہ ایمان نے چونک کر لاریب کی طرف دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں سرزنش اور فہمائش تھی۔

"بجو پلیز! سکندر کو ایسے مت کہیں۔ اسے بابا سائیں بھی اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں اور ہم بھی انہیں بھائی سے کم نہیں درجہ دیتے۔" امامہ کا انداز سخت احتجاجی تھا۔

"تم چپ رہو۔ بڑوں کی باتوں میں مت بولا کرو بچی ہو ابھی۔" لاریب نے بے دریغ امامہ کو جھاڑا۔ اس عزت افزائی پر وہ بھی برائی جگہ، امامہ کا منہ بن گیا، اس نے شکایتی نظروں سے ایمان کو دیکھا تھا۔

"تم بھی عقل کل نہیں ہو اچھا، آرام سے بیٹھو۔" اب ایمان کا بولنا ناگزیر تھا۔ لاریب نے سختی سے ہونٹوں کو باہم بھینچ لیا۔ اسے جانے کیوں بہت شدتوں سے رونا آ رہا تھا۔ سکندر اس ساری گفتگو کے بیچ خاموش تماشائی رہا تھا۔ چار نفوس کی موجودگی کے باوجود کمرے کی فضا میں خاموشی کا راج تھا۔ یہ خاموشی اس وقت ٹوٹی جب ثانیہ ٹرے میں پیپسی کے گلاس سجائے چلی آئی ساتھ بسکٹ اور نمکو بھی تھا۔

"ارے اس تکلف کی بھلا کیا ضرورت تھی ثانیہ! ہم کوئی بہت دور سے تو نہیں آئے۔" ایمان نے ٹوکا تو ثانیہ مسکرا دی۔

"نہ جی اس پنڈ کے سب سے خاص مہمان بھی تو ہو آپ، ہمارے ویڑے کی تو گویا قسمت جاگ اٹھی۔" وہ واقعی اتنی ہی متاثر نظر آ رہی تھی۔ ایمان خفیف سی ہو کر مسکرا دی۔

"سکندر دوا تو لے رہا ہے نا وقت پہ؟"
"کہاں جی سنتا کہاں ہے میری یہ سکندر!"
"کیا مطلب دوا نہیں لیتا؟" ایمان کو فوری تشویش ہوئی۔ ثانیہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔
"نہ خوراک پر توجہ نہ دوا پر۔ جبھی تو اتنا ماڑا ہو گیا ہے۔"
"تمہارے پاس کوئی اور بات نہیں کرنے کو تو خاموش ہو جاؤ۔" سکندر کو موضوع گفتگو بننا پسند نہیں آیا۔ جبھی ثانیہ کو جھڑکا۔
"ثانیہ تم پہلے سکندر کے کھانے کو کچھ لاؤ۔ پھر دوا لے آنا' دیکھتے ہیں کیسے نہیں کھاتا۔" ایمان کے لہجے میں دھونس ہی نہیں مان و استحقاق بھی تھا۔ جہاں ثانیہ محظوظ ہوئی سکندر بوکھلا اٹھا۔
"ایمان بی بی یہ فضول بولتی ہے' آپ فکر نہ کریں میں دوا بھی لیتا ہوں اور......"
"اب میں تم سے کہوں گی تم چپ رہو۔" ایمان نے اسے نرمی سے ٹوکا تو وہ ٹھنڈا سانس کھینچ کر رہ گیا۔
لاریب کو یہ اپنائیت یہ یگانگت کا مظاہرہ ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ وہ ایمان کے ساتھ اس کی عیادت کو آنے پر کسی طور بھی آمادہ نہ تھی مگر سکندر کی جانب سے اس کے مطالبے کی تاخیر اب اس کا ضبط چھلکا گئی تھی۔ جبھی وہ ذرا اس کی طبیعت صاف کرنے کے ارادے سے آئی تھی نہ کہ اس کی عیادت کو مگر یہاں آ کے اس پر انکشاف ہوا تھا اپنے اندر کا لاوا نکالنا اتنا آسان نہیں۔ امامہ' ایمان اور سکندر کے گھر والوں کی موجودگی میں وہ ہزار چاہنے کے باوجود بھی اپنا مطالبہ اس کے آگے نہیں دہرا سکی تھی۔ معاً اس کی نگاہ سکندر کے سرہانے پڑے اس کے سیل فون پر گئی۔ اس کے ذہن میں ایک خیال بہت سرعت سے جاگا۔ اس نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنا سیل فون نکال لیا۔
"مجھے تم سے بات کرنی ہے' اکیلے میں' ابھی اور اسی وقت' سمجھے' کیسے یہ تم جانتے ہو گے لاریب۔" اس نے ٹیکسٹ لکھ کر سکندر کے نمبر پر سینڈ کر دیا۔ اگلے لمحے میسج ٹون بجی۔ سکندر امامہ اور ایمان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا یونہی مگن رہا۔ میسج ٹون پر اس نے قطعی توجہ نہیں دی۔ لاریب جز بز ہونے لگی۔ اس کا جی چاہا سکندر کا سر پھاڑ دے۔ اس نے ہونٹ بھینچے اور اس کا نمبر ڈائل کیا اور مس کال کی بیل کی آواز پر سکندر چونکا اس نمبر پر اسے سب سے زیادہ فون بابا سائیں ہی کرتے تھے اس نے سیل اٹھایا اس وقت لاریب نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ سکندر نے مس کال چیک کی نمبر انجان تھا۔ لاریب کے نمبر سے وہ آگاہ نہیں تھا۔ اس نے کاندھے اچکائے اور سیل واپس رکھتے رکھتے یونہی بے ارادہ میسج کھول لیا۔ عبارت پر نگاہ پڑتے ہی اس کے اعصاب کو ہزار وولٹ کا جھٹکا لگا۔ بالکل غیر شعوری طور پر اس کی نگاہ لاریب کی سمت اٹھی جو اس کی سمت متوجہ تھی۔ اس سے نگاہیں چار ہوتے ہی لاریب نے فی الفور نظر کا زاویہ بدل ڈالا۔ انداز میں نخوت تھا بے زاری تھی۔ سکندر الجھا ہوا تو تھا ہی گم صم بھی ہو گیا۔
"کیا بات ہے سکندر کس کی کال تھی؟" ایمان کو اس کا یہ انداز بہت محسوس ہوا تھا۔ سکندر ہڑبڑا سا گیا۔
"نہ...... نہیں تو بی بی صاحب کچھ نہیں۔"
"اچھا یہ بتاؤ یہ بستر کب چھوڑ رہے ہو؟" وہ مسکرانے لگی۔ سکندر نے گہرا سانس کھینچا۔
"میں خود اکتا گیا ہوں بی بی صاحب! اللہ نے چاہا تو کل ضرور حویلی آ جاؤں گا۔"
"ارے نہیں مکمل آرام کرو۔ ورنہ پھر سے بیمار پڑ جاؤ گے۔" ایمان نے ٹوکا' تبھی ثانیہ یخنی کا پیالہ لیے آ گئی اور سکندر کو وہاں سے اٹھنے کا بہانہ مل گیا۔
"میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں۔"
"بیٹھا رہ سکندر رے! میں یہیں پانی لا دیتی ہوں دھو لینا ہتھ۔" ثانیہ نے اپنی خدمات پیش کیں جنہیں سکندر نے فی الفور رد کر دیا۔
"اب اتنا بھی کمزور نہیں ہو گیا کہ اتنا سا کام کر کے تھک جاؤں۔" وہ اٹھا اور چپل پہن کر باہر نکل گیا۔ البتہ اٹھتے ہوئے اس نے لاریب پر ایک جھجکتی ہوئی گریزپا نظر پھر سے ضرور ڈالی تھی۔ لاریب جس نے ہاتھ میں پکڑے گلاس سے ایک گھونٹ بھی نہیں لیا تھا' دانستہ چھلکا دیا اور ہڑبڑانے کی ایکٹنگ کی۔
"اُفوہ!" وہ دانستہ زور سے جھلائی۔
"کیا ہوا بی بی صاحب! بوتل گر گئی لائیں میں آپ کا دوپٹہ دھو دیتی ہوں۔" امامہ اور ایمان سے سکندر کی باتیں جوش و خروش سے کرتی ثانیہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو لاریب نے ہاتھ اٹھا کر اسے منع کر دیا۔

"نہیں میں خود کر لیتی ہوں۔ سکندر باہر ہی ہے نا وہ مجھے ہیلپ کر دے گا تھینکس۔" اس کے تحکمانہ لہجے میں اتنی قطعیت تھی کہ ثانیہ کو مزید کچھ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی۔
لاریب اٹھ کر باہر آئی تو صحن کے آخری سرے پر نل کے پاس اسے سکندر نظر آیا۔ کچھ بے خیال سا مگر آنکھوں میں واضح تفکر لیے۔
"بی بی صاحبہ آپ نے اس طرح سے کیوں بلایا مجھے؟" وہ واقعی پریشان تھا۔ اس کی بے چین نگاہیں بار بار بیرونی دروازے اور کمرے کی جانب اٹھتی تھیں۔ لاریب کے تو صحیح معنوں میں سر پر لگی تھی۔
"شٹ اپ! تم کیا سمجھتے ہو میں تم سے اکیلے میں ملنے کو مری جا رہی ہوں؟ اپنی شکل کبھی غور سے آئینے میں دیکھی ہے تم نے؟" وہ غصے میں بھڑک اٹھی۔ اس کا چہرا اس کے اندرونی جذبات کا عکاس بن گیا تھا۔ جبکہ سکندر اس درجہ توہین پر بھونچکا رہ گیا۔
"کچھ کہا تھا تم سے میں نے بیماری کا ڈرامہ رچا کر کب تک چھپ سکتے ہو مجھ سے ہاں؟" آگ بگولہ ہوتی وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر جس قدر تلخی سے کہہ سکتی تھی کہہ گئی تھی۔
"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے بی بی صاحبہ میں......"
"مجھے تمہاری کوئی فضول وضاحت نہیں چاہیے۔ تم مجھے وہ پیپر دے رہے ہو ابھی اور اسی وقت۔" بلیو سوٹ میں اکھڑے اکھڑے تاثرات اور بگڑے انداز و تیور لیے پیشانی پر بل ڈالے کھڑی وہ لڑکی اپنے اندر ایسا کیا رکھتی تھی کہ اس ساری بدتمیزی حوصلہ شکنی کے باوجود دل کے نزدیک بے حد نزدیک محسوس ہوتی تھی۔ سکندر نے خود کو اس کے سامنے بے حد بے بس لاچار محسوس کیا۔
"اب ایسے کیا احمقوں کی طرح مجھے دیکھنا شروع کر دیا۔ جاتے کیوں نہیں ہو؟" وہ دبے ہوئے لہجے میں چیخی۔ اس کا ضبط گویا جواب دیے جا رہا تھا۔ صحیح معنوں میں اسے سکندر کی نگاہیں الجھن و بے زاری کا شکار کرتی تھیں۔ عجیب دل تھا اس کا کسی سے محبت کی انتہا پر جا کے بھی کسی دوسرے انسان کے احساسات و جذبات سمجھنے سے قاصر۔ سکندر جیسے گہری نیند سے جاگا اور یونہی بھینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ پلٹ کر ایک کمرے میں جا گھسا!
"ہو گیا تمہارا دوپٹہ واش؟" اگلے لمحے ایمان امامہ اور ثانیہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئی اس کے سوال نے لاریب کو ٹپٹا کر رکھ دیا۔ وہ تو باہر آنے کے بعد گویا بھول ہی گئی تھی۔
"میں باہر آئی تو سکندر نہیں تھا۔ پتا نہیں کہاں چلا گیا۔" اس نے خود کو سنبھال کر بہت اعتماد سے جھوٹ بولا۔
"کیا مطلب کہاں چلا گیا۔ وہ تو ہینڈ واش کرنے آیا تھا نا؟ اندر اس کا سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" ایمان واقعی الجھ گئی تھی۔ ثانیہ نے تو باقاعدہ پریشان ہو کر سکندر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ لاریب نے اپنی مخصوص بے نیازی کا مظاہرہ ضروری سمجھا۔ بلکہ اسے ایمان کے اتنی جلدی سب کے ساتھ باہر آ جانے پر تاؤ آیا تھا۔ کیا تھا اگر یہ لوگ کچھ دیر اور رک جاتیں۔
"ارے کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ سکندر کو کوئی پری اڑا کر لے گئی ہو؟" امامہ نے اپنی ایج کے حساب سے بات کی تھی اور لطف لے کر خود ہی ہنس پڑی۔
"ایسے نقوش اور رنگت کے جن و دیو کی پرستان میں بھی کمی تو نہیں ہو گی ڈیئر سس!" لاریب نے دانستہ کہا۔ ثانیہ کا چہرا تو بالکل اتر گیا۔ ایمان نے پھر اسے تنبیہی نظروں سے گھورا۔
"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے بجو! یو نو ڈارک کمپلکشن میل میں کتنا ان جا رہا ہے۔" امامہ نے بھرپور تردید کی تھی۔ لاریب کے چہرے پر تمسخر پھیل گیا۔
"تمہاری معلومات کی حد تک ایسا ہو گا' ورنہ حقیقت اس کے کچھ برعکس ہے۔"
"لایئے بی بی صاحبہ! میں آپ کا دوپٹہ دھو دیتی ہوں۔" ثانیہ نے اندر کمرے سے برآمد ہوتے سکندر کو دیکھ کر جو اطمینان محسوس کیا اس کے بعد اس نے لاریب سے کہا تھا۔
"نہیں اتنی اہم بات بھی نہیں ہے یہ اب واپس چلتے ہیں چلو لاریب۔" ایمان کی مداخلت پر لاریب کی جان جل گئی۔
"اتنی جلدی کیوں ہے آپ کو بجو! ذرا سا رک جائیں' مجھے اس داغ سے الجھن ہو رہی ہے۔" وہ بظاہر خفگی تھی دراصل وہ سکندر سے نکاح نامہ لیے بغیر ہرگز جانے پر آمادہ نہیں تھی جبھی اس نے اپنا دوپٹہ اتار کر ثانیہ کے حوالے کر دیا۔
"ذرا جلدی واش کر دو' بجو آپ اندر چل کر بیٹھیں نا

اسے خشک ہونے میں بھی کچھ وقت لگے گا۔" وہ اب ایمان کے پیچھے پڑی تھی مقصد واضح تھا۔

"نہیں یہیں ٹھیک ہے۔ تم دوپٹہ لو اپنا بس۔" ایمان کو درحقیقت اس کا یوں بے تکلفی سے دوپٹہ اتار دینا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ اس کی نگاہ غیر شعوری طور پر سکندر کی سمت اٹھی تھی۔ جو دانستہ یا نادانستہ لاریب کی سمت متوجہ تھا۔ ہاف سلیو جدید تراش خراش کی شرٹ میں وہ صحیح معنوں میں اپنے زہد شکن سراپا کے ساتھ سکندر کیا کسی کے بھی حواس ضبط کر لینے کی صلاحیت سے مالا مال تھی۔ سکندر کی نگاہ کا یوں بہک جانا کچھ اتنا بھی قابل اعتراض نہیں تھا۔ جبکہ بے حجابی کا مظاہرہ کرنے والی بھی لاریب خود تھی۔ سکندر نے ایمان کی نگاہ کی گرمی محسوس کر کے اسے دیکھا اور اتنا خجل ہوا اپنی چوری پکڑے جانے پر گویا خود کو زمین میں گڑا محسوس کرنے لگا۔ اس سے وہاں ٹھہرا نہیں گیا تو کچھ نہ سوجھنے پر خفت زدہ چہرے سمیت اندر چلا گیا۔

"اب اتنی جلدی کیوں پڑ گئی ہے آپ کو واپسی کی؟ وہ اندر ہے ناں آپ کا چہیتا جا کر اس کا دل پشوری کریں۔ کھانا میں دوپٹہ لے کر آئی ہوں۔" لاریب جو ایمان کی کیفیات سے یکسر بے خبر تھی اور سکندر کے پھر سے منظر سے غائب ہو جانے پر جھنجلا اٹھی تھی۔ بے حد خفگی سے بولی۔

"تم اپنا دوپٹہ لو ہمارے یہاں کھڑے ہونے پر تمہیں کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔"

"مجھے کیوں اعتراض ہونے لگا بھلا؟" لاریب کو ایمان کی خفگی کا اندازہ ہوا تو ڈھیلی پڑی۔ اگلے چند لمحوں میں ثانیہ نے لاریب کا دوپٹہ اس کے حوالے کر دیا تو گویا آخری آس بھی جاتی رہی۔ لاریب نے دروازے سے نکلنے سے قبل دانت پیسے تھے اور ایک زوردار ٹھوکر چوکھٹ کو ماری۔ اب آنے والے وقت میں وہ سکندر کی کیسے درگت بنانے والی تھی یہ تو وقت دیکھتا۔

❁......❁......❁
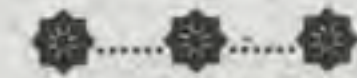
خبر رسید اشب کہ نگار خواہی آدم
سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آدم
بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نمانم بہ چکار خواہی آدم
یار من بیا یار من بیا

ترجمہ:۔ مژدہ سنا ہے کہ آج رات تو آئے گا۔ میرا سر ان راہوں پر قربان ہو جس سے تیری سواری گزرے گی۔ میری جان لبوں پر آ گئی ہے تو آ کہ میں زندہ ہو جاؤں۔ میرے مرنے کے بعد آیا تو تیرا آنا کس کام کا۔ میرے یار آ جا تو آ جا میرے یار تو آ جا!

نندنی نے آہستگی سے کتاب بند کی۔ مزید پڑھنے کی اس میں تاب نا تھی۔ اس کی نگاہ آنسوؤں کی زیادتی سے دھندلا گئی تو دل جیسے درد کا رستا ہوا پھوڑا بن گیا تھا۔ اسے پا نا تو درکنار میں اسے کبھی دیکھ بھی سکوں گی؟ اس نے خود سے سوال کیا اور نگاہوں میں مایوسی کے اندھیرے اتر آئے۔ کتنی بے رنگ ہو گئی تھی اس کی زندگی اس ایک بے ارادہ اٹھی ہوئی نگاہ کے نتیجے میں۔ یہ کیسا ظلم انجانے میں وہ خود اپنے اوپر کر بیٹھی تھی۔ محبت کی بے بسی اس کے وجود میں کرلانے لگی نارسائی کا ہوکتا ہوا احساس روح میں تھکن بھر گیا۔

کیا کروں گی میں؟ کیسے گزرے گی زندگی؟ پھر یہ موت بھی تو مجھے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ دو مرتبہ منہ موڑنا چاہا اس سے مگر...... اف کیا کروں میں۔ وہ اتنی وحشت زدہ ہوئی کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بال نوچ لیے۔ قریب تھا کہ اسی جنون میں کوئی اور الٹی سیدھی حرکت کرتی کمرے کی وحشت انگیز خاموش فضا میں اس کے سیل کی بیپ بجتی چلی گئی۔ اس نے ہراس بھری بیگانہ سی نظروں سے اپنے دائیں جانب پڑے سیل فون کی اسکرین کو گھورا۔ زینب خان کالنگ کے الفاظ نگاہ کے رستے دل و دماغ پر جادو کے انداز میں اثر پذیر ہوئے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون اٹھا کر کال پک کی۔

"ہیلو!"

"السلام علیکم!"

"سوری مجھے نہیں پتا اس کے جواب میں کیا کہتے ہیں؟" اس کی بھرائی ہوئی آواز میں خفت نمایاں تھی۔ دوسری جانب لائن پر موجود زینب مسکرا دی۔

"اس کا جواب وعلیکم السلام ہے۔ یعنی تم پر بھی سلامتی ہو۔ یہ بتائیے کیسی ہیں آپ نندنی گریوال۔" زینب خان نے اصل موضوع کی سمت آتے ہوئے اس کی خیریت دریافت کی۔

"آپ کی کال آنے سے قبل بہت اپ سیٹ تھی۔ بس پاگل ہونے کو ہی سمجھ لیں۔" اس نے صاف گوئی سے کہا تو زینب پریشان ہو اٹھی۔

"ایسا کچھ مت سوچا کریں نندنی جو آپ کو اپ سیٹ کرتا ہے۔"

"میرے پاس اچھا سوچنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اسے میری بدنصیبی کہہ لیں۔" وہ پھر سے اسی مایوسی کے دائرے میں قید ہونے لگی۔

"آپ کو میرا مشورہ ہے نندنی کہیں مصروف ہو جائیں۔ کیا آپ پڑھتی ہیں؟"

"میں نے کالج پچھلے سال چھوڑ دیا ہے۔ میرا پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔" اس کا لہجہ پھر سے بھیگنے لگا۔ دوسری سمت چند لمحوں کو خاموشی چھا گئی۔

"آپ نے بتایا تھا آپ کے فادر یو کے میں ہوتے ہیں اور غالباً بھائی بھی، آپ ماحول کی تبدیلی کی غرض سے وہاں کیوں نہیں چلی جاتیں؟" نندنی نے خود کو ایک کرب و اذیت کا شکار ہوتے محسوس کیا۔

(جہاں بھی چلی جاؤں میری بدنصیبی میرے ساتھ رہتی ہے۔ میں اسے نہیں پا سکتی شاید)

"خاموش کیوں ہیں نندنی؟ آپ کو میرا مشورہ پسند نہیں آیا؟" ڈاکٹر زینب نے پکارا تو وہ آہستگی سے ہنس دی۔

"مجھے لگ رہا ہے ڈاکٹر زینب میں نے آپ کو کچھ زیادہ ہی تنگ کر دیا۔ کہیں آپ مجھ سے پیچھا تو نہیں چھڑانا چاہتیں۔" وہ یقیناً خود ترسی کا شکار ہونے لگی تھی۔ دوسری جانب ڈاکٹر زینب ایکدم بے حد سنجیدہ ہو گئی تھیں۔

"ایک بات بتاؤں آپ کو نندنی گریوال! آپ کے ساتھ میری جو انوالومنٹ ہوئی ہے میں اس کے باعث شعوری یا لاشعوری طور پر آپ کا تذکرہ اپنے ہزبینڈ عثمان سے کرنے لگی ہوں۔ مگر پتا ہے کل انہوں نے مجھے ٹوک دیا۔ کہنے لگے مجھے آپ سے پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔ میں ہمدردی یا محبت میں بھی اگر آپ کی جانب بڑھ رہی ہوں تب بھی ہمارے درمیان موجود مذہب کا فرق اس محبت کو بھی آگے نہیں بڑھنے دے گا۔ انہوں نے مجھے سمجھایا یہ انڈیا ہے اور بھلے تمہیں برا لگے نندنی مگر میں سچ کہوں گی درحقیقت یہاں کے لوگ بہت متعصب ہیں۔ یہ مسلمانوں کے خلوص محبت اور دیانت کو پانے کے باوجود نہ تو ان پر اعتبار کرتے ہیں بلکہ موقع ملنے پر ڈسنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے واقعات گواہ ہیں مگر میں نے جواباً انہیں کہا نندنی ایسی نہیں لگتی اور ویسے بھی میں بہرحال تمہیں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر رہی، ہمارا تعلق انسانیت کے ناتے استوار ہوا ہے۔ تم میری پیشنٹ رہی ہو۔ تمہاری خبر گیری گویا میرا فرض ہے۔" اتنی لگی لپٹی رکھے بغیر ایسی صاف گوئی سے بات چیت کرنا، زینب کی عادت ٹھہری ہوگی مگر نندنی کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔ اسے ایک لمحہ کے لیے اپنے مذہب اپنے حوالے پر ندامت محسوس ہوئی تھی۔ اگر وہ اس روز مام اور دیو کی گفتگو نہ سن چکی ہوتی تو وہ یقیناً اب تک زینب کے خیالات جان کر اس سے بدگمان ضرور ہو جاتی۔

"سوری نندنی تم نے شاید میری بات کا برا مانا مگر......"

"ہرگز نہیں بلکہ مجھے اچھا لگا کہ آپ نے میری حیثیت میرے مقام سے خائف ہو کر اپنے جذبات مجھ سے نہیں چھپائے۔ اس سے بھی زیادہ مجھے یہ جان کر اچھا لگا کہ آپ کو میری پروا ہے۔ تھینکس اے لاٹ! ویسے ڈاکٹر زینب اگر میں ایک بات کہوں تو آپ برا تو نہیں مانو گی؟" نندنی نے کسی قدر گریزپا انداز میں سوال کیا۔

"ارے کیسی باتیں کرتی ہو نندنی! پلیز پوچھو کیا بات ہے؟"

"میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ ایکچولی آپ مجھے اچھی لگی ہو۔ پتا نہیں کیوں آپ سے بات کر کے میں ریلیکس ہو جاتی ہوں۔ ایسا سکون جو عرصے سے مجھ سے روٹھ گیا ہے۔ میں کبھی کبھار آپ سے بات کر لیا کروں؟"

"کم آن نندنی، کیوں نہیں تم جب چاہو مجھے کال کر سکتی ہو۔ بلکہ میں جب فری ہوا کروں گی تم سے بات کر لیا کروں گی۔"

"تھینکس...... تھینکس اگین۔" نندنی بے اختیار ممنون ہوئی۔ جانے کیوں اسے لگا جیسے دونوں جہان کی دولت مل گئی ہو۔

❁......❁......❁

"السلام علیکم!" وہ اسے پوری یونیورسٹی میں جب ڈھونڈ کر تھک گئی تب وہ اسے بالکل الگ تھلگ گوشے میں نظر آ گیا۔ دونوں بازو سر کے نیچے رکھے آنکھیں موندے گویا دھوپ سینک رہا تھا۔ اس کے سلام کے جواب میں خاموشی اور بے نیازی تھی۔ ایمان خائف سی ہونے لگی کہ یقیناً اس کی

خفگی کو سہنا آسان نہیں تھا۔

"شرجیل پلیز جواب تو دیتے ہیں نا؟" وہ اس کے برابر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئی۔ انداز احتجاجی نہیں ملتجیانہ تھا۔ شرجیل نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔

"میں آپ کو جانتا ہوں۔ یا پھر مجھے یہ پوچھنا چاہیے آپ مجھے جانتی ہیں؟" اس کا لہجہ طنزیہ تھا۔ ایمان کی جان پر بن آئی۔

"آئی ایم ساری' میں جب بتاؤں گی میرے ساتھ اس دوران کیا ہوتا رہا ہے تو......؟"

"یہ سب تو تب ہوگا جب میں کچھ سنوں گا۔ مجھے آپ سے کچھ نہیں سننا مس......!"

"شرجیل......!" وہ اتنی بے بس ہوئی کہ آنکھیں آنسوؤں سے چھلک گئیں اس بے رخی کے مظاہرے پر۔ وہ جانتی تھی اس دوران اپنی پریشانیوں میں گھر کر وہ اسے بری طرح سے نظر انداز کرچکی ہے مگر وہ کچھ سننے پہ آمادہ ہوتا تب صفائی بھی پیش کرتی' شرجیل ایک جھٹکے سے اٹھا اور اپنی کتابیں اٹھا کر قدم بڑھائے تھے جب ایمان نے پہلی مرتبہ یہ جسارت کی اور اپنے نازک ہاتھوں سے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑلیا۔ شرجیل نے تلملا کر اسے گھورنا چاہا مگر ان نظروں میں اتنی بے بسی اور لجاجت تھی کہ وہ دل کو پگھل کر موم ہونے سے نہیں روک پایا۔

"آئی ایم ساری شرجیل قسم لے لو آئندہ جو ایسا کروں؟" ایمان نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر اپنے کان پکڑ لیے۔ شرجیل ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہیں اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اتنے دن کی تمہاری لاتعلقی و بے حسی نے مجھ پر کیسی قیامت ڈھائی ہوگی۔"

"آئیکن سوری۔" ایمان نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ کر صاف کیں پھر کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جیسے ہی حالات ٹھیک ہوئے مجھے سب سے پہلے تمہارا خیال آیا......نہیں بلکہ اس بیچ کے عرصے میں بھی تمہاری وجہ سے پریشان ہوتی رہی۔" شرجیل کی شاکی نظروں پر گڑبڑا کر اس نے خود ہی اپنے فقرے کی تصحیح کی مگر زبان پھسل چکی تھی۔

"تو آرگومنٹ بیچ وہی ہوتا ہے' جس میں بے ساختگی پائی جائے۔" اس نے پھر منہ پھلا لیا۔ ایمان نے سہم کر اسے دیکھا تو شرجیل اس کے خوف کو محسوس کر کے ہنسا۔

"تم مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو ایمان؟"

"آپ سے نہیں آپ کی ناراضگی سے۔"

"وہی......وہی......کیوں ڈرتی ہو؟"

"شرجیل یہ جو بدگمانی اور ناراضگی ہوتی ہے نا یہ محبت کی بہت بڑی دشمن ہے۔ میں محبت کو کھونے سے خائف ہوں۔"

"فلسفی کب سے ہوگئیں تم؟" شرجیل نے چھیڑا تو وہ ہنسنے لگی اور قدموں کا رخ کینٹین کی طرف موڑ لیا۔

"بھوک لگی ہے؟"

"میں ناشتہ بھی نہیں کر کے آئی تھی۔"

"ہوا کیا تھا ایمان؟" شرجیل کو خیال آیا تو سوالیہ نگاہیں اس پر جمادیں۔ ایمان ایکا ایکی سنجیدہ ہوگئی اور آہستگی سے اسے بتانے لگی۔

"یہ تو واقعی برا ہوا' کیا تمہارا کزن آئی مین عباس لاریب کو پسند نہیں کرتا تھا؟"

"یہ بات نہیں ہے شرجیل' عباس اگر ہمارے خاندان کا سب سے بیسٹ اور خوب صورت لڑکا تھا تو لاریب بھی خاندان کی تمام لڑکیوں میں حسین اور پیاری ہے بس قدرت کو شاید یہ ملن منظور نہیں تھا۔"

"اتنی شاندار ہیں سالی صاحبہ تو پھر ہمیں بھی ملنے کا اشتیاق ہوگیا ہے۔ بتایئے کب تشریف لائیں ہم؟" شرجیل نے بہت خوب صورتی سے بات کا رخ اپنی جانب موڑ لیا۔ ایمان کے حلق میں برگر پھنسنے لگا۔

"شرجیل ابھی حالات......"

"میں مزید انتظار نہیں کرسکتا ایمان! مجھے اس تذبذب کی کیفیت سے نکال دو اگر تمہیں میرے ساتھ چلنا پسند نہیں تو ٹھیک ہے تم بہت آسانی سے وقاص کے سنگ رخصت ہوسکتی ہو۔" ایمان کی تو آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ عجیب انداز تھا شرجیل کا تنفر سے بھرپور لٹھ مار قسم کا۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو' میں نے کچھ غلط کہہ دیا کیا؟" شرجیل کو مزید غصہ آنے لگا۔ ایمان نے پیپسی کا ٹن اور برگر واپس ٹیبل پر رکھ دیئے۔ آنسو ضبط کرنے کی کوشش میں وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"شاید مجھ میں وہ ایبلیٹی نہیں ہے کہ میں تمہیں خوش رکھ پاؤں۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں اپنے راستے الگ کر لینے چاہئیں۔"

"شرجیل! مت دو مجھے اپنی محبت کی اتنی کڑی سزا۔ مجھے ایک بار ہی مار ڈالو۔" وہ اپنے وجود کی پوری قوت صرف کر کے چلائی۔

"دھیرے......تم خود میرے ساتھ کیا کررہی ہو تمہیں اندازہ ہے؟" وہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ پڑنے لگا۔

"کیا......کیا ہے؟ اوکے فائن آپ میرے گھر آنا چاہتے ہیں' ٹھیک ہے آجایئے۔" ایمان نے جیسے ایک دم ہر مصلحت سے نگاہ چرالی۔

"اور اگر تمہارے گھر والے نہ مانے تو......؟"

"یہ آپ کا نصیب ہے۔"

"تمہیں میرے ساتھ بھاگنا ہوگا۔" شرجیل نے اپنا مطالبہ دہرا لیا۔ اس کے آگے اس کی گمبھیر چپ ہی نہیں خدشات میں لپٹا دھندلا سا مستقبل کا خاکہ تھا' جس میں اس نے جب بھی جھانکنا چاہا وہ بہت جلد تھک گئی تھی۔

❁......❁......❁

کچھ رات کی آنکھیں بھیگی تھیں اور چاند بھی روٹھا روٹھا تھا
کچھ یادیں اس کی باقی تھیں اور چاند بھی روٹھا روٹھا تھا
کس موڑ پہ بچھڑا یاد نہیں ہونٹوں پر کوئی فریاد نہیں
اس وعدے کی بھی خبر نہیں' وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا
ہر لمحہ آہیں بھرتے ہیں نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
بس ایک دعا یہ کرتے ہیں وہ لوٹ کے واپس آجائے

کتنی دیر تک وہ کھڑکی میں کھڑی اپنے سفر کی منازل طے کرتے چاند کو اس خیال سے تکتی رہی کہ وہ بھی کہیں نہ کہیں شاید چاند کو دیکھتا ہو۔ مگر وہ بھلا اتنا فارغ تھوڑی تھا' نہ ہی اسے ہجر لاحق تھا' یہ تو ہجر......والوں کا مشغلہ ہوا کرتا ہے۔ اس سوچ نے اس کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ بکھیر دی۔

"لاریب تم سوئی نہیں ابھی تک؟" ایمان اپنے دھیان میں اندر آئی تھی۔ اسے دریچے کے ساتھ لگے کھڑے دیکھا تو چونکی۔

"آپ کا ویٹ کررہی تھی۔" اس کے جواب نے ایمان کو خائف کردیا۔

"چلو آؤ شاباش سو جاؤ رات بہت ہوگئی ہے۔" وہ آگے بڑھ کر اامامہ پر کمبل صحیح کرنے لگی۔ یہ اس کی خواہش تھی کہ وہ تینوں ایک ساتھ ایک بیڈ پر سورہی تھیں بلکہ لاریب نے تو احتجاج بھی کیا تھا۔

"اتنی محبت کو رہنے دیں باجو مجھے کسی کے ساتھ سونے کی عادت نہیں ہے۔"

"اپنی عادتیں بدلو لڑکی کل کو تمہاری شادی بھی ہونی ہے۔ پھر کیا شوہر کو کمرے سے نکال دو گی؟" ایمان نے بات کو مذاق کا رخ دیا مگر یہ ایک مذاق لاریب کے زخم چھیڑ گیا تھا۔ کیا کیا کچھ یاد نہ آیا تھا۔ اپنی حماقت' احمقانہ ضد اور سب سے بڑھ کر سکندر۔ اس کا دل ایک دم گھبرانے لگا۔ سکندر کے تو تصور سے ہی اس کا دل متلانے لگتا۔ ایسی ہی نفرت محسوس کرنے لگی تھی وہ اس سے۔

"کہاں کھو جاتی ہو لاریب بار بار! بھول جاؤ سب کچھ میری جان!" ایمان نے اسے گم صم دیکھا تو پیار سے سمجھایا۔ لاریب نے ٹھنڈا سانس کھینچا۔

"کچھ نہیں بھول سکتی' کچھ بھی......خیر دفع کریں آپ یہ بتائیں آج جو مہمان آپ کا پروپوزل لائے تھے یہ کون تھے؟" لاریب نے ایکا ایکی بات کو بدلا تھا ایمان کچھ جزبز نظر آنے لگی۔

"میرے یونیورسٹی فیلو ہیں شرجیل علوی!" وہ نظر چرا کر بولی۔ لاریب نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"پھر تو آپ شرجیل صاحب کو جانتی ہوں گی۔ کیسے ہیں وہ؟"

"اچھے ہیں۔"

"صرف اچھے؟ وقاص سے تو بہت اچھے ہوں گے۔ آپ سے محبت کرتے ہیں؟" اس کے لہجے میں اشتیاق کے ساتھ شوخی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔ ایمان گڑبڑا گئی۔

"پتا نہیں وہ کرتے ہوں گے۔"

"خیر اب بنیں نہیں۔ ایویں وہ گھر تک تو نہیں پہنچ گئے۔" لاریب نے اسے چھیڑا تھا۔ ایمان نے ہونٹ بھینچ لیے۔ پھر کچھ توقف سے بوجھل آواز میں بولی۔

"قابل ذکر بات یہ نہیں ہے لاریب کہ وہ مجھے کتنا پسند کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہیں انکار کردیا گیا ہے صاف انکار۔" لاریب سناٹے میں آگئی۔

"کیوں بجو......؟"

"میں آل ریڈی انگیجڈ ہوں نا۔" وہ دکھ اور ناکامی کے احساس سے چور ہو کر ہنسی۔ لاریب کا صدمہ گہرا ہو گیا۔

"وقاص اس قابل نہیں ہے بجو کہ آپ کو ڈیزرو کرے آپ انکار کردیں پلیز۔"

"پتا نہیں مجھے کیا کرنا ہے؟" ایمان ملول ہوئی۔ اس کا انداز خود کلامی کا سا تھا۔ اس کے بعد دانستہ یا نادانستہ اس نے لاریب سے کوئی بات نہیں کی۔ لاریب کا دکھ جیسے اس احساس نے گہرا کردیا تھا اس کی نیند بھی قدرے بے چین رہی تھی۔ اگلی صبح وہ کالج جانے کو تیار ہو رہی تھی جب امامہ نے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے نہیں جانا بجو میری طبیعت کچھ اپ سیٹ ہے آپ بھی مت جاؤ۔" لاریب نے کچھ چونک کر اسے دیکھا پھر شانے اچکا دیے۔

"میں تمہاری وجہ سے چھٹی نہیں کرسکتی۔ ویسے تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"ٹمپریچر ہے۔" امامہ کے جواب پر وہ سر ہلاتی باہر آ گئی۔ اس کا ذہن ایک دم بیدار ہو گیا تھا آج وہ ہر قیمت پر سکندر سے دو دو ہاتھ کرنے کو تیار تھی۔

"سکھاں سکندر سے کہو گاڑی نکالے میں دس منٹ میں آ رہی ہوں۔"

"میں اور امامہ تو نہیں جا رہے تم بھی مت جاؤ لاریب۔" ایمان کچن سے نکلی۔ لاریب نے منہ بنالیا۔

"باجو میرے ایگزیم سر پر ہیں۔ سوری چھٹی نہیں کرسکتی۔"

"اوکے فائن۔" ایمان نے کاندھے اچکا دیے۔ لاریب نے ناشتے کا گویا تاثر دیا تھا محض چند نوالے لے کر اٹھ گئی۔ چادر اور بیگ سنبھالے اور پورٹیکو میں آ گئی تو سکندر گویا اسی کا منتظر تھا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھ کر کھٹاک سے دروازہ بند کیا۔

"اب چلتے کیوں نہیں ہو؟" سکندر کو اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھے ساکن بیٹھے دیکھ کر وہ اس پر برسی۔

"وہ بی بی صاحبہ امامہ بی بی؟"

"وہ نہیں جا رہی ہے تم چلو۔" لاریب نے ناگواری سے جواب دیا۔

"گاڑی روکو!" حویلی سے چند فرلانگ کا فاصلہ طے

سیدہ مدحت آصف

السلام علیکم! جی تو میرا نام مدحت آصف ہے۔ مئی کے مہینے میں پاکستان کے شہر کراچی میں تشریف لائی ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ سب سے بڑے بھائی کا نام طلحہ ان کے بعد بہن نمرہ ان کے بعد اسامہ پھر ماہد ولت اور آخر میں چھوٹا بھائی حبیب ہے۔ امی اور ابو ماشاء اللہ سے دونوں حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمیشہ ہم پر سلامت رکھے جی تو جناب اب آتے ہیں ہماری پسند ناپسند پر جہاں تک کھانے کی بات ہے تو مجھے چاولوں کی ہر ڈش اس کے علاوہ چکن کا سالن وغیرہ پسند ہے۔ پسندیدہ کلرز میں ہرا اور سفید رنگ پسند ہے۔ خوشبو مجھے موتیے اور مٹی کی پسند ہے۔ کپڑوں میں مجھے ساڑھی اور فراک پسند ہے جب کہ جیولری میں مجھے چوڑیاں پسند ہیں۔ سنگرز میں عاطف اور راحت فتح علی خان پسند ہیں۔ اداکار فواد خان اور اداکارہ سجل علی پسند ہیں۔ رائٹرز میں عمیرہ احمد، نازیہ کنول نازی، نمرہ احمد، فرحت اشتیاق، آمنہ مفتی اور عشناء کوثر سردار پسند ہیں۔ ناولز میں "قراقرم کا تاج محل، بیلی راجپوتانے کی، ملکہ، سفال گر، پیر کامل، مصحف، امر بیل، ہم سفر وغیرہ پسند ہیں۔ خامیاں بہت سی ہیں غصے کی تیز، منہ پھٹ ہوں اور دوسروں کی باتوں میں آ جاتی ہوں۔ خوبیاں اب اپنے منہ سے اپنی کیا تعریف کروں۔ اس کے ساتھ ہی اب اجازت دیں بہت وقت لے لیا آپ کا آپ سب مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

مہوش کرن

السلام علیکم! آنچل کے تمام رائٹرز کو میرا اسلام میرا نام مہوش ہے۔ میں 22 اکتوبر کو اس دنیا میں آئی میں نے بی اے کیا ہوا ہے آنچل میں نے 2002ء میں پڑھنا شروع کیا۔ میں نے ستمبر کے شمارہ میں ثمر زارہ کا تعارف پڑھا ثمر زارہ جی! مجھے آپ کا نام بہت پسند آیا۔ رائٹرز میں سمیرا شریف طور کا سلسلے وار ناول "یہ چاہتیں یہ شدتیں" پسند ہے۔ اس کے علاوہ راحت وفا کا "جانِ جاں تو جو کہے" اور نازیہ کنول نازی کا "پتھروں کی پلکوں پر" بہت پسند ہے تینوں ناول بہت اچھے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی رائٹرز بھی اچھا لکھتی ہیں میرے علاوہ میرے گھر میں سب ہی آنچل پڑھتے ہیں۔ میری زیادہ فرینڈز نہیں ہیں آنچل سے ہی دوستی ہے کوکنگ کا شوق ہے جو میں کرتی بھی ہوں اور سب کو پسند بھی بہت آتی ہے۔ باقی آنچل سے وابستہ بہنوں کے سارے تعارف پڑھتی ہوں اللہ تعالیٰ سب کو خوش رکھے اور آنچل ہمیشہ ترقی کی راہوں پہ گامزن رہے اسی کے ساتھ اللہ حافظ۔

ہونے پر وہ تحکم سے بولی تو سکندر کا پیر بے ساختہ بریک پر جا پڑا۔

"میرا کام کیا؟" وہ اسے تیکھے چتونوں سے گھور کر بولی۔

"ک......کون سا بی بی صاحبہ؟"

"شٹ اپ سکندر میں اس بدتمیزی پر تمہارا سر پھاڑ سکتی ہوں۔" وہ آگ بگولہ ہونے لگی۔ انداز بے حد سفاکی لیے ہوئے تھا۔ سکندر نے اس ہتک کو برداشت کیا۔

"نکاح نامہ لائے ہو؟" وہ بگڑ کر بولی۔ لہجہ بے حد درشت اور اہانت آمیز تھا۔ سکندر نے جواب میں کچھ کہے بغیر بغلی جیب میں ہاتھ ڈالا اور نکاح نامہ نکال کر خاموشی سے اس کی جانب بڑھا دیا۔ لاریب نے جھپٹا اور سلگتی آنچ دیتی نگاہوں سے کچھ دیر تک اسے گھورا پھر سکندر کو دیکھ کر اسی متنفر انداز میں بولی۔

"لائٹر تو ہوگا تمہارے پاس؟" سکندر نے ایک بار پھر حکم کی تعمیل کی۔ "چند دن قبل میں نے ایک غلطی کی تھی اور تم نے ایک خواب دیکھا تھا۔ غلطی اگر بھیانک ہو اور خواب بھی تو اسے بھول جانا بہتر ہوتا ہے۔ میں تو بھول گئی ہوں تم بھی بھول جانا۔ یہ ثبوت تھا نا اس کا اب نہیں رہا۔" لاریب نے لائٹر جلایا اور نکاح نامے کو اس کی لو کے نیچے کردیا' حاسد لو نے لمحوں میں سکندر کے خواب کا سارا سنہرا پن چاٹ ڈالا۔ وہ ششدر آنکھیں پھاڑے جیسے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

چلو کچھ دیر ہنستے ہیں محبت پر عنایت پر
کہ بے بنیاد باتیں ہیں کبھی رشتے کبھی ناتے
ضرورت کی ہیں ایجادیں کہیں کوئی نہیں مرتا کسی کے واسطے جاناں
کہ سب ہے پھیر لفظوں کا' ہے سارا کھیل حرفوں کا
نہ ہے محبوب کوئی بھی سبھی جملے سے لگتے ہیں
جسے ہم زیست کہتے تھے کہ لیتا سانس بن جس کے
ہمیں اک جرم لگتا تھا کہ سنگ جس کے ہر اک لمحہ
خوش و خرم لگتا تھا جسے ہم زندگی کہتے
جسے ہم شاعری کہتے غزل کا قافیہ تھا جو
نظم کا جو عنواں تھا' وہ لہجہ جب بدلتا تھا
جو سایہ بن کے رہتا تھا' جدا اب اس کے رستے ہیں
چلو کچھ دیر ہنستے ہیں محبت پر عنایت پر

اس نے نظم ٹائپ کی اور ایمان کے نمبر پر سینڈ کردی۔ وہ نظریں اسکرین پر جمائے ایمان کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔ گو کہ اسے توقع تھی اس انکار کی۔ بڑی منت سماعت کے بعد بھیجے گئے پاپا ماما اور تاؤ جی منہ لٹکائے بلکہ غصے میں بھڑکے ہوئے واپس آئے تو تاؤ جی کے واویلے نے ایک حشر اٹھا دیا تھا۔ پاپا نے بھی تھوڑی بہت ان کی ہاں میں ہاں ملائی مگر ماما کا غصہ تو کچھ ایسا گھمبیر قسم کا تھا کہ شرجیل پر ایک سنگین و شاکی نگاہ ڈال کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھیں اور تا حال ان کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ یہ معرکہ شرجیل نے کس طرح سر کیا تھا یہ ایک یکسر الگ داستان تھی۔ اس کے منہ سے من پسند لڑکی سے شادی کی بات سن کر ہی گھر میں بھونچال اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"دیکھیں ذرا صاحب یہ دن بھی ہمیں دیکھنے تھے۔ گھر میں موجود جوان بچیوں کو چھوڑ کر یہ باہر آنکھ مٹکا کریں گے باہر شادیاں کریں گے۔" سب سے زیادہ ہوا اس بات کو تائی ماں نے دی تھی۔ وہ تو اپنے تئیں صالحہ کے لیے شرجیل کو منتخب کرچکی تھیں۔ شرجیل کی ہنسی نکل گئی تھی انہوں نے اعتراض ہی ایسا اٹھایا تھا۔

"یار بھائی تائی ماں سے پوچھو گھر کی لڑکیوں سے آنکھ مٹکا کرنے کی اجازت ہے؟" سب سے زیادہ ہاچھیں نبیل کی کھلیں تھیں۔ فراز کے کان میں گھس کر بولا۔ فراز نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

اعتراضات کی بوچھاڑ ہر سمت سے ہوئی تھی مگر شرجیل کے گھر چھوڑ جانے کی دھمکی اور کبھی شادی نہ کرنے کی بڑھکوں سے خائف ہوتی ماما نے ہی پاپا پر زور دیا تھا اور پاپا یہ مقدمہ تاؤ جی کے پاس لے آئے یہ پاپا جانتے ہیں یا رب جانتا ہے مگر وہاں سے بغیر کسی لگی لپٹی رکھے ملنے والے جواب نے سب کے منہ لٹکا دیے تھے ماسوائے تائی ماں اور صالحہ کے۔

"بہت بے عزتی ہوئی ہے جی' ہمارے صاحبزادے کی وجہ سے۔" پاپا نے شرجیل کو مقدور بھر گھور کر اپنی بات کا آغاز کیا۔

"بھابی حسین تو بہت ہوں گی۔ ایویں تو بھائی سدھ بدھ نہیں بھول گئے۔" فراز نے اپنے دماغ میں ہلچل مچاتا

سوال پوچھا اور پاپا نے اسے سرخ سرخ آنکھوں سے گھور کر جز بز کر دیا۔

''وہ بھابی کدھر سے ہوگئی تیری ہاں؟ نہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام۔'' وہ جس قدر جھنجلائے ہوئے تھے اس حساب سے ملامت کی۔

''ویسے یہ رشتہ ہو جاتا تو اچھا تھا دیکھا نہیں کیا ٹھاٹ ہیں شاہ صاحب کے۔ آس پاس کے جانے کتنے گاؤں بھی انہی کی ملکیت ہیں۔ حویلی کی شان و شوکت الگ۔''

''دفع کریں بھائی صاحب! ہمارے پاس بھی اللہ کا دیا بہت کچھ ہے۔ نخرہ نہیں دیکھا تھا پیر صاحب کا آپ نے۔ کتنے نخوت سے بات کر رہے تھے۔'' پاپا کا غم و غصہ ہنوز قائم دائم تھا جبھی کچھ بھڑکے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

''جو کچھ بھی ہے میں تو یہی کہوں گا لڑکے نے ہاتھ اچھا مارا ہے۔'' تاؤ جی کی لالچی فطرت صحیح معنوں میں مسحور ہو کر رہ گئی تھی حویلی کو دیکھ کر۔

شرجیل جو اس کانفرنس کے آغاز سے ہی اٹھ کر چلا گیا تھا فراز نئی تازہ رپورٹ کے ساتھ اٹھ کر اس کی جانب بھاگا تو شرجیل کمرا بند کیے ایمان کے جواب سے مایوس ہونے کے بعد......

شام کے سرمئی اندھیروں میں یوں میرے دل کے داغ جلتے ہیں

جیسے پربت کے سبز پیڑوں پر شام کے بعد دھوپ ڈھلتی ہے

سنتے ہوئے گویا اپنا غم غلط کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ فراز اندر آیا تو اس کا سوجا ہوا منہ دیکھ کر دانت نکوسنے شروع کر دیے۔ شرجیل بری طرح سے جھلا اٹھا۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ؟''

''بھائی آپ کے لیے ایک گڈ نیوز ہے۔'' اس نے تجسس پھیلایا مگر شرجیل کے چہرے کے بگڑے زاویے بگڑے ہی رہے۔

''تاؤ جی کو آپ کا رشتہ یہاں نہ ہونے پر افسوس ہے۔''

''تو میں کیا کروں؟''

''پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ'' فراز نے شاعری کی زبان میں ہمت بندھائی۔ شرجیل کے ہونٹوں پر بھولی بھٹکی سی مسکان بکھری۔

''میں اتنا ویلا تو نہیں ہوں ستائیس سال کا ہو گیا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے مجھے اپنی زندگی میں عشق و محبت کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا؟''

''آپ تین تین ماسٹرز ڈگریاں لیتے ستائیس سال کے ہوئے ہیں واضح رہے۔'' فراز نے اچھا خاصا برا منا کر جواب دیا۔

''ساتھ میں عشق بھی بھگتایا ہے پیارے۔''

''یعنی آپ کتنے سالوں سے عشق بھگتا رہے ہیں؟''

''پچھلے تین سالوں سے۔'' شرجیل کا حساب کتاب بڑا پختہ تھا اس معاملے میں۔

''اتنی گوڑی محبت کو بھول جائیں گے؟'' فراز کو فکر لاحق ہوئی۔

''کون کافر بھولنا چاہے گا۔''

''پھر کیا شاعری کریں گے ہجر میں بیٹھ کر جوگ لیں گے؟'' فراز نے آنکھیں پھیلائیں۔ (اف میرا اتنا ہینڈسم اتنا ڈیشنگ بھائی اور شاعر؟ چلو خیر ان پر مرنے والی لڑکیوں کی تعداد میں یہ شہرت اضافہ ہی کرے گی)۔

''شاعری کریں ہمارے دشمن اور جوگ بھی وہی لیتے پھریں۔''

''آپ کے دشمنوں کی فہرست میں تو سب سے بڑا نام ایمان صاحبہ کے والد محترم کا ہے اور یہ دونوں کام ان پر کچھ جچیں گے نہیں اس عمر میں۔'' فراز نے شرارت سے سر کھجایا اس کی آنکھوں میں شوخی ناچ رہی تھی۔

''بیٹی کے غم میں بستر پر پڑے تو اچھے لگیں گے نا؟'' شرجیل نے کیسٹ پلیئر بند کر دیا۔ فراز نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔

''کیا مطلب ہے؟''

''مطلب یہ کہ ان کی بیٹی جب ان کے فیصلے سے بغاوت کرتے ہوئے گھر سے بھاگے گی تو جتنے بھی اکڑو ہوں بہرحال اس صدمے سے نڈھال تو ضرور ہوں گے۔'' وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا جبکہ فراز کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔

(جاری ہے)

اپریل فول

مہر گل

سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر

آپ کتنے اچھے ہیں، آپ کتنے پیارے ہیں
آپ کو بتاؤں کیا، آپ ہی کے بارے میں
باہمی محبت کو دشمنی نے گھیرا ہے
آدمی نہیں سمجھا، آدمی کے بارے میں

نئی کونپلیں

قارئین! نوآموز مصنفین کے فن کو نکھار اور جلا بخشنے کے لیے ہم اس ماہ سے ''نئی کونپلیں'' کے عنوان سے اک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس میں نئے مصنفین کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کی تحاریر مناسب تراش خراش کے بعد گاہے بگاہے شامل کی جائیں گی۔ صفحات کی تعداد محدود ہے اس لیے اس سلسلے میں شرکت کے لیے تحریر کا معیاری و مختصر ہونا لازمی ہے۔

ٹرن، ٹرن، ٹرن۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی، فاخرہ نے جلدی سے چولہے کی آنچ کم کی اور ہاتھ دھو کر لاؤنج کی طرف آئی۔

''ہیلو! السلام علیکم!'' فاخرہ نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ اس کا دھیان ہانڈی کی طرف لگا تھا کہ کہیں وہ جل نہ جائے۔

''بھابی میں ارم بول رہی ہوں۔'' دوسری طرف سے ارم کی روہانسی آواز سنائی دی ارم اس کے شوہر

کے جگری دوست کی بیگم تھی' دونوں گھرانوں میں ہر وقت کا آنا جانا لگا تھا۔ اسی لیے فاخرہ فوراً ہی اس کو پہچان گئی تھی۔

"ہاں ارم کیا ہوا خیریت تو ہے۔" ارم کی روہانسی آواز سن کر فاخرہ کو کسی انہونی کا احساس ہونے لگا تھا۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے بھابی' وہ ابھی ابھی افسر کا فون آیا ہے کہ جمال بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے وہ میٹنگ کے لیے سائٹ ایریا جارہے تھے۔" ارم کی گلوگیر آواز نے فاخرہ کے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم ارم۔" وہ بے اختیار چیخی تھی۔ "وہ کیسے ہیں' کہاں ہیں؟" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر جمال کے پاس پہنچ جائے۔

"بھابی جمال بھائی کی حالت بہت سیریس ہے۔ وہ اس وقت جناح اسپتال کے آئی سی یو میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔"

ارم کی بات سن کر فاخرہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوگئے۔ اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخا اور جھٹ عبایا لینے اندر بھاگی۔ آنسو اس کے گالوں پر رواں تھے اور جسم کا رواں رواں محو مناجات تھا۔

"الٰہی میرے سر کے سائے کو سلامت رکھنا۔

آج جمال کی سالگرہ تھی اور وہ اس کے لیے سرپرائز پارٹی کے طور پر اس کی پسندیدہ ڈشز بنانے میں لگی ہوئی تھی گھر کی صفائی ستھرائی کر کے اسے نئے سرے سے ڈیکوریٹ کیا تھا اور ان تمام کاموں میں وہ تھک کے چور ہوگئی تھی۔ مگر اس وقت نہ اسے اپنی تھکن کا خیال تھا اور نہ ہی چولہے پر رکھی ہانڈی کا۔ سالن جلنے کی بو پورے گھر میں پھیل رہی تھی مگر وہ اس سے بے نیاز عبایا کا اسکارف باندھ رہی تھی۔

"مما' مما کہاں جارہی ہیں آپ۔" چار سالہ گول مٹول ننھی سی وانیہ جو پنک فراک میں باربی ڈول لگ رہی تھی مما کو تیار دیکھ کر چپکی تھی۔

"جانو! پپا کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ میں اسپتال تک جارہی ہوں۔" فاخرہ نے اسے روتے ہوئے گلے لگالیا۔

اس کی حالت ویسے بھی ٹھیک نہ تھی۔ ڈاکٹرز نے اسے آرام کا مشورہ دیا تھا۔ ایسی حالت میں اور پھر اتنی ٹینشن میں وہ وانیہ کو اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتی تھی۔ وہ کچھ سوچ کر برابر والوں کے گھر گئی اور دروازہ پیٹ ڈالا۔

"الٰہی خیر! فاخرہ کیا ہوا۔ خیریت تو ہے؟" پروین نے اس کو یوں بے حال دیکھ کر بے ساختہ پوچھا۔

"باجی میں لٹ گئی برباد ہوگئی۔" وہ پروین کے کندھے سے سر لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"خدا خیر کرے کیا ہوا ہے فاخرہ کچھ بتاؤ بھی تو سہی۔" پروین گھبرا گئی۔

"جمال کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے وہ آئی سی یو میں ہیں۔" وہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی تھی۔ "میں وانیہ کو آپ کے پاس چھوڑنے آئی تھی۔"

"اس طرح رو رو کر تو تم بھی اپنی حالت خراب کرلو گی۔ دعا کرو اللہ سب بہتر کرے گا۔ رکو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" انہوں نے چادر کی بکل سر پر ماری۔

"نوشین۔" پروین نے اپنی بارہ سالہ بیٹی کو آواز دی جو اپنا ہوم ورک کررہی تھی۔ "بیٹا وانیہ کا خیال رکھنا ہم ابھی آرہے ہیں۔"

"جی امی!" نوشین نے وانیہ کو اپنے پاس بٹھالیا اور پروین اور فاخرہ دہلیز پار کر گئیں۔

☆

"واہ' واہ کیسا بے وقوف بنایا فاخرہ بھابی کو مزا آ گیا۔" ارم نے ریسیور رکھتے ہی زوردار قہقہہ لگایا اور پیٹ پکڑے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔

"بہو' کیا ہوا تمہیں ابھی تو فون پر کہہ رہی تھیں کہ جمال بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہوا ہو اور ابھی پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہی ہو۔" ارم کی ساس نے اندر آتے ہوئے تعجب سے کہا۔

"ارے اماں! میں نے یونہی مذاق کیا تھا فاخرہ بھابی سے۔" نئی نویلی بہو ارم جس کی شادی کو چھ ماہ ہی گزرے تھے پھر قل قل کرتی ہنسی۔

"کیا۔" اس کی ساس تو انگشت بدنداں رہ گئیں۔

"بیٹا اتنا سیریس مذاق' اس کے دل پر کیا گزری ہوگی ویسے بھی اپنے میکے سسرال سے دور اس شہر میں پڑی ہے

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ارم۔" انہوں نے دکھ اور تاسف سے ارم کو دیکھا۔ وہ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

"سوری اماں! دراصل آج یکم اپریل ہے نا تو ہم ہر سال اپنے گھر میں بھی اپریل فول مناتے تھے اس دفعہ بھی میں نے یہاں اپریل فول منانے کا سوچا تھا۔" وہ شرمندگی سے بولی تھی۔

"کتنی بے سوچی سمجھی اور اندھی تقلید کرتے ہیں ہم لوگ مغرب کی۔" وہ دکھ سے بولی تھیں۔

"تمہیں معلوم ہے کہ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اور پھر یہ اپریل فول کی روایت یہ جانتی ہو کہاں سے نکلی ہے۔ جب اسپین پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تو مسلمان چھپ کر زندگی گزارنے لگے ایسے میں اس مکار قوم نے اعلان کیا کہ جو مسلمان یہ ملک چھوڑ کر جانا چاہیں گے انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور ان کو دوسرے ملک بھیجنے کی ذمہ داری بھی خود لے لی۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں تمام مسلمان اپنے خفیہ ٹھکانوں سے نکل پڑے ایک بھی مسلمان باقی نہ رہا۔ انہیں ایک بڑی کشتی میں سوار کیا گیا جسے پہلے ہی ناقص کردیا گیا تھا۔ عین سمندر کے بیچ میں جا کر وہ تمام مسلمان سو دو سو کے قریب اس سمندر میں ڈوب گئے اور عیسائیوں نے خوشی سے ان کے بے وقوف بن جانے پر "اپریل فول" کا نعرہ لگایا اور آج ہم بنا سوچے سمجھے اس دن پر مزید جھوٹ بول کر اپنے نامۂ اعمال کو مزید سیاہ کررہے ہیں۔" وہ تاسف سے طویل سانس بھر کر بولیں اور ارم کے کاٹو تو لہو نہ نکلنے والی کیفیت ہوگئی۔

"اتنا بھیانک مذاق کیا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اس کافر قوم نے اور ہم اس کی تقلید کررہے ہیں۔" وہ شدت کرب سے آنکھیں میچ گئی۔ "سوری اماں! مجھے اس بارے میں کچھ پتا نہیں تھا میں ابھی فاخرہ بھابی کو فون کرتی ہوں کہ یہ سب جھوٹ تھا۔" وہ دوبارہ ٹیلیفون نمبر ڈائل کرنے لگی مگر کوئی ریسیو ہی نہیں کررہا تھا۔ "ہمیں خود چل کر دیکھنا چاہیے۔" اس کی ساس نے کہا تو وہ دونوں فاخرہ کے گھر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

☆

فاخرہ نے اسپتال کے تمام ایمرجنسی وارڈ اور آئی سی یو دیکھ ڈالے مگر کہیں بھی جمال نامی مریض کا ریکارڈ نہ تھا۔

"ارے فاخرہ آج تو یکم اپریل ہے کہیں کسی نے مذاق تو نہیں کیا تمہارے ساتھ۔" پروین تھک ہار کر بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں' ارم اتنا سیریس مذاق نہیں کرسکتی۔" فاخرہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔

"پھر بھی ان کی کمپنی میں فون کر کے معلوم تو کرو۔" پروین کے کہنے پر وہ کاؤنٹر کی جانب بڑھی تھی اور ریسپشنسٹ کو نمبر ڈائل کرنے کے لیے کہا۔

"ہیلو جمال اسپیکنگ۔" جمال نے فون کی بیل پر چونک کر سر اٹھایا تھا۔ اور فون کا ریسیور کان سے لگایا۔

"میں فاخرہ بول رہی ہوں جمال۔ آپ' آپ ٹھیک تو ہیں نا۔" دوسری جانب سے فاخرہ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز سن کر اس کا دل کانپ اٹھا۔

"کیا ہوا فاخرہ! تم کیوں رو رہی ہو وانیہ تو ٹھیک ہے۔" انجانے اندیشے اس کے دماغ میں گردش کرنے لگے تھے۔ دوسری طرف سے ریسیور پروین نے لے لیا۔ اور اس نے تمام تفصیل جمال کو بتادی۔

"اوہ! ارم نے اتنا سنگین مذاق کیا۔" اس نے بے ساختہ مٹھیاں بھینچی تھیں اور آپ لوگوں کو ایک بار آفس کال کرنا چاہیے تھا۔ اتنی خراب حالت میں فاخرہ ایسے نکل پڑیں آپ لوگ۔ وانیہ کہاں ہے۔" جمال برس پڑا تھا۔

"اسے میں نے نوشین کے پاس چھوڑ دیا تھا۔" پروین نے تسلی دی۔

"اچھا! آپ وہیں رکیں میں آرہا ہوں۔" جمال نے کہا اور فون رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فاخرہ کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ بس یا رکشے میں سفر کرتی اسی لیے وہ خود اسے لے کر جائے گا یہ سوچ کر وہ اٹھا تھا۔ ویسے بھی آفس ٹائم ختم ہونے ہی والا تھا۔

"چلو شکر ہے جمال بھائی خیریت سے ہیں۔" پروین نے خوش ہو کر فاخرہ سے کہا تھا۔

"ہاں باجی' اللہ کا کرم ہے۔ وہ ابھی ابھی کوریڈور میں شکرانے کے نفل پڑھ کر اٹھی تھی۔

"تو تم جمال بھائی کے سیل فون پر ہی پوچھ لیتی۔"

پروین نے اسے لتاڑا۔
"اس وقت اتنا ہوش ہی کہاں تھا باجی۔" وہ بھی جھینپی جھینپی سی تھی۔ ایک دم ہی پروین کے موبائل فون پر کال آنے لگی تھی۔
"گھر سے فون ہے شاید آج نوشین کے ابو جلدی گھر آئے ہوں۔" پروین نے اسکرین دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
"ہیلو ہاں نوشین کیا ہوا۔" پروین کے کال ریسیو کرنے پر نوشین کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔
"ممی، ممی وہ وانیہ کو اسکوٹر نے ٹکر ماردی ہے اس کے سر سے خون نکل رہا ہے۔ میں کیا کروں ممی۔"
"نوشین! شرم نہیں آرہی تمہیں اپنی ماں کو بے وقوف بناتے ہوئے۔" پروین نے سختی سے اسے ڈانٹا۔
"امی قسم لے لیں میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں ہوم ورک کر رہی تھی کہ وانیہ چپکے سے باہر نکل گئی پھر دروازے پر شور کی آواز سن کر میں باہر نکلی تو وانیہ گلی میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس کو اسکوٹر نے ٹکر ماردی ہے۔" نوشین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تفصیل بتائی اور لاؤڈ اسپیکر آن ہونے کی وجہ سے پوری بات سنتی ہوئی فاخرہ تیورا کر گر پڑی تھی۔
جمال جب اسپتال پہنچا تو پروین کھڑی ہاتھ مل رہی تھی۔
"کیا ہوا پروین باجی آپ اتنی پریشان کیوں ہیں۔" وہ حیرت سے بولا تھا۔ "اور فاخرہ کہاں ہے۔"
"بھائی! بھائی میں اب کیا کہوں۔" پروین رو پڑی تھی۔
"کیا ہوا پروین باجی بتائیں تو سہی۔" وہ کچھ سختی سے بولا تھا۔
"وہ وانیہ کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے نوشین کی کال آئی تھی۔ فاخرہ نے سنا تو بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اس کی حالت تو ویسے بھی خراب تھی۔ ڈاکٹر اسے آئی سی یو میں لے گئے ہیں۔" وہ کیسے انکشافات کر رہی تھیں کہ جمال کی نظروں کے آگے زمین و آسمان گھوم گئے تھے۔
"وانیہ ٹھیک تو ہے ناں۔" وہ تڑپ کر بولا۔
"پتا نہیں بیٹا میں تو فاخرہ کی حالت دیکھ کر ہی بوکھلا گئی تھی۔" انہوں نے خفت سے کہا تو جمال کے ہوش اڑ گئے۔
"آپ آپ فاخرہ کا خیال رکھیے گا میں گھر جارہا ہوں۔" وہ افتاں و خیزاں نکلا تھا اور تیزی سے گھر کی طرف گاڑی دوڑاتے ہوئے سامنے سے آتے ٹرک سے اس کی گاڑی زوردار طریقے سے ٹکرائی تھی۔
ارم اور اس کی ساس جب فاخرہ کے گھر پہنچیں تو وہاں کے حالات دیکھ کر لڑکھڑا کر رہ گئیں۔ بند دروازے کے پیچھے گھر سے کالا دھواں نکل رہا تھا اور پڑوس میں ننھی وانیہ خون میں لت پت پڑی تھی۔
"یہ وانیہ کو کیا ہوا۔" ارم لپک کر آگے بڑھی تھی۔
"آنٹی اس کو اسکوٹر والے نے ٹکر ماردی ہے۔" روتی ہوئی نوشین نے بتایا تو ارم اور اس کی ساس وانیہ کو لے کر فوراً کلینک دوڑے سر پر شدید چوٹ آئی تھی ڈاکٹرز نے ٹانکے لگادیے تھے۔ ابھی وہ واپس وانیہ کے گھر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے آتی ایمبولینس کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ اندر سے دو جنازے باہر نکالے جا رہے تھے یہ جنازے جمال اور فاخرہ کے تھے۔ جمال تو ایکسیڈنٹ کے وقت موقع پر دم توڑ گیا تھا اور شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے فاخرہ کو نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔

☆

آج بھی یکم اپریل ہے۔ ارم نے اپنے بہتے ہوئے آنسو پونچھے تھے۔
"کیا ہوا آنی آپ کیوں رو رہی ہیں۔" وانیہ نے اس سے پوچھا تھا تو وہ اسے گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔
ارم نے ننھی وانیہ کو گلے لگا کر اپنے گناہوں کے کفارے کا تہیہ کرلیا تھا آج وانیہ بارہ سال کی ہوچکی تھی اور وہ اپنی ارم آنی سے بہت محبت کرتی تھی۔ ایک ذرا سے مذاق نے دو جیتے جاگتے لوگوں کو ابدی نیند سلا دیا تھا اور ارم کا اپنا ہنستا بستا گھر اجڑ گیا تھا۔

خوش فہمی

شمع مسکان

> ہر اک سوال کا اس کو جواب کیا دیتا
> اپنی ذات کا اس کو حساب کیا دیتا
> جو ایک لفظ کی خوشبو نہ کر سکا محفوظ
> میں اس کے ہاتھ میں پوری کتاب کیا دیتا

وہ مس جاوید کا پیریڈ اٹینڈ کر کے جونہی کلاس روم سے باہر آئی تو عائشہ اسے بالباری کی سیڑھیوں پر رکھے چنبیلی اور سرخ گلاب کے گملوں کے پاس گم صم بیٹھی نظر آئی۔ وہ کبھی بھی کوئی پیریڈ مس نہیں کرتی تھی لیکن آج طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا اور یہی بات ننھی کے لیے باعث تشویش تھی۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتی فائل سنبھالتے ہوئے عائشہ کے قریب ہی آ کر بیٹھ گئی۔
"عاشی اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" اس نے فکرمندی سے پوچھا۔
"اب بہتر محسوس کر رہی ہوں۔" عائشہ نے گردن گھما کر اسے دیکھا اور پھر ہلکا سا مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ننھی مطمئن ہو کر سیل فون پر آئے میسجز پڑھنے لگی۔ چند منٹ یونہی خاموشی کی نذر ہوئے پھر اچانک عائشہ نے ننھی سے ایک سوال کیا۔
"زندگی کا مزا کس چیز میں ہے؟"
"انجوائمنٹ میں۔" فٹ جواب موصول ہوا اس نے چونکتے ہوئے جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس ہنی کلر اسٹیپ کٹنگ بالوں کی ٹیل پونی باندھے چیونگم چباتی اس نادان لڑکی پر ایک بھرپور نظر ڈالی جس کے چہرے کے طرف معصومیت بھی تھی اس کی معصومیت میں اضافہ کر رہی تھی۔
"تمہیں شور و غل میں سکون مل جاتا ہے؟" اس نے نظروں کا زاویہ کالج کے گراسی ایریا میں گروپس کی صورت میں بیٹھے ہنسی مذاق کرتے لڑکے لڑکیوں کی جانب مرکوز کرتے ہوئے استفسار کیا۔
"ارے یار! زندگی نام ہی موج مستی، ہنسی مذاق اور انجوائمنٹ کا ہے۔ بتاؤ بھلا اسے بھرپور انداز میں کیوں نہ گزاریں۔"
اس نے پرجوش انداز میں جواب دیا۔
زندگی ایک بہت ہی خوب صورت شے کا نام ہے ہر طرف رنگ، پھول، تتلیاں، محبت کرنے والے والدین، پرخلوص دوست اور کیا چاہیے یار! مجھے تو یہ زندگی بہت حسین اور بہت پیاری لگتی ہے۔" وہ گملے میں سجے گلاب اور چنبیلی کے پھولوں پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جذب سے بولتی چلی گئی۔
"اچھا یہ بتاؤ تمہیں سکون کس چیز میں ملتا ہے؟" قصداً عائشہ کی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "عبادت الٰہی میں۔" آنکھیں بند کر کے اس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا جیسے وہ الفاظ کی ساری نرماہٹ تراوٹ کو اپنے اندر محسوس کر رہی ہو اور مقید کر لینا چاہتی ہو۔
"یار تم یہ کالج چھوڑ کر اسلامک سینٹر کیوں جوائن نہیں کر لیتیں جہاں تم

پرسکون بھی رہو گی اور گناہوں سے بھی بچو گی بلکہ اپنی مکمل زندگی "اسوہ حسنہ" کے مطابق گزارنا۔ آنکھوں میں مسخرانہ چمک لیے ہوئے اس نے عائشہ کو مشورے سے نوازا۔ وہ دکھ سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ پھر دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

"کیا اب بھی معیز سے تمہاری ٹیلیفونک گفتگو صرف دوستی تک ہی محدود ہے؟"

"او نو عاشی میں تمہیں کیسے سمجھاؤں یار وہ ایسا ویسا لڑکا نہیں ہے بہت اچھا ہے۔ اس نے کوئی بات میز کے خلاف نہیں کی۔ ہمیشہ دوستی کی حدود میں رہ کر بات کرتا ہے۔"

اس نے بہت رسان سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"لیکن میں تو......" "پلیز عاشی اب یہ لیکچر مجھے مت دینے بیٹھ جانا کہ اسلام میں تو لڑکی کا غیر محرم کی طرف دیکھنا بھی گناہ ہے کجا کہ پھر دوستی۔ یہ سب شیطان کا بہکاوا ہے اس کی چالیں ہیں ہمارے......" موبائل پر بجتی ٹون نے درمیان میں خلل ڈالا۔ اتنے آف موڈ میں بھی اسکرین پر جگمگاتے نام سے اس کے ہونٹوں نے دھیمی سی مسکراہٹ کو چھوا۔ وہ سرعت سے بات ادھوری چھوڑ کر فائل اور ہینڈ بیگ سنبھالتی ہوئی موبائل کا بٹن پش کر کے موبائل کان سے لگائے اٹھ گئی۔ عائشہ نے ایک تاسف بھری نگاہ دور جاتی فہمی پر ڈالی۔

عائشہ اور فہمی کی دوستی ایک سال قبل ہوئی۔ عائشہ نے اس کالج کو تھرڈ ایئر سے جوائن کیا تھا۔ اسے پوری کلاس میں یہ نٹ کھٹ، بہت بھولی اور فہمی تو فہمی ہی یاروں کی یار۔ بہت شوخ چنچل لیکن وہ فطرتاً بہت اچھی تھی۔ اس کی دوستوں میں اکثریت لڑکیوں کی تھی۔ لڑکے تو صرف دو تھے۔ ایک گروپ کا سعد اور دوسرا معیز۔ جس سے دوستی صرف فون تک محدود تھی۔

اس کی ہر چیز کے بارے میں اپنی ہی منطق تھی۔ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں کہتی۔ "میں مانتی ہوں کہ یہ ایک غیر مذہب کا تہوار ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس دن محبت و چاہت کا احساس خود بخود دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ اب کہ بن کچھ بھی سوچ رکھتے ہوئے تحائف فرینڈز کو دیتے ہوں یا لور کو مگر میری محبت کا محور میری فرینڈز اور میرے پیا جانی ہیں۔" "بھلا محبت کے اظہار کے لیے بھی دن یا تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ یا پھر یہ کہ محبت کے اظہار کے لیے سال بھر انتظار کیا جائے۔ چاہے وہ انسان ہی چل بسے۔" یہ عائشہ کے خیالات تھے۔

اپریل فول کے بارے میں کہتی کہ "ویسے بھی ہماری اکثریت سر فہرست ہمارے حکمران بھی انگریزوں والی پوشاک زیب تن کیے ہوتے ہیں۔ ان کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے حتیٰ کہ کھانے پینے میں بھی انگریزی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اب تو اردو بھی انگریزی لب و لہجہ میں بولتے دکھائی دیتے ہیں۔ کیا یہ غیر مسلموں کی تقلید نہیں۔ اگر ہم پورے سال میں ایک دن کو پر جوش انداز میں گزار لیں یا کسی مذاق کر لیں تو سب ہمیں نصیحتیں کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔"

وہ تمام فیسٹیول چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم کے بہت جوش و خروش سے منایا کرتی تھی۔

❁......☆......❁

"ہیلو فرینڈز ہاؤ آر یو۔" فہمی نے کچھ لمحے پہلے والی تلخی کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے خوشگوار موڈ میں حال احوال دریافت کیا۔ "آئی ایم ویری گلیڈ ٹو لسن یو اینڈ واٹ اباؤٹ یو۔" دوسری طرف سے کھنکتی آواز سماعت سے ٹکرائی۔

"آپ کی آواز سن کر میں بھی فریش فریش ہو گئی ہوں۔" فہمی نے شوخی سے جواب دیا۔

"ریئلی؟" دوسری طرف سے شرارت سے تصدیق چاہی۔ فہمی نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"اے فرینڈ واقعی میری آواز سے فریش ہو گئی ہو۔" دوسری طرف سے سنائی دیتی آواز سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو فوراً جھینپ کر تیز آواز میں بولی۔

"اب کیا اسٹیمپ پیپر پر لکھ کر دوں یا پھر آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤں۔" اسے پتا ہی نہ چلا کہ وہ جلد بازی میں ایک بار پھر غلط بول گئی۔ جب احساس ہوا تو تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ "ارے یار میرے سر پر کیوں میں تو......!" معیز کی شرارت بھری آواز سیل فون سے ابھری تو فہمی نے جلدی سے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

"اوہ! یہ مجھے کیا ہو گیا ہے میرے ساتھ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔ میں اپنے جذبات ایسے شخص پر عیاں کروں جو کہ صرف مجھے دوست ہی سمجھتا ہے۔ باقی سب تو یکطرفہ ہے۔ یہ سب آج عائشہ کی بکی کی وجہ سے ہوا ہے۔" اس نے عائشہ کی تلاش میں اطراف میں نظر گھمائی اسے کہیں نہ پا کر وہ گھڑی پر نگاہ ڈالتی کلاس روم کی جانب چل دی۔

❁......☆......❁

"ارے پری تھک گئیں کیا؟" انہوں نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان پوچھا۔

"بالکل نہیں اولڈ مین۔ وہ کیا ہے کہ ہمارا کوئی پیچھے رہ گیا ہے ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔" اس نے اپنے سلو ہونے کی وجہ بتائی۔

"ارے یہ اولڈ مین کسے کہا ہاں۔" انہوں نے خفگی سے گھورا تو فہمی کھلکھلا کر ہنس دی۔

"آپ کو۔" اس نے ہنسی کے درمیان جواب دیا۔

"کیوں؟ اس وقت میری اسپیڈ تم سے زیادہ ہے۔" انہوں نے جتاتی نظروں سے اسے دیکھا۔ اتنے شفاف جھوٹ پر فہمی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اتنا بڑا جھوٹ! ابھی پچھلے پندرہ منٹ آپ مجھ سے کتنی پیچھے تھے۔ یہ تو میں نے اپنی اسپیڈ کم کی تو آپ میرے برابر آئے ہیں ورنہ میں تو اب تک کئی چکر مکمل کر چکی ہوتی۔"

"لو میں اب تمہارے ساتھ واک نہیں کرتا۔" وہ پارک میں رکھے بینچ پر بیٹھتے ہوئے خفگی بھرے انداز میں بولے۔

"پاپا آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں تھک گیا ہوں۔ یہ قبول کر لیں کہ آپ اولڈ مین ہیں ہم ینگ جنریشن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔" وہ بغیر رکے ہاتھ ہلا ہلا کر بلند آواز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔

مبشر صاحب نے اپنی اس شرارتی بیٹی کو ہنستے ہوئے دور ہوتا دیکھتے رہے۔ بیوی کی وفات کے بعد اس کی زندگی کا محور اس کی کل کائنات ان کی زندگی میں روشنی فہمی کے دم سے تو ہی تھی۔

کچھ دور جانے کے بعد اس کے موبائل کی بجتی بیپ نے اسے بھی رک جانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے ٹراؤزر کی جیب سے سیل فون نکالا چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے اس نے فون اوکے کر کے کان سے لگایا۔

"فہمی کیسی ہو؟ یار یہ کل سے تم نے موبائل کیوں آف کیا ہوا ہے۔" ابھی اس نے ہیلو کے لیے لب وا کیے ہی تھے کہ معیز کی پر تشویش آواز سنائی دی۔

"چارجنگ پر تھا موبائل۔" اس نے مختصر جواب دیا۔

"وہاٹ، کل سے چارجنگ پر لگا ہوا تھا۔" معیز نے حیرت سے استفسار کیا۔ وہ چپ ہو گئی اب اسے کیا بتاتی کہ کل تمہاری کال ڈسکنیکٹ کر کے سیل ہی آف کر دیا۔ پھر پریشانی میں فراموش کر گئی لیکن وہ کل سے جوابی غیر محتاط انداز اور بے اختیاری سے ادا ہوئے لفظوں پر شرمندہ اور پریشان تھی معیز کے نارمل رویے پر پرسکون ہو گئی۔

"ارے یار کہاں گم ہو گئیں۔"

"کہیں نہیں۔" اس نے بے ساختہ کہا۔

"تھینکس گاڈ یہ لڑکی کہیں گم نہیں ہوئی ورنہ میں اتنی اچھی دوست سے محروم ہو جاتا۔" فہمی کا دل یکدم سکڑ کر پھیلا یہ انداز یہی لہجہ تو اسے اپنا اسیر کر چکا تھا۔ یہ انسان ہے یا کوئی ساحر نہ جانے ہر بار مجھ پر کیسا سحر پھونکتا ہے کہ میں اس کے لہجے میں کھوئی کھوئی دوستی کی حدود کراس کر کے نہ جانے کب آگے نکل آئی اور اسے کوئی خبر ہی نہیں۔

"سناؤ آج اتنی صبح کیسے کال کی۔" وہ خود پر بمشکل قابو پاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"اب تم سے بات کرتے کرتے وقت کا خیال رکھنا پڑے گا۔" وہی گمبیر لہجہ خفگی لیے ہوئے تھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں، ایکچوئیلی آپ دیر سے اٹھنے کے عادی ہیں اور اس وقت تو صرف سات بجے ہیں۔"

"ارے یار میں تو کل سے بہت پریشان تھا۔ رات ٹھیک سے سو بھی نہیں پایا کہ تمہارا موبائل کیوں آف ہے۔ کہیں تم ٹھیک بھی ہو یا......! اس وقت تم انکل کے ساتھ واک کے لیے نکلی ہو آئی ایم رائٹ۔" اس نے قیاس لگایا۔

"جی دراصل پاپا......!"

"اچھا بھئی آپ کی آواز سن کر میں بھی فریش فریش ہو گیا ہوں۔ اب فون بند کر رہا ہوں۔ مجھے اپنی نیند پوری کرنی ہے تم نے تو میری نیند ہی اڑا دی احمق لڑکی۔" اس نے تیزی سے فہمی کی بات کاٹتے ہوئے جلدی جلدی اپنی کہہ کر کال کٹ کر دی۔

فہمی خوش فہمی کے ہنڈولے میں بیٹھی جھولنے لگی۔ "کیا واقعی اسے میری اتنی پروا ہے۔ میرے ایک دن کے موبائل آف کرنے سے اس کی نیند اڑ گئی۔ وہ کتنا پریشان تھا۔ کیا میں بھی واقعی اس کے لیے اتنی اہم ہوں جتنا وہ میرے لیے۔" کتنے غیر محسوس انداز میں اسے وہ کل کی بات جتلا گیا تھا فہمی جھینپ کر مسکرا دی۔

❁......☆......❁

رات کا دوسرا پہر پورا چاند سیاہ چادر جس پر ستارے نگوں کا کام دے رہے تھے پر اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت اپنی بہار لٹا رہا تھا۔ اس وقت تقریباً تمام گھروں کے مکین خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ جونہی گھڑی کی ٹک ٹک کرتی سوئی نے 12 کا ہندسہ عبور کیا اور موبائل کی تیز آواز نے فہمی کی نیند میں خلل ڈالا اس نے نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل کھولتے ہوئے بغیر نمبر دیکھے اوکے کا بٹن پش کر کے موبائل کان سے لگایا ہی تھا کہ "ہیلو مائی ڈیئر" معیز کی گمبیر آواز سنائی دی۔

فہمی کے سوئے تمام اعصاب یکدم بیدار ہو گئے۔

"معیز اس وقت فون خیریت۔" وہ تشویش سے دریافت کرتے ہوئے بیڈ کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"ہوں! آج نیند ہی نہیں آ رہی۔ دل چاہ رہا تھا کہ تم سے بہت ساری باتیں کروں۔" اس کی آواز میں آج کچھ تو نیا تھا جس نے فہمی کو چوکنا کر دیا۔

"کیا...... آئی مین کیسی باتیں؟" اس نے بات کو نہ سمجھتے ہوئے الجھن میں مبتلا ہو کر پوچھا۔ نہ جانے کیا بات ہے جو اتنی رات کو فون کیا وہ حقیقتاً پریشان ہو گئی۔

"وہی جو دل میں ہے۔" اس کی آواز بوجھل ہو گئی۔

"کیا ہے دل میں؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

بڑی دلکش آواز میں کہا گیا لفظ کانوں میں رس گھول گیا۔ چند لمحے کے لیے تو فہمی کا دل دھڑکنا بھول گیا اور زبان گنگ رہ گئی۔

"تمہیں برا لگا فہمی؟" کان میں سرگوشی ہوئی۔

"نہیں نہیں تو۔" بے ساختہ منہ سے نکلا تو دوسری طرف سے بھرپور قہقہہ سنائی دیا۔

"وہ وہ ایکچوئیلی۔"

"بس اب کچھ نہیں۔ مجھے جواب مل گیا ہے۔" اس نے سرعت سے فہمی کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے بے پناہ پیار کرتا ہوں کب سے؟ شاید ٹھیک سے مجھے خود پتا نہیں لیکن صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں تمہارے بن ادھورا ہوں۔" جذبوں سے بوجھل آواز آہستہ آہستہ اس کی سماعت میں امرت انڈیل رہی تھی اس نے بھلا کب سوچا تھا کہ رات کے اس پہر بولتے لمحوں میں وہ اتنے خوب صورت انداز میں اظہار محبت کرے گا۔

"کیا تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو فہمی؟" وہ بھلا کیا کہتی اس کی تو جیسے قوت گویائی سلب ہو گئی۔ "پلیز بتاؤ فہمی آج تمہارا اقرار میری زندگی اور انکار میری موت۔"

"اللہ نہ کرے کہ معیز کہ تمہیں کچھ ہو۔"

"تو پھر اقرار کرو نا۔" انداز میں مان بھرا اصرار تھا۔

"ضروری ہے لفظوں کو سہارا بناؤں۔" اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"جس دل چاہتا ہے تم سے کچھ سننے کو۔" کچھ پل خاموشی کی نذر ہوئے۔

"پلیز کچھ تو بولو۔" اسپیکر میں ابھرتی گمبیر آواز اس کی دھڑکنوں کو منتشر کر کے پورے جسم میں ایک ہلچل مچا گئی اور وہ کسی احساس کے زیر اثر بولتی چلی گئی۔

"ہاں تم بھی میرے دل کی ہر دھڑکن میں بستے ہو۔ میری سانسوں میں مہکتے ہو۔ میری سوچوں پر قابض ہو چکے ہو تم۔" اس نے بھی مختصر مگر بھرپور لفظوں میں حال دل بیان کیا۔ معیز اس کے اقرار محبت پر تو جیسے جھوم اٹھا۔ اور پھر پر مسرت انداز میں گویا ہوا۔ "آج کالج میرے ساتھ او کے!"

"کہاں؟ اور میں آپ کو پہچانوں گی کیسے؟" اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"تم دو بجے میونسپل پارک آ جانا میں گیٹ پر سے تمہیں خود پک کر لوں گا۔ اور جہاں تک پہچاننے کی بات ہے تو سوئٹی! دل کی نظر سے دیکھو تو محبوب خود بخود اپنی پہچان کرا جاتا ہے آؤ گی نا۔" ملاقات مقام بتا کر ایک بار

پھر مان بھرے انداز میں پوچھا۔ اب بھلا کیسے وہ اس کے مان کو توڑتی جبکہ اس کا اپنا دل اسے دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔

"کوشش کروں گی۔" اس نے اسے یونہی تنگ کرنے کو کہا۔

"کیا صرف کوشش۔" اس کے لہجے میں خفگی در آئی جس سے فہمی کے لبوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ آ گئی۔ جسے معیز نے بھی محسوس کرلیا اور تب ہی رعب بھرے انداز میں بولا۔ "تمہیں آنا ہے اور ضرور آنا ہے سنا تم نے؟"

اور فوراً فون بند کردیا۔ رات کا تیسرا پہر شروع ہو چکا تھا۔ خوشی کی زیادتی سے نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اسے آج اپنے محبوب سے ملنا تھا اپنے پیار کو پانا تھا آج اگر چاند اس کی ہتھیلی پر اتر آتا یا ستارے اس کے آنچل میں ٹانکے جاتے تو شاید وہ تب بھی اتنی خوش نہ ہوتی جتنی اس لمحے اس کے لفظوں سے ہو رہی تھی۔ اس نے خوشی کی زیادتی سے تکیوں میں منہ چھپالیا۔

☆

پونے دو بجے ہی وہ پارک کے آہنی گیٹ پر پہنچ گئی۔ دن کے اس وقت پارک میں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ کوئی اکا دکا آدمی دکھائی دے رہا تھا، اکثر لوگ شام میں اپنی فیملیز کے ساتھ آتے تھے۔ پنک ٹراؤزر اور فیروزی ہاف سلیو شرٹ اور لانگ فیروزی دوپٹے کو رائٹ شولڈر پر ڈالے اپنے اسٹیپ کٹنگ بالوں کو کھلا چھوڑے لائٹ میک اپ میں وہ بہت دل کش نظر آرہی تھی۔ معیز سے ملنے کی خوشی کے بہت ہی خوب صورت رنگ اس کے چہرے پر اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ اس کی بلوری آنکھوں میں اشتیاق جھلک رہا تھا۔ اس نے رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی جہاں سوئی دو کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔ اس نے ارد گرد نظر گھما کر معیز کو تلاش کیا مگر کہیں کوئی ذی روح نظر نہیں آیا۔ صرف تارکول کی سیاہ سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں کے علاوہ۔

کیا پتا میری گھڑی غلطی ہو یا پھر وہ سگنل پر لیٹ ہو گیا ہو۔ کچھ وقت مزید گزرا تو جیسے اس نے خود کو تسلی دی۔ اسے یہاں آئے ہوئے پورے سوا گھنٹے گزر گئے مگر معیز نہ آیا۔ اب تو یہاں رش بھی بڑھنے لگا تھا ہر آتا جاتا شخص اسے یوں تنہا کھڑے دیکھ کر مشکوک نظر سے گھورتا ہوا گزر جاتا۔ اس نے کئی بار اس کا نمبر ٹرائی کیا مگر ہنوز آف جا رہا تھا۔ وہ پارک کے اندر بھی نہیں گئی کہ معیز اسے نہ پا کر چلا نہ جائے یوں کھڑے رہنا بھی عجیب لگ رہا تھا۔ عصر کی اذان ہوئی تو وہ بے چین ہو اٹھی بے بسی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"معیز آجاؤ پلیز تم ایسا کیسے کر سکتے ہو مجھے تنہا انتظار کی سولی پر لٹکا دیا۔" اس سے پہلے کہ اس کی سوچیں اڑان بھرتیں اس کا سیل بج اٹھا۔

"ہیلو فرینڈ ہیپی اپریل فول۔"

ہیلو کے جواب میں ہنسی میں ڈوبی بہت پرجوش آواز سنائی دی۔

"ہیپی اپریل فول" اس کے دل میں نیزے کی طرح لگا اور اس کے جسم کے ساتھ اس کی روح کو لہولہو کر گیا۔ اسے تو پتا ہی نہ چلا کہ آج یکم اپریل ہے وہ معیز سے ملنے کی خوشی میں سب کچھ فراموش کر گئی۔ تضحیک اور بے وقعتی کے احساس سے آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت چہرے پر بکھرتے چلے گئے۔

"فہمی کیا ہوا خاموش کیوں ہو؟"

"کچھ نہیں۔" وہ اشکوں اور جذبات پر قابو پاتے ہوئے بہ مشکل نارمل لہجے میں بول پائی اسے عائشہ کی کہی بات اچانک یاد آئی کہ "جب کوئی تمہاری محبت کا دعویدار تمہاری آنکھوں میں لکھی تحریر نہ پڑھ سکے، لہجے سے چھلکتی محبت کو نہ جان سکے تو اس کے سامنے لفظوں کا سہارا لے کر جذبات کا اظہار حقیقتاً خاموش محبت کا اشتہار بنانے کے مترادف ہے۔"

اب وہ کیسے اپنی سچی چاہت کو تماشا بنواتی کیوں اپنے صادق جذبوں کو بے توقیر کرتی، کیوں محبت کی بھیک مانگتی، بے شک وہ معیز سے نہیں ملی اسے دیکھا نہیں۔ لیکن کیا اس کے لہجے کی بے تابی اس کے جذبوں سے آج معیز کے دل تک نہیں پہنچ گئی۔

"فہمی تمہیں میرا مذاق برا تو نہیں لگا۔"

واہ رے بے خبری۔

"ویسے مجھے پتا ہے تم بہت ذہین لڑکی ہو یقیناً میرے مذاق کو سمجھ گئی ہوگی۔" وہ نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا جب فہمی ہتھیلی کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے ٹھوس لہجے میں گویا ہوئی۔

"آف کورس فرینڈ! مجھے آپ کا مذاق رات ہی سمجھ آ گیا تھا تبھی تو میں نے بھی آپ کے اس خوب صورت جوک میں ساتھ دیا۔" ایسا بولنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا آخر اپنا بھرم بھی تو رکھنا تھا۔

"آپ کو ایک سچائی بتاؤں فہمی؟"

اس کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا خوش فہمی کی انتہا تھی۔

"ہوں۔" اس نے آہستہ سے صرف ہوں کہا۔

"کل میرا نکاح ہے میری کزن سے اس کے بعد میں یو کے جا رہا ہوں ہائیر اسٹڈی کے لیے......" وہ نہ جانے کیا کیا کہے جا رہا تھا مگر سننے والی نے اپنے کانوں پر سختی سے اپنے دونوں ہاتھ رکھ لیے۔ اس کی خوش فہمی کا بت یکدم پاش پاش ہو گیا۔

"اچھا معیز پاپا میرا انتظار کر رہے ہیں مجھے پاپا کے ساتھ ان کے دوست کی طرف جانا ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہتے ہوئے فون ہی آف کر دیا۔ پھر وہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ عائشہ کتنا سچ کہتی ہے کہ ہمارے مذہب میں صرف دو تہوار ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحی باقی سب غیر مسلموں کی ہمارے معصوم ذہنوں کو منتشر کرنے کی چالیں ہیں۔ سب شیطان کے بہکاوے ہیں۔ ہمارا مذہب ہمیں کبھی غیر محرم سے فضول بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا کجا کہ دوستی۔ آج خود اپنی محبت کے لاشے کو اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے گھر کی سمت چل دی۔ آج کسی کے بھیانک مذاق نے اس کی زندگی کو ہی مذاق بنا دیا۔ وہ اپنے زخم زخم وجود سمیت آنکھوں سے پچھتاوؤں کے اشک بہاتی پیدل ہی منزل کی سمت رواں دواں تھی۔ جبکہ ذہن میں پاپا کے الفاظ گردش کرنے لگے۔

"فہمی تمہارا نام میں نے فہمیدہ اس لیے رکھا کہ میری بیٹی اپنے نام کی طرح سمجھدار عقل فہم والی ہوگی۔" لیکن آج تو وہ اپنے نام کے متضاد نکلی۔ ایک شخص کے مذاق کو سچ سمجھ بیٹھی لیکن زندگی اسے اک گہرا سبق دے گئی۔

سالگرہ مبارک

نزہت جبین ضیاء

سب سے پہلے تو دل کی گہرائیوں اور بے پناہ محبتوں کے ساتھ ہمارا آنچل کو اپنی اشاعت کے 34 سال مکمل کرنے پر مبارک باد۔ محترم مشتاق انکل، جناب طاہر بھائی، قیصر آراء صاحبہ اور آنچل کی ساری ٹیم قابلِ ستائش ہے کیونکہ آنچل کی سب سے بڑی خوبی جو اسے دیگر رسائل میں نمایاں کرتی ہے وہ اس کا بروقت مارکیٹ میں آجانا ہے۔ یہ اسٹاف کی انتھک محنت اور لگن ہے کہ حالات بگڑ جائیں، بے وقت کی لوڈشیڈنگ اور ہڑتالیں بھی تو اس کی اشاعت پر کم اثر پڑتا ہے۔

وقت کی پابندی آنچل کی ٹیم کی خاص خوبی ہے جو فی زمانہ کم بلکہ شاذونادر ہی نظر آتی ہے۔ زمانے کے سرد وگرم حالات، خوشی، غمی، اتار چڑھاؤ آتے جاتے رہے مگر آنچل نے بڑی مستقل مزاجی سے اپنا سفر جاری رکھا۔

ابھی کل ہی کی بات لگتی ہے جب میں نے اپنے بچپن میں آنچل پڑھنا شروع کیا۔ آنچل اور میری عمر میں زیادہ فرق نہیں۔ میں تھوڑی سی بڑی ہوں ارے ٹھہریئے ذرا! یہ عمر کی بات تو رہنے دیں قارئین! ویسے بھی خواتین عمر کے معاملے میں کونشس ہوتی ہیں ناں۔ کیوں......؟ ویسے ایک بات ہے میرا اور ہمارے آنچل کا مزاج کافی حد تک ملتا ہے، آنچل بھی معصوم، پیارا سا، دوسروں کی خوشیوں کا خیال رکھنے والا، ہر دل عزیز اور وقت کا پابند ہے اور یہ ناچیز بھی کچھ ایسا ہی مزاج رکھتی ہے جسے آپ لوگ نزہت جبین ضیاء کے نام سے جانتے ہیں (آہم)۔ جب طاہر بھائی نے مجھے کہا کہ آنچل کی سالگرہ پر آپ نے کچھ لکھنا ہے تو میں سوچ میں پڑ گئی کہ میں کیا لکھوں؟ کس طرح اپنے الفاظ کو محبت کی لڑی میں پرو کر صفحے پر بکھیروں؟ کن لفظوں میں سراہوں؟ کیا دعائیں دوں؟ عام طور پر جیسے جیسے کوئی عمر کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے تو وقت کے ساتھ اس پر بڑھتی عمر کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں مگر ہمارے آنچل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جیسے جیسے عمر کی منزلیں پار کرتا جارہا ہے اس میں مزید دلکشی اور اس کی خوب صورتی میں مزید نکھار آتا جارہا ہے۔ اس کے حسن میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس کے چمن میں رنگ

برنگے پھولوں کی مہکار بڑھتی جارہی ہے۔ آنچل ایک ایسے گلشن کی مانند ہے جس نے بے شمار پودوں کی آبیاری کی ہے اور آج وہ ننھے پودے گھنے اور تناور درختوں کی صورت میں ادبی گلشن کو مہکارہے ہیں۔

ویسے قارئین! آپ لوگ سچ پوچھو تو میرا بڑا دل کرتا ہے کہ ہمارا آنچل بھرپور طریقے سے اپنی سالگرہ کا اہتمام کرے، ہم سب رائٹرز بہنیں اور شاعروشاعرات، بہن بھائی آپس میں مل بیٹھیں اور ہاں......! اس بہانے میں ایک اچھا سا سوٹ بھی بنالیتی اور پھر بڑا سا چاکلیٹ کیک کاٹا جاتا' ویسے آپس کی بات ہے بہت دن ہوئے مزے دار سا چاکلیٹی کیک کھائے ہوئے اور جب کیک اتنا شاندار اور جاندار ہوتا تو تنہا تھوڑا ہی ہوتا' ہائی ٹی اور مزے دار لوازمات بھی تو ہوتے ناں...... کتنا مزا آتا ناں' سچ میں؟ آپ لوگ بھی سوچ رہے ہوں گے کہ کتنی ندیدہ خاتون ہیں یہ' ہے ناں؟ تو سچ بتایئے آپ کے منہ میں بھی پانی آیا ناں' ہاہاہا...... پتا ہے مجھے آپ مانو یا نہ مانو' آیا ہے...... یہ تو تھیں باتیں مذاق کی......

بس ہماری دلی دعائیں اور نیک تمنائیں ہمیشہ ہمیشہ آنچل کے ساتھ رہیں گی۔ آنچل کے 34 سالہ سفر میں پہلے سلمیٰ کنول اور پھر فرحت آپا ہم سے جدا ہوئیں۔ آج خوشی کے اس موقع پر فرحت آپا کی بھی یاد آ گئی' ان کا بزرگانہ انداز' میٹھا لہجہ اور ٹھہری ہوئی باتیں' ان کا پیار' آج بھی آنچل کے صفحات پر کہیں نہ کہیں نظر آتا ہے (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے' آمین)۔

کتنی رائٹرز بہنیں بھی ہمیں چھوڑ کر مالکِ حقیقی سے جاملیں' ہم بھی آج ہیں کل نہیں ہوں گے۔ ہماری جگہ بھی پُر ہوجائے گی مگر خدا تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میں جب تک رہوں' آنچل سے رابطہ برقرار رکھنا (آمین ثم آمین)۔

بہت ساری محبتیں' چاہتیں' بے حساب دعائیں اور ڈھیر سارا خلوص آنچل کے لیے خدا تعالیٰ آنچل کو مزید کامیابیاں عطا کرے اور آنچل اسی کروفر اور خوب صورتی سے ادب کی دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک پہنچے (آمین ثم آمین)۔

''آنچل اسٹاف'' کے لیے بہت سارا پیار اور خلوصِ بیکراں' اجازت۔ دعاگو۔

❀
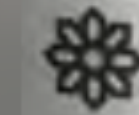
رُوحانی مسائل کا حل

حافظ شبیر احمد

گل رعنا خان...... جی ٹی روڈ، گجرات

جواب:۔ بعد نماز عشاء **سورۃ قریش 111** مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ روزگار اور اپنے لیے دعا کیا کریں۔ شوہر صدقہ دیتے رہا کریں۔

جمیل...... سرگودھا

جواب: **سورۃ فرقان** کی آیت نمبر 74 اور 3 مرتبہ سورۃ یٰسین اول وآخر 3,3 مرتبہ درود شریف۔ صرف یہ 2 وظائف جاری رکھیں صدقہ دیں رکاوٹ ختم ہوگی۔ اللہ آپ کے لیے آسانی فرمائے۔

شازیہ فاروق...... رحیم یار خان

جواب:۔ مسئلہ نمبر ۱،۲: آپ اثرات زدہ اور شکی ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد **سورۃ قریش 111** مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ روزگار کے لیے۔

بعد نماز عشاء سورۃ فلق' سورۃ الناس 41,41 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے پورے جسم پر دم کریں۔

مسئلہ نمبر ۳: شادی کے لیے خود استخارہ کریں پھر کوئی فیصلہ کریں۔

مسئلہ نمبر ۴: والدہ **سورۃ فاتحہ** پڑھا کریں کثرت سے۔ باوضو رہا کریں۔

ق...... گجرات

جواب: والدہ خود پڑھیں روزانہ **سورۃ العصر** 41 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ اعجاز کے سرہانے کھڑے ہو کر جب وہ نیند میں ہو۔ پڑھتے وقت مقصد ذہن میں ہو۔

نوکری کے لیے **سورۃ قریش 111** مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء۔

بشریٰ دین محمد...... راولپنڈی

جواب: بعد نماز فجر **سورۃ فرقان** آیت نمبر 74' 70 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

بعد نماز عشاء **سورۃ فلق سورۃ الناس 1,1** تسبیح روزانہ۔ رکاوٹ بندش ختم کرنے کے لیے بہن خود کرے یا والدہ۔

تحریم فاطمہ...... سرگودھا

جواب: مسئلہ نمبر ۱: **سورۃ فلق اور سورۃ الناس** پانی پر دم کر کے پلایا کریں روزانہ 11,11 مرتبہ۔ بھائی کے لیے سورۃ قریش ورد میں رکھیں نوکری کے لیے۔

مسئلہ نمبر ۲: صدقہ دیتی رہا کریں۔

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد **سورۃ فلق اور سورۃ الناس** 11,11 مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ رشتہ میں رکاوٹیں نہ آئیں۔ سسرال والوں کے دل میں جگہ بنانے کے لیے **یا عزیز 101** مرتبہ فجر کی نماز کے بعد۔ اول وآخر 3,3 مرتبہ درود شریف دعا بھی کریں۔

مدیحہ مہرین...... منگلا ڈیم

جواب: بندش ہے۔ فجر کی نماز کے بعد 3 مرتبہ **سورۃ یٰسین** پڑھا کریں۔ نیت بندش ٹوٹ جائے اور آپ کا مسئلہ حل ہوجائے طبی علاج بھی شروع کردیں۔

انمول فاطمہ...... بہاول پور

جواب: **سورۃ فاتحہ 41** مرتبہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ پورے جسم پر دم کریں اور دعا بھی کریں۔

سبین عثمان...... چنیوٹ

جواب: رشتہ کے لیے بعد نماز فجر **سورۃ فرقان** آیت نمبر 74' 70 مرتبہ۔ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

بعد نماز مغرب اور عشاء **سورۃ فلق سورۃ الناس** 9,9 مرتبہ۔

مسئلہ نمبر ۲: صباء اثرات زدہ ہے۔ روحانی اور ڈاکٹر سے مکمل علاج کروائیں۔

مسئلہ نمبر ۳: **سورۃ یٰسین** فجر کی نماز کے بعد پڑھ کر دعا کریں۔ دوست اپنے مسئلے کے لیے خود پڑھے۔

امبر اختر...... ضلع بہاول پور

جواب: مسئلہ نمبرا: یاقوی 11 مرتبہ فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔

مسئلہ نمبر۲: بعد نماز عشاء سورۃ قریش 41 مرتبہ اول وآخر 7،7 مرتبہ درود شریف کامیابی اور دوسرے مسئلوں کے لیے۔

امینہ فردوس...... گوجر خان ضلع راولپنڈی

جواب: مسئلہ نمبرا: بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ۔ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

مسئلہ نمبر۲: بعد نماز عشاء سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف اپنے تمام مسائل کے لیے دعا کریں۔

عامر سلیم...... راولپنڈی

جواب: بندش ہے سورۃ فلق سورۃ الناس 1،1 تسبیح روزانہ بعد نماز عشاء آپ دونوں پڑھیں۔ دعا بھی کریں۔

ث، ل...... سنجوال کینٹ، اٹک

جواب: مسئلہ نمبرا: اللہ سے اپنے حق میں دعا کریں جہاں بہتر ہو وہیں ہو۔

مسئلہ نمبر۲: علاج کروائیں۔

رشتے کے لیے بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ جن کے رشتوں کا مسئلہ ہے وہ پڑھیں۔

روزگار کے لیے: سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء گھر کے تمام افراد کر سکتے ہیں۔

سدرہ گل سیال...... مخرو پور والا

جواب: جب گھر میں چینی آئے اس پر 3 مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ اول وآخر 3،3 مرتبہ مرتبہ درود شریف۔ چینی گھر کے تمام افرد کے استعمال میں آئے۔

خواہشات پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے آپ کا یہ حال ہے۔ نماز کی پابندی کریں۔ اللہ سے اپنے حق میں بہتری مانگیں۔

مدیحہ عبدالغفور...... ضلع گوجرانوالہ

جواب: استخارہ کرلیں رشتے کے لیے۔ فجر کی نماز کے بعد سورۃ یٰسین اور سورۃ رحمٰن پڑھا کریں۔ دعا بھی کیا کریں۔

فجر اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ والضحیٰ 41 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ پڑھتے وقت تصور ہو کہ وہ میرے اور بچوں کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

حاجرہ پروین...... ضلع خانیوال

جواب: آیتِ کریمہ روزانہ 101 مرتبہ پڑھا کریں اپنے حق میں جو بہتر ہو وہ مانگیں۔

ن، و، ج...... مظفر گڑھ

جواب: روزانہ سورۃ عبس 3 مرتبہ پانی پر دم کر کے پلائیں والد کو۔ تیل پر بھی دم کر کے مالش کیا کریں۔ مسئلہ حل ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

شبانہ بشیر...... ضلع گجرات

جواب: سورۃ عبس 3 مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھنے کے بعد پورے جسم پر دم کریں روزانہ۔ وظیفہ آپ دونوں بہنیں کریں۔ صدقہ دیتی رہا کریں۔

نگینہ پروین...... ضلع، فیصل آباد

جواب: بعد نماز عشاء سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ اپنے تمام مسائل کے لیے دعا کریں۔

شوہر سورۃ فلق، سورۃ الناس کا ورد کیا کریں۔

رؤف احمد...... ضلع، فیصل آباد

جواب: سورۃ فلق اور سورۃ الناس کا ورد کیا کریں۔ صدقہ بھی دیا کریں۔

کیس کے حل کے لیے سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ بعد نماز عشاء آپ بھی پڑھ سکتی ہیں۔

ثوبیہ نورین...... ضلع، گجرات

جواب: سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء روزانہ
اپنا مسئلہ/ معاشی حالات اور قرض کی ادائیگی کے لیے آپ خود پڑھیں۔ بھائی اپنے مسئلے کے لیے خود پڑھیں۔

فاخرہ...... ضلع، گجرات

جواب: بعد نماز فجر "یا عزیز" 101 مرتبہ اول و آخر 3،3 مرتبہ درود شریف۔ نیت گھر اور خاندان میں عزت بڑھے۔

شوہر کو جو وظیفہ بتایا وہ آپ خود کرلیا کریں۔

گلشن کنول...... حاصل پور

جواب: جب گھر میں چینی آئے اس پر 3 مرتبہ سورۃ مزمل پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ اول وآخر 3،3 مرتبہ درود شریف پڑھیں چینی گھر کے تمام افراد کے استعمال میں آئے۔ گھریلو لڑائی جھگڑوں کے لیے۔

ہفتہ میں ایک مرتبہ سورۃ نساء پانی پر دم کر کے خود بھی پئیں اور شوہر کو بھی پلائیں یہ دونوں وظائف ہمیشہ کرتی رہیں۔

نورین صباء...... راولپنڈی

جواب: فجر اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ والضحیٰ 41،41 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف پڑھتے وقت تصور ہو کہ شوہر واپس لوٹ رہے ہیں۔ دعا بھی کریں۔

مرزا ارسلان...... گجرات

جواب: مسئلہ نمبرا: جب بچے سو جائیں ہر ایک کے سرہانے الگ الگ کھڑے ہو کر سورۃ العصر پڑھیں 11 مرتبہ اول وآخر 3،3 مرتبہ درود شریف۔ نیت ہو کہ فرمانبردار بن جائیں۔ لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ پڑھنے کے بعد دم بھی کر دیں۔ (وظیفہ کم از کم 6 ماہ کرنا ہے)

مسئلہ نمبر۲: بعد نماز عشاء سورۃ النصر 125 مرتبہ اول وآخر 25،25 مرتبہ درود شریف شوہر کی جلد اور آسانی کے ساتھ رہائی اور اپنے حالات کے لیے۔

نثار احمد...... ہری پور ہزارہ

جواب: بعد نماز عشاء سورۃ قریش 111 مرتبہ۔ دونوں مسئلوں کے لیے اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف دعا بھی کریں۔

سیما ناز...... روہڑی

جواب: رشتہ کے لیے: بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ دعا بھی کریں۔

روزگار کے لیے: سورۃ قریش 111 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء۔

والد صاحب سورۃ فاتحہ پڑھا کریں۔ فجر اور عشاء کی نماز کے بعد 41،41 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔

س۔م...... میر پور خاص

جواب: بعد نماز عشاء سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ بھائی کے روزگار کے لیے والدہ کریں یا بھائی خود۔

گھر میں لڑائی جھگڑوں کے لیے: جب گھر میں چینی آئے اس پر 3 مرتبہ سورۃ مزمل پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ اول وآخر 3،3 مرتبہ درود شریف۔ چینی گھر کے تمام افراد کے استعمال میں آئے۔

U.Z...... پھلروان

جواب: بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول وآخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

حنا نورین...... دالبندین

جواب: نماز کی پابندی کریں۔ صبح وشام 1,1 تسبیح سورۃ فلق، سورۃ الناس کی کیا کریں۔

صائمہ طاہر...... حیدر آباد سندھ

جواب:۱:سورۃ قلم پانی پر دم کرکے پلایا کریں روزانہ۔

۲:روزگار کے لیے سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف بعد نماز عشاء۔ منگیتر اور اپنے لیے دعا کیا کریں۔

۳:بھائی کو روزانہ سورۃ شمس پانی پر دم کرکے پلایا کریں 41 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔

غیور احمد...... حیدر آباد، سندھ

جواب: سورۃ العصر 41 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ جب بیٹا نیند میں ہو اس کے سرہانے کھڑے ہو پڑھیں۔ نیت فرمانبردار بن جائے اور ذمہ داریوں کا احساس ہو۔

سلطانہ ماجد...... ضلع، مظفر گڑھ

جواب: فجر اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ والضحیٰ 41 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ پڑھتے وقت تصور ہو کہ وہ آپ کی طرف لوٹ رہا ہے۔ بعد میں بھائی کے لیے بھی دعا کریں۔

سندس...... سرگودھا

جواب: سورۃ قریش 111 مرتبہ اول وآخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔ اپنے اور بہن کے لیے دعا کریں۔ مسائل آسانی کے ساتھ جلد حل ہو جائیں گے۔

صباء ناز...... کراچی

جواب: فجر کی نماز کے بعد 3 مرتبہ سورۃ یسین پڑھ کر دعا کریں، روزانہ جب تک مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

ثمینہ طاہر...... ٹوبہ ٹیک سنگھ

جواب: ان سوالات کے جوابات کے لیے کسی عالم سے رابطہ کریں۔

طاہرہ بی بی...... اٹک

جواب: ۱: مشین کی خرابی۔ جب کوئی آئے اس وقت سورۃ فلق، سورۃ الناس پڑھتی رہا کریں۔

۲: ہر فرض نماز کے بعد "یاقوی" 11 مرتبہ سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھا کریں۔

۳: "یاودود" اول وآخر 3,3 مرتبہ درود شریف۔ روزانہ 101 مرتبہ پانی پر دم کرکے والد کو پلائیں۔ پڑھتے وقت مقصد ذہن میں ہو کہ والد راضی ہو جائیں۔

۴: بھائی اپنی کمائی میں سے کچھ رقم اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرے ہمیشہ۔

انتباہ

ماہنامہ آنچل میں شائع کیے جانے والے فرمان الٰہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادارہ مستند حوالوں کے ساتھ خود شائع کرتا ہے۔ لہٰذا قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ وہ کوئی بھی فرمان الٰہی و احادیث ادارے ارسال کرنے سے گریز کریں۔

ادارہ

روحانی مسائل کا حل کوپن مئی ۲۰۱۳ء

نام .... والدہ کا نام .... گھر کا مکمل پتا ....

....

گھر کے کون سے حصے میں رہائش پزیر ہیں ....

آپ کی صحت

ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا

اے این سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ مجھے مثانے کی گرمی اور جلن کی شکایت ہے، ماہانہ نظام کا مسئلہ ہے۔

محترمہ آپ CANTHRIS 3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

زنیرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھتی ہیں کہ میرے بال تیزی سے سفید ہو رہے ہیں اور میرے چہرہ پر دانے نکلتے ہیں جو نشان چھوڑ جاتے ہیں۔

محترمہ آپ JABORANDI-Q کے دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اور دوسری دوا GRAPHITES 200 کے پانچ قطرے آٹھویں دن ایک بار پیا کریں، 600 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں، آپ کو HAIR GROWER گھر پہنچ جائے گا۔

اختر لاہور سے لکھتے ہیں کہ مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں، میں تین ماہ سے خط لکھ رہا ہوں، جواب نہیں ملتے۔

محترم آپ ACIDPHOS 3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیا کریں۔

ساریہ علی، فیصل آباد سے لکھتی ہیں کہ میرا ماہانہ نظام خراب ہے، کمر درد بھی ہوتا ہے۔

محترمہ آپ PULSATILLA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

عروج ناز بھلر واں سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 32 سال ہے، وزن 90 کلو ہے اس کا کوئی علاج بتائیں۔

محترمہ آپ PHYTOLACCA Q اور FUEUSVES_Q کے دس دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں، پیدل زیادہ چلا کریں۔

عاصم علی صادق آباد سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترم آپ SALXNIGRA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

ایس ایچ افراز تلہ گنگ سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترم آپ STAPHISGARIA30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

قرۃ العین، وہاڑی سے لکھتی ہیں کہ میں نے APHRODITE کی بہت تعریف سنی ہے یہ بتادیں کہ اس کے استعمال سے پہلے تھریڈنگ یا ویکسنگ کے علاوہ کریم وغیرہ سے بال ختم کیے جاسکتے ہیں۔

محترمہ ویکسنگ زیادہ مفید ہے، کریم بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

معصوم علی، کراچی سے لکھتے ہیں کہ مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترم آپ STAPHISGARIA-30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

عائشہ، گوجرہ سے لکھتی ہیں کہ پہلا مسئلہ میری والدہ کا ہے دوسرا مسئلہ بہن کا ہے اور سردی میں گھر میں سب ہی کو نزلہ زکام رہتا ہے۔

محترمہ آپ والدہ کو SULFUR200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار دیں۔ بہن کو MERC SOL 6 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ دیں۔

مقصود، وہاڑی سے لکھتے ہیں کہ بال ختم کرنے کے لیے ایفروڈائٹ کے ساتھ کو کھانے کوئی دوا بھی بتادیں۔

محترم اس کے ساتھ OLIUM JACC 3X کی ایک ایک گولی تین وقت روزانہ کھائی جاسکتی ہے، ان شاء اللہ

مفید ثابت ہوگی۔

فیصل رمضان، بھلوال سے منی آرڈر فارم بھر کے لفافہ میں بھیج دیا ہے، اس میں کوئی رقم نہیں ہے اور ہیئر گروور طلب کیا ہے۔

محترم صرف منی آرڈرز فارم کے عوض دوا ارسال نہیں کی جاتی، اس فارم کے ساتھ ڈاک خانہ میں رقم بھی جمع کرائی جاتی ہے، ڈاک خانہ اس رقم کی رسید جاری کرتا ہے۔ ڈاک خانہ جا کر صحیح طریقہ معلوم کریں۔

دعا فاطمہ، تلہ گنگ سے لکھتی ہیں کہ میری یادداشت بہت کمزور ہوگئی ہے۔

محترمہ آپ KALIPHOS 6X کی چار چار گولی تین وقت روزانہ کھائیں۔

نسیم الدین، سکھر سے لکھتے ہیں کہ صبح فراغت کے بعد معدے پر شدید جلن ہوتی ہے جو کافی دیر تک قائم رہتی ہے، بہت پریشان ہوں۔

محترم آپ RATANHIA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت پیا کریں۔

ناظم خان، راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ دائیں کندھے میں درد ہے، جو چھونے سے شدید تکلیف ہوتی ہے۔

محترم آپ SANGONARIA30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں اور ARNICA200 کے پانچ قطرے ہر آٹھویں دن ایک بار لیں۔

نگہت پروین، ملتان سے لکھتی ہیں کہ مجھے عرق النساء کی تکلیف ہے، بہت پریشان ہوں کسی بھی علاج سے فائدہ نہیں ہوتا۔

محترمہ آپ COLOCYNTH30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

ندیم احمد سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ بواسیر کے مسے ہیں، جن میں چبھن ہوتی ہے، بیٹھنے میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، خون نہیں آتا۔

محترم آپ AESCULUS کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

شمع سلطانہ، سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ میں سال پہلے کسی کی زیادتی کا شکار ہوئی تھی، شادی قریب ہے، بہت زیادہ فکر مند ہوں۔

محترمہ آپ صبح 10 تا 1 بجے شام 6 تا 9 بجے فون 021-36997059 پر رابطہ فرمائیں۔

نسرین فاطمہ، پیر محل سے لکھتی ہیں کہ حسن نسواں کی کمی ہے، احساس کمتری میں مبتلا ہوں کوئی مناسب علاج بتائیں۔

محترمہ آپ SABALSERULATTA-Q کے دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں، یہ دوا کسی بھی ہومیو پیتھک اسٹور سے جرمنی کی بنی ہوئی خرید لیں اور 550 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر کردیں، BREAST BEAUTY آپ کے گھر پہنچ جائے گا، اس کو لگائیں ان شاء اللہ آپ بھرپور حسن نسواں کی مالک ہوں گی۔

دلدار خان، لالہ موسیٰ سے لکھتے ہیں کہ میرے سر کے بال بہت حد تک گر چکے ہیں، گنجا ہونے لگا ہوں ایک صاحب نے آپ کا ہیئر گروور استعمال کیا تھا، بال آگئے انہوں نے آپ سے رجوع کرنے کا کہا ہے آپ HAIR GROWER وی پی کردیں، میں چھڑالوں گا۔

محترم ہم کوئی دوا وی پی نہیں کرتے آپ 600 روپے ہمارے کلینک کے نام پتے پر منی آرڈر کردیں، اپنا نام پتا مکمل لکھیں، منی آرڈر فارم کے آخری کوپن پر مطلوبہ دوا کا نام ہیئر گروور لکھیں، دوا آپ کے گھر پہنچ جائے گی، گنجے سر پر قدرتی بال پیدا ہوں گے۔

نرگس حبیب، ملتان سے لکھتی ہیں کہ بچی کے دانت نکل رہے ہیں، بیمار رہتی ہے کوئی دوا بتائیں، جو دانت آسانی سے نکل آئیں۔

محترمہ آپ بچی کو BIOPLASGEN #21 کی چار گولی تین وقت روزانہ دیں آسانی سے دانت نکل آئیں گے۔

ضمیر الحسن چوہدری، وزیر آباد سے لکھتے ہیں کہ میں ایک عرصہ سے بیمار ہوں، بڑے ڈاکٹر حکیموں سے علاج کرایا، مگر فائدہ نہیں ہوتا بہت زیادہ پریشان ہوں۔

محترم اس طرح کے ...... امراض میں مریض کے معائنہ کے بغیر کوئی دوا تجویز نہیں کی جاسکتی، آپ کسی اچھے مقامی ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو دکھائیں۔

فاطمہ نور، وہاڑی سے لکھتی ہیں کہ مرض کی تفصیل لکھ رہی ہوں، کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ LEDUMPAL 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

حمزہ خان، کراچی سے لکھتے ہیں کہ میری کمر کے مہروں کا مسئلہ ہے، جس کی وجہ سے ہاتھ پیروں میں بھی درد ہوتا ہے میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔

محترم آپ THRIDION 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

گلزار احمد میاں چنوں سے لکھتے ہیں کہ میرے سر کے بال تیزی سے گر رہے ہیں، سر میں خشکی ہے بال بے رونق ہیں۔

محترم آپ 600 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں، HAIR GROWER آپ کے گھر پہنچ جائے گا، اس کے استعمال سے بال گرنا بند ہوں گے، گنجے سر پر قدرتی بال پیدا ہوں گے، گھنے لمبے اور خوب صورت ہوجائیں گے 4-5 بوتل استعمال کرنا ہوں گی۔

کنیز فاطمہ، حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میری تھوڑی اور ہونٹ کے اوپر روؤں کی طرح بال نکلتے ہیں، بہت زیادہ شرمندگی ہوتی ہے۔ میرا علاج بتائیں۔

محترمہ آپ 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں، APHRODITE آپ کے گھر پہنچ جائے گا، اس کے استعمال سے فالتو بال مستقل طور پر ختم ہوجائیں گے۔

منی بیگم، سانگھڑ سے لکھتی ہیں کہ میرے پیروں کی ایڑیوں میں درد رہتا ہے، چلنے پھرنے میں بہت دشواری ہوتی ہے، میں بہت زیادہ پریشان ہوں، اتنے لوگوں کا علاج کرتے ہیں، مجھ غریب پر بھی توجہ فرمائیں، دعا کروں گی۔

محترمہ آپ CYCLAMEN 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں، دوا ہمیشہ جرمنی کی سیل بند خریدیں، ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

نذیر محمد، ڈیرہ غازی خان سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترم آپ ACID PHOS 3X کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

ڈاکٹر نذیر احمد دستی میڈیکل آفیسر سرکاری اسپتال شعبہ ہومیو پیتھی راجن پور سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کا اس زمانہ کا اسٹوڈنٹ ہوں جب آپ پاکستان سینٹر ہومیو پیتھک کالج کراچی میں پروفیسر تھے۔ ہم نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے، ہم آج جس مقام پر ہیں وہ آپ ہی کا دیا ہوا ہے، آپ کے لیے، بہت سی دعاؤں کے ساتھ حاضر خدمت ہوں، ایک مریضہ کی مکمل تفصیل آپ کی خدمت میں حاضر ہے، برائے مہربانی دوا تجویز فرمادیں، شکریہ۔

محترم آپ مریضہ کو CALCIUM CARB30 تین وقت روزانہ دیں، ان شاء اللہ شفاء حاصل ہوگی۔

سلیم چوہدری، کوٹ ادو سے لکھتے ہیں کہ بری عادت کی وجہ سے اپنی صحت برباد کرچکا ہوں، شادی قریب ہے، بہت پریشان ہوں، حکیم کے پاس گیا تھا وہ علاج کے سات ہزار مانگ رہا ہے، جو میں نہیں دے سکتا، میں کیا کروں آپ کو امید کی آخری کرن سمجھ کر لکھا ہے۔

محترم آپ STAPHISGARIA30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

کمال احمد، چکوال سے لکھتے ہیں کہ میرے بیٹے کا قد چھوٹا ہے، عمر 16 سال ہے کوئی علاج بتائیں۔

محترم آپ CALCPHOS 6X کی چار گولی تین

وقت روزانہ کھلائیں اور BARIUM CARB200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار پلائیں تین ماہ مکمل کرلیں۔

شکیل محمد زئی' پشاور سے لکھتے ہیں کہ ہم بہت بیمار ہیں' آپریشن بھی کرایا ہے مگر بیماری ختم نہیں ہوئی۔

محترم اس کا علاج مریض کے معائنہ اور ٹیسٹ رپورٹ دیکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

بلقیس فاطمہ' ہنگورو سے لکھتی ہیں کہ مجھے بہت سخت لیکوریا ہے' ٹانگوں تک بہہ جاتا ہے۔

محترمہ آپ ALUMINA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

بہادر خان' کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ میری شادی کو 5 سال ہوگئے مگر اولاد سے محروم ہوں' ٹیسٹ رپورٹس میں جراثیم کی کمی بتاتے ہیں۔

محترم آپ DAMIANA-Q کے دس قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

خورشید بیگم' کوٹ مومن سے لکھتی ہیں کہ میں اپنی بیماری سے بہت پریشان ہوں' مکمل کیفیت لکھ رہی ہوں' شائع کیے بغیر دوا تجویز کردیں۔

محترمہ آپ SEPIA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

فضیلا مہدی' کراچی سے لکھتی ہیں کہ میں ہومیو پیتھک کالج میں فائنل ائیر کی طالبہ ہوں' آپ کی صحت پڑھنے کے لیے آنچل خریدتی ہوں اور ایسی اور بھی طالبات ہیں جو صرف آپ کی صحت پڑھنے کے لیے آنچل لیتی ہیں' اپنی امی کی مکمل کیفیت لکھ رہی ہوں' مجھے امید ہے کہ آپ شفاء بخش دوا تجویز فرمائیں گے۔

محترمہ آپ امی کو CALC CARB 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ دیا کریں۔

مشتاق مراز کراچی سے لکھتے ہیں کہ ایک عرصہ سے بیمار ہوں' کسی ڈاکٹر حکیم سے فائدہ نہیں ہے' میرے لیے بھی کوئی دوا تجویز کردیں۔

محترم آپ اتوار کے علاوہ کسی دن بھی صبح 10 تا 1 بجے' شام 6 تا 9 بجے کلینک پر تشریف لائیں' علاج ہوجائے گا۔

رشید النساء' ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرے سر کے بال تیزی سے گر رہے ہیں' گنجی ہورہی ہوں' کوئی علاج بتائیں۔

محترمہ آپ 600 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں' HAIR GROWER آپ کے گھر پہنچ جائے گا' اس کے استعمال سے بال گرنا بند ہوں گے اور جو بال گر چکے ہیں ان کی جگہ نئے بال پیدا ہوں گے' بال لمبے گھنے اور خوب صورت ہوجائیں گے۔

جمال فاطمہ' سیالکوٹ سے لکھتی ہیں کہ بچوں کو دودھ پلانے سے بریسٹ کی خوب صورتی ختم ہوگئی ہے۔

محترمہ آپ 550 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں BREAST BEUATY آپ کے گھر پہنچ جائے گا' اس کے استعمال سے ان شاء اللہ قدرتی خوب صورتی بحال ہوگی۔

انصاف احمد' لاہور سے لکھتے ہیں کہ مسئلہ شائع کیے بغیر علاج بتائیں۔

محترم آپ SELENIUM 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ لیں۔

ملاقات اور منی آرڈر کرنے کا پتا:۔

صبح 10 تا 1 بجے' شام 6 تا 9 بجے' فون 021-36997059۔ ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا کلینک' دکان C-5' کے ڈی اے فلیٹس فیز 4 شادمان ٹاؤن 2' سیکٹر 14-B نارتھ کراچی۔

خط لکھنے کا پتا:۔

آپ کی صحت ماہنامہ آنچل پوسٹ بکس 75 کراچی۔

❀

دِش مُقابلہ

طلعت آغاز

ٹوٹی فروٹی پائن ایپل کیک

اجزاء:۔

میدہ	بارہ کھانے کے چمچے
چینی (پسی ہوئی)	بارہ کھانے کے چمچے
انڈے	تین عدد
مکھن	150 گرام
انناس کے سلائس	آدھا کپ
اسٹرابری جیلی	ایک پیکٹ
بیکنگ پاؤڈر	ڈیڑھ چائے کا چمچہ
بنانا جیلی	ایک پیکٹ
ونیلا ایسنس	آدھا چائے کا چمچہ
کریم	دو کپ (بیٹر سے پھینٹ لیں)
انناس کا رس	ایک کپ

ترکیب:۔

میدے اور بیکنگ پاؤڈر کو ایک ساتھ تسلے میں چھان لیں۔ ایک پیالے میں چینی اور مکھن ڈال کر اتنا پھینٹیں کہ آمیزہ کریم کی طرح گاڑھا ہوجائے اس کے بعد اس میں ونیلا ایسنس اور ایک ایک کر کے انڈے ڈال کر پھینٹتی جائیں اور آخر میں میدہ ڈال کر آمیزے میں احتیاط سے مکس کریں۔ ایک کیک ٹن میں تیل لگا کر اسے چکنا کرلیں۔ تیار کیے ہوئے آمیزے کو کیک ٹن میں ڈال کر ٹن کو پہلے سے گرم اوون میں 180 ڈگری پر رکھ کر پینتالیس منٹ تک بیک کریں۔ کیک جب اچھی طرح بیک ہوجائے تو اوون سے نکال لیں اور درمیان سے کاٹ کر دونوں حصوں پر انناس کا رس' انناس کے ٹکڑے ڈال کر فریج میں سیٹ ہونے کے لیے رکھ دیں۔ کیک ٹھنڈا ہوجائے تو اس پر کریم خوب اچھی طرح پھینٹ کر پھیلائیں۔ انناس کے سلائس' اسٹرابری جیلی اور بنانا جیلی کیوب سے گارنش کریں۔ مزے دار ٹوٹی فروٹی پائن ایپل کیک تیار ہے۔

عاصمہ اقبال......خانیوال

کریملائز ایپل کیک

اجزاء:۔

سیب (بڑے سائز کے)	سات عدد
پانی	دو کپ
چینی	آدھا کپ
مکھن	50 گرام
سادہ اسفنج کیک	ایک پاؤ
فریش کریم	آدھا کپ
چینی	ایک کھانے کا چمچہ
دودھ	دو کھانے کے چمچے
پستے بادام (باریک کٹے ہوئے)	چار کھانے کے چمچے

ترکیب:۔

سیب چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ اب ان کو پین میں ڈال کر اس میں دو کپ پانی ڈالیں اور ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ پانی خشک ہوجائے اور سیب بالکل گل جائیں تو اتار کر چمچے سے دبا دبا کر یکجان کرلیں۔ اب دوسرے پین میں چینی ڈال کر چولہے پر رکھیں جب گولڈن سا سیرپ بن جائے تو اس میں مکھن ڈال دیں ساتھ ہی سیب بھی ڈال کر مکس کرلیں۔ دودھ ڈال کر مکس کرلیں اور چولہے سے اتار دیں۔ کیک کو درمیان سے کاٹ لیں ایک حصے پر سیب والا آدھا مکسچر پھیلائیں اوپر دوسرا حصہ (کیک کا) رکھیں۔ اوپر بھی سیب کا بقیہ مکسچر پھیلا کر پستے بادام چھڑک دیں کناروں پر کریم سے پھول بنا کر کیک کو سرو کریں۔

مہر فاطمہ......شاہ کوٹ

بلیک فاریسٹ کیک

اجزاء:۔

انڈے	چار عدد
میدہ	پانچ کھانے کے چمچے
بیکنگ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
کیسٹر شوگر	40 گرام
کوکو پاؤڈر	دو کھانے کے چمچے
ونیلا ایسنس	چند قطرے

ترکیب:۔

انڈے اور کیسٹر شوگر کو اچھی طرح پھینٹ لیں یہاں تک کہ اس میں جھاگ بن جائیں اور وہ یکجان ہو جائیں۔ ونیلا ایسنس شامل کریں اور مستقل پھینٹتی رہیں۔ میدہ، کوکو پاؤڈر اور بیکنگ پاؤڈر کو تین مرتبہ چھان لیں۔ اس کو احتیاط سے انڈے اور شوگر کے آمیزے میں ڈالتی جائیں اور مستقل پھینٹیں۔ آٹھ انچ کے چوکور پین میں یہ آمیزہ ڈالیں پہلے سے گرم اوون میں 250 پر رکھ کر بیس منٹ کے لیے بیک کریں۔

آئسنگ کے لیے:۔

کریم دو کھانے کے چمچے　　کیسٹر شوگر چھ کھانے کے چمچے

ترکیب:۔

کریم میں دو کھانے کے چمچے کیسٹر شوگر ملائیں اور اچھی طرح پھینٹیں اسی طرح باقی شوگر ملا کر اتنا پھینٹیں کہ کریم بالکل گاڑھی ہو جائے اور شکر حل ہو جائے۔

چاکلیٹ سوس کے لیے:۔

آئسنگ شوگر	چار کھانے کے چمچے
کوکو پاؤڈر	دو کھانے کے چمچے
مکھن	دو چائے کے چمچے
پانی	دو کھانے کے چمچے

ان سب کو ملا کر دھیمی آنچ پر گاڑھا ہونے تک پکائیں۔

فلنگ کے لیے:۔

انناس آڑو، چیری، حسب ضرورت (کیوبز کاٹ لیں)۔

ترکیب:۔

پہلے سے تیار کردہ کیک کو درمیان سے کاٹیں۔ نچلے حصے پر انناس کے ٹکڑے اور رس پھیلا دیں۔ اب اس پر کریم اور چاکلیٹ سوس ڈالیں کیک کا اوپری حصہ رکھ دیں۔ اب اس پر باقی رس ڈالیں۔ اوپری حصے کے کناروں پر اچھی طرح کریم لگائیں۔ اب اس پر چاکلیٹ سوس ڈالیں اور کانٹے کی مدد سے ڈیزائن بنا لیں۔ مزے دار بلیک فارسٹ کیک تیار ہے۔

نمرہ نعیم......سیالکوٹ

اسپائسی سوفٹ رول

اجزاء:۔

قیمہ (پکا ہوا)	ایک کپ
میدہ	ڈیڑھ کپ
خمیر	چائے کا ڈیڑھ چمچہ
شکر	ایک چائے کا چمچہ
دودھ (نیم گرم)	دو کھانے کے چمچے
تیل	حسب ضرورت
انڈہ	ایک عدد
نمک	ایک چٹکی
بیکنگ پاؤڈر	چائے کا آدھا چمچہ

ترکیب:۔

شکر دودھ خمیر کو ایک پیالی میں ڈال کر اسے بیس سے پچیس منٹ کے لیے ایک طرف رکھ دیں۔ میدے کو چھان کر اس میں نمک اور بیکنگ پاؤڈر ملا دیں اور اسے خمیر والے آمیزے سے گوندھ لیں۔ پھر گوندھی ہوئی ڈو کو گیلے کپڑے سے ڈھانپ کر تقریباً پون گھنٹے کے لیے چھوڑ دیں جب خمیر اچھی طرح اٹھ

جائے تو پیڑے کاٹ کر لمبائی میں موٹا سا بیل لیں۔ اس پر قیمہ رکھ کر ایک سرے کو دوسرے سرے پر چوڑائی کے رخ پر موڑ لیں ایک کانٹے سے نشانات بنائیں اور بیس سے پچیس منٹ کے لیے چھوڑ دیں پھر اس پر پھینٹے ہوئے انڈے کو برش کی مدد سے لگائیں اور پہلے سے گرم اوون میں 250 پر رکھ کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے بیک کرلیں رول کی اوپری سطح سنہری مائل ہونے لگے تو اتار لیں۔ مزیدار اسپائسی سوفٹ رول تیار ہے۔

صباحت صباح......چناری، ہٹیاں بالا

انرجی سیلڈ

اجزاء:۔

آلو	دو عدد
بند گوبھی (کتری ہوئی)	ایک پیالی
گاجر (باریک کتری ہوئی)	آدھی پیالی
شملہ مرچ (باریک کتری ہوئی)	آدھی پیالی

کھیرا (کٹا ہوا)	ایک عدد
ٹماٹر (بیج نکال کر باریک کتر لیں)	دو عدد
پیاز (باریک کٹی ہوئی)	ایک عدد
سلاد کے پتے	حسب ضرورت
پودینہ، دھنیا	چند پتے باریک کٹے ہوئے
لیموں (عرق نکال لیں)	چھ عدد
سفید لوبیا (ابلا ہوا)	آدھی پیالی
کریم	ایک چوتھائی پیالی
اخروٹ	دو عدد
کالی مرچ	ایک چائے کا چمچہ
مایونیز	آدھی پیالی
کنڈینسڈ ملک	دو چائے کے چمچے
نمک	حسب ذائقہ
کوکنگ آئل	دو چائے کے چمچے

ترکیب:۔

آلوؤں کو ابال کر نرم کر لیں اور ان کا چھلکا اتار کر چوکور ٹکڑے کاٹ لیں۔ لیموں کا عرق، کوکنگ آئل، نمک اور کالی مرچ کو ملا کر اچھی طرح یک جان کر لیں اور انہیں آلوؤں میں ڈال دیں اور ہلکے ہاتھ سے مکس کر لیں۔ جب سبزیاں اچھی طرح مکس ہو جائیں تو یہ آمیزہ فریج میں رکھ دیں۔ اب ایک شیشے کا برتن لیں اور اس میں سلاد کے پتے اس طرح لگائیں جس طرح پلیٹ میں لگاتے ہیں، مگر پتوں کے درمیان تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھیں تا کہ شیشے میں سلاد بھی نظر آئے۔ اب تمام آمیزہ برتن میں ڈال دیں اور چمچے کی مدد سے برابر کر لیں۔ یک جان کیا ہوا کنڈینسڈ ملک، مایونیز اور کریم اوپر ڈال دیں اور پسی ہوئی کالی مرچ اوپر چھڑک دیں، سلاد کے پتے بھی باریک کاٹ کر اوپر ڈالیں۔ اخروٹ کے مغز کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے سلاد سجا دیں، مزے دار انرجی سیلڈ تیار ہے۔

انوشہ طارق......کراچی

ترکاری بھرا مرغ

اجزاء:۔

مرغ	ڈیڑھ کلو
لال مرچ پسی ہوئی	حسب ذائقہ
مٹر کے دانے	ایک پاؤ
نمک	حسب ذائقہ
آلو	ایک پاؤ
گرم مسالا (پسا ہوا)	ایک چوتھائی چائے کا چمچہ
گاجر	آدھا پاؤ
لیموں یا املی کا پانی	دو چائے کے چمچے
ٹماٹر	ایک عدد
دہی	ایک پاؤ
شلغم	ایک پاؤ
بناسپتی گھی	حسب ضرورت

ترکیب:۔

مٹر کے دانے ہلکے گلا کر گھی میں تل لیں۔ شلغم اور آلو کے بڑے ٹکڑے کر کے گھی میں تل لیں۔ گاجر کش کر لیں۔ پیاز بھی براؤن کر لیں، لیموں کا رس بھی نکال لیں یہ تمام چیزیں سبزیوں میں ملا کر مرکب تیار کر لیں۔ یہ مرکب مرغ کے پیٹ میں بھر کر موٹے دھاگے سے باندھ دیں تا کہ سبزیاں باہر نہ نکلیں۔ مرغی میں دہی، نمک مرچ لگا کر دو سے چار گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔ پھر ایک پتیلی میں گھی گرم کر کے یہ مرغ پتیلی میں ڈال کر براؤن کریں اور ہلکی آنچ میں بھونیں، الٹ پلٹ کریں تا کہ چاروں طرف سے سرخ ہو جائے چاہیں تو اس کو 300 گرم اوون میں براؤن کریں، جب براؤن ہو جائے تو اوپر گھی لگائیں مزے دار ترکاری بھرا مرغ مسلم تیار ہے۔

امبر علی......ملتان

بیوٹی گائیڈ

روبینہ احمد

پرفیوم کا استعمال

اچھے پرفیوم کا استعمال جو آپ کو سر سے پیر تک خوشبو سے مہکا دے حسن کا بڑا سرمایہ ہے لیکن اس کے اور بھی فائدے ہیں۔ یہ آپ کی جلد کی چمک بڑھاتا ہے میک اپ کو اجاگر کرتا ہے اور واقعی خوب صورتی کو دوبالا کرتا ہے ٹائلٹ سوپ میں بھی

نہایت مسحور کن خوشبو والے پرفیوم ہوتے ہیں۔ اس لیے میک اپ سے پہلے خوشبو دار صابن سے منہ دھونا عادت بنالیجیے۔

پرفیوم ناصرف ظاہری حسن کے لیے بڑا تحفہ ہیں بلکہ یہ بعض اوقات سوچوں کے تانے بانے بھی بکھیر دیتے ہیں اور کوئی مخصوص خوشبو ہمیں کسی مخصوص فرد یا موقع کی یاد دلا جاتی ہے۔

پرفیوم کے استعمال میں عام طور پر لوگ وجدان سے کام لیتے ہیں یعنی اسٹور پر گئے اور جو پرفیوم اچھی لگی خرید لی لیکن ہم یہی کہتے ہیں کہ پرفیوم احتیاط سے منتخب کریں بلکہ ایسے وقت میں منتخب کریں جب آپ کے پاس وافر وقت موجود ہو۔

اس انتخاب کے لیے ہماری ان باتوں کو ذہن میں رکھیے۔

۱) پرفیوم کی خوشبو دراصل تین خوشبوؤں کا مجموعہ ہوتی ہے یعنی تیز درمیانی اور بنیادی خوشبو۔

۲) پرفیوم کی سب سے تیز خوشبو وہ ہوتی ہے جو پہلے ہی جھٹکے میں ناک سے ٹکراتی ہے لیکن زیادہ پُر اثر اور دیرپا اثر بنیادی خوشبو کا ہوتا ہے۔ اس لیے بنیادی خوشبو ہی کو خریداری کا معیار بنانا دانش مندی ہے۔

۳) پرفیوم کی ۸ بڑی قسمیں ہوتی ہیں جیسے فلورل شیپرس ٹیبیک لیدر امبر گرین مسک وڈی اور گرین۔

۴) فلورل قسم کی خوشبو میں گلاب جاسمین ٹیوب روز اور لیونڈر جیسے پھولوں کی مہک ہوتی ہے اسی طرح شیپرس قسم میں صندل جیسی خوشبو اور اورینٹل قسم میں اوپیئم' ستار بار' میگی نور جیسے پرفیوم آتے ہیں۔

۵) آپ بہترین پرفیوم کا انتخاب کیجیے دو یا تین نمونوں کی مدد سے اسٹور والوں کی مدد لیجیے کہ آپ کو کیسا پرفیوم پسند ہے ایک ہی دفعہ میں تین نمونوں سے زیادہ کا موازنہ کرنے کی کوشش نہ کیجیے اس طرح آپ کی قوت شامہ وہ کام نہیں کر پائے گی جو اس کو کرنا چاہیے تھا۔

۶) ہلکی خوشبو سے بھاری خوشبو کی طرف جائیے ہاتھ کی پشت یا کلائی پر اس طرح اسپرے کریں کہ جلد گیلی نہ ہو اور تھوڑے فاصلے سے سونگھیے' سونگھتے ہوئے دھیرے دھیرے سانس لیجیے اسی طرح مختلف خوشبو آزمائیے اور پسند کرلیجیے۔

یہ بھی خیال رکھیے کہ پرفیوم کو ۴ یا ۵ ماہ میں استعمال کرلیں اس کے بعد اس کی مہک متاثر ہونے لگتی ہے' دھوپ وغیرہ سے پرفیوم کو بچائیے اسی طرح ایک ہی وقت میں کئی ایک پرفیوم استعمال کرنا اچھا نہیں لگتا۔

خود کو جاذب نظر بنائیں

کوئی بھی چیز جس انداز سے پیش کی جاتی ہے وہی دراصل اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جب کوئی آرٹسٹ اپنے شاہکار کو تیار کرتا ہے تو پہلے وائٹ پینٹ کرتا ہے اس پر اپنا شاہکار شروع کرتا ہے بالکل اسی طرح کی صورت حال میک اپ کے سلسلے میں بھی ہوتی ہے جب بھی کوئی میک اپ آرٹسٹ میک اپ شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے فاؤنڈیشن پر کام کرتا ہے جو دراصل میک اپ کی جان ہوتی ہے۔ ظاہر ہے وہ سفید فاؤنڈیشن کا انتخاب تو نہیں کرے گا مگر فاؤنڈیشن کا کلر اس کے کلائنٹ کی اسکن سے ضرور ملتا ہوا منتخب کرے گا۔ ایک آئیڈیل فاؤنڈیشن اچھی کوریج کی حامل ہوتی ہے مگر وہ یقیناً پنک اور ریج' ایشی یا ملٹی کلر کی نہیں ہونی چاہیے۔ گالوں اور آنکھوں کے حصے کے لیے جو رنگ استعمال کیا جائے وہ بلش اور آئی شیڈ وسے کیا جائے فاؤنڈیشن سے نہیں۔

خواتین کی اکثریت اپنی اسکن کے رنگ کی پروا کیے بغیر یلو بیس استعمال کرتی ہیں جب کہ مارکیٹ میں پنک اور اورنج بیس فاؤنڈیشن زیادہ دستیاب ہوتا ہے۔ میک اپ آرٹسٹ کے

لیے ایک اور درد سر دون لائن فاؤنڈیشن کا حصہ بھی ہوتا ہے جس میں تمام کلر کی اسکن کے شیڈ ہوتے ہیں۔

اپنی اسکن کے مطابق فاؤنڈیشن استعمال کرنے کے بعد اب آپ کے لیے میک اپ کی پرفیکٹ کنڈیشن تیار ہوگئی ہے اب آپ اپنی تخلیق کے ہنر دکھا سکتے ہیں۔

فاؤنڈیشن کا انتخاب

کسی بھی خاتون کے لیے فاؤنڈیشن میک اپ میں بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے ایک اچھی فاؤنڈیشن آپ کی شخصیت میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ آج مارکیٹ میں آپ کو بے شمار فاؤنڈیشن ملیں گی کسی بھی کاسمیٹکس سینٹر جاکر آپ کو فاؤنڈیشن کو سلیکٹ کرنا بہت دشوار ہوجاتا ہے۔

لیکوئیڈ' پاؤڈر' کریم' آئل فری' الرجی ٹیسٹڈ وکیک' اسٹک اسٹے آن' ہائپو الرجینک' کریم ٹو پاؤڈر نان کمیڈ وجینک اور کیموفلیگ فاؤنڈیشن...... پتا نہیں اور کتنی قسم کی فاؤنڈیشن مارکیٹ میں دستیاب ہیں یہ دماغ کو ہلا دینے والا تجربہ ثابت ہوگا۔ خاص طور پر اگر آپ پہلی بار فاؤنڈیشن کی خریداری کررہی ہیں' مندرجہ ذیل ترجیحات آپ کے پاس ہوتی ہیں۔

لیکوئیڈ فاؤنڈیشن

لیکوئیڈ فاؤنڈیشن بھرپور کوریج کے ساتھ آپ کو قدرتی لک دیتا ہے' بہت سی خواتین یہ فاؤنڈیشن اس لیے بھی استعمال کرتی ہیں کہ اسے استعمال کرنا بہت آسان ہوتا ہے یہ آپ کو واٹر بیسڈ اور آئل بیسڈ فارمولوں میں ملیں گی۔

کریم فاؤنڈیشن

کریم فاؤنڈیشن میک اپ آرٹسٹ کی نمبر ون چوائس ہوتی ہے۔ یہ عموماً کمپیکٹ یا اسٹک کی شکل میں دستیاب ہوتی ہیں اور بھرپور کوریج فراہم کرتی ہیں۔ لگانے میں بھی بہت آسان ہوتا ہے البتہ اس میں آپ کے خدوخال کے مطابق رنگوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔

پاؤڈر فاؤنڈیشن

آج کی اس تیز دنیا میں "ماڈرن وومین" کے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے مگر وہ سیکنڈوں میں خوب صورت اور دلکش دکھائی دینا بھی چاہتی ہے ان کی اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ہی پاؤڈر فاؤنڈیشن پیش کیا گیا ہے اس میں فاؤنڈیشن اور پاؤڈر یکجا ملیں گے یہ لگانے میں بھی آسان ثابت ہوا ہے۔

میں اپنا فاؤنڈیشن کیسے استعمال کروں؟

سب سے پہلے تو آپ اپنی اسکن کا پتا کریں کہ وہ کس ٹائپ کی ہے اور اس پر کون سا فاؤنڈیشن بہتر ثابت ہوگا یہ ذرا مشکل کام ہے' زیادہ تر خواتین یلو بیسڈ فاؤنڈیشن استعمال کرتی ہیں۔ خود کو جاذب نظر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی فاؤنڈیشن کا کلر آپ کی اسکن سے مشابہت رکھتا ہو۔ اپنی منتخب فاؤنڈیشن کو کاسمیٹک اسپنج کے ذریعے لگائیں تاکہ وہ زیادہ بہتر انداز میں کام کرسکے۔

لیکوئیڈ فاؤنڈیشن پورے چہرے کو مکمل ہونے تک لگائیں۔

میٹ لیکوئیڈ فاؤنڈیشن عام طور پر بڑی جلدی سوکھ جاتا ہے لہٰذا اسے پہلے چہرے کے ایک طرف مکمل کریں اس کے بعد دوسرے حصے پر توجہ دیں۔ اگر آپ کی جلد قدرتی طور پر صاف ہے تو لیکوئیڈ فاؤنڈیشن آپ کا بہتر انتخاب ہوسکتا ہے۔

کریم فاؤنڈیشن عام طور پر خشک جلد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور زیادہ تر میچور جلد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بھاری کوریج کی خواہش مند خواتین کے لیے یہ آئیڈیل فاؤنڈیشن ہے۔

پاؤڈر فاؤنڈیشن کا استعمال ایسے ہی ہے جیسے کہ آپ نارمل پاؤڈر استعمال کررہی ہیں۔ یہ فاؤنڈیشن عام طور پر بہت زبردست کوریج دیتے ہیں مگر ہلکی اسکن کلر کے لیے بہترین ہوتا ہے۔

کیموفلیگ فاؤنڈیشن ان خواتین کا بہتر انتخاب ہوسکتا ہے جن کے چہرے پر کیل مہاسے' داغ دھبے وغیرہ ہوجاتے ہیں۔ یاد رکھیں اصل چیز فاؤنڈیشن کا ملانا ہے' اس کے بغیر آپ بہتر نتائج حاصل نہیں کرسکتیں۔ اپنے فاؤنڈیشن کو اپنے چہرے کے ہر حصے پر عمدگی سے لگائیں' خصوصی توجہ اپنی ناک کی نوک پر دیں اور منہ کے کارنر پر بھی خاص طور پر ضرور توجہ دیں۔ آنکھوں کے اوپر اور نیچے لگائیں اگر کسی جگہ آپ کو ری ٹچ کرنے کی ضرورت پڑے تو ضرور ایسا کریں تاکہ آپ فاؤنڈیشن سے بہتر نتائج حاصل کرسکیں۔

(مہوش حیات۔ کراچی)

نظم

جس کو ہم نے چاہا جانے اب کس دیس وہ رہتا ہو
پیار کو پوجا کہنے والا اب جانے کیا کہتا ہو
ہوسکتا ہے خود سے ہی وہ دل کا حال چھپاتا ہو
یہ بھی ہوسکتا ہے اس کو دل ہی خوب ستاتا ہو
ہوسکتا ہے یاد میں میری شب بھر آہیں بھرتا ہو
یہ بھی ہوسکتا ہے مجھ کو اک پل یاد نہ کرتا ہو
ہوسکتا ہے محفل میں وہ قہقہے خوب لگاتا ہو
یہ بھی ہوسکتا ہے ہنس کر اپنا درد چھپاتا ہو
ہوسکتا ہے شام ڈھلے جب پنگھٹ پر وہ جاتا ہو
دیکھ کے سونا پنگھٹ میری یاد میں وہ کھو جاتا ہو
ہوسکتا ہے شام ڈھلے کھڑکی میں دیپ جلاتا ہو
سلگ سلگ کر دل ہی دل میں خود کو روگ لگاتا ہو
ہوسکتا ہے تنہائی میں اس کا دل گھبراتا ہو
کھول کے دروازہ کمرے کا سڑک پہ وہ آجاتا ہو
ہوسکتا ہے بارش اس کے من میں آگ لگاتی ہو
دیکھ کے بہتا ساون اس کی آنکھ بھی نم ہوجاتی ہو
شب بھر روڈ پہ ٹہل کے تنہا جب واپس وہ آتا ہو
کمرے کے ہر اک کونے میں میرا عکس ہی پاتا ہو
کاش ہمارے بس میں ہوتا تو ہم اس کو پالیتے
پھر وہ ہم کو زہر بھی دیتا شوق سے ہنس کر کھالیتے

نازیہ کنول نازی...... بہاولنگر

وقت کی بساط پر

وقت کی بساط پر
ماہ و سال کے بھاگتے دوڑتے میرے!
تمہاری یادیں، پیار بھری باتیں
وہ Red Colour کا Tedy Bear
جو تمہاری طرف سے میری سالگرہ کا اکلوتا تحفہ تھا
آج بھی عجب احساس دلاتا ہے
کہ
ہر بار جلتی ہوئی Candle
اور Choclate Cake تمہیں کبھی بھولیں
تم سے تحفہ مانگیں......
مگر ان کو پتا ہے کہ جو بچھڑ جائیں
وہ لمحے......! یاد تو آسکتے ہیں اپنے کبھی نہیں ہوسکتے

فاطمہ عاشی...... جھنگ صدر

اسپیشل غزل

تو سدا گلِ گلزار رہے میرے پیارے آنچل
تمام دلوں میں تیری مہکار رہے میرے پیارے آنچل
کامیابیاں خود بڑھ کر تیری راہ فرش ہوں
تو منصب عروج پائے میرے پیارے آنچل
انسانِ نسواں کی عزت و آبرو کا تو ہے نشاں
تو سر سے سدا لپٹا رہے میرے پیارے آنچل
شاہ زندگی، منزہ، ماہ رخ، صبا
تمہارے توسط سے ملے یہ دوستی کے خزانے میرے پیارے آنچل
نورین شفیع، سدرہ، نورین شاہد اور شمع
انہیں خلوص کی لڑی میں پرویا تو نے میرے پیارے آنچل
جویریہ، ہما، شمائلہ اور میمونہ
میں تمہاری ان کلیوں سے ہوں خفا میرے پیارے آنچل
میں اپنی معصوم تحریریں جب بھی ان کی طرف بھیجوں
یہ جلد محفل میں نہیں دیتیں جگہ میرے پیارے آنچل
قیصرہ آنٹی، شہلا، طلعت اور ملیحہ
تیری ہی مکین ہیں یہ پیاری ہستیاں میرے پیارے آنچل
شبیر انکل، ہاسم مرزا، حنا احمد اور لبابہ
یہ ستارے بھی ہیں تمہیں سنوارنے میں مگن میرے پیارے آنچل
تو سدا یونہی سب کو اپنے سائے تلے یکجا رکھے
کرتی ہے یہ مسکان دعا میرے پیارے آنچل

شمع مسکان...... جام پور

نظم

اڑتے اڑتے بادل آئے
ہنستا مسکراتا آنچل لائے
آنچل کو اٹھایا اور ہاتھوں میں سجایا
نئے رنگ تھے نئے انداز تھے
تحریروں کی بارش برسنے لگی
ناول کی پھوار میں روح بھیگنے لگی
نئے انداز کے نئے افسانے
شاعری کے الفاظ جکڑنے لگے
مستقل سلسلے دل کو پاگل کرلائے
حافظ جی روحانی مسائل کا حل بتلائے
آپ کی صحت کے بھی مسائل آئے
ہر کسی کے مسائل سلجھائے
اداسی مایوسی کو دور بھگائے
ہمارا آنچل تو دل کو بھائے
اڑتے اڑتے بادل آئے
ہنستا مسکراتا آنچل لائے

فوزیہ سلیم...... چیچہ وطنی

منزل

تھیں روشن جس سے
فکر و شعور کی قندیلیں
کہ جس کی گھنی چھاؤں
زمانے و بدی کی دھوپ سے
نوخیز کلیوں کو بچاتی تھی
جس کے وجود سے
علم و آگہی کے باب پھوٹتے تھے
وہی......
اک ننھا بیج جس نے چونتیس برس قبل
اپنی جڑیں اہل فکر و شعور کی
دنیا میں پھیلائی تھیں
ہاں وہی......
اک ننھا بیج دیکھتے ہی دیکھتے
وہ تناآور درخت بن گیا کہ......
جس کی چھاؤں سے علم و ادب کا نور پھوٹتا ہے
جس کا ایک ایک پھول
آگہی کے دور میں قدم رکھنے والوں پہ
وہ سحر طاری کرتا ہے
کہ......
خود آگہی کا در باسیوں پہ کھلتا چلا جاتا ہے
سوچیں بھی راہوں سے گزرتے گزرتے
پختگی تک پہنچتی ہیں
اور......
علم و ادب کا گہوارہ "آنچل"
وہی فکر و شعور کی قندیلیں لیے
اپنی عمر کی اک اور منزل طے کرتا ہے

میرا غزل صدیقی...... کراچی

میرے آنچل

میرے آنچل تیرے لیے یہ دعا ہے کہ
ہمیشہ مسکرائے، جگمگائے، جھلملائے تو
خدا سے دعا ہے کہ وہ تیرے استقبال میں
سورج کی کرنوں سے رحمت کی لو برسائے
پھول خوشبوؤں سے تیری راہوں کو سجائے
چاند ٹھنڈی میٹھی نرم سی روشنی پھیلائے
بہاروں کے سنگ سنگ دھنک کے رنگ لہرائے
دل چاہتا ہے تیری سالگرہ پر میں
تجھے وفاؤں کے تحفے دوں تمناؤں کے رنگ بھر دوں
دعا سے تجھ کو مالا مال کردوں، خود کو تیرے سنگ کروں
چاہت کے دیپ جلا کر تیری روشنی کو بڑھاؤں
یہ سال تیرے لیے خوشیوں کا پیغام لائے
تیرے سنگ بیتے لمحے، جو گزرے پل ہیں وہ
ہمیشہ یاد آئیں گے
دعا ہے مسکرائے، جگمگائے، جھلملائے تو
ہزاروں جنم دن منائے تو
تمہیں میں بس دعائیں اور اپنی وفائیں دوں

کومل رباب افضل...... شاہدرہ لاہور

غزل

وقت سے پہلے ہی مجبور کیے جاتی ہے
مجھے مجھ سے وہ بہت دور کیے جاتی ہے
کاسۂ زیست میں زخموں کے سوا کیا ہے مگر
یاد تیری مجھے مسرور کیے جاتی ہے
اس کو معلوم نہیں ہے کہ زوال آئے گا
دولتِ حسن اسے مغرور کیے جاتی ہے
اپنے ہی سائے کے چلتا ہوں تعاقب میں مگر
ایک خواہش ہے کہ مجبور کیے جاتی ہے
دیکھ کر اس کو جھپکتی نہیں آنکھیں میری
کوئی صورت ہے کہ مسحور کیے جاتی ہے
ڈھونڈتی پھرتی ہیں تعبیر کو آنکھیں اب کے
ہر تمنا وہ میری چُور کیے جاتی ہے
میری آنکھوں سے برستی ہوئی بارش یہ حکیم
دل کے ہر زخم کو ناسور کیے جاتی ہے

حکیم خان حکیم...... اٹک

غزل

وقت مٹھی سے ریت کی مانند سرکتا جارہا ہے
خواب گھروندہ تنکا تنکا بکھرتا جارہا ہے
زمین کو چوم کر برسات کی صورت پھر آج
چہرۂ فلک آسودگی سے نکھرتا جارہا ہے
اس کے لہجے میں محبت بولنے لگی ہے پھر سے
معلوم ہوتا ہے میرا دشمنِ جاں سنورتا جارہا ہے
اٹھو کہ سجدۂ تشکر بجالائیں بارگاہِ ایزدی میں
وقتِ سحر ہے کہ نکلتا جارہا ہے
جا کچھ لو کٹہرہ عدالت میں کھڑے رہبر و رہزن
رہبروں کے بھیس میں رہزن بھاگتا جارہا ہے

سامعہ ملک پرویز...... احاطہ ٹیکسلا

تحفہ

تتلیاں، کونپلیں
رنگ اور خوشبو اور رُو
سب کے سب
اگر اس حسین دن
اک ساتھ مجھے مل جائیں
تو جاناں! اس سے اچھا تحفہ نہیں کوئی
مجھ سا دیوانہ نہیں کوئی

شکیلہ انجم طارق......لاہور

نظم

ایک وادی عشق کی وادی تھی
جہاں پیار کے پنچھی بستے تھے
جب ملتے تھے وہ ہنستے تھے
اور پیار کے سپنے بُنتے تھے
جب چاندنی راتیں آتی تھیں
جھیلوں میں پریاں گاتی تھیں
جب رُت بہاری آتی تھی
وہ پیار کے نغمے گاتے تھے
ایک دوسرے میں گم ہو کر
وہ دنیا بھول جاتے تھے
وہ مل کر خواب بُنتے تھے
اور پیار کی کلیاں چُنتے تھے
پھر آندھی زور سے ایسے آئی
سپنے ان کے سب ٹوٹ گئے
اب جھیل میں پریاں گاتی نہیں
نہ پنچھی کوئی ہنستا ہے
وہ دونوں بھی بچھڑ گئے
سپنے بھی سارے اجڑ گئے
جو آنکھیں ہر دم ہنستی تھیں
ان آنکھوں میں دکھ بولتے ہیں
وہ رو رو کر اب کہتے ہیں
وہ پیار کی باتیں جھوٹی ہیں
اقرار کی باتیں جھوٹی ہیں

نزہت جبین ضیاء......کراچی

انتساب

وہ محبت کی کتاب کا انتساب لکھ رہا تھا
اپنی شاعری سے بہترین انتخاب لکھ رہا تھا
مجبوریوں کی داستان لے کیا لکھتی میں
وہ میری خواہشوں کا مکمل حساب لکھ رہا تھا
زندگی کو میری عجیب دوراہے پہ لاکر
نجانے کیوں وہ چاہتوں کو بے نقاب لکھ رہا تھا
مسیحا تھا مگر مسیحائی کے فن سے ناواقف
وہ میرے سوالوں کے ادھورے جواب لکھ رہا تھا
سولی پہ لٹکا کر اک نامراد نگاہ کو
وہ دل کی ہر دھڑکن کو بے تاب لکھ رہا تھا
ثناء منزلوں کی جستجو میں بکھر گئی میری ہر دعا
وہ ٹوٹنے کے ہوتے ہیں یہی آداب لکھ رہا تھا

فوزیہ اکبر ثناء......اسلام آباد

پیار کے رنگ

مہک بھری معطر ہوا نے
سرگوشی کی ہے
نوید تیرے آنے کی دی ہے
من جو اداس تھا
بہار رُت سے بے نیاز تھا
اک پل میں یوں لگا
ہر گل مسکرا اٹھا ہو
بکھرنے لگے مجھ پہ
پیار کے رنگ
اڑنے لگی میں
تتلیوں کے سنگ
تن من پھولوں کی بارش میں
گنگنا اٹھا ہو
اور میں
بہار کے سنگ رقص کرنے لگی

فصیحہ آصف خان......ملتان

غزل

جذبوں میں احساس جگا کر چلے گئے
جھوٹے سچے خواب دکھا کر چلے گئے
سوچی تھی تر دیں گے سیراب مجھے
وہ تو میری پیاس بڑھا کر چلے گئے
سپنوں کا اک محل بنایا تھا میں نے
اس میں آس کے دیپ جلا کر چلے گئے
ابھی تو میں نے دل کی باتیں کرنا تھیں
وہ آئے اور گلے لگا کر چلے گئے
کل شب بستر پر کچھ یادیں بکھری تھیں
ساجن خواب میں آئے آ کر چلے گئے

فریدہ جاوید فری......لاہور

غزل

عرش کا تارا تھا زیرِ خاک ہوں
سانحہ میں عبرت ناک ہوں
حیدرِ کرار کا ہوں پیرو کار
ہر منافق کے لیے سفاک ہوں
عیش میں مجھ کو اڑاتے ہیں عزیز
ہاتھ آئی مفت کی املاک ہوں
جو کہ دوبارہ ہوئی نہ زیب تن
ایک شہزادے کی وہ پوشاک ہوں
کوئی جس کو خوف سے پڑھتا نہیں
اک کہانی ایسی دہشت ناک ہوں
دشت میں جس کو اڑا لائی پون
میں درِ جاناں کی ایسی خاک ہوں
جو تلاطم کو شکستِ فاش دے
بحر کا راہی ہوں وہ تیراک ہوں

برکت راہی ڈگری......سندھ

غزل

خواب اترا عجیب آنکھوں میں
ایسی وحشت غریب آنکھوں میں
آج کی شب جاگ اٹھی قسمت
آئے وہ خوش نصیب آنکھوں میں
کل تک میلوں کے فاصلے تھے اور اب
ہائے! اتنے قریب آنکھوں میں
اب نہ دیکھے انہیں کوئی دوجا
کھٹک رہے ہیں رقیب آنکھوں میں
وہ جو حاسد ہیں سہہ نہیں پاتے
گل ہمارے حبیب آنکھوں میں

سباس گل......رحیم یار خان

غزل

جو زندگی کی کتاب لکھنا
میرے ہی نام انتساب لکھنا
جو اپنی چاہت کے رنگ لکھنا
میری محبت کا باب لکھنا
جو مل کے دیکھے تھے ہم نے جاناں
وہ سارے کے سارے خواب لکھنا
اسی سے شاید چھٹے اندھیرا
اک کرن مہتاب لکھنا
ہائے کرنا روشن سحر ملن کی
مثال یوں ہجر کا سدباب لکھنا

چندا مثال......قصور

غزل

کبھی روٹھا نہیں کرتے
سنو ایسا نہیں کرتے
گرجنے کے تمنائی
کبھی برسا نہیں کرتے
جنہیں پانا بھی مشکل ہو
انہیں سوچا نہیں کرتے
جنہیں شب بھر تڑپنا ہو
کبھی سویا نہیں کرتے
جنہیں یوں چھوڑ جانا ہو
انہیں دیکھا نہیں کرتے
جنہیں ہم پیار کرتے ہیں
انہیں پرکھا نہیں کرتے
ذرا سی بات پر نازش
کبھی رویا نہیں کرتے

نبیلہ نازش راؤ......اوکاڑہ

غزل

آنکھوں کی تصویر ہو تم تو مینا جی
دل کی اک جاگیر ہو تم تو مینا جی
کل شب میری آنکھ میں تیرا عکس رہا
خوابوں کی تعبیر ہو تم تو مینا جی
میں ہوں شاید کالی رات کا سناٹا
آنکھوں کی تنویر ہو تم تو مینا جی
میں زخمی سی ایک کہانی جیسا ہوں
اشکوں کی تحریر ہو تم تو مینا جی
راشد میں نے اپنے ہاتھ میں دیکھ لیا
اب میری تقدیر ہو تم تو مینا جی

راشد ترین......مظفر گڑھ

بیاضِ دل

میمونہ رومان

شاہ زندگی......راولپنڈی
میں تو وہ گلاب ہوں اے دوست!
جسے کسی نے توڑا نہیں پھر بھی مرجھا گیا

ثمینہ طاہر بٹ......لاہور
لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

سپاس گل......رحیم یار خان
زندگی کھیل سہی اور ہم کھلاڑی صاحب!
جیت یا ہار کی پہلے سے خبر کس کو ہے

عبدالستار انجم......قصور
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

لبنیٰ ساجد......صفدر آباد
پھول کھلتے ہیں تو ہم سوچتے ہیں
تجھ سے ملنے کے زمانے آئے

جاوید شیخ جیدی......بہاولنگر
اگر نقاب الٹ دوں تمام چہروں کے
تو میرے شہر کا ایک شخص بھی شریف نہیں

منیبہ نواز......میو شریف
تم ہی کہتے تھے نا کہ چلے جاؤ میری زندگی سے مہر
آخر اب روکیوں رہے ہو جب زندگی ہی چھوڑ دی ہم نے

آنسہ شبیر عطاریہ......ڈوگہ گجرات
شاید کہ زمانہ انہیں پوجنے لگے
کچھ لوگ اس خیال سے پتھر کے ہوگئے

یاسمین کنول......پسرور
ڈھلنے لگی تھی رات کہ تم یاد آگئے
پھر اس کے بعد رات بہت دیر تک رہی

حافظہ ثمیرہ......157 این اے
کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں دل میں
مختصر لفظوں میں "میری آخری خواہش تم ہو"

نبیلہ خان......عبدالحکیم
خود پہ بیتی تو روتے ہو سسکتے ہو
وہ جو ہم نے کیا تھا کیا وہ عشق نہیں تھا

اقصیٰ سلطان......ہارون آباد
تجھے بھول جانے کی کوشش کبھی کامیاب نہ ہو سکی
تیری یاد شاخِ گلاب ہے جو ہوا چلی تو مہک اٹھی

اقراء وسیم......اللہ والا ٹاؤن، کراچی
اب تم یاد بھی آؤ تو چپ رہتے ہیں ساحل
کہ آنکھوں کو خبر ہوئی تو برس جائیں گی

فیاض اسحاق......سلانوالی
کاش اس کو نہ معلوم ہو عدم
وہ ہمیں زندگی سے بھی پیارا ہے

شگفتہ خان ٹوبی......بھلوال
تیرے ہجر میں یہ پتا چلا
میری عمر کتنی دراز ہے

مدیحہ بتول......گوندل......مانگٹ، شیخوپورہ
بے وفائی کا دکھ نہیں ہے مجھے فراز
بس کچھ ایسے تھے جن سے امیدیں بہت تھیں

ثمینہ کوثر......ڈوگہ گجرات
انا کا معاملہ درپیش تھا ورنہ حقیقت میں
اسے میری، مجھے اس کی کمی محسوس ہوتی ہے

راؤ تہذیب حسین تہذب......رحیم یار خان
دل شکستہ و صد خاک کی قسم مجھ کو
تیرے ہر اک خس و خاشاک کی قسم مجھ کو
پڑا جو وقت تو سب کچھ نثار کردوں گا
تیری زمین، تیری خاک کی قسم مجھ کو

ماریہ وسیم......اللہ والا ٹاؤن، کراچی
کون سی شدت، کون سی بات، کون سا رات ہو تم
میری سانس، میری سوچ، میری آس ہو تم
آنکھوں کے پاس نہیں نہ سہی
مگر دل کے بہت پاس ہو تم

اقصیٰ زرگر......سنیاں زرگر جوڑہ
کبھی مشکلوں کا تھا سامنا، کبھی راحتوں میں گزر گئے
وہ جو دن تھے میرے شباب کے تیری چاہتوں میں گزر گئے
تیری جستجو میں رواں دواں کبھی سنگ تھے کبھی کہکشاں
وہ دن بھی کتنے حسین تھے جو مسافتوں میں گزر گئے

ارم کمال......فیصل آباد
خامشی اچھی نہیں انکار ہونا چاہیے
یہ تماشہ اب سرِ بازار ہونا چاہیے
جھوٹ بولا ہے پھر قائم رہو اسی پہ واحد
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہیے

ناہید اختر بلوچ......احسان پور
محبت کی کمی ہونے لگی ہے
ادھوری زندگی ہونے لگی ہے
کھلونوں کی جگہ دل ٹوٹتے ہیں
کہ گڑیا اب بڑی ہونے لگی ہے

سدرہ سحاب رانا......فیصل آباد
نہ خوشیوں کے لمحات الگ
نہ چاہت کے جذبات الگ
تھی ساری بات لکیروں کی
تیرے ہاتھ الگ میرے ہاتھ الگ

چندا مثال......قصور
اشک اپنا کہ تمہارا نہیں دیکھا جاتا
ابر کی زد میں ستارا نہیں دیکھا جاتا
تیرے چہرے کی کشش تھی کہ پلٹ کر دیکھا
ورنہ سورج تو دوبارہ نہیں دیکھا جاتا

ساریہ چوہدری......ڈوگہ گجرات
یہ کیا خبر تھی کہ رلائے گا خون کے آنسو
مذاقِ عشق جسے ہم نے دل لگی سمجھا
خمارِ غم کا اثر تھا ہماری آنکھوں میں
زمانہ اس کو بھی اک کیف بے خودی سمجھا

سندریاد......بستیانہ
گلاب رت نے کیا بے قرار کتنا تھا
اسی سے کا مجھے انتظار کتنا تھا
ہر ایک زخم کو اس نے ہدف بنایا تھا
ستم ظریف میرا راز دار کتنا تھا

شہناز شانزے سیال......خانیوال
وہ جو اپنا بھی نہیں اور پرایا بھی نہیں
پھر غضب کیا کہ اسے دل سے بھلایا بھی نہیں
نقش ہیں آج بھی گلیوں میں وہ قدموں کے نشاں
شہرِ دل ہم نے تیرے بعد بسایا بھی نہیں

سدرہ شاہین......خانیوال
اٹھو! مسلم زادیو! چکاؤ پھر اسلام کو
دہر میں پھیلاؤ پھر توحید کے پیغام کو
ہے فقط تم پر ہی ملت کے چلن کا انحصار
تم اگر چاہو تو پھر ہو قوم اپنی ذی وقار

مسز نگہت غفار......کراچی
حدِ ادراک سے آگے تھی تیرے قرب کی شام
ڈھونڈنے تجھ کو کہاں چاند ستارے جاتے
تجھ سے منسوب ہوئے ہیں تو حسرت ہی رہی
ہم کبھی اپنے حوالے سے پکارے جاتے

تانی نایاب شازی......گوجرہ
کل جدا ہوتے ہوئے کچھ نرالا انداز تھا
چہرے پہ مسکراہٹیں، آنکھ سے آنسو ٹپک رہا تھا
وہ عجیب شخص تھا میں بھی کم نہ تھا
میں الوداع کہہ نہ سکا اسے الوداع کہنا نہ تھا

عاشی......فیصل آباد
اک دل میرے دل کو غم دے گیا
زندہ رہنے کے لیے بھی قسم دے گیا
ہزاروں پھولوں میں سے چنا تھا ایک پھول
جو آج کانٹوں سے بھی گہرا زخم دے گیا

رخسانہ اقبال......قائد آباد
اجڑے ہوئے لوگوں سے گریزاں نہ ہوا کر
حالات کی قبروں کے یہ کتبے بھی پڑھا کر
ہر وقت کا ہنسنا تجھے برباد نہ کر دے
تنہائی کے لمحوں میں کبھی رو بھی لیا کر

رمشا نور......کراچی
کہاں سے لاؤں ہنر اب اسے منانے کا
کوئی جواز نہ تھا اس کے روٹھ جانے کا
محبتوں میں سزا بھی مجھے ہی ملنی تھی
کہ جرم بھی میں نے کیا تھا رابطے بڑھانے کا

biazdill@aanchal.com.pk

یادگار لمحے
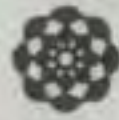
جویریہ طاہر

حدیث پاک

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بلاتحقیق) بیان کردے۔" (مسلم)

غزل

مکمل زندگانی کا سفر آخر تو ہونا ہے
کسی دن موت کی آغوش میں سر رکھ کے سونا ہے
ہماری زندگانی میں تغیر آگیا جس سے
کسے معلوم تھا اک حادثہ ایسا بھی ہونا ہے
چراغِ دل جلا کر جس کو ڈھونڈا رات مشکل سے
خبر کیا تھی سحر ہوتے اسے پھر ہم نے کھونا ہے
لگا کر قہقہے ہنستا ہے اکثر بزمِ یاراں میں
اسے معلوم ہے تنہائی میں گھٹ گھٹ کے رونا ہے
غموں کے بوجھ سے تھک کر نا ارشد بیٹھ جانا تم
تمناؤں کے لاشوں کو ابھی کاندھوں پہ ڈھونڈنا ہے

حنا علی......لاہور

لوڈشیڈنگ

فجر ہو دوپہر ہو پھر عصر ہو یا کوئی اور وقت
غزل گوئی مناسب، کس گھڑی ہے سوچتا ہوں میں
فجر تو وقت ہے یارو فقط نیکی کمانے کا
غزل کہنا کوئی نیکی نہیں تب سوچتا ہوں میں
چلو دوپہر کو فرصت ملی، مشقِ سخن کرلوں
مگر گرمی کی شدت سے کہیں لیٹا پڑا ہوں میں
پڑی میری نظر جب عصر کی ٹھنڈی ہواؤں پر
غزل تو کہہ نہیں پایا فضا میں گم ہوا ہوں میں
کوئی لحظہ تو ہو میری غزل کے واسطے یاربّ
نہیں بجلی، سنو! اب تین غزلیں کہہ چکا ہوں میں

ماریہ انصاری......کراچی

ایمان

"دیکھو مجھے نظر تو نہیں آتا مگر ایمان ہے کہ اس کمرے میں ریڈیو کی لہریں بھری پڑی ہیں۔ ٹی وی کی لہریں ناچ رہی ہیں اور میں ریڈیو پر یا ٹی وی پر اپنی پسند کا سگنل پکڑ سکتا ہوں۔ اسی طرح سے میرا ایمان ہے کہ یہاں خدا کی آواز اور خدا کے احکام موجود ہیں اور میں اپنی ذات کے ریڈیو پر ان سگنلوں کو پکڑ سکتا ہوں لیکن اس کے لیے مجھے اپنی ذات کو ٹیون کرنا پڑے گا۔

اور ایمان کیا ہے؟ خدا کی مرضی کو اپنی مرضی بنانا۔ ایک اختیار پسند ہے کوئی مباحثہ یا مکالمہ نہیں، یہ ایک فیصلہ ہے مباحثہ نہیں ہے۔ یہ ایک کمٹمنٹ ہے کوئی زبردستی نہیں ہے، یہ تمہارے دل کے خزانوں کو بھرتا ہے اور تمہیں مالا مال کرتا ہے۔"

اشفاق احمد کی کتاب سے
یاسمین بیگم......کراچی

افسانچہ

"مجھے تم پر سب سے زیادہ غصہ اس وقت آتا ہے جب تم ہر مہینے مجھے 27 تاریخ کو نہیں ملتے، تم جانتے ہو نا پورا مہینہ اس دن کا انتظار کرتے کرتے نکل جاتا ہے، میری آنکھوں میں انتظار کے دیپ جلتے بجھتے رہتے ہیں مگر جب کبھی تم وقت پر نہیں ملتے تو میں گھنٹوں بند کمرے میں تکیے میں منہ دیئے آنسو بہاتی رہتی ہوں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہارے اوپر اتنا غصہ آتا ہے کہ من ہی من میں ناراض ہوجاتی ہوں پھر جب تمہارے آفس فون کر کے انگلیاں تھک سی جاتی ہیں اور کوئی جواب موصول نہیں ہوتا تو مارے غصے کے میرا رنگ سرخ ہوجاتا ہے پھر جیسے ہی تم آجاتے ہو میرا انگ انگ خوشی سے کھل اٹھتا ہے، ساری ناراضی یوں ہوا ہوجاتی ہے جیسے کبھی تھی ہی نہیں، میرے پیارے "آنچل" تم تو جانتے ہو نہ تمہارا اور میرا رشتہ ہی کچھ ایسا ہے۔"

سمیرا غزل صدیقی......کراچی

کچھ باتیں پھولوں جیسی

❖ جنگ بہترین افراد کو چن لیتی ہے اور بدترین افراد کو نسل کشی کے لیے چھوڑ دیتی ہے۔ (نپولین بوناپارٹ)

❖ اپنا خواب کسی ناواقف اور نامہربان سے مت کہو۔ (شیخ فرید)

❖ ناگرنا کمال نہیں بلکہ گر کے اٹھ جانا کمال ہے۔

(چینی کہاوت)

❖ تیسری دنیا کا المیہ ہے کہ یہاں وہ قیامت ہے جو خواص کی پسندیدہ اور عوام کی ناپسندیدہ ہے۔ (کاوش صدیقی)

❖ سخت کلامی وہ شعبہ ہے جو ہمیشہ کے لیے اپنا داغ چھوڑ جاتا ہے۔ (اے کلینیسی)

❖ بدی کی موت ضمیر کی موت سے بہتر ہے۔ (سقراط)

❖ تکلیف میں صبر کرنا اور راحت میں شکر کرنا اعلیٰ ترین انسانی وصف ہے۔ (امام ابوحنیفہؒ)

❖ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ (شیخ سعدیؒ)

❖ تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا، اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا ہے۔ (امام غزالیؒ)

❖ عشق عقل کی بیماری ہے۔ (افلاطون)

فائزہ علی......سکھر

ایک سے بڑھ کر ایک

ونسٹن چرچل کے بہت سے دشمن تھے ایک دن ایک پبلک میٹنگ کے دوران ایک عورت نے کہا۔

"اگر تم میرے شوہر ہوتے تو میں تم کو زہر دے دیتی۔"

"نہیں میڈم!" وہ بولے۔ "اگر آپ میری بیوی ہوتیں تو میں خود زہر کھالیتا۔"

❖ دھکا ❖

ایک صاحب چابی سے اپنا کان کھجا رہے تھے کہ کسی بچے نے دیکھا تو بولا۔

"انکل اگر آپ چابی سے اسٹارٹ نہیں ہو رہے تو دھکا لگادوں؟"

ایمن فاطمہ......نارروال

معلومات عامہ

❖ آپ ﷺ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا۔

❖ آپ ﷺ کے دو پیالوں کا نام غیر اور عیان تھا۔

❖ آپ ﷺ کی دو تلواروں کا نام مخدوم اور ذوالفقار تھا۔

❖ آپ ﷺ کی کمان کا نام کتوم تھا۔

❖ آپ ﷺ کی چھڑی کا نام مشواق تھا۔

❖ آپ ﷺ کی ڈھال کا نام زلوق تھا۔

نمرہ نذیر......نامعلوم

وجود زن سے ہے

عورت کی محبت اپنی نزاکت میں پھول کی طرح ہوتی ہے۔ جس میں وفا اور ایثار کی مہک ہوتی ہے۔ اس میں خودداری کے کانٹے بھی ہوتے ہیں اور کلیوں کی نرماہٹ بھی۔ جو کبھی بہار کی طرح رنگین ہوتی ہے تو کبھی خزاں کے زرد پتوں کی طرح اداس۔ کبھی شبنم کے قطروں کی طرح پُرنم ہوتی ہے تو کبھی کہر کی طرح پُراسرار۔ کبھی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح پُرجوش اور کبھی چودھویں کے چاند کی طرح پُرسکون ہوتی ہے۔ یہ زندگی ایک لق ودق صحرا ہوتی اگر عورت اس میں محبت کا رنگ نہ بھرتی۔

عظمیٰ کنڈی......گل امام

پیار کی حقیقت

ایک لڑکے نے اک بزرگ سے پوچھا:۔

"پیار کی حقیقت کیا ہے؟"

بزرگ نے کہا۔ "جاؤ باغ میں جو سب سے خوب صورت پھول ہو وہ لاؤ۔"

لڑکا ایک دن بعد واپس آیا اور کہا۔ "میں پھول دیکھتا رہا، اک پھول سب سے خوب صورت تھا مگر میں اس سے بہتر کی تلاش میں چل پڑا مگر کوئی پیارا نہیں لگا۔ جب لوٹ کر آیا تو اسے کوئی اور توڑ چکا تھا۔"

بزرگ نے کہا:۔ "یہی پیار کی حقیقت ہے۔ جو سامنے ہو اس کی قدر نہیں کی جاتی اور جب واپس آؤ تو وہ کسی اور کا ہوچکا ہوتا ہے۔"

ماریہ وسیم......اللہ والا ٹاؤن، کراچی

بات ہے سمجھ کی

❖ اس چراغ کی طرح جیو جو بادشاہ کے محل میں بھی اتنی ہی روشنی دیتا ہے، جتنی کسی غریب کی جھونپڑی میں۔

❖ جب لوگ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس کی برائیاں بھول جاتے ہیں اور جب کسی سے نفرت کرتے ہیں تو اس کی اچھائیاں بھول جاتے ہیں۔

❖ اپنے متعلق کوئی بھی بری بات نہ کہو کیونکہ آپ کے رشتہ دار اس موضوع پر بحث کرنے کے لیے کافی ہیں۔

❖ حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا، چاہے سارا زمانہ

اس کے خلاف ہوجائے اور باطل کا پیروکار کبھی عزت نہیں پاتا' چاہے چاند اس کی پیشانی پہ کیوں نہ نکل آئے۔
چندا شیخ......ملتان

نفرت کے کانٹے

مت چلو
ان کی ساتھ جو راستے میں دغا دیتے ہیں
مت ملو
ان سے جو مطلب کے وقت ملتے ہیں
مت جاؤ
ایسی جگہ جہاں برائی جنم لیتی ہے
مت چکھو
ایسا ذائقہ جو زندگی برباد کردے

سعدیہ یوسف......157 این اے

محبت زندگی ہے

محبت:۔
خوشبو کی طرح دلفریب' دوستی کی طرح میٹھی' نیکی کی طرح یاد رکھنے والی اور رفاقت کی طرح دکھ بانٹنے والی ہے۔
یہ بچپن کی سہیلی کی طرح ماتھے پر ہاتھ رکھ دیتی ہے۔ "ماں" کی طرح پل بھر میں وجود کے سارے دکھ چُن لیتی ہے یہ بارش کی ہنسی' پھولوں کی مسکراہٹ اور چڑیوں کے گیت کا نام ہے' وجود کو جب محبت کا وجدان ملتا ہے تو یہ امر ہوجاتا ہے یہ تو وہ جذبہ ہے' جس نے روزن زنداں سے آنے والی اجنبی سیاہ بخت سرزمین کی ہوا کے آنسوؤں کو اپنی پلکوں پر محسوس کیا ہے' جو اس کی بارش میں بھیگ چکا ہے' اسے خزاں کا دکھ سنانے سے وحشت تو ہوسکتی ہے مگر نفرت نہیں اس جذبے کا حسن تو اس کی سچائی اور اظہار کی دلکشی اس کا اعتماد ہے۔

مسز نگہت غفار......کراچی

چھوٹی سی بات

انسان موت سے بھاگنے کی عمر بھر جستجو کرتا رہتا ہے اور جہنم سے بچنے کی تدبیر نہیں کرتا حالانکہ اگر انسان جہنم سے بھاگنے کی تدبیر کرے تو اس سے بچ سکتا ہے۔ وہ جس موت سے بچنے کے لیے عمر بھر بھاگتا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ اسی لیے موت سے فرار کے بجائے جہنم سے فرار کی تدبیر کریں۔ اس سے پہلے کہ موت بھی آلے اور جہنم سے بھی چھٹکارے کے لیے دامن خالی ہو۔

سیدہ حیا عباس کاظمی......تلہ گنگ

زندگی کی گونج

زندگی آپ کے اعمال کا آئینہ ہوتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے محبت کریں تو لوگوں سے محبت کریں۔ اگر تمہیں نرمی چاہیے تو لوگوں سے نرمی برتو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہیں سمجھیں اور تمہاری عزت کریں تو تم لوگوں کو سمجھو اور ان کی عزت کرو۔ یہ سنہرا اصول زندگی کے ہر شعبے میں لاگو ہوتا ہے۔ زندگی ہمیشہ آپ کو وہ کچھ دیتی ہے' جو آپ اس کو دیتے ہیں۔ آپ کی زندگی ایک اتفاق نہیں یہ تو آپ کے اعمال کا آئینہ ہے۔

نبیلہ خان مون......عبدالحکیم

طلب جہیز

ماں باپ کا گھر بکا تو بیٹی کا گھر بسا
کتنی دل خراش رسم ہے طلب جہیز کی

عائشہ پرویز......کراچی

ماں باپ......ایک چھتنار شجر

لمبی اڑان سے اپنے گھونسلے میں لوٹتی چڑیا سے اس کے بچوں نے پوچھا۔
"ماں آسمان کتنا بڑا ہے؟" چڑیا نے بچوں کو اپنے پروں میں سمیٹتے ہوئے کہا۔
"سوجاؤ میرے بچوں! وہ میرے پروں سے چھوٹا ہے۔"
یہ حقیقت ہے کہ ماں باپ کی آغوش سے بڑی کوئی چھت نہیں۔ وہ ایک چھتنار شجر ہے۔
اے خدائے لم یزل! ہمارے والدین کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم ودائم رکھنا آمین۔

شگفتہ خان ٹوفی......بھلوال

اصلاح

دوسروں کے سامنے کسی کو مت ٹوکنا

بلاضرورت کسی کو سب کے سامنے ٹوکنے سے پرہیز کرنا چاہیے کہ اس طرح بعض اوقات سامنے والے میں شیطان ضد پیدا کردیتا ہے اور بات خراب ہوجاتی ہے اگر مروت میں سامنے والا مان بھی لیتا ہے تب بھی اس کے دل میں ناگواری سی رہ جاتی ہے۔ یہ اچھی بات نہیں لہٰذا موقع محل اور سامنے والے کا مقام دیکھ کر بات کرنا زیادہ مناسب ہے۔
"جس کسی نے اپنے بھائی کو علانیہ نصیحت کی اس نے اسے رسوا کیا اور جس نے چپکے سے کی تو اسے زینت بخشی۔"

تانی نایاب شازی......گوجرہ

آیت الکرسی کی فضیلت

جو شخص رات کو سوتے وقت ایک بار پڑھتا ہے اللہ پاک فرماتا ہے "اے فرشتوں جاؤ میرے اس بندے کی حفاظت کرو مگر یہی بندہ تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتا ہے واپس آجاؤ اب میں خود اس کی حفاظت کروں گا' سبحان اللہ۔"

زرینہ شفیع......کسووال

دکھ

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا آپ یاد دلانا چاہتا ہے' اسے دکھ کا الیکٹرک شاک دے کر اپنی جانب متوجہ کرلیتا ہے' دکھ کی بھٹی سے نکل کر انسان دوسروں کے لیے نرم پڑجاتا ہے پھر اس سے نیک اعمال خود بخود اور بہ خوشی سرزد ہونے لگتے ہیں۔ دکھ تو روحانیت کی سیڑھی ہے اس پر صابرو شاکر ہی چڑھ سکتے ہیں۔

جویریہ ضیاء......کراچی

اقوال زریں

❖ دینا چاہتا ہے تو خدا کی راہ میں دے
❖ بنانا چاہتا ہے تو اپنی اولاد کو نیک بنا
❖ لکھنا چاہتا ہے تو خدا کی تعریف میں لکھ
❖ مارنا چاہتا ہے تو نفس کو مار
❖ نفرت کرنا چاہتا ہے تو برائی سے کر
❖ پڑھنا چاہتا ہے قرآن مجید کو پڑھ
❖ احسان کرنا چاہتا ہے تو خدا کی مخلوق پر کر
❖ پیروی کرنا چاہتا ہے تو نبی اکرم کی کر

صدف علی......کراچی

مہکتی کلیاں

❖ جو منانے سے بھی نہ مانے وہ شیطان ہے۔ (حضرت امام شافعی)
❖ جو لوگ تعریف کے بھوکے ہوتے ہیں' وہ باصلاحیت نہیں ہوتے۔ (پلوٹارچ)
❖ اس دنیا میں اتنی بلند دیواروں والے محلوں میں نہ رہو کہ جس میں تمہاری آواز گھٹ جائے۔ (خلیل جبران)
❖ کتابیں جوانی میں رہنما بڑھاپے میں تفریح اور تنہائی میں رفیق ثابت ہوتی ہیں۔ (البیرونی)
❖ غصہ کبھی قابل سے قابل انسان کو بھی بے وقوف بنادیتا ہے۔ (بقراط)
❖ جو لوگ اونچی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں ان کو گرانے کے لیے تند ہوائیں چلتی ہیں اگر وہ گر پڑیں ان کا جسم کرچیوں کی طرح بکھر جاتا ہے۔ (سکپیئر)

فیاض اسحاق......سلانوالی

دولت' مٹی

دولت مٹی کی طرح ہوتی ہے اور مٹی پاؤں کے نیچے ہی ہونی چاہیے۔ سر پر چڑھاؤ گے تو قبر بن جائے گی اور زندہ لوگوں کی قبریں نہیں ہوتیں۔

نورین شاہد......رحیم یار خان

انمول موتی

اگر تمہیں وہ نہ ملے جسے تم مانگتے ہو تو سمجھ لو کہ تمہیں کسی اور نے اپنے لیے مانگ لیا ہے۔
ماں کے لیے سب کو چھوڑ دینا لیکن سب کے لیے ماں کو مت چھوڑنا کیونکہ جب ماں روتی ہے تو فرشتوں کو بھی رونا آجاتا ہے
محبت کسی ایسے شخص کی تلاش نہیں کرتی جس کے ساتھ رہا جائے بلکہ محبت تو ایسے شخص کی تلاش کرتی ہے' جس کے بغیر نہ رہا جائے۔
زندگی میں خدا کے سامنے آنسوؤں کا ڈھیر لگاتے جاؤ شاید اسے کوئی نہ کوئی تمہارا آنسو پسند آجائے۔
چمکتا ہوا دن ہی نہیں کالی رات بھی حسین ہوتی ہے۔ تم دیکھتے نہیں رات کے کالے آنچل پر تارے کتنے پیارے لگتے ہیں۔
دوست ایک ایسا درخت ہے' جس کا سایہ زندگی کی تھکن کو دور کردیتا ہے۔
اخلاق وہ چیز ہے' جس کی قیمت کچھ نہیں دینا پڑتی مگر اس سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔

پروین افضل شاہین......بہاولنگر

yaadgar@aanchal.com.pk
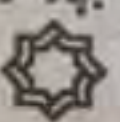
آئینہ

شہلا عامر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ابتداء ہے رب ذوالجلال کے پاک نام سے جو وحدہ لاشریک ہے۔ آنچل کا سالگرہ نمبر پیش خدمت ہے اس موقع پر ان تمام بہنوں کے تہہ دل سے مشکور ہیں جو اس طویل سفر میں آنچل کی کامیاب ہم سفر کے طور پر سامنے آئیں۔ رب تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ آنچل اسی طرح کامیابی وکامرانی کے ہزاروں برس آپ کی سنگت میں طے کرے آمین۔

فریدہ فری یوسف زئی...... لاہور۔ السلام علیکم آنچل اسٹاف اور ریڈرز کو دعا اور سلام بہت سالوں کے بعد ہم آنچل پر تبصرہ کررہے ہیں مگر ہم اس کو ریگولر پڑھتے ہیں اور غزلیں اور نظمیں بھی لکھتے ہیں۔ ہماری تمام دوستیں پتا نہیں کیوں نہیں لکھ رہیں یا تو وہ پیا دیس سدھار گئیں مگر پھر بھی کبھی کبھی حاضری بھی دیا کریں۔ اس میں فصیحہ آصف اور ہماری جان یعنی سباس گل جو لکھتی ہیں اور نزہت جی کے افسانے کی کیا بات ان کا افسانہ باز دید پڑھ کر ابھی بھی نشہ سا طاری ہے اور اب بھی ان کا افسانہ "دیر لگی ہے آنے میں" واہ کیا تحریر ہے دل خوش کردیا۔ نزہت جی ام مریم اور فاطمہ رضوی کے افسانے ہم بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس مرتبہ سونی علی کا تعارف بے حد پسند آیا تعارف پڑھ کر بے حد ہنسی آئی۔ اتنا مزے دار لکھا کمال کردیا بعدت کے اچھا تعارف پڑھنے کو ملا۔ "کئی رتوں کا ملال" سدرہ سحر عمران اور ام مریم کا "مجھے ہے حکم اذاں" بے حد اچھی تحریریں تھیں۔ میں وہی فریدہ جاوید فری ہوں جو کئی سالوں سے آنچل میں لکھ رہی ہوں صرف شاعری کرتی ہوں اور میری شاعری کا مجموعہ کلام "پانچواں موسم" شائع ہوکر ایوارڈ بھی حاصل کرچکا ہے جو کہ آل پاکستان شاعری کے مقابلہ میں پہلے انعام کا حق دار ٹھہرا۔ سدرہ جی! اگر آپ اپنا ایڈریس دیں تو میں آپ کو اپنی کتاب ارسال کردوں اور میرا ایک ناول بھی کتابی شکل میں شائع ہوا ہے "لمحہ لمحہ بہار ہوجائے" تمام دوستوں کو دعا اور سلام۔

دلکش مریم...... چنیوٹ۔ شہلا آپی اسٹاف اور پیارے قارئین السلام علیکم! امید کرتی ہوں سب خیریت سے ہوں گے آنچل کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو دعا ہے رب کریم آنچل کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے آمین۔ اب آتی ہوں تبصرے کی طرف مارچ کا شمارہ ٹاپ آف دی لسٹ تھا۔ "جھیل کنارہ کنکر" "کئی رتوں کا ملال" اور "تم سے محبت ہوگئی ہے" کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں ہیں تینوں ناول ایک سے بڑھ کے تھے بہت بہت شکریہ جی۔ "ٹوٹا ہوا تارا" سمیرا صاحبہ ایاز کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں انا کی دیوانگی اچھی لگتی ہے پلیز انا کو ولی سے جدا مت کرنا شہوار اور مصطفیٰ کا بھی رشتہ جوڑ دیں۔ "بھیگی پلکوں پر" اقرا جی شیری کو سائیڈ پر کریں پری اور طغرل کی زیادہ بات کرلیا کریں۔ عائزہ کو بھی امید ہے عقل آگئی ہوگی فاخر سے اس کا رشتہ نہ توڑیے گا۔ "مجھے ہے حکم اذاں" دلچسپ تحریر ہے لاریب نے بہت جلد بازی کردی ہے اب ایمان سے کوئی جلد بازی مت کروانا۔ مریم جی اور نندنی کی پریشانی بھی ختم کریں۔ "میرا ہمنوا" تحریر بس ٹھیک ہی لگی۔ افسانوں میں عظمیٰ شاہین کا افسانہ بہت پسند آیا کشف کا کردار متاثر کن تھا۔ "ہمارا آنچل" میں سونی علی کو خود کو گھوڑے بکری بندر اور اونٹ سے تشبیہ نہیں دینی چاہیے تھی مجھے یہ بات پسند نہیں آئی باقی بہنوں کا تعارف اچھا لگا۔ صائمہ طاہر شکریہ کس بات کا جو تحریر اچھی ہوگی پسند تو آئے گی نا؟ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ آپ پر تادیر قائم رکھے آمین۔ "نظمیں غزلیں" میں اپنی نظم دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ سمیرا غزل جیا عباس صنم شاہ کنیز ماہی اور روحان دانش کی شاعری بہت پسند آئی۔ "بیاض دل" میں میرا شعر شائع نہیں تھا کیوں جی؟ بہرحال مشعال اسلام، مدیحہ کنول اور زیڈ این پاکیزہ کے اشعار پسند آئے۔ "یادگار لمحے" میں سباس گل کے الفاظ دل کو چھوگئے۔ "دوست کا پیغام آئے" اور "ہم سے پوچھیے" پڑھ کر مسکرادی۔ میری طرف سے شہلا آپی اسٹاف اور قارئین کے لیے دعا اللہ تعالیٰ سب کو اپنی امان میں رکھے اللہ حافظ۔

عافیہ نور...... خان پور۔ السلام علیکم شہلا آپی! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گی۔ شہلا آپی میں تین سال سے آنچل پڑھ رہی ہوں مگر آنچل میں پہلی بار خط لکھ رہی ہوں کیونکہ میں ڈرتی تھی کہ اگر آپ نے پہلی دفعہ خط شامل نہ کیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا اور میں پھر لکھنے کی ہمت نہیں کرسکوں گی۔ آپی! مجھے آنچل کے تمام سلسلے بہت پسند ہیں آپی مجھے آنچل کے رائٹرز اور نئے پرانے قارئین بہت پسند ہیں۔ آپی! میری دوستیں کہتی ہیں کہ آنچل دل توڑ دیتا ہے لیکن میں نے بڑے دعوے سے کہا ہے میرا خط ضرور شامل ہوگا۔ پلیز آپی! میرا مان رکھیے گا اسی کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں خدا حافظ۔

☆ ڈیئر عافیہ! پہلی بار شرکت پر خوش آمدید آنچل کی پسندیدگی کا تہہ دل سے شکریہ۔

سدرہ شاہین...... خانیوال۔ ڈیئر شہلا آپی السلام علیکم! اس دفعہ ٹائٹل بہت اچھا لگا دل کو بھایا۔ سب سے پہلے "حمد و نعت" پڑھی ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی بہت اچھی تھیں۔ "ہمارا آنچل" میں ماریہ بی بی اور سونی کی باتیں دل کو لگیں۔ زہرہ اور فیاض بھی کچھ کم نہیں بہت اچھا لکھا۔ "بھیگی پلکوں پر" میں عائزہ جیسی لڑکیوں کو ایسے ہی سبق حاصل ہوسکتا ہے جو اپنے والدین کی عزت کا خیال نہیں کرتیں۔ عائزہ کے ساتھ بہت برا ہوا راحیل نے اس کا اعتماد توڑا۔ کسی کے اعتماد کو توڑنا نہیں چاہیے۔ "دوست کا پیغام آئے" میں نازیہ کنول، حمیرا عروش، صائمہ طاہر سومرو کے تبصرے اچھے لگے۔ "بیاض دل" میں فصیحہ آپی کا شعر اچھا لگا۔ صنم شاہ، سمیرا غزل، شگفتہ خان اور کنیز ماہی کی غزلیں اچھی لگیں۔ افسانے تینوں ہی اچھے تھے۔ عظمیٰ شاہین کا "یہ جنون ہے راہ عشق کا" واقع بہت اچھا تھا۔ عظمیٰ آپ کو پہلی کاوش پر مبارک باد۔ نزہت آپی کا افسانہ بھی بہت اچھا تھا۔

"یادگار لمحے" میں طیبہ نذیر، سلمیٰ ملک، سباس گل، پروین افضل شاہین کا انتخاب لاجواب تھا۔ اس دعا کے ساتھ اجازت دیں، سب کو خوش رکھیں اور خود بھی خوش رہیں، کبھی کسی کا دل نہ دکھائیں اللہ حافظ۔

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات۔ السلام علیکم! شہلا آپی کیسی ہیں اور آنچل اسٹاف، ریڈرز اور رائٹرز کو میرا مخلصانہ سلام و پیار قبول ہو۔ شہلا آپی مجھے آپ سے شکایت ہے کہ پچھلے ماہ آپ نے میرا تبصرہ شامل نہیں کیا اتنی تفصیل سے میں نے لکھ کے بھیجا تھا۔ وہ تبصرہ عشناء جی کے لیے پڑھنا بہت ضروری تھا۔ چلو جی جیسے آپ کی مرضی اب میں نے تفصیل سے لکھ کے نہیں بھیجا یہ بھی شامل کرنا آپ کی مرضی پہ چھوڑ دیتی ہوں۔ سائیڈ پہ آنچل سے وابستہ سب لوگوں کے لیے ڈھیر ساری دعائیں ہمیشہ خوش رہیے اور اپنی زندگی کامیابی سے گزاریں اور ایک ضروری بات میں جب بھی نماز پڑھتی ہوں تو آپ آنچل سے وابستہ سب لوگوں کے لیے بہت سی دعائیں کرتی ہوں۔ سو پلیز مجھے بھی اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیے گا آپ کی دعاؤں کی طلب گار آپ کی اپنی۔

☆ ڈیئر طیبہ! آپ کا تبصرہ شامل اشاعت ہے امید ہے آپ کی شکایت اب دور ہوگئی ہو دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

ام ایمان...... تیرہ غازی خان۔ السلام علیکم اور ڈھیروں دعائیں۔ اس ماہ کے تبصرے کے ساتھ حاضر خدمت ہوں سب سے پہلے اپنا فیورٹ "ٹوٹا ہوا تارا" پڑھا اس ماہ کہانی کچھ اور واضح ہوکر سامنے آئی۔ روشنی ولید کا شہوار کے ساتھ کوئی رشتہ ضرور جڑا ہے۔ "بھیگی پلکوں پر" ٹھیک جارہا ہے اپنی فیورٹ رائٹر سمیرا شریف طور کے بارے میں جاننا بہت اچھا لگ رہا ہے۔ عائشہ خان کی "سجدہ شکر" اچھی تحریر تھی سدرہ سحر عمران نے رشتوں کی بے حسی اور خود غرضی کو واضح کیا۔ "مجھے ہے حکم اذاں" بھی فی الحال تو دلچسپی برقرار رکھے ہوئے ہے عائشہ نور محمد کی تحریر اچھی لگی۔ سب سے پہلے زیادہ پسند مجھے "یہ ہے جنون راہ عشق کا" آئی جس میں جو جذبہ کشف کے اندر دکھایا گیا آج اس جذبے اس حب الوطنی کی ضرورت ہر پاکستانی کو ہے۔ گھریلو ماسک اچھے تھے سب سے آخر میں اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں کہ آپ کا ادارہ یونہی ترقی کی راہ پہ گامزن رہے آمین۔

صبیحہ اشفاق...... گجرات۔ شہلا آپی آنچل اسٹاف اینڈ پیاری پیاری قارئین، بہنوں کو میرا محبت اور چاہت سے بھرا اسلام قبول ہو۔ کافی ماہ بعد انٹری دے رہی ہوں اور امید ہے کہ جگہ بھی ضرور ملے گی اس دفعہ آنچل 25 تاریخ کو ملا ٹائٹل بس گزارے لائق تھا۔ "ہمارا آنچل" میں چاروں بہنوں سے مل کر اچھا لگا۔ "بہنوں کی عدالت میں" سمیرا آپی کے بارے میں جان کر اور ان سے مل کر بہت بہت اچھا لگا۔ سب سے پہلے میں اپنی فیورٹ رائٹر عشناء کو بہت بہت مبارک باد دوں گی اتنا خوب صورت ناول لکھنے اور اس کا زبردستی سا اینڈ کرنے پر سچ میں مزا آگیا دامیان بہت یاد آئے گا۔ "بھیگی پلکوں پر" اقرا آپی آپ کا ناول بہت اچھا ہے مگر 21 اقساط ہوگئی ہیں اور لگتا ہے کہ ناول ایک ہی جگہ پر رک گیا ہے پلیز تھوڑی سی تیزی لائیں۔ "ٹوٹا ہوا تارا" سمیرا آپ کے ناول کی کیا بات ہے اتنا زبردست ہے کہ میں بتا نہیں سکتی۔ مصطفیٰ اور در شہوار دونوں میرے فیورٹ ہوگئے ہیں اور پلیز انہیں جدا نہیں کرنا افسانے بھی سارے اچھے تھے۔ "جھیل کنارہ کنکر" نازیہ آپی آپ کا ناول بھی بہت اچھا ہے۔ "کئی رتوں کا ملال" سدرہ سحر عمران کو کافی عرصے بعد پڑھ کر اچھا لگا۔ "تم سے محبت ہوگئی" عائشہ کا ناول بھی اچھا تھا ناولٹ بھی دونوں اچھے تھے۔ مجھے ام مریم سے پوچھنا ہے کہ کیا وہ ناول "میرے ساحر سے کہو" اور "تم آخری جزیرہ ہو" کی رائٹر ہیں، پلیز پلیز ضرور بتایئے گا اور آنچل کے لیے بھی زبردست سا سلسلے وار ناول لکھیے آنچل کی ایک قاری، بہن باجی بٹ کے نام سے لکھتی تھیں اب کافی عرصے سے ان کی کوئی تحریر آنچل میں نہیں دیکھی اگر وہ میرا پیغام پڑھیں تو پلیز ضرور آنچل میں اپنی خیریت کی اطلاع دیں۔ عفت سحر طاہر اور سعدیہ اہل کاشف یہ دونوں رائٹر آج کل کہاں ہیں؟ کوئی اچھا سا ناول لکھیں، بہت یاد کررہی ہوں آپ دونوں کو اب اجازت زندگی رہی تو پھر ملیں گے خدا آنچل کو مزید ترقیوں سے نوازے۔

سائرہ رضی...... تلہ گنگ۔ السلام علیکم! شہلا آپی کیسی ہیں آپ اور میرے پیارے سے آنچل اسٹاف سب کو محبت بھرا اسلام قبول ہو۔ پچھلے ماہ کی غیر حاضری پر سوری ایک ذمہ دار بچی ہوں ناں۔ مصروفیات بہت ہیں سمجھا کریں ناں خیر چھوڑیں آنچل کی کچھ تعریفیں ہوجائیں۔ ہر بار کی طرح اس مہینے کا آنچل بھی کسی تعریف کا محتاج نہیں تھا ویری ایکسیلنٹ! ماڈل کچھ خاص پسند نہیں آئی اس کے بعد "حمد و نعت" سے فیض یاب ہوئے اور پھر "در جواب آں" میں اپنا نام نہ دیکھ کر اچھا نہیں لگا لیکن اپنے دل کو بہلایا کہ "آج نہیں تو کل سہی" پھر چھلانگ لگا کر قسط وار کہانیوں میں گم ہوگئے "جھیل کنارا کنکر" تو ہے ہی زبردست لیکن سمیرا آپی کی اسٹوری "ٹوٹا ہوا تارا" کا تو شدت سے انتظار ہوتا ہے اس کے بعد "تم سے محبت ہوگئی ہے" "سیدھے دل میں اتر گئی" اور "کئی رتوں کا ملال" بھی بہت اچھی لگی اور اس کے علاوہ سلمیٰ ملک کی نعت، نسرین کی خدائے پاک کی تعریف میں کہے گئے الفاظ دل کو سکون بخش گئے اور ماریہ الماس، سباس گل اور راحیلہ رضوان کے اشعار اچھے لگے اور راؤ تہذیب کی غزل، شہنیلا خان کی نظم بھی اچھی لگی اب میرا چھوٹا سا مگر کڑوا سا میسج کہ پلیز آپی! لڑکوں کو آنچل میں بالکل بھی نہ گھسنے دیں، یہ صرف خواتین کا رسالہ ہے اور ہم اپنے آنچل کے صفحات میں ان کو برداشت نہیں کرسکتے اور آخر میں ام ثمامہ اور صنم شاہ انا شاہ زادو میں آپ سے دوستی کی خواہاں ہوں۔ میرا تھام کر شکریہ کا موقع دیں اب اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ کہ آنچل پر ہمیشہ خوشیوں اور بہاروں کا سایہ ہے اور ہمارا آنچل بھی ہم پر سائباں کی طرح رہے آمین۔

نگہت بشیر...... ٹوبہ۔ السلام علیکم ہم سب کی پیاری شہلا آپی! دعا ہے کہ آپ سدا خوش رہیں۔ آنچل 3 تاریخ کو ہی مل گیا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، سبھی کہانیاں اچھی تھیں جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میں آنچل کی پرانی قاری ہوں لیکن اس میں شرکت پہلی دفعہ کررہی ہوں میں نے پچھلی دفعہ ایک خط بھیجا تھا مگر وہ تو لگتا ہے کہ کہیں ردی کی نذر ہوگیا۔ اب دوبارہ اس امید پر بھیج رہی ہوں کہ شاید اس دفعہ آنچل مجھے بھی اپنے اوراق میں تھوڑی سی جگہ دے دے۔ میں ایک غزل بھیج رہی ہوں پلیز اسے ضرور شائع کرکے میرا حوصلہ بڑھائیں تاکہ اگلی دفعہ میں

ایک افسانہ بھی بھیج سکوں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا خدا حافظ۔

☆نگہت پہلی بار شرکت پر خوش آمدید اور یک بات یاد رکھو ہمارے پاس ردی کی ٹوکری نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ غزل شعبہ میں بھیج دی گئی ہے۔

سلویہ چوھدری...... گجرات السلام علیکم! مارچ کے شمارے میں اپنا نام نہ دیکھ کر افسوس ہوا شاید لیٹ ہوگیا یا کہیں راہ میں رہ گیا؟ خیر یہ تو چلتا رہتا ہے۔ مارچ کا شمارہ ملا ٹائٹل بہت اچھا لگا بہت اٹریکٹو تھا۔ سارا آنچل بہت اچھا لگا سمیرا شریف طور کا انٹرویو بہت اچھا لگا باقی سلسلے اور ناول افسانے سب بہت اچھے لگے ام مریم تمہاری تو کیا ہی بات ہے۔ یار تمہارے لیے کچھ لکھوں میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جو تمہارے شایان شان ہوں باقی سب سلسلے بہت نائس تھے تعارف بھی سب کے بہت اچھے لگے اور سب کے پیغام بھی اور تبصرے بھی اللہ کرے یہ چمن یونہی ہنستا مسکراتا رہے طبیعت خراب ہونے کے باوجود لکھ رہی ہوں مگر بس اتنا ہی ان شاءاللہ اگلے ماہ بھرپور تبصرہ کروں گی اگلے ماہ تک فی امان اللہ۔

منیبہ نواز...... گجرات السلام علیکم! آنچل کے تمام قارئین کو سب سے پہلے بہت بہت سلام اور پھر ڈھیروں ڈھیر سلام اور بہت سی دعائیں اپنے آنچل اسٹاف کے لیے کہ اللہ پاک اسی طرح آنچل کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے آمین اور تمام اسٹاف پر اللہ اپنا کرم فرمائے۔ اس ماہ کا شمارہ 26 فروری کو ملا کافی اچھا ٹائٹل تھا پسند آیا مجھے۔ ماڈل بھی کافی پیاری تھی تمام افسانے اور ناول بھی شاندار تھے نازیہ کنول نازی کافی اچھا لکھتی ہیں۔ اللہ ان پر اور اپنا کرم کرے بیوٹی ٹپس بھی ٹھیک ہی تھی کچھ خاص نہیں لگی لیکن تھی اچھی۔ اسی کے ساتھ ہی اجازت دیں آخر میں سب کے لیے دعا سلام اس معصوم کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا پھر ملیں گے اگلے ماہ اللہ حافظ تے رب راکھاں۔

صدف خالد...... بھولنگر السلام علیکم! آپ کا اور باقی آنچل اسٹاف کا کیا حال ہے؟ ہم سب یہاں پر خیریت سے ہیں آنچل میں اپنا خط دیکھ کر بہت خوشی ہوئی میں تو سمجھی تھی کہ یا تو ابو نے پوسٹ نہیں کیا یا پھر آپ کی ردی کی نذر ہوگیا ہے۔ آتے ہیں آنچل کی طرف شروع سے اینڈ تک سارا آنچل پڑھتی ہوں اور پھر میں اور میری چھوٹی بہن کہانیوں پہ تبصرہ کرتے ہیں دراصل ہماری کہانی کی ہیروئن اور ہیرو اتنے اچھے ہوتے ہیں کہ ایسے حقیقت میں ملنا ناممکن ہے یا پھر تخیلاتی دنیا میں ملتے ہوں تو کچھ کہہ نہیں سکتی۔ لیکن ہر کردار اپنا عکس دل پہ چھوڑ جاتا ہے آنچل کی رائٹرز نے بہت سے لازوال کردار تخلیق کیے ہیں جو پڑھنے والوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ انسان کی زندگی مختلف رنگوں سے عبارت ہے کچھ خوشی کے رنگ کچھ دکھوں کے سائے کچھ کھٹا کچھ میٹھا کہیں دل کی آواز شاعری کی صورت کچھ کچھ زندگی جیسا ہی ہے آنچل۔ جس میں ہر کہانی اک نیا رنگ لیے ہوتی ہے۔ بہت سی بہنیں اپنا تعارف بھیجتی ہیں تو لگتا ہے جیسے ہم مل لیے ہوں ان سے اچھا لگتا ہے ان کے بارے میں جان کر۔ آپ سب آنچل کی آرائش ہو کیا لکھوں اب اور احساسات تو ہیں لیکن الفاظ نہیں (خیر کوئی گل نہیں فر کدی لکھ دیاں گے)۔ "بھیگی پلکوں پر" بہت اچھا جارہا ہے مگر بہت دھیما۔ پری جیسی لڑکیاں نایاب ہوتی جارہی ہیں اور عادلہ عائزہ اور رخ جیسی عام ہیں ان کو اچھے برے کی تمیز کیوں نہیں رہتی خیر ان جیسی لڑکیوں کو اللہ تعالیٰ عقل وشعور دے آمین۔ "ٹوٹا ہوا تارا" سمیرا جی! کیا آغاز ہے ماشاءاللہ اور میں پرامید ہوں کہ یہ ایک یادگار تخلیق ہوگی۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کو خوش رکھے۔ باقی تقریباً تمام افسانے اور ناولز اچھے تھے باقی "دوست کا پیغام آئے" بیاض دل یادگار لمحے سب اچھے تھے۔ دوستوں میں سباس گل اناحب پروین افضل شاہین مجھے ان کے خطوط شاعری کی چوائس اور سوالات اچھے لگتے ہیں۔ میری طرف سے تمام آنچل اسٹاف کو سلام دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ سب سے اچھے طریقے سے ملنا کہ تم سب کو یاد رہو اس بات کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں فی امان اللہ۔

فضہ ھاشمی...... علوف والہ السلام علیکم! خداوند کریم سے دعا ہے کہ بحق محمد ﷺ و آل محمد ﷺ ہمارا آنچل یونہی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے اور اس سے وابستہ ہر اک خوش وخرم رہے آمین۔ مارچ کا رنگین آنچل میرے سامنے ہے یہ اور بات ہے کہ میں نے یکم مارچ کو ہی آنچل منگوالیا تھا لیکن اس پہ پہلے کی طرح آپی نے قبضہ جمایا ہم لاکھ سر پیٹتے رہے کہ اس پہ پہلا حق ہمارا ہے قانونی وشرعی طور پر مگر ناجی۔ آخر کار ہم نے ہفتے کی رات دو بجے سے پہلے یعنی کہ گیارہ سے لے کر ایک بجے تک سارا رسالہ ہضم کرلیا تھا۔ سب سے پہلے اپنا پسندیدہ ناول "بھیگی پلکوں پر" پڑھا لیکن اب کی بار اقراء جی کا انداز بہت دھیما ہے صرف کردار میں اگر کوئی پاور فل ہے تو پارس اور طغرل کا کردار ہے۔ باقی سب روایتی انداز ہیں پھر سدرہ سحر عمران کا ناول پڑھا اور اتنی دکھی تحریر واقعی کچھ لوگ سوختہ سامان ہی رہتے ہیں کبھی تقدیر ان کو وہ خوشی نہیں دیتی جو نارمل انسان زندگی سے حاصل کرسکتا ہے۔ "تم سے محبت ہوگئی ہے" بھی پہلے کی طرح نارمل تھی اور سمیرا شریف طور صاحبہ کا ناول "ٹوٹا ہوا تارا" کے کردار اب کی بار کھلنے شروع ہوئے ہیں۔ "جھیل کنارا کنکر" نے تیزی سے کلائمکس کا رخ کرلیا ہے جو ایک اچھی بات ہے۔ "مجھے ہے حکم اذاں" ام مریم کا ناول مجھے بہت پسند آیا اور یقیناً یہ ایک اچھوتی تحریر ثابت ہوگی کافی عرصہ یاد رکھی جائے گی۔ موسٹ بیسٹ عنوان "دانش کدہ" ہے جس میں اسلامی معلومات ملتی ہیں واقعی میرے انکل مشتاق قریشی صاحب نے ایک اچھا سلسلہ شروع کیا ہے۔ انکل صاحب کو ان کی بھتیجی کی طرف سے مبارک باد دیں ورنہ...... بڑی دیر ہوئی تھی آنچل سے سلام نہ دعا نہ کوئی محبت نہ پیغام۔ قیصر آرا صاحبہ میں اک بار پھر مصروف ہوں دوسری بار ایم کررہی ہوں وہ بھی اردو میں تا کہ عالمی ادب پہ بھی نگاہ ہوجائے اور میں آنچل کو اچھے اچھے ناول لکھ کے دے سکوں کیونکہ میری تحریر "عجب ہے محبت غضب ہے چاہت" اللہ کے فضل وکرم سے تفلیکشن کے مراحل تو کامیابی سے طے کرچکی ہے مگر اشاعت کے مراحل ہنوز ویسے ہی ہیں چلے دیکھیں کب تک...... قیصر آرا آپا صاحبہ اس بار یہ لاسٹ ایگزام ہوگا تو تیار رہیے گا۔ میں نے فون کرکر کے اور خط لکھ لکھ کے آپ کو تنگ کردینا ہے پھر آپ سوچیں گے کہ اس کی کہانی شائع کردیتے تو اچھا تھا ورنہ یقیناً میری آہیں انجمن کی طرح آپ کو آنچل کے در و دیوار سے لپٹی ہوئی نظر آئیں گی اور راتوں کو ڈرائیں گی سچ مجھے بتادیں کب وہ سہانا دن دیکھنا مجھے نصیب ہوگا جس دن میری تحریر آنچل کی زینت بنے گی والسلام۔

ثوبیہ کوثر...... ملتان السلام علیکم! عزیز از جان قارئین امید کرتی ہوں سب خیریت سے ہوں گے پچھلے تین سال سے آنچل کی خاموش قاری تھی آج ہمت کرکے قلم اٹھا ہی لیا پلیز شہلا آپی مجھے خوش آمدید کہہ کر تھوڑی سی جگہ دے دیجیے۔ حسب معمول ہر بار کی طرح اس بار بھی 28 فروری کو آنچل ماہدولت کے ہاتھوں میں تھا کھولنے سے پہلے ہی دل بلیوں اچھلنے لگا سب سے پہلے چھلانگ لگائی سرگوشیوں کی طرف۔ تعارف میں آج کون سی شہزادی سے ملاقات ہونے والی ہے۔ ناربہ بی بی سے مل کر اچھا لگا اگر تم K-2 کی چوٹی پر گھر بنوانا تو پلیز اینکسی میں مجھے ٹھہرانا میرے ساتھ تمہیں خوب مزا آئے گا۔ مل کر خوب انجوائے کریں گے نہیں تو تم سے بور ہوجاؤ گی۔ اس کے علاوہ فیض اسحاق سے ملے مجھے اس نام میں تھوڑی کنفیوژن ہے فیاض ہے یا فیض ہے پلیز فیاض تم ہی بتانا۔ بہر حال تمہارا نام منفرد ہے اچھا لگا اور اللہ سے دعا ہے کہ آپ انگلش میں ماسٹر کرکے لیکچرر بن جاؤ آمین اور سونی علی تمہاری خوب صورتی کے متعلق جان کر مجھے چکر آنے لگے ہائے داد دے تم نے خاصی بہادری کا مظاہرہ کیا ہے کہ سچ سچ بتادیا۔ چلو اس خوب صورتی کا راز بھی بتاتا مجھے نہیں باقیوں کو کیونکہ میں تو پہلے سے ہی خوب صورت ہوں ماشاءاللہ تو کہہ دو اور زہرہ دلدار تم نے مزاج پوچھا تھا تو میں بالکل خیریت سے ہوں عرصے کی بات بتاؤں تم میں اور مجھ میں ایک چیز کامن ہے کہ ہماری سالگرہ اکتوبر میں ہوتی ہے تمہاری 3 اور میری 17 اکتوبر...... خیر مجھے وش ضرور کرنا۔ اب آتے ہیں اپنے پسندیدہ ناول "جھیل کنارا کنکر" کی جانب پلیز نازیہ آپی حورعین کو عذیر سے الگ مت کیجیے گا۔ عشناء جی ڈھیروں ڈھیر مبارک اینڈ اقراء آپی! آپ بھی سن لیں طغرل کو پارس کے ساتھ ہی رہنے دیں اور پیاری آپی جی! یہ حکم نہیں بلکہ ہماری درخواست ہے اس کے علاوہ سمیرا آپی بھی اچھا لکھ رہی ہیں۔ اس لباز کا تو بندہ منہ ہی توڑ دے پھر دوڑے چلے آئے "مجھے ہے حکم اذاں" ام مریم جی مجھے لگتا ہے کہ زندگی نے جسے دیکھا ہے وہ عباس ہے۔ بہر حال یہ بھی لگتا ہے کہ عباس نہیں ہے کیونکہ گزشتہ اقساط میں آپ نے بتایا ہے کہ وہ ایشین ہے اور پلیز سکندر کو اب لاریب کے ساتھ ہی رہنے دیں علاوہ ازیں میزاب کمال اور انیس کو پڑھ کر اچھا لگا۔ عائشہ نور محمد ہمیشہ اچھا لکھتی ہیں باقی سب تحریریں بھی اچھی تھیں پڑھ کر اچھا لگا پھر آئے آئینہ کی طرف نادیہ یسین کو پڑھ کر خوشی ہاہاہا...... کیوں؟ وہ جانتی ہے فروری کے آنچل میں اس کے ساتھ کیا ہوا ہاہاہا۔ "دوست کا پیغام آئے" میں نازیہ آپی نے انٹری ماری خوشی ہوئی نازیہ آپی آئندہ بھی آتی رہیے گا۔ باقی پورا آنچل اچھا تھا۔ اچھا جی تبصرہ تو کچھ زیادہ ہی لمبا ہوگیا اب اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ کہ آنچل اور آنچل والے ڈھیروں ڈھیر کامیابی پائیں آمین۔ آپ سب میرے بارے میں رائے ضرور دیجیے گا میں منتظر رہوں گی اللہ نگہبان۔

☆ڈیئر ثوبیہ! پہلی مرتبہ شرکت پر خوش آمدید۔

سمیرا عثمان...... گل امام پیاری آپی شمائلہ السلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟ محفل میں پہلی مرتبہ شرکت کررہی ہوں جگہ ملے گی یا نہیں؟ ہمیں آپ بہت اچھی لگتی ہیں میری دعا ہے آپ صدا خوش وخرم رہیں اور ہماری حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ اب اچھی دعا کے ساتھ رخصت کریں والسلام۔

☆ڈیئر سمیرا! خوش آمدید ہم آپ کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے لیے ہر دم موجود ہیں۔

مدیحہ نورین...... برنالی السلام علیکم شہلا آپی کیسی ہیں آپ؟ گرمیوں کی آمد آمد ہے کیسا لگ رہا ہے ہاہاہا! کیا بورنگ سوال ہے او کے عائشہ نور محمد ام مریم نازی آپی سمیرا آپی ویری نائس کیا خوب لکھا دل میں آنچل مچادی گڈ لک! سباس گل آصف مجبور شمیلا خان کی نظمیں اچھی تھیں۔ فریدہ کا شعر اور سباس گل کا انتخاب یادگار لمحے میں پسند آیا باقی تمام مرحلے بھی عمدہ تھے۔ شہلا آپی آپ اکثر میرے ساتھ ناانصافی کرجاتی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے سب پڑھنے والوں کو سلام آنچل یہی برتھ ڈے ٹو یو۔ شمیم تمہاری 22 مارچ کو شادی تھی مبارک ہو آپ سب کی دوست۔

☆پیاری مدیحہ! ہماری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ سب کو محفل میں شرکت کا موقع ملے اتنا ہی کہوں گی۔

"پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ"

آنسہ شبیر عطاریہ...... گجرات السلام علیکم! کیا حال ہے؟ بزم آنچل میں شامل تمام ریڈرز اور رائٹرز کو میرا محبتوں اور چاہتوں بھرا سلام قبول ہو اور رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ ملک پاکستان پر اپنا رحم فرمائے۔ مارچ 2013ء کا آنچل ہاتھوں میں ہے سرورق پر کھڑی دوشیزہ واقعی بہت پیاری لگ رہی ہے۔ در جواب آں میں آنٹی آئی خوب صورتی اور محبت سے جواب دیتی ہیں واقعی نصف ملاقات ہوجاتی ہے اور سرگوشیاں پڑھیں واقعی ہمارے روشنیوں کے شہر کو نجانے کس کی نظر لگ گئی ہے لیکن ہر رات کے بعد سویرا ضرور آتا ہے خدا کرے ہمارا کراچی ایک بار پھر روشنیوں کا شہر بن جائے آمین۔ "حمد ونعت" سے دل کو منور کیا اور اس کے بعد اپنی موسٹ فیورٹ رائٹر کا ناول "ٹوٹا ہوا تارا" کی طرف چھلانگ لگائی اور ہر دفعہ سوچ اس محور کے گرد گردش کرتی ہے کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا کون ہے پلیز سمیرا آپی! شہوار اور مرتضیٰ کو اس ٹوٹا ہوا تارا سے دور ہی رکھیے گا۔ باقی ناول اور افسانے جو پڑھے ہیں وہ بہت اچھے ہیں باقی "بیاض دل" میں سباس جی اور اریبہ شاہ کی پسند بہت اچھی تھی اور "یادگار لمحے" میں مدیحہ نورین کی بات واقعی بہت اچھی تھی کہ انسان کی شخصیت واقعی اس کی زبان میں پوشیدہ ہوتی ہے اور شخصیت کی عکاسی کرتی ہے اور "ہم سے پوچھیے" میں شمائلہ جی کے جوابات پڑھ کر ہنسنے پر مجبور ہوگئے اور "ڈش مقابلہ" میں نہ پکانے کا شوق اور نہ ہی کھلانے کا شوق بس کھانے کا شوق ہے (ہاہاہا) اور سباس آپی کی غزل بہت اچھی تھی۔ باقی آنچل زیر مطالعہ ہے اور اب اجازت دیجیے اس ایک اچھی ہی بات پر کہ اگر غلطی نہ ہونے پر بھی کوئی آپ سے معافی مانگ لے تو سمجھ لینا وہ آپ سے زندگی بھر کا رشتہ رکھنا چاہتا ہے فی امان اللہ۔

کوثر خان...... بھولپور السلام علیکم! آج میں ہمت کرکے آپ کی محفل میں آئی ہوں نہ جانے کیا سلوک ہو۔ بہر حال میں یہ نہیں

کہہ سکتی کہ میرا اور آنچل کا ساتھ بہت پرانا ہے۔ میں شعاع' خواتین اور کرن کی بہت پرانی قاری ہوں تقریباً 22 سال سے مستقل پڑھتی آرہی ہوں ایک دفعہ میری بہنوں نے مجھے آنچل پڑھنے کے لیے دیا اس وقت سنگین حیدر لغاری اور میرب سیال کا ناول چل رہا تھا بس وہیں سے آنچل پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا جو اب تک چل رہا ہے۔ آنچل کی رائٹر عفت سحر' اقراء صغیر' نازیہ کنول نازی' عشناء کوثر سردار' ام مریم' سمیرا شریف طور اپنی تحریروں کے ذریعے دلوں کو جیت لینے میں ماہر ہیں۔ عشناء جی ہمیشہ خوب صورت خوابوں کی دنیا میں لے جا کر غم دنیا سے تھوڑی دیر کے لیے غافل کر دیتی ہیں۔ نازیہ کنول نازی "جھیل کنارا کنکر" کیا بات ہے نازیہ جی! (تسی گریٹ ہو) بہت خوب صورت انداز ہے آپ کے لکھنے کا' خدا تعالیٰ آپ کو ہر دکھ پریشانی سے دور رکھے آمین۔ شہلا جی آنچل میں نبیلہ عزیز سے بھی کوئی ناول لکھوائیں۔ "ٹوٹا ہوا تارا" بہت خوب صورتی سے آگے بڑھ رہا ہے' ویل ڈن سمیرا جی! "بھیگی پلکوں پر" اقراء جی لڑکی ایک دیوانے دو پیدا کر دیئے جس کا بھی دل ٹوٹے گا دکھ ہی ہوگا بہر حال بہت زبردست اقراء جی! اب آتے ہیں "مجھے ہے حکم اذاں" میں ام مریم جی جتنا خوب صورت آپ لکھتی ہیں آپ کی یہ تحریر اتنی جاندار نہیں لگ رہی' جیسی تم آخری جزیرہ ہو آپ لکھ دی ہیں' باقی "گئی رتوں کا ملال" اور مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے اچھی تحریریں تھیں۔ خدارا ناول زیادہ دیا کریں' افسانے کم۔ "بیاض دل" میں نبیلہ لیاقت سرگودھا کا انتخاب اچھا تھا' ٹائٹل بھی ٹھیک تھا' تصویر سے ماڈل لگتی تھی (کہ ہم ساہو تو سامنے آئے)۔ "کام کی باتیں" اچھی تھیں جناب اگر حوصلہ افزائی ہوئی تو مزید لکھیں گے ورنہ مشکل ہے اجازت دیں۔

☆ ڈیئر کوثر! خوش آمدید آپ کا تفصیلی تبصرہ بہت پسند آیا امید ہے آئندہ بھی شریک محفل رہیں گی۔

فائزہ بھٹی...... پتوکی۔ السلام علیکم! شہلا آپی کیا حال ہیں آپ کے؟ ویسے تو آئینہ میں یہ میرا چوتھا خط ہے مگر خدا کے فضل و کرم سے ایک بھی آئینہ کی زینت بننے کا شرف حاصل نہیں کر سکا مگر میں بالکل بھی آپ سے خفا نہیں ہوں کیونکہ اگر آپ کے بس میں ہو تو آپ ہر ایک کا خط شائع ضرور کریں اور یہ خط اگر لال ہوا تو ضرور شائع ہوگا ورنہ قلم بھی اپنا' کاغذ بھی اپنا' ہاتھ بھی اپنا اور آنچل بھی۔ اب بات ہو جائے کہانیوں کی تو سب بیسٹ ہیں مگر سمیرا جی "ٹوٹا ہوا تارا" نے تو دل کے تار چھیڑ دیئے ہیں فنٹاسٹک اسٹوری ہے یقین مانیے! نازی بھی بہت اچھا لکھ رہی ہیں عشناء کوثر نے تو اپنی اسٹوری "اور کچھ خواب" اس قدر رومینٹک انداز میں ختم کر کے تمام گلے دور کر دیئے ہیں خدا ان نے تو کمال کر دیا۔ مکمل ناول بھی بہت خوب صورت ہوتے ہیں اور شاعری تو کمال کی ہوتی ہے تبصرہ نگار سب اچھی ہیں مگر دعا زاہد' شمع مسکان' شگفتہ خان جیا اور وہ تمام قاری بہنوں کو شوق سے پڑھتی ہوں۔ آپی اگر خط لیٹ بھی ملے تو اگر ہو سکے شائع کر دیجیے گا کیونکہ ہمیں خط بھیجنے میں بہت مشکل ہوتی ہے بہت سی دعاؤں کے ساتھ خدا حافظ۔

☆ ڈیئر فائزہ! آپ کا تبصرہ شامل اشاعت ہے' امید ہے آپ کا شکوہ دور ہو گیا ہوگا۔

روبی خان یوسفزئی...... اس بار میگزین ہاتھ میں آیا تو سب سے پہلے آئینہ میں اپنا عکس دیکھنے کی کوشش کی مگر دوبار پڑھنے کے بعد بھی مجھے میرا نام کہیں نہیں ملا تو مجھے بہت دکھ ہوا آپ کو کیا معلوم کہ گھر میں سب کی منت کرنے کے بعد میگزین کوئی لا کر دیتا ہے اور پھر اتنی ہی محنت کے بعد خط پوسٹ ہوتا ہے اس کے بعد اگر شائع نہ ہو تو دکھ تو ہوتا ہے ناں۔ تو اب ہو جائے تھوڑا سا تبصرہ عائشہ نور محمد کا "تم سے محبت ہوئی" پڑھا' سدرہ عمران کا "گئی رتوں کا ملال" بہت ہی اچھا لکھا بڑا زبردست ہے۔ "مجھے ہے حکم اذاں" بھی بہت پیارا ناول ہے علاریب کا نکاح سکندر سے ہونا تو نہیں چاہیے تھا مگر خیر اب آگے پڑھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ "بہنوں کی عدالت میں" سمیرا شریف طور کو پڑھا اچھا لگا۔ آخر میں آنچل اور تمام اسٹاف کے لیے بہت سی دعائیں کہ خدا ان کو ہمیشہ کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔

فوزیہ سلیم...... چیچہ وطنی۔ شہلا کیسی ہو؟ آنچل والوں نے آپ کو بہت مشکل سا کام سونپ رکھا ہے لوگوں کے اعتراض بھرے خطوط وصول کرنے کا' مارچ کا ماہنامہ بہت ہی اچھا تھا۔ ٹائٹل بھی پسند آیا "حمد و نعت" سے فیض یاب ہونے کے بعد دکھ بھری سرگوشیاں افسردہ کر گئیں' رب پاک روشنیوں کے شہر کو تا قیامت روشن رکھے اور تمام آزمائشیں ختم ہو جائیں۔ نازیہ کنول نازی نے تو اس بار کمال کیا ہے ایک ہی جمپ لگا کر تمام کرداروں میں ہلچل مچا دی ہے' نوری گڈ لیسی ہی چلتی رہیں۔ سدرہ سحر عمران کا ناول "گئی رتوں کا ملال" بہت ہی زبردست تھا جو رائٹر دکھ کو الفاظ میں ڈھال لیتے ہیں وہ یقیناً زندگی کو سمجھ لیتے ہیں' سدرہ کی کاوش بہت اچھی تھی۔ "مجھے ہے حکم اذاں" بھی اچھا جا رہا ہے ام مریم لکھتی رہو مکمل ہونے پر فیصلہ کریں گے۔ نزہت جبیں ضیاء اور عائشہ خان کے افسانے بھی اچھے تھے "میرا ہمنوا" سمیرا غزل اور "تم سے محبت ہوگئی ہے" عائشہ نور کی کاوش بھی پسند آئی۔ اس شمارے کا جو بیسٹ افسانہ تھا "یہ جنوں ہے راہ عشق" عظمیٰ شاہین رفیق مختصر الفاظ میں دریا کو کوزے میں بند کیا ہے وطن کی محبت کو بہت پیارے الفاظ میں اتارا ہے جو لوگ وطن پر لکھتے ہیں وطن کی محبت پر بات کرتے ہیں وہ بھی بہت عظیم ہوتے ہیں۔ بس رب پاک ہم سب کو اپنے ملک کی محبت عطا فرمائے اور ترقی کا زینہ دے آمین۔ مستقل سلسلے اچھے تھے' بس شاعری کو کچھ چھانس اپ کر کے دیا کریں۔ شہلا کے لیے اتنا ہی' کوئی غلطی ہو تو معاف کرنا' رب سوہنا آپ کو آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو آسانیاں اور کامیابیاں دے اور آسانیاں تقسیم کرنے کا شرف بخشے آمین۔

☆ اب اگلے ماہ تک کے لیے رخصت اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن پاکستان اور تمام ہم وطنوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔

aayna@aanchal.com.pk

دوست کا پیغام آئے

ہما احمد

پیارے آنچل' بشریٰ' فزا بجو کے نام

السلام علیکم! میرے پیارے آنچل سب سے پہلے آپ کو سالگرہ مبارک' میری دعا ہے کہ یونہی ترقی کی منازل طے کرتا رہے۔ ہمارا آنچل ہمارا سائبان یونہی سلامت رہے آمین۔ آنچل کے بغیر ہم ادھورا پن محسوس کرتے ہیں کیونکہ آنچل ہماری روح میں بس چکا ہے' جی آنچل جی آئی ریئلی لائک یو اینڈ ریئلی لو یو میرے پیارے آنچل Happay Birhday Aanchal. میری پیاری دوست بشریٰ نوید باجوہ آپ کی سالگرہ بھی میرے آنچل کے ساتھ ہے' 19 اپریل کو آپ کی سالگرہ ہے آپ کو میری طرف سے بہت بہت سالگرہ مبارک' جیو ہزاروں سال' ہمیشہ خوش رہیں' خدا ہماری دوستی کو بھی سلامت رکھے' آمین۔ بشریٰ فرینڈ آپ بہت اچھی ہیں' خدا آپ کی مسکراہٹ کو بھی قائم رکھے' اداس مت ہوا کریں یار! ہم ہیں نا آپ کے دوست۔ جاناں کی دعائیں ہر پل آپ کے ساتھ ہیں' میری پیاری بجو دوست فزا باجی آپ کی سالگرہ 25 اپریل کو ہے آپ کو بھی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ ہمیشہ خوش رہیں یار! ٹینشن نہ لیا کریں' بے شک اس اسپیشل ڈے پر ہم آپ کے بھائی اور ممی کی کمی نہیں پوری کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو تنہا نہیں ہونے دیں گے۔ بجو یا آپ خوش رہیں آپ کی مسکراہٹ کو بھی کسی کی نظر نہ لگے۔ لو یو بجو! ہم آپ کے ساتھ ہیں' فزا باجی خوش رہیں۔ سمیعہ میری ثومی یعنی ثنا علی تمہاری سالگرہ 7 اپریل کو ہے تمہیں بھی تمہاری سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ ثومی خوش رہو یار! کیا گفٹ ملا یاسر بھائی سے ضرور بتانا۔ کول شہزادی میری سسٹر کومی' تمہاری سالگرہ 4 اپریل کو ہے تم کو بھی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ گڑیا کہاں چلی گئی ہو پلیز رابطہ کرو۔ 10 مارچ کو میرا گوشہ شہزادہ میرا بھتیجا جو 2 سال کا ہو گیا ہے' بہت مبارک ہو بھائی' بھابی نازیہ اور اس کی تمام پھوپو اسپیشلی جاناں کی طرف سے سالگرہ مبارک ہو یارو گوشو لو یو شونو۔ آخر میں تمام دوستوں کو بہت سلام' کوثر اعوان' شمیلہ' شمی' فری یار' خوش رہو ناراض مت ہوا کرو۔ خدا تم کو ہمیشہ خوش و آباد رکھے' آمین۔ اریبہ رانی خوش کیوں نہیں رہتی' جاناں تمہاری خوب صورت ہنسی کو بہت یاد کر رہی ہے پلیز اپنی مسکراہٹ ہمیں دوبارہ دکھا دو۔ کرن تم کو کیا ہو گیا ہے' کیوں اتنی ننھی سی عمر میں اتنے غم لگا بیٹھی ہو' خوش رہو۔ ماہ رخ میں آپ کی دوست یار! ہماری دوستی پکی۔ اب تو خوش ہونا' لو یو آل فرینڈز۔ اجازت' اللہ حافظ۔

جاناں...... چکوال

سویٹ بھانجے فاران عنصر اور آنچل کی پریوں کے نام

السلام علیکم! سویٹ کیوٹ فاران عنصر (میاں چنوں) 4 اپریل کو ساتویں سالگرہ مبارک ہو' ہماری دعا ہے اللہ آپ کو لمبی زندگی' صحت ایمان اور خوشیوں کے ساتھ دے' ہمیشہ یوں ہی ہنستے کھلکھلاتے' مسکراتے' چہچہاتے رہو۔ نانو اور ماموؤں کی طرف سے بھی دعائیں' باجی گلناز' بھائی عنصر رانا' فیضان اینڈ پیاری عائقہ مریم کو بھی بہت سی دعائیں' پیار سلام قبول ہو۔ پیاری آنچل فرینڈز کیسی ہیں آپ سب؟ سب سے پہلے فضا اسلم (3 مارچ) شہزادی سعادت یکم مارچ' آپ تینوں کو لیٹ ہیپی برتھ ڈے اور بیسٹ وشز۔ اپریل میں پیاری سسٹر ثوبیہ مرزا (4 اپریل) حمیرا نگاہ (11 اپریل) ام کلثوم سویٹ 15 اپریل' ثناء علی 15 اپریل' عامرہ (کوئٹہ) 25 اپریل' سائرہ لنگڑیال 3 اپریل' آپ سب کو ہیپی برتھ ڈے اینڈ ڈھیر ساری نیک دعائیں تمنائیں۔ "شمیلہ یونس تمہارا گفٹ کیا ہوا سوٹ بہت پیارا بہت پسند آیا' بہت بہت شکریہ تمہاری اس محبت کا۔" ام مریم آپ نے اپنے دو ناولز مجھے گفٹ کیے جس کے لیے میں آپ کی بے حد ممنون ہوں۔ اللہ پاک آپ پر اپنی رحمتوں کا سایہ رکھے آمین۔ فریدہ فری آپی آپ بہت نائس ہیں' آپ کی گفٹ کردہ شاعری کی کتاب مجھے ہمیشہ آپ کی یاد دلاتی رہے گی۔ ڈیئر جاناں کیسی ہو اتنی مصروفیات میں بھی مجھے ہمیشہ ریپلے کرتی ہو بہت اچھا لگتا ہے۔ فضا اسلم تم تو بہت پڑھا کو ہو یار' دیکھ لو میرے بھی پیپرز ہیں لیکن ابھی تک میں نے کتابیں چیک نہیں کی (ہاہاہا) اریبہ شاہ کال کرنے کا شکریہ' صنم ناز خوش رہا کرو۔ فصیحہ آصف' شاہ وقاص' صدف مبشر' امید چوہدری' ام فروا اور باقی آنچل فرینڈز کو سلام دعائیں' دعا گو۔

بشریٰ باجوہ...... اوکاڑہ

بہت ہی اپنوں کے نام...... ان سب کے جنم دن پر

پیارے دوستو! پیارے رشتو! فاطمہ آپ سب کو آپ سب کے جنم دن کی مبارک باد دینا چاہتی ہے۔ ان میں امی' ابو' جویریہ آپی' حفصہ' علی' وقار' کاشف' فہمیدہ' حسنات' شمسہ' وردہ' حمنہ' چھوٹو' سمیع' عاصمہ...... etc سب لوگ شامل ہیں آپ سب کے لیے

میری دعا ہے کہ

تم لمحوں کو قید کرلو

ہر خوشی کو اپنے اندر سمو لو اور......

تمہاری ہر آرزو ہر تمنا پوری ہو

اور......

میری حیات و کائنات تمہیں لگ جائے

(آمین)

فاطمہ عاشی...... جھنگ صدر

انکل، پرنسپل، فرینڈز اور تمام آنچل اسٹاف کے نام

السلام علیکم! پیاری نازی آپی! کیسی ہیں آپ؟ سب سے پہلے تو میں اپنی پرنسپل اور انکل کی اور دادا ابو کی بے حد مشکور ہوں جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے میں اس مقام تک پہنچی ہوں۔ خدا ہمیشہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور وہ ہمارے لیے اسی طرح مشعل راہ ثابت ہوں۔ طاہر بھائی خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے جنہوں نے آنچل تک پہنچنے میں میری مدد کی۔ آنچل میرا فیورٹ ڈائجسٹ ہے مزے کی بات بتاؤں میں نے زندگی میں پہلا ڈائجسٹ آنچل ہی پڑھا تھا اور آج تک صرف آنچل ہی پڑھ رہی ہوں، خدا آنچل کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔ میری طرف سے میری تمام فرینڈز رابعہ، بریرہ، طیبہ، انجم اور کزن عائشہ کو ڈھیر سارا سلام اور دعا۔ خدا انہیں خوش رکھے آمین۔ آپ سب کی فرینڈ۔

تانی نایاب شازی...... گوجرہ

اٹلی میں مقیم بھائی کی تعظیم میں

رنگ بدلتی دنیا کے جھرمٹ میں تمام اراکین کائنات کی راحتوں و لطافتوں میں انتشار پیدا کرنے والے اسباب و عناصر کے باوجود زیرک، دور اندیش، معاملہ فہم، راست گو۔ باریک بین کائنات کی رنگینیوں سے مزین اپنے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ منسلک ہر فرد کے لیے دل میں الفتوں کا جہان سموئے، خفگی و کرختگی کے مظہر فی الحقیقت تمام خوب صورت رشتوں سے متعلق بے حد و حساب حساسیت کا پیکر، بے پناہ جیالے و صاف گو، تمام ظاہری و باطنی ان گنت اوصاف پر مبنی شخصیت کی توصیف کو الفاظ کے روپ میں سنہری صفحات کی زینت بنانے کی جستجو ناکام ہے۔ عقیدت کے شاہکار کی تمام مخلوق کائنات سے بے غرض و لاثانی چاہت و محبت کو تحریری خراج تحسین۔

سعدیہ عبدالعزیز...... گجرات

پیاری سویٹی انفال کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو تم سویٹی! ارے یار و اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟ تم مجھے بھول گئی ہو تو کیا میں بھی تمہیں بھول جاؤں؟ ناں جی ناں، میں تمہاری جان اتنی آسانی سے نہیں چھوڑنے والی۔ او کے یار! میں نے اپنی غلطی مان تو لی ہے پلیز ناراضگی چھوڑ دو اب مان جاؤ نا۔ دیکھو اب تمہیں سویٹ آنچل کے ذریعے سوری کر رہی ہوں، ویسے بھی اتنا غصہ میری کیوٹ سی سویٹی پہ اچھا نہیں لگتا پلیز پلیز سوری! مان جاؤ نا۔ چلو چھوڑو اب جانے دو، اتنا بھی کیا غصہ کرنا، کچھ اپنی کہو، کچھ میری سنو۔ یوں چپ چپ رہ کر دل ہی دل میں کیا کڑھنا......؟ ایک بات میری یاد رکھنا انفال جی! میری جیسی مخلص دوست آپ چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں گی نا تو بھی نہیں ملے گی۔ اس کا اندازہ آپ کو جلد ہی ہو جائے گا، اللہ حافظ اپنا خیال رکھنا۔ تمہاری نادان دوست۔

صائم خان...... عبدالحکیم کینٹ

سویٹ دل والے گروپ کے نام

السلام علیکم! تمام فرینڈز آپ کو آنچل کی سالگرہ مبارک ہو۔ چندا مثال، بیا اٹک، ثناء کنول بختاور، نورین شاہد، مسکان قصور، شمع مسکان، فاخرہ، سیدہ شاہ کاظمی، شاہ زندگی، صبا نواز بھٹی، نادیہ کامران، فضالہ ناز، ایمن وفا باقی تمام قاری بہنوں اور اسٹاف کو آنچل کی سالگرہ مبارک۔ شاہ زندگی اور انیس انجم کے بارے میں جان کر اچھا لگا۔ شاہ زندگی 5 اپریل کو اور فضالہ ناز 14 اپریل کو سویٹ دل والے گروپ کی طرف سے سالگرہ مبارک، اللہ تمام فرینڈز کو رحمتوں سے نوازے اور آنچل کو بھی، خدا حافظ۔

کومل رباب افضل...... شاہدرہ لاہور

آپی آپ کے نام

السلام علیکم! یہ میرا پہلا اور آخری پیغام ہے کیونکہ رمشاء عظمت اور شیزا کنول نے 8th کلاس کے بعد ہمارا اسکول چھوڑ دینا ہے۔ رمشاء عظمت میری بہترین دوست ہے اور شیزا بھی۔ آپی! وہ دونوں اب سے ہی بے حد اداس ہیں اس وجہ سے میں نے سوچا کہ ان کے پسندیدہ ڈائجسٹ کے ذریعے ان دونوں کو مخاطب کروں۔ باجو پلیز اس پیغام کا ایک ایک لفظ میرے لیے اور ان کے لیے قیمتی ہے۔ شیزا کنول میں نے شروع میں آپ کو سخت سمجھا لیکن برا نہیں ایک سال کم نہیں ہوتا میں جان گئی تھی کہ آپ اوپر سے اخروٹ کی طرح سخت ہیں اور اندر سے بے حد نرم "بیوٹی کوئن" آپ بہت اچھی ہو، پتا ہے کتنی؟ جتنی پریشے جہانزیب بھی نہیں تھی اور کبھی خود کو اکیلا نہ سمجھنا کیونکہ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہوں گی اور ہاں آپ کو پھر بتا دوں آپ اچھی نہیں بلکہ بے حد عظیم ہو اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ شیزا کنول اور اب یہ نہ کہنا کہ آپ کی کوئی دوست نہیں تھی کیونکہ میں ہوں نا (SRP)۔ رمشا! آپ بھی مجھے اور مریم کو معاف کر دینا کیونکہ ہم نے آپ کو بے حد تنگ کیا ہے۔ نیک دل پری (میں آپ کو) آپ ہو ہی اس قابل کہ ہم آپ کو کبھی نہیں بھول سکیں گے جس طرح عادل زمان، علیزہ جمال کو نہ بھول سکا اور پریشے بھائی افق ارسلان کو۔ رمشاء کبھی اداس نہ ہونا (ہمارے بغیر) اور نئی دوستیں تو ہرگز نہ بنانا ورنہ آپ کو جیتی جاگتی مریم کی لاش سے گزرنا ہوگا۔ رمشا آپ کو ہم ہمیشہ یاد رہیں گی، مجھے خود یہ یقین ہے اور ایک مرتبہ پھر کہ رمشاء آپ بہت عظیم، اچھی، پیاری، نیک دل (نہیں) ہو۔ خدا حافظ رمشاء آپ ہمیشہ میری دعاؤں میں رہیں گی۔ شیزا اور رمشاء نئے اسکول جا کر اداس نہ ہونا کیونکہ ہم ہیں نا (آپ کے دلوں) میں یار اداس کیوں ہوتی ہو۔ خدا حافظ شیزا کنول اور رمشاء فی امان اللہ۔ رمشاء عظمت! دعاؤں میں یاد رکھنا۔

صدف مختار...... بوسال قصور

پیارے آنچل اور اپنوں کے نام

سب سے پہلے تمام آنچل قارئین اور اسٹاف کو آنچل کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ خدا آنچل کو ایسے ہی کامیابیوں سے ہمکنار رکھے۔ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہے تو اب آتے ہیں محمد سلیمان کی طرف، میرے پیارے بیٹے 1 اپریل کو آپ ایک سال کے ہو جاؤ گے تو بیٹا جی ماما اور چاچی کی طرف سے سالگرہ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کا سچا بندہ بنائے، آمین ثم آمین۔ جی جی ہم آپ کو بھولے نہیں ہیں، مجھے پتا ہے 3 اپریل کو سعدیہ جی آپ کی سالگرہ ہے تو میری پیاری کزن، بہن اور موجودہ دیورانی صاحبہ آپ کو سالگرہ بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے ہی ہنستا مسکراتا رکھے آمین۔ پیاری بھتیجی پلس بھانجی جاشیہ آپ 11 اپریل کو دو سال کی ہو جاؤ گی تو خالہ اور آنی کی طرف سے سالگرہ بہت مبارک ہو۔ بھائی دلاور اور آپی کلثوم کو ڈھیروں مبارک باد، جاشیہ کی سالگرہ کی۔ آپی دیکھا کیسے وش کیا ہے؟ آپ نے تو سوچا بھی نہیں ہوگا کہ مجھے یاد بھی ہے، سالگرہ کہ نہیں۔ بھائی ناراض کیوں ہو رہے ہو ہمیں معلوم ہے اپریل ہی میں آپ کی شادی کی سالگرہ ہے تو بھائی عبدالحمید اور بھابی ثمرین 24 اپریل کو آپ کی شادی کو پورے دو سال ہو جانے ہیں تو آپ کو میری طرف سے اور سعدیہ کی طرف سے شادی کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ایک دوسرے کا مخلص اور فرماں بردار بنائے، دونوں خوش رہو، شاد رہو، آباد رہو، آمین۔ آخر میں تمام بہنوں اور کزنز کو سلام اور آنچل قارئین میں سے کوئی دوستی کرنا چاہے تو ہم حاضر ہیں کیونکہ ہم دوستوں کے دوست ہیں آپ سب کی اپنی۔

سعدیہ اینڈ مریم عبدالرحمن...... نامعلوم

سویٹ کزن اقراء اور گھر والوں کے نام

السلام علیکم! ڈیئر اقراء کیسی ہو؟ اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے، 8 اپریل کو تمہاری برتھ ڈے ہے تو سوچا کیوں نہ تمہیں آنچل کے ذریعے وش کریں۔ سو میری اور پھوپو اقصیٰ کی طرف سے ہیپی برتھ ڈے ٹو یو، منی منی ہیپی رٹرنز آف دا ڈے، ٹو آل مائی بیسٹ وشز۔ اس کے علاوہ ریداء کو (آئی لو یو) پھوپو نجمہ، پھوپو توشابہ، پھوپو فرح اور ساتھ میں چچی آمنہ کو سلام اور باقی سب کزنز کو بھی سلام اور پیار۔ اقراء میلہ پر ضرور چکر لگانا، میں انتظار کروں گی، او کے اور ہاں آنٹی جی آپ کو بھی بولنا تھا کہ پلیز آنٹی شمیم آپ بھی ضرور آنا میلہ پر، خوب انجوائے کریں گے پلیز سب دعاؤں میں یاد رکھیے گا، خدا حافظ۔

سنیاں زرگر...... جوڑہ

تبسم سحر راؤ...... بھکر کے نام

السلام علیکم! سسٹر کیا حال ہیں؟ اللہ آپ کو خوش رکھے، آمین۔ آپ کے سوال پڑھے تو آپ بڑی اداس دکھائی دیں، لوگوں کو بھولنے کا نسخہ، وہ تجھ کو بھولیں ہیں تو تجھ پر بھی لازم ہے تبسم، خاک ڈال، آگ لگا، نام نہ لے، یاد نہ کر (سوری آپ کے معاملات میں دخل اندازی کی) پر میں آپ کے سوال پڑھ کر اداس ہو گئی۔ اللہ آپ کی پریشانیاں دور کرے، آپ کو دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب فرمائے، آمین۔ جیو ہماری، رسالے کی جان، دلوں کی بہار، آنکھوں کی ٹھنڈک، پروین افضل شاہین آپی آئی ریئلی لو یو۔ میری طرف سے آپ کو آنچل کی سب سے اسمائیلی ہیپی آپی کا ایوارڈ! آپ کے سوال پڑھ کر جتنا میں خوش ہوتی ہوں نا، اللہ آپ کو اس سے زیادہ خوش رکھے پلیز آپی ضرور لکھتی رہا کریں۔ آپ میری دعاؤں میں شامل ہیں، تیسرا نمبر ہے انا احب آپی جی! کیوں بدل گئے نا، آخر آپ بھی ہو گئیں مرد مرید ہاہاہا۔ لوگ خصوصاً مرد شادی کے بعد عورت

مرید ہوتے ہیں مگر آپ کا معاملہ الٹ ہوگا لیڈی ڈیانا! دعاؤں میں یاد رکھیے گا سب۔

نبیلہ خان سون......عبدالحکیم خانیوال

صائمہ احمد سومرو اور سیدہ جیا عباس اور آنچل کے تمام رائٹرز

چاہتوں محبتوں بھرا اسلام! صائمہ احمد میں پہلے بھی آپ سے دوستی کی خواہش مند تھی اور اب بھی ہوں۔ اللہ پاک آپ کی والدہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ میں بھی حیدرآباد میں رہتی ہوں آپ مجھ سے دوستی کریں گی؟ پچھلے پیغام میں تفصیل سے لکھا تھا لیکن شائع نہیں ہوا آئندہ تفصیلی لکھوں گی۔ جیا عباس آپ کو آپ کے حوصلے کے لیے چراغ شجاعت کا لقب دینا چاہیے کہ ایک بھائی اور پھر شوہر کی وفات پر آپ خود کو بہت مضبوط رکھتی ہیں اللہ کے یہاں شہید کا درجہ بہت بڑا درجہ ہے ہم آپ کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ آپ کی زندگی کی مشعل راہ کو ہمیشہ قندیل ہی رکھے آمین۔ آپ نے جس صبر اور استقامت اور حوصلے سے یہ صدمہ برداشت کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم ضرور عطا کرے گا۔ آنچل کی تعریف میں کیا لکھوں بس سمجھ لیجیے زندگی کے دکھوں پر تیرے آنے سے بہار آئی۔ عشنا جی ”اور کچھ خواب“ اتنا خوب صورت اینڈ آنکھوں آنکھوں میں بج گیا دل کی گہرائیوں میں اتر گیا اور کیا لکھوں تعریف میں لفظ کم پڑ گئے۔ معارج میرا فیورٹ کردار تھا آپ نے اینڈ بہت اچھا کیا آپ سے امید کروں گی آئندہ بہت جلد جلوہ گر ہوں گی۔ نازیہ جی ”سمیرا جی قلم کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیے گا“ آپ کی ہر تحریر دل پر اچھا تاثر قائم کرتی ہے آپ کی کہانی میں سچائی جذباتیت کا اثر بہت ہوتا ہے جو کسی انسانی زندگی کو معاشرے کی برائی کو سمجھنے کے لیے کافی ہے باقی آئندہ جی اجازت چاہوں گی۔ اس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آنچل کو ہمیشہ کامیابی سے سرفراز کرے آمین۔ آنچل کی سالگرہ بہت مبارک ہو فی امان اللہ۔

عشرت سید محمد رمضان......حیدرآباد سندھ

سباس گل صبا نواز بھٹی شاہ زندگی نادیہ فاطمہ رضوی اور ساریہ چوہدری اینڈ ملائکہ چوہدری کے نام

السلام علیکم! میں تو ٹھیک ہوں امید ہے آپ سب لوگ بھی ٹھیک ہوں گے۔ سباس جی! کیسی ہیں آپ؟ کیا مجھ بندی سے دوستی کریں گی؟ صبا نواز بھٹی شاہ زندگی (آپ کا نام بہت پیارا ہے) نادیہ فاطمہ اور ساریہ چوہدری ملائکہ چوہدری! کیا آپ سب مجھ سے دوستی کروگی؟ آپ سب کے جواب کا انتظار رہے گا اور پیاری سی بہن ماہ رخ سیال! کیا تم مجھ سے دوستی کروگی؟ (نا کی تو ماروں گی ہاہاہا) تم سب کی دوست بہن۔

حورین فاطمہ......ہری پور ہزارہ

آنچل پریوں کے نام

ہیلو آنچل پریو! کیسی ہو سب؟ خدا تم سب کو ایسے ہی شادوآباد رکھے۔ ہر نیا دن تمہارے لیے ڈھیروں خوشیاں لائے عروسہ شہوار! تم کہاں غائب ہو؟ شاہ زندگی تمہارا نام بہت اچھا ہے مجھے پسند ہے۔ مسکان (قصور) آپ کیسی ہیں؟ نادیہ کامران کے لیے ڈھیروں دعائیں میں آپ سب آنچل پریوں سے دوستی کرنا چاہتی ہوں چوٹالہ گرلز کو سلام۔ آپ سب کی اپنی کیوٹ سی۔

نوشابہ......چوٹالہ

پیاری جیا یاور پری وش اور ام کلثوم

السلام علیکم! پیاری جیا یاور! کیسی ہیں آپ؟ میری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کی زندگی خوشیوں سے بھر دے آمین۔ میں نے پہلے بھی آپ کو دو دفعہ دوست کا پیغام آئے میں خط لکھا تھا لیکن پتا نہیں کیوں شامل نہیں ہوا۔ مجھے آپ کی دوستی دل و جان سے قبول ہے۔ پری وش گوندل کافی عرصے سے آپ آنچل سے غائب ہیں یار جلدی سے انٹری دیں۔ سب کا پتا نہیں لیکن میں آپ کو بہت یاد کررہی ہوں۔ ام کلثوم آپ تو ہمیں بھول ہی گئی ہیں پھر بھی ہم آپ کو نہیں بھول سکتے یہی دعا ہے کہ آپ سب ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہیں (آمین) آخر میں معبرانواز سحر تسیم عظمیٰ عباس عظمیٰ نور اور میری گل یعنی گلناز عارف میں تم سب کو بہت یاد کرتی ہوں آئی مس یو اینڈ آئی لو یو سوچ۔ پری وش جیا یاور اینڈ ام کلثوم آپ تینوں سے گزارش ہے کہ مجھے اپنا خط کا ایڈریس یا فون نمبر ضرور دیں۔ سال بھر میں اتنے موقع آتے ہیں خوشیوں کے میں سب کو وش کرتی ہوں اور آپ تینوں کو بھی وش کرنا چاہتی ہوں اس کے لیے ایڈریس یا فون نمبر مانگ رہی ہوں پلیز یار! میری گزارش مان جاؤ آپ کی اپنی۔

مدیحہ بتول گوندل......مانگٹ شیخوپورہ

نادیہ لیسین فائقہ سکندر اور دیگر فرینڈز کے نام

سلام مسنون! پیارے پیارے آنچل کی مہکتی چمکتی کھلتی کھلکھلاتی کلیوں کو پیار بھرا اسلام۔ کیسے ہو میرے محبوب دوستو! امید کامل ہے رب کائنات کی رحمتوں کے سائے میں

بخیریت ہوں گے سب۔ نادیہ لیسین بہنا! میں تو ایک عام سی لڑکی ہوں لیکن آنچل اور اس کی قارئین نے مجھے اتنا پیار دیا کہ میں رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتی۔ نازیہ آپی آپ کی کتاب شاعری والی چاہیے ہمارے شہر میں نہیں مل رہی۔ فائقہ سکندر حیات میری جان میں حاضر ہوں آنچل کے پلیٹ فارم سے دوستی کی دعوت عام ہے۔

سیدہ جیا عباس کاظمی......تلہ گنگ

مسکان (قصور) اور کومل رباب کے نام

السلام علیکم! سب سے پہلے تو ہما جی آپ سے گزارش ہے میرا خط ضرور شائع کرنا پلیز۔ تو اب جناب ہوجائے دوستوں سے گپ شپ ارے آپ کیوں حیران ہورہی ہو یار میں ہوں حمنہ اور جناب میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ ڈیئر مسکان پلیز مجھے ضرور جواب دینا میں اور چندا آپی تم کو ہزار خط لکھ بیٹھی ہیں پر ہما جی شائع نہیں کرتیں اور کومل اگر آپ کو مجھ سے دوستی کرنے میں عار نہ ہو تو میرا رابطہ نمبر چندا مثال سے لے لینا اور ہاں یار مزے کی بات یہ کہ میں اور چندا آپی کزنز ہیں اور ایک ہی گھر میں رہتی ہیں ہے نا مزے کی بات تو اب پھر اجازت دو اگر دوستی کرنا ہے تو پکی والی (راہ وچ نہیں چھڈنا) میں آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی باقی سب فرینڈز کو سلام اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اللہ حافظ۔

حمنہ سحر......قصور

دوستوں کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو کاجل شاہ صدف سلیمان شورکوٹ فصیحہ آصف خان ڈیئر! آپ کا تحفہ آپ کی کتاب ”محبت سانس لیتی ہے“ مجھے انتہائی پسند آئی۔ بہت بہت شکریہ آپ کی ہر غزل اور نظم تعریف کے قابل ہے۔ اللہ آپ کو اور بھی ترقی کی منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین آپ کی محبتوں کا بہت بہت شکریہ۔ نادیہ فاطمہ رضوی آپ کیسی ہو مائے ڈیئر! میری تمام فرینڈز کو بشریٰ باجوہ سباس گل کاجل شاہ فصیحہ آپی ام ثمامہ سارہ چوہدری عظمیٰ شاہین مقدس دل آویز صبا نواز بھٹی دلکش مریم سائرہ رضی حافظہ اقراء الیاس اور جاناں کو بہت بہت سلام۔ ڈیئر جاناں! آپ کو اللہ آپ کی پھوپو کی وفات پر صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ میرے پاس اپنا پرسنل سیل نہیں ہے اگر کبھی ہوا تو آپ سے رابطہ ضرور کروں گی جس سے پہلے رابطہ تھا وہ اب میری آنٹی کے پاس ہے اور وہ اسلام آباد چلے گئے اس لیے رابطہ تھوڑا مشکل ہوگیا ہے۔ آنچل کے توسط سے تو ہمارا رابطہ رہے گا اب۔ عالیہ مائے ڈیئر! اسٹڈی کی وجہ سے اب میں گھر نہیں ہوتی بہت لمف ہے نا یار اسٹڈی اسی میں مصروف رہتی ہوں اور کوئی فرصت ہی نہیں اور حفصہ! میرا ٹھیک نام یار! تم نے پوچھا تھا تو میرا ٹھیک نام الماس افضل ہے۔ سدرہ شاہین تو میں نے فرضی آنچل کے لیے رکھا ہے جسے آپ آنچل پڑھنے والی ہی جانتی ہوں گی بس اور کوئی میرا نہیں خیال جانتا ہوگا۔ امید ہے اب تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ آخر میں صائمہ طاہر سومرو آنٹی مسز نگہت غفار پروین افضل شاہین زویا خان راولپنڈی نبیلہ نازش راؤ سعدیہ فوزیہ سلطانہ تونسہ شریف امبر گل جھنڈو فاخرہ گل زینب اصغر مغل منزہ شاہین کو میرا محبتوں بھرا اسلام قبول ہو۔ ام ثمامہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی پوری فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کے بھائی کی وفات کا بے حد افسوس ہوا اور ان کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے آمین اللہ حافظ۔

سدرہ شاہین......خانیوال

ڈیئر آنچل اور فرینڈز کے نام

میری دعا ہے کہ آنچل دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے اور پڑھنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو آمین۔ ڈیئر فرینڈز کیسی ہو سب؟ دیکھ لو میں انتظار ہی کرتی رہی تم میں سے کسی نے بھی مجھے وش نہیں کیا نا۔ ارے بھئی میری برتھ ڈے پہ (چلو کوئی گل نہیں اگلی ویری سہی)۔ 3 اپریل کو انعم تمہاری اور 4 اپریل کو نمرہ تمہاری برتھ ڈے ہیں ننھی منی پیپی برتھ ڈے (دیکھ لو مجھے یاد تھا)۔ ڈیئر شاہ زندگی 5 اپریل کو تم نے اور 19 اپریل کو بشریٰ ڈیئر نے اس دنیا کو رونق بخشی ڈھیروں دعائیں اور دعاؤں کے ہار تمہارے نام (ارے لڑو مت تم دونوں کے نام ہیں)۔ 21 اپریل کو نازی آپی جان آپ کی بھی تو برتھ ڈے ہے نا آپ بھی دنیا کو رونق بخشنے تشریف لائیں۔ ڈھیروں دعاؤں کے پھول آپ کے نام۔ ویسے کتنے مزے کی بات ہے نا کہ مارچ (13 مارچ کو) میں آئی اور میرے بعد (اپریل میں) اللہ تعالیٰ نے میری پیاری پیاری ساتھی دوستوں کو بھیج دیا میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اپنا خیال رکھیے گا اور مجھے یاد بھی (اپنی دعاؤں میں) اللہ حافظ۔

فریحہ شبیر......شاہ نکڈر

ہم سے پوچھئے

شمائلہ کاشف

کنک کامران خان......کوہاٹ

س: لڑکی کے نخرے اور قربانی کے بکرے ہمیشہ مہنگے کیوں پڑتے ہیں؟

ج: سستا روئے بار بار' مہنگا روئے ایک بار۔

س: وہ کون دو لوگ ہیں جو نوکیا موبائل آن ہونے پر ہاتھ ملاتے ہیں؟

ج: دو بچھڑے ہوئے بہن بھائی۔

س: لڑکیاں کالا سوٹ' کالے بال' کالا بیگ وغیرہ تو پسند کرتی ہیں کالا لڑکا کیوں نہیں؟

ج: آپ نے لڑکیوں پر پی ایچ ڈی کی ہے؟ کہیں آپ کا رنگ......؟

س: لڑکی ہنسی تو پھنسی' لڑکا ہنسا تو......؟

ج: پٹا......وہ بھی لڑکی کی سینڈل سے۔

س: لڑکیوں کے پیٹ میں کوئی بات کیوں نہیں رہتی؟

ج: آخر صنف نازک کتنا برداشت کرے گی اور ویسے تو آج کل لڑکے بھی......؟

س: ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہر ناکام مرد کے پیچھے؟

ج: کئی عورتوں کے ہاتھ ہوتے ہیں۔

س: دولت اور شہرت مل جانے کے بعد کس چیز کی خواہش رہتی ہیں؟

ج: ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے۔

س: خالہ اگر کسی وجہ سے پاکستان میں فیئر اینڈ لولی آنا بند ہو جائے تو اس کا اثر کس پر پڑے گا؟

ج: آپ جیسے لڑکوں پر جو چھپ چھپ کر......

نمیرا اشتاق ملک......اسلام آباد

س: آنی کیا غموں کا سمندر آنسو بہائے بغیر زندگی گزاری جاسکتی ہے؟

ج: کیوں نہیں' زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔

س: آنی! ہمارے دل پر اپنا ہاتھ رکھ دو کہ......؟

ج: ناجی نا' آپ کا دل تو پاگل ہے۔

س: اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے پاکستان اور کراچی کو حفاظت میں رکھے' آمین۔

ج: ثم آمین۔

سدرہ گل مہدی حسن......سیال

س: السلام علیکم! شمائلہ آپی کیسی ہو وہاں کا موسم کیسا ہے؟

ج: کوئی موسم ہو دل میں ہے تمہاری یاد کا موسم

س: شمائلہ آپی کیا زندگی صرف ایک بار ملتی ہے پھر کیوں نہیں جینے دیتے؟

ج: ہم تو کہتے ہیں جیو اور جینے دو۔

س: آپی میری دوست مجھ سے ناراض ہیں میں کیسے مناؤں؟

ج: گانا گا کر روٹھی ہو تم' تم کو کیسے مناؤں۔

سحرش رانا......پنڈی بھٹیاں

س: آپ کے بن رہا نہیں گیا تو لوٹ آئے آپ سے ملنے......خوشی ہوئی کیا؟

ج: جی بہت۔

س: آپی جو ہوتا ہے وہ بہت ہی اچھا ہوتا ہے اس کی سمجھ اب جا کے کیوں آئی؟

ج: شکر کرو کہ سمجھ آ گئی ورنہ ہمیں تو لگا تھا کہ......

س: مجھے کوئی مل گیا' بتاؤ تو بھلا کون؟

ج: آنچل کا سالگرہ نمبر اور کون......

س: کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ میرے سر پے سینگ ہیں' بولو ہیں کہ نہیں؟

ج: تم نے ضرور آئینہ دیکھ لیا ہوگا۔

سیدہ کنزیٰ زین......منڈی بہاؤالدین

س: السلام علیکم! شمی آپی کیسی ہیں آپ؟ پہلی بار آپ کی محفل میں شرکت کر رہی ہوں' کیسا لگا آپ کو؟

ج: سامنے آؤ پھر بتاتی ہوں......

س: آپی جی کیا آپ بھی منڈی بہاؤالدین آئی ہیں؟

ج: نہیں بھئی البتہ سبزی منڈی ضرور گئی تھی۔

س: آپی جی! لڑکیوں کو عموماً گلابی رنگ ہی کیوں پسند ہوتا ہے؟

ج: کیونکہ خوش فہمی ہوتی ہے کہ وہ گلابی رنگ پہن کے گلاب لگیں گی۔

س: شمی آپی انسان جس پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہے وہی اسے دھوکا کیوں دیتا ہے آخر؟

ج: اب آنکھیں بند کر کے بھروسا کرو گی تو دھوکہ ہی ملے گا نا۔

س: اوکے آپی جی! فی امان اللہ۔ اللہ آپ کو ہر لمحہ اپنی پناہ میں رکھے' آپ مجھے مس کریں گی نا؟

ج: ہم آپ کی مس ہیں کیا جو آپ کو مس کریں۔

آسیہ آنسے سیال......خانیوال

س: شمائل آپی آپ کی محفل میں پہلی بار شرکت کر رہی ہوں' ہم غریبوں کے لیے تھوڑی سی جگہ ملے گی؟

ج: خوش آمدید......لے لو تم بھی۔

س: آپی آپ کو غصہ آئے تو آپ کیا کرتی ہیں؟

ج: ابھی تو تمہیں جواب دے رہی ہوں۔

س: آپی آپ کیا کھا کر اتنے سوالوں کے جواب دیتی ہیں؟

ج: یہ راز کی باتیں تمہیں کیوں بتاؤں؟

س: آپی لڑکیاں اتنی نازک دل کی مالک کیوں ہوتی ہیں' ہر غلطی معاف کر دیتی ہیں؟

ج: بنت حوا' صنف نازک کی یہی تو خوبی ہے۔

س: آپی اگر دنیا میں محبت نہ ہوتی تو لوگ کیا کرتے؟

ج: محبت ہی تو تخلیق کائنات کا سبب ہے۔

س: آپی اچھی سی دعا کے ساتھ رخصت کیجیے آنچل کی محفل سے' اگلے ماہ شرکت کے لیے؟

ج: سدا سکھی رہو' آمین۔

شارودل......وہاڑی

س: پہلی بار آپ کی محفل میں شرکت کر رہی ہوں' جگہ ملے گی؟

ج: جی بالکل' خوش آمدید۔

س: اُف آپی بچاؤ...... ہائے یہاں کتنا رش ہے؟ میں کہاں بیٹھوں؟

ج: اتنے رش میں کھڑے ہونے کی جگہ ہی کافی ہے۔

س: آپی گدھا گاڑی پہ پھولوں کے گلدستے بھیج رہی ہوں' مل جائیں تو بتا دیجیے گا اور گاڑی ملی نہیں؟

ج: اپنے استعمال کی سواری بھیج دیں گی تو خود کیا کروں گی۔

س: اوکے آپی پھر ملیں گے چلتے چلتے یہ تو بتایئے آپ کو میرا نام کیسا لگا؟ مسکراتی رہیے' اللہ حافظ۔

ج: پہلے اپنے نام کا مطلب تو بتاؤ۔

لائبہ حفصہ عطاریہ......راولپنڈی

س: آپی جان کیسی طبیعت ہے؟

ج: الحمدللہ!

س: آپی اس چینی منی کو اپنی محفل میں جگہ دیں گی؟

ج: چینی کو ضرور دیں گے البتہ منی کو......

س: ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے' شعر مکمل کریں۔

ج: ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

س: آپی شہد میں ڈبو کر میٹھی سی دعا کے ساتھ رخصت کریں' پھر حاضر ہوں گی۔

ج: اللہ تعالیٰ آپ کو بہت سی خوشیاں عطا فرمائے' آمین۔

یاسمین کنول پسرور......سیالکوٹ

س: مارچ کا مہینہ امتحانات کا مہینہ کیوں ہوتا ہے؟

ج: آپ نے تو ہمیں ہی امتحان میں ڈال دیا۔

س: مارچ امتحانات کے علاوہ کس حوالے سے مشہور ہے؟

ج: موسم بہار کے حوالے سے۔

س: موسم کی تبدیلی کیسے اثرات مرتب کرتی ہے؟

ج: اچھے اور خوش گوار۔

س: بچوں بڑوں کو کون سا موسم پسند ہے؟

ج: چھٹیوں کا اور کون سا؟

س: رنگ برنگے کھلتے پھول آپ کو کیسے لگتے ہیں؟

ج: ویسے ہی جیسے تمہیں لگتے ہیں۔

س: بہت شکریہ اتنے سوالوں کے جوابات دینے کا' ورنہ تو ٹیچر بھی اتنے سوالات سن کر ہاتھ جوڑ دیتی ہیں؟

ج: ہاتھ تو ہم نے بھی جوڑ رکھے ہیں مگر......

حمنہ سحر......قصور

س: آپی کیا حال چال ہیں؟ فرسٹ ٹائم آئے ہیں جگہ ملے گی؟
ج: خوش آمدید خود ہی بنانی پڑی گی۔
س: آپی آج کل بڑی ہی سردی ہے قسم سے ٹھنڈ لگتی ہے کیا آپ کو بھی لگتی ہے؟
ج: نہیں جی یہاں سردی ہی نہیں ہوتی لگے گی کیسے۔
س: شمائلہ آپی آپ کل رات میرے خواب میں آئی تھیں قسم سے بڑی ہی......؟
ج: سراسر جھوٹ کل رات میں اپنے گھر میں تھی۔
س: آپی میرے "وہ" بڑے کنجوس ہیں آخر کیسے ان کو سیدھا کروں ضرور بتانا؟
ج: اب تمہارے ساتھ رہتے ہوئے وہ سیدھے کیسے ہوسکتے ہیں بھلا۔

عائشہ پرویز......کراچی

س: آپی کیسی ہیں آپ؟
ج: جی الحمدللہ! بالکل ٹھیک۔
س: آپی محبت کی ابتداء ہو یا عشق کی انتہا دونوں ہی......
ج: آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔
س: آپ کے نزدیک زندگی کی سب سے پیاری چیز؟
ج: ماں۔
س: آپی استاد سبق دے کر امتحان لیتا ہے تو زندگی امتحان لے کر سبق دیتی ہے کیوں؟
ج: بھئی اب زندگی کا فلسفہ ہی یہی ہے۔

سدرہ گل......سیال

س: کیسی ہیں آپ؟ سدرہ سیال آپ کی محفل میں حاضر ہے اجازت یا پھر باہر جاؤں؟
ج: باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔
س: جب بھی وہ میرے سامنے آتا تو مجھے بہت غصہ آتا ہے؟
ج: کون......وہی نا تمہاری پڑوسن کا بلا؟
س: آپی جب زندگی ہم سے روٹھ جائے پھر ہم کیا کریں؟
ج: آگے بڑھ کر منالو۔

پروین افضل شاہین......بہاولنگر

س: بادام کو توڑے بغیر یہ کیسے پتا چل سکتا ہے کہ یہ کڑوے ہیں یا میٹھے؟
ج: توڑ کر تو دیکھیں کیا پتا اندر بادام ہی نہ ہو۔
س: میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین نے مجھے چار لوہے کے چنے دیئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ تم یہ چاروں چنے چبالو تو میں تمہیں اس بار شادی کی سالگرہ پر سونے کا سیٹ دوں گا آپ بتائیں میں یہ چنے کیسے چباؤں؟
ج: آپ کے پرنس آپ کے ساتھ اپریل فول منارہے ہیں۔
س: نئی دلہن سسرالی متحدہ حزب اختلاف کا سامنا کیسے کرے؟
ج: سسرال کو سسرال نہیں بلکہ اپنا ہی گھر سمجھے۔

سیدہ امبر اختر بخاری......چندی پور

س: یقین ہے کہ نہ آئے گا ہم سے ملنے کوئی بٹ......؟
ج: بٹ آئے نا آئے مگر آنچل ضرور آئے گا۔
س: وجہ جان سکتی ہوں کہ پچھلے ماہ سے مجھے نظر انداز کیوں کیا جارہا ہے؟
ج: ہم تو آپ کو اپنی نظروں میں رکھتے ہیں انداز پر غور نہیں کرتے۔
س: میرے لف سوال دیکھ کر ردی میں پھینک دیئے تھے نا؟
ج: نہیں جی! آپ کا بھیجا گیا کوئی پیپر ردی کی ٹوکری ہضم نہیں کرسکتی۔
س: تمہاری راہ میں اپنا سفر آسان لگتا ہے......؟
ج: سفر کہاں کا ہے؟
س: رہ دراز بریدم زماہ پرسیدم جواب بھی فارسی میں دیں؟
ج: بریں عقل و دانش بباید گریست۔

کام کی باتیں

حنا احمد

لیموں کے فوائد

+ لیموں ہاضمہ کی شکایت میں مفید ہے ہضم کی صلاحیت بڑھاتا ہے۔
+ اس کا رس سورج کی تپش سے جھلسی ہوئی جلد پر ملنے سے نئی تازگی اور نکھار آجاتا ہے۔
+ لیموں کے رس میں تھوڑا سا پسا ہوا نمک ملا کر دانتوں پر ملنے سے پائیوریا (Pyveria) اور زرد مسوڑھوں سے نجات مل جاتی ہے اور مسوڑھوں سے خون آنا بند ہوجاتا ہے۔
+ لیموں کی سکنجبین موٹاپے کا بہترین حل ہے اس کے علاوہ قہوے میں لیموں کا رس نچوڑ کر پئیں۔
+ لیموں وٹامن سی کا بہترین ذریعہ ہے۔
+ نمک یا شکر ملا کر روزانہ ایک عدد لیموں کا رس پینے سے بدن میں چستی برقرار رہتی ہے اور جسم ہلکا پھلکا رہتا ہے۔
+ سر کی خشکی دور کرنے کے لیے سرسوں کے تیل میں لیموں کا رس ڈال کر سر پر اچھی طرح مالش کریں اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ بعد سر کو دھوئیں خشکی ختم ہوجائے گی اور بال نرم و ملائم ہوجاتے ہیں۔

صباحت مرزا......کوٹلہ گجرات

ٹینشن میں گرم دودھ پئیں اور واک کریں

تناؤ سے چھٹکارا پانے کے لیے سارے کام چھوڑ دیں اور واک کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ سونے سے قبل نیم گرم دودھ کا گلاس پئیں یا سنگترے کا جوس لیں۔ سنگترے میں موجود وٹامن سی آپ کی ٹینشن کو فوری ریلیف دیتے ہیں جب کہ گرم دودھ فوری طور پر اثر کرتا ہے فوراً ایسے ہارمونز کا اخراج ہوتا ہے جو تناؤ میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔

طیبہ شیریں......کوری خدا بخش

گھریلو ٹوٹکے

❖ سرخ انار اگر دوپہر کو نمک اور سیاہ مرچ کے ساتھ اکیس روز لگاتار استعمال کریں تو چہرے کی زردی دور ہوجاتی ہے۔
❖ اگر چاول ابالتے وقت اس میں لیموں کا رس ملالیں تو اس سے چاول خوشبودار اور صاف محسوس ہوں گے۔
❖ سفید ریشمی کپڑے اگر پیلے پڑجائیں تو انہیں نیم گرم پانی میں نمک ملا کر دھوئیں۔
❖ سرکہ کپڑے دھونے والا سوڈا اور واشنگ پاؤڈر تیز گرم پانی میں محلول بنا کر اس میں کپڑا بھگو کر اس سے پنکھوں اور ٹیوب لائٹ کی صفائی کریں۔
❖ پان کی پیک کے داغ پر کچا امرود کاٹ کر ملیں پھر ٹھنڈے پانی سے دھولیں داغ مٹ جائیں گے۔

سمیرا مشتاق ملک......اسلام آباد

اُف یہ سر درد

درد سر لگ بھگ ہر شخص کو کسی نہ کسی وقت ہو ہی جاتا ہے بعض اوقات یہ گرمی سے ہوتا ہے اور بعض اوقات سردی سے کبھی نزلہ کے بند ہونے سے انسان سر درد کا شکار ہوجاتا ہے اور کبھی دماغ کی کمزوری سے اس کی شکایت ہوتی ہے۔ بعض اوقات معدہ اور آنتوں وغیرہ اعضاء کے امراض مثلاً بدہضمی، قبض وغیرہ بھی دردسر کا سبب ہوا کرتے ہیں کبھی بخار کی شدت سے سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ بہرحال جس وجہ سے بھی ایسا ہو یہاں اس کے علاج کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔

اگر دردِ سر گرمی سے ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں اور ٹھنڈی جگہ جہاں زیادہ روشنی نہ ہو آنکھیں بند کرکے آرام سے لیٹ جائیں اور نیچے لکھی ہوئی دواؤں میں سے کوئی ایک دوا استعمال کریں۔

۱) دھنیا خشک کو ہرے دھنیے کے پانی میں یا صرف پانی میں پیس کر پیشانی اور کنپٹیوں پر لیپ لگائیں۔
۲) مہندی کے پتے اگر سبز مل جائیں تو ان کو پیس کر پیشانی پر لیپ کریں ورنہ باریک پسی ہوئی مہندی کو پانی میں گھول کر لگائیں۔
۳) دھنیا خشک کے ساتھ تھوڑا کافور ملا کر لگانے سے سر کا درد بہت جلد اچھا ہوجاتا ہے۔
۴) خشخاش کے بیج پانی میں پیس کر پیشانی پر لگانے سے دردِ سر بہت جلد دور ہوجاتا ہے۔

۵) عرق گلاب پانچ تولے میں سرکہ ایک تولہ ملا کر اس میں کپڑے کی گدی بھگو کر پیشانی پر رکھیں۔ گرمی کے دردِ سر کے لیے نہایت مفید ہے۔

اگر درد سردی سے ہو تو گرم جگہ پر لیٹ جائیں اور گرم دودھ یا چائے کا استعمال کریں۔ گیہوں کے آٹے کی بھوسی اور نمک دو دو تولے لے کر ایک باریک کپڑے کی پوٹلی باندھیں اور اس کو توے پر گرم کر کے پیشانی اور کنپٹیوں کو سینکیں اور یہ لیپ لگائیں۔

ارنڈ کی جڑ ایک تولہ، ادرک یا سونٹھ تین ماشے کو پانی میں پیس لیں اور ہلکا گرم کر کے یہ لیپ لگائیں۔

اگر نزلہ کے بند ہو جانے سے سر بھاری ہو جائے تو چونا بنا بجھا اور نوشادر چھ چھ ماشے لے کر باریک پیس کر ایک شیشی میں ڈالیں اور اس میں چند قطرے پانی ڈال کر تھوڑی دیر کے بعد سونگھیں۔ دردِ سر دور ہو جائے گا۔

اگر بدہضمی کی وجہ سے ہو تو ایک دو وقت کھانا نہ کھائیں اور قبض کی وجہ سے ہو تو بڑی ہڑ کا بکل چھ ماشے باریک پیس کر تھوڑا نمک ملا کر رات کو پانی سے پھانک لیں۔

بخار کی شدت سے دردِ سر ہو تو کانسی کے کٹوروں سے پاؤں کے تلوؤں اور ہتھیلیوں کو سہلائیں یا مریض کو بڑے تکیہ کے سہارے بٹھا کر اس کے پاؤں پر گھٹنوں سے نیچے کنکنا پانی گرائیں اور پاؤں کو اوپر سے نیچے کی طرف سوتیں۔

ثناء فاطمہ...... قصور

کٹا ہوا خربوزہ تازہ رکھیں

اگر خربوزہ آدھا استعمال ہوا ہو اور آدھا باقی ہو تو اس کو محفوظ رکھنے کے لیے کاٹتے وقت اس کے بیج مت نکالیں بلکہ انہیں باقی خربوزے میں ہی رہنے دیں اور اس پر کوئی چکنا کاغذ ڈھانپ کر رکھ دیں اس طرح یہ باقی خربوزہ تازہ رہے گا۔

سبز مرچوں کی جلن دور کریں

سبز مرچوں کو پیسنے سے ہاتھوں پر جلن ہو جاتی ہے اس جلن کو ختم کرنے کے لیے آٹے یا بیسن سے دھو کر سرسوں کا تیل لگالیں، جلن دور ہو جائے گی۔ ہاتھوں کو تیل سے دھولیں جلن دور ہو جائے گی۔

چھائیوں کے لیے بے حد مفید نسخہ

انڈے 2 عدد، شہد خالص 10 گرام

انڈوں کو توڑ کر ان کی زردی علیحدہ کر لیں، یہ زردی کسی برتن میں گھی کے بغیر ہی بھون لیں اور اس میں شہد اچھی طرح ملا کر رکھ لیں، روزانہ رات کو چھائیوں پر لگایا کریں، دو تین دن میں چھائیاں ختم ہو جائیں گی۔

ہلدی 10 گرام، تل سفید 10 گرام، پودینہ 10 گرام

تینوں اشیاء کو باریک پیس کر مرہم بنا لیں یہ مرہم روزانہ چہرے پر رات کو لگایا کریں، صبح کسی اچھے صابن سے چہرہ دھولیا کریں انتہائی موثر ہے۔

تلسی کے پتے 10 گرام، مکھن 50 گرام، ہلدی 10 گرام

ہلدی اور تلسی کے پتے باریک پیس لیں پھر اس میں مکھن ملا لیں اور روزانہ چھائیوں پر لگایا کریں۔

لیموں کاغذی کا رس 20 گرام، مسور کی دال 10 گرام

لیموں کے رس میں مسور کی دال کو باریک پیس کر مرہم بنائیں، یہ مرہم رات کے وقت چھائیوں پر لگائیں اور صبح دھو ڈالیں۔

ریٹھے کا چھلکا 10 گرام، دودھ 30 گرام یا پانی 30 گرام

ریٹھے کا چھلکا دودھ یا پانی میں باریک پیس لیں یہ دوا رات کے وقت چھائیوں پر لیپ کریں۔

تربوز سرخ (پکا ہوا) 1 عدد، چاول باسمتی 30 گرام

تربوز میں سوراخ کر کے اس میں چاول بھر دیں اور سوراخ بند کر دیں، 7 دن بعد چاول تربوز سے نکال لیں ان چاولوں کو باریک پیس کر ابٹن بنا لیں اسے چہرے پر لگایا کریں، بے حد مفید دوا ہے۔

نیم کے پتے 10 گرام، انار کا چھلکا 10 گرام، ہڑ کا چھلکا 10 گرام، آم کا چھلکا 10 گرام، لودھ پٹھانی 10 گرام

تمام اشیاء کو پانی میں باریک پیس کر مرہم بنائیں، یہ مرہم روزانہ رات کو چہرے پر لگائیں اور صبح کو دھولیں دو تین بار لگانے سے ہی چھائیاں دور ہو کر چہرہ نکھر آئے گا۔

صبا...... ٹنڈو الہیار